U25478

Title - TOHFATUL MOMINEEN

Creator - Mohd. Zaman Khan

Publisher - Anwaar Mohammadi.

Date - 1307 H.

Pages - 584

Subjects - Islamiyaat; Deeniyaat; Islam - Tareekh; Shoiyat; Shoiya Mak.

وجادلہم بالتی ہی احسن

تصنیف عالم باعمل فاضل بے بدل جناب منشی محمد زمان صاحب کتاب لاجواب مفید مسلمین موسوم

تحفۃ المومنین

باہتمام حاجی محمد تقی بہادر صاحب بماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۵ھ

در مطبع احمدی طبع شد

قال اللہ تبارک وتعالیٰ محمد رسول اللہ ... مغفرۃ واجرا عظیما

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تحسین اور آفرین بے حد لائق اوس حضرتِ احدیتِ قدیمِ مطلق کو ہے کہ جسنے محض اپنے فیض
حکمتِ بالغہ سے وجودِ نابود عالم اور عالمیان کو حادث اور پیدا کیا۔ اور حمد و ثنای لاتعد سزا
اوس قادرِ برحق کو ہے کہ جسنے محض بعنایاتِ قدرتِ کاملۂ خود بامتزاجِ عناصرِ اربعہ بمقتضا
صورِ بوقلمونیہ رنگارنگ آدم اور آدمیان کو ظاہر اور ہویدا کیا جلّ شانہ وہ ایسا ہی واجب لوجو
لایزال کہ اوسنے ان سب ممکنات کو بفیض اپنی ذاتِ مقدس کے موجود فرمایا۔ اور وہ ایسا
واہب الجود ہے بے مثال کہ جسنے اِن سب تمثالات کو باعداد بے شمار کے معدود کیا۔ ا
اوسکا بے منت و سوال ہے۔ اکرام اوسکا بدون کوشش و ابتہال ہے۔ سب کوئی او
نصیبۂ اکرام سے ہین خورسند۔ اور ہر شخص اوسی کے وظیفۂ انعام سے ہے بہرہ مند۔ اوسی
ارزاق اور اطعام سے ہین دوست اور دشمن روزی خوار۔ اور اوسی کی عام بخشش سے
نیک اور بد امیدوار۔ ذاتِ احدیت اوسکی ہمسر و مثال سے مبرّا ہے۔ اور صفات ازلیہ
اوسکی فنا اور زوال سے منزہ و معرّا ہے۔ فَسُبْحَانَ اللّٰہِ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَا
اور عمدہ سے عمدہ درود نامعدود اور سلام مسکِ الختام اوس رسولِ اکرم اور نبی محترم
کہ وہ شفیع المذنبین ہے رحمۃ للعالمین ہے خاتم المرسلین ہے ہادی الثقلین۔

سرداریں ہے دستگیر کونین سے ہے نام مقدس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور کل انبیا
مرسلین مین وہ مکرم اکرم ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ اوسکی شان مین فرمایا ہے اور اوسکو سب انبیا اور مرسلین پر سردار
کیا ہے پس اوسکی نعت مین اگر ہم منہ کھولین تو چھوٹا منہ بڑی بات ہے اور اگر کچھ کہین تو ایک کسی
شاعر کے قول پر اکتفا کرین ؎ لَا یُمْکِنُ الثَّنَآءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ ہ بعد از خدا بزرگ توئی
قصہ مختصر ہ اور نیز تحفہ درود اور سلام اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ اوسکی آل اطہار اور اصحاب کبار پر کہ
جنھون نے ترویج دین محمدی مین جان اور مال اپنا نثار کیا۔ اور جہان کو بیخ و بن خارستان کفر و
ضلال سے پاک اور صاف کیا پورب سے پچھم تک چارون دانگ عالم مین جھنڈے دین اسلام کے
گاڑ دیے اور مراسم دین متین کے پھیلا دیے سقف ایوان دین محمدی کے وہ سب ستون ہین پنجوا
ستون مدعا مین اونکے دونون جہان مین زبان کار اور ملعون ہین۔ کتاب اللہ اور حدیث نبوی علی اونکے
فضائل مین بیشمار پر ناطق ہے۔ بہر حال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اونھین کی شان مین صادق ہے
محبت اونکی جزو ایمان ہے اونکی عداوت مین ایمان کا نقصان ہے اما بعد واضح ہو کہ دین
اسلام مبنی ہے عدل و داد اور باخودہا اہل اسلام کی محبت و وداد پر چنانچہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
اِخْوَۃٌ۔ اور آیت شریف فرقان حمید اور قرآن مجید کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ
فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا اسپر شاہد ہے یعنے تم دشمن تھے سو خدا نے تمھارے دلون مین الفت
پیدا کر دی اور ہو گئے تم اوسکے فضل سے بھائی بھائی۔ یعنے ایام جاہلیت مین تم لوگ آپس مین
دشمن تھے سو اب بسبب قبول اور حصول نعمت دین اسلام کے تمھارے دلونمین محبت پیدا ہوئی
اور تم لوگ بھائی ہو گئے۔ مگر اوسوقت مین دین اسلام مین ایک ہی مذہب تھا سب لوگ باخودہا
بھائیون سے زیادہ الفت اور محبت رکھتے تھے لیکن بوجہ القاء بغض و عناد و آتش فساد
عبداللہ بن سبا مخرب امت محمدیہ کے دین اسلام مین مذاہب متعددہ کی بنیاد قائم ہوئی رفتہ
رفتہ انتو بہت سے مذہب ہو گئے اور بوجہ اختلاف مذاہب آپسمین بجاے محبت کے رنج و عناد

پڑ گئے خاصکر اس ملک ہند مین مذہب شیعہ و سنی کے مسلمانون مین زبردست ہین ان دونون
مذہب مین بہت لوگ پائے جاتے ہین اور ان دونون مذہب مین کہ ان سے خالی کوئی شہر اور
قصبہ اور دیہ نہین ہے ایسی دشمنی اور عداوت پڑ گئی ہے کہ آہی تو یہ اخوۃ اسلام تو درکنار حقیقی
بھائیون اور رباب بیٹے میان بی بی اور عزیز و اقارب مین باخود ہا ان دونون مذہب والون مین
نزاع لفظی سے نوبت جنگ و جدال بلکہ قتال کی پہونچ جاتی ہے اور اوسکے امن و امان قائم
رکھنے مین حکام وقت کو بھی تردد کرنا پڑتا ہے اور باعث اس رنج و عناد و فساد باہمی کا درمیان
شیعہ و سُنی کے بڑا معاملہ اصحاب ثلٰثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت بعد
از حضرت خیر البشر حضرات اصحاب ثلٰثہ رضی اللہ عنہم کو افضل و بہترین اُمت محمدی صلی اللہ علیہ
وسلم جانتے ہین اور اونکی افضلیت اور محبت اور ترتیب خلافت کو بحکم خدا اور رسول صلعم مان کر
جزو[لہ] ایمان جانتے ہین حضرات شیعہ برخلاف اسکے بحضور اصحاب ثلٰثہ گستاخیان بے ادبانہ
کرتے ہین بلکہ اونکی لنسبت تبرّا اور دشنام دہی کو جزو ایمان سمجھتے ہین اور اسکو افضل عبادات
جانتے ہین یہانتک اوسمین غلو اور تعصب بہم پونچا یا کہ اگر کوئی شیعی کبھی کسی قسم کی عبادت
ادا نکرے صرف صبح و شام معاذ اللہ اصحاب کرام پر تبرّا اور دشنام کر لیا کرے تو وہ شیعی
بلا پرسش و بغیر حساب و کتاب داخل بہشت ہوگا کیا خوب کسی نے کہا ہے ؎ دشنام
بمذہبے کہ طاعت باشد ؛ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم ؛ دشنام دہی کو عبادت سمجھنا
محض تعصب ہے اور سراسر خلاف عقل اور نقل ہے کیونکہ ابتدائے آفرینش عالم حضرت
آدم سے تا این دم کسی ملت و مذہب مین یہ نہین پایا جاتا کہ کسی معاندین اور مخربان دین
کی دشنام دہی سے خواہ وہ دشمنان حضرت مسیح و مریم و موسیٰ و سائر انبیا علی نبینا و علیہم السلام
یا دشمنان اصنام کے ہون جنت اور بیکنٹھ ملے گی اور سلف سے خلف تک کسی نے
سوائے حضرات شیعہ کے دشنام دہی کو عبادت اور باعث نجات نہین تسلیم کیا بلکہ اس فعل
قبیح اور شنیع کو سب لوگ بد اور برا اور قابل عذاب جانتے اور ماننتے آئے ہین اور سب اس فعل ناقص سے

[لہ] جزو بمعنی حصہ یعنی ٹکڑا حصہ ایمان کے یعنی ایک حصہ ہے بدون اس کے ایمان ناقص رہیگا ۱۲

باز رہنے کی تاکید مزید کرتے آئے ہین شیطان کہ دشمن آدم اور بنی آدم اور مُوسّسِ افعالِ بد
تمام عالم کا ہے اور ہر دین و مذہب والے اوسکو بد جانتے ہین مگر اوسکی بھی دشنام ہی باتفاق
راے ہر دین و مذہب اوسکی عبادت نہین اور نہ صرف ان افعال سے جنت مل سکتی ہے ہر وقت
مین بڑے بڑے کافر اور عدو اللہ والرسول گذرے ہین لیکن اونمین سے کسی کی دشنام ہی
عبادت نہین ہے شداد و فرعون وہامان وقارون و عازم قتل حضرت مسیح و ابوجہل و ابولہب
وغیرہ و شیطان ان مین سے کسی کی دشنام دہی پر نجات اخروی اور حصول جنت موعود نہین ہے
جبکہ ایسے ایسے دشمنانِ خدا اور رسول کی دشنام دہی عبادت نہین ہے تو کیونکر ہو سکتا ہے
کہ جن لوگون نے اپنا جان و مال محض بامید نجات آخرت بلا طمع ولوث دنیا کہ اسکے خیال
کی بھی گنجایش نہین اور صرف بخیال رضامندی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار کیا ہو
اور رسول اللہ صلعم پر ایمان لانے کے باعث اور نیز اونکی شرکت اور مددگاری اور اعانت
کی وجہ سے ہر طرح کی ایذا اور تکلیف اوٹھائی ہو اور ہر طرح پر دولت و حشمت خدا و رسول صلعم
کی راہ مین لٹائی اور مٹائی ہو اور سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہو اور اول ہی اول آپکی
تصدیق نبوت و معراج کی ہو اور بغیر کسی شک اور شبہے کے بلا تامل و توقف کلمہ شہادت
پڑھا ہو اور بغیر کسی مشورہ اپنے اعزّہ اور اقارب کے دین آبائی چھوڑا ہو اور اپنے بھائی
بندون سے مُنہ موڑا ہو۔ اپنا پیارا وطن اور دوست احباب خدا اور رسول کی رضامندی
کے لیے ترک کیے ہون محض خوشنودی خدا و رسول کے لیے ہجرت اور غریب الوطنی اختیار
کی ہو۔ تمام دنیا کے اکثر حصون مین اسلام کے ڈنکے بجا دیے اسلام پھیلا دیا دشمنانِ
اسلام کو معدوم اور نابود کر دیا ایک ہی قانون اسلام کا عالم مین جاری کر دیا۔ جن سے
خدا اور رسول راضی اور خوشنود ہے جنکی جان اور مال کو اللہ جل شانہ نے بعوض ہمیشگی
عطاے بہشت خرید لیا ہو جنکا درجہ اللہ تعالے کے نزدیک بہت بڑا ہو جنکے فضائل اللہ
اور رسول صلعم اور ائمہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہایت شد و مد سے بیان فرمائے ہون

اورجنکی مدح اور ثنا توریت اور انجیل مین بھی موجود ہو جنکی تعریف غیر دین اسلام والے بھی
کرتے ہون کہ ان سب باتونکا ذکر اپنے مواقع پر بالتفصیل کیا جائیگا۔ افسوس ہزار افسوس
کہ اونکی نسبت اسلام ہی مین سے ایک فرقہ یعنی حضرات شیعہ صرف اس قصور کے شبہے پر
کہ اونھون نے حق خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لے لیا۔ باغ فدک مین حصہ نہ دیا
بوقت وفات آنحضرت صلعم بوقت طلب کاغذ وقلم و دوات پیش نکیا وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ہی
قصور کے احتمالات پر (حالانکہ یہ سب باتین محض بے اصل اور بہتان صریح ہین اپنے موقع پر
بالتصریح اسکا بھی بیان کیا جاویگا) سب جان نثاریان اور فضیلتین اصحاب کرام کی برباد کرین
اور قرآن اور احادیث اور اقوال ایمۂ اطہار سب کو مثل ردی کے طاق نسیان پر ڈال دیا
اصحاب کرام وبعض اہل بیت نبوی صلعم برگزیدۂ انام کو مورد لعن وطعن بنادیا۔ کچھ ذرا بھی خوف
خدا اور شرم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نکیا۔ یہی ایک امر عظیم درمیان شیعہ وسنی کے سخت
فساد اور بغض وعناد کا باعث ہے مگر حیرت تو یہ ہے کہ جبکہ قرآن اور حدیث اور اقوال حضرات
ایمۂ اطہار علیہم السلام سے بخوبی فضائل اور عظمت شان عالی جناب صحابہؓ کی ثابت ہے
اور نیز معتبر کتب سیر سے وہ امور کہ جنکے شک اور شبہے پر اہل شیعہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو
قصوروار ٹھیراتے ہین حضرات ممدوحین مقدسین رضی اللہ عنہم اجمعین کی صفائی اور بے قصوری
پر پورے پورے گواہ ہین کہ بیان اور تصریح اوسکی اپنے موقع پر کیجاویگی تو سخت تعجب لاحق حال
ناظرین اور سامعین کے ہوگا کہ باوجود ایسی صفائی اور محبت کے پھر کیون حضرات تشیع
صحابۂ کرام کو مورد طعن بناتے ہین جہانتک اس بارہ مین سونچا اور خیال کیا گیا تو وجہ
اسکی تعصب یا عدم واقفیت اصل حالات سے معلوم ہوئی کیونکہ اکثر شیعہ علم تاریخ اور اپنے اخبار
سے محض بے خبر ہین اور اپنے اصول اور اسلاف کے حال سے غافل سراسر ہین یہان تک
کہ جب ان حضرات سے اور کسی اہل سنت وجماعت سے کسی جگہ کوئی گفتگوے مذہبی ہوتی ہے
تو باتین کج مج کہتے ہین اور بوجہ اسی لاعلمی اور بے خبری کے باتین مخالف اور نامناسب

بکنے لگتے ہین کہ مباحثہ سے نوبت مجادلہ کی بلکہ مقاتلہ کی پہونچ جاتی ہے اور بعض باتین تو ایسی دوراز قیاس کہتے ہین جیسے کوئی کہے کہ اونٹ بلی کھاتا ہے ۔ میرے ایک یار غمگسار نے کہ بڑے معزز اور اعلیٰ درجہ کے اہل کارین مجھسے ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت امیرؑ کے عقد نکاح مین ایک دیوی بھی تھی اور اوس دیوی سے اولاد بھی ہوئی اور موجود رہی مینے عرض کیا کہ حضور وہ دیوی حضرت امیرؑ کی دعا سے بشکل انسان ہوگئی تھی جب آپ اپنے عقد نکاح مین لائے تھے یا بشکل اصلی یعنی دیوی کی صورت ہی مین نکاح کیا تھا یار عزیز نے جواب دیا کہ یہ ہمین معلوم نہین ہے ۔ اور سبب اس بے خبری اور نادانی کا یہ ہے کہ اول تو کتاب بینی کا شوق ہی معلوم دوسرے کوئی کتاب بھی اس بارہ مین اردو زبان مین موافق استعداد اور فہم زمانہ حال کے موجود نہین کہ اوس سے پوری پوری واقفیت حاصل ہوجاوے اگر کسی نے بڑی ہمت باندھی اور کسی شخص کو واقف کار سمجھکر اوس سے دریافت کیا اگر وہ شخص واقف کار ہے مگر متعصب ہے جو اس زمانے مین نہایت ترقی پر ہے تو اوسنے اپنے تعصب کی وجہ سے اور بھی خرابی ڈالدی راہ مقصود سے اوس بیچارے کو ہزارون کوس دور جھینکا لینے کے دینے پڑگئے اور ہی خیالات پلٹ گئے طرح طرح کے سوچ اور جھگڑون مین وہ پڑگیا سیدھی راہ چھوڑ کر فساد کی راہ چلنے لگا اور اگر متعصب نہین ہے تو کچھ مختصر طور پر مذہب بیان کردیا جو وہ اچھی طرح سمجھا بھی نہین اور اگر وہ شخص جس سے دریافت کیا واقف کار نہین ہے تو کچھ سُنی سنائی اوڑادی نہین معلوم اوسنے کہا کیا اور یہ سمجھے کیا ۔ علما کو ادھر توجہ نہین ہوئی اگر تصنیف بھی کیے تو ایسے رسالے کہ جن سے سوال و جواب و اعتراض اور تعصب بڑھا اور آپس کے رنج و فساد بغض و عناد اور زیادہ ہوگئے لہذا کمترین اززمین وزمان بندہ **محمد زمان ولد مدح خان** ساکن الہ آباد محلہ نئی بستی خلد آباد نے بہ تصحیح و ترمیم جناب مجمع فضائل و منبع فواضل جناب مولوی **سید عبد القادر صاحب** سلمہ اللہ تعالیٰ ساکن کڑا ضلع الہ آباد ولد جناب قدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین حضرت مولانا **سید زین العابدین صاحب** مرحوم مغفور نور اللہ مرقدہ

امام مسجد چوک آرہ آباد کے حسبۃً للہ بنظر دردا خوت اسلام بامید رفع قباحات مذکورۂ بالا و بخیال
رفاہ عام مفید انام مالاکلام اس رسالے کو اردو زبان مین بعبارت عام فہم لکھا تا شنیدہ کے بود
مانند دیدہ پر عمل کرین سُنی سنائی بات پر کان نہ دھرین فریقین اصل حالات کتاب ہذا مین کہ
بلا رو و رعایت اور تعصب لکھا ہے دیکھ کر خود سمجھ لین اور انصاف کرین اور آپس کی لڑائی
جھگڑے اور کج بحثی سے باز آوین اور امید ہے کہ پس از ملاحظۂ رسالۂ ہذا بوقت مناظرہ
ومباحثہ باخود ہا کوئی اپنی حد سے قدم باہر نہ رکھ سکین گے اور نہ اپنے اصول اور احوال اسلاف
اور اخبار سے منکر ہو سکین گے اور بدین خیال کہ اہالیان مذہب تشیع کتب احادیث اہل سنت
وجماعت کو نہین مانتے لہذا رسالۂ ہذا مین اکثر استدلال آیات قرآنی خواہ کتب معتبرۂ مذہب امامیہ
وکتب سیر سے کیا گیا ہے کہ حضرات اہل تشیع کو ہرگز جاے انکار وعذر باقی نرہے اور اگر اہل سنت
وجماعت کی کوئی حدیث بیان بھی کی گئی ہے تو وہ ایسی حدیث ہے کہ آیات قرآنی اور آثار مرویۂ
مذہب امامیہ اوسکے شاہد ہین چونکہ رسالۂ ہذا مین مضامین راست بلا کم و کاست تحریر ہین اور کسی کی
رو و رعایت نہین کی گئی اور تعصب کو مطلق دخل نہین دیا ہے لہذا نام اس رسالہ کا تحفۃ المومنین
رکھا ہے وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ رَبِّ یَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ

ثبوت فضائل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا بدلائل عقلی

پہلے مین اون دلائل عقلی اور شواہد نقلی کو بیان کرتا ہون کہ جسکے دیکھنے سے اور نیز سننے سے اہل انصاف
پر عمدگی اور خوبی مذہب اہل سنت وجماعت کی کھل جاوے اور نیز بخوبی یہ بات ظاہر ہوجاوے
کہ سب مذہبون مین سے یہی مذہب اچھا اور سچا قابل اختیار کرنے کے ہے یہ تو سب
جانتے ہین کہ اصل باعث لڑائی اور فساد درمیان شیعہ اور سُنی کے معاملہ صحابۂ کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ہے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آے ہین کہ اہل سنت وجماعت اون کو
مرتبہ مین افضل اور ایمان مین اسبق تمام امت محمدیہ سے جانتے ہین اور شیعہ اون کو سب سے

زیادہ بُرا بلکہ معاذ اللہ کافر اور مرتد بناتے ہین پس حقیقت مین یہی ایک مسالہ ہے کہ جس پر دونون مذہب کے حق اور باطل ہونے کا دار ومدار ہے - لہذا پہلے فضائل صحابہؓ اور ثبوت اس امر کا کہ یہی قرآن شریف مروج اصلی ہے - بجنسہ وہی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا بلا کسی زیادتی ونقصان کے بیان کیے جاتے ہین اوسکے بعد خلافت کی ضرورت بیان کرینگے اور خلافت راشدہ کو ثابت کرینگے اور پھر جو کچھ اہل تشیع حضرات صحابہؓ کی نسبت طعن کرتے ہین اوسکے جواب لکھین گے اور اوسکے بعد پھر کچھ آثار اور اسلاف اور حدوث اور تواریخ مذہب اہل تشیع سے خبردار کرین گے تاکہ اہل انصاف انصاف کرسکین اور نیک وبد مین تمیز کرسکین - اس بات کو سب جانتے ہین کہ جب اللہ تعالی جل شانہ نے حضرت محمد مصطفے صلعم کو ملک عرب مین بدرجہ نبوت مبعوث فرمایا اور شروع شروع آپکو مکہ معظمہ مین اظہار نبوت کا حضور باری تعالے سے حکم ملا اوسوقت سب کے سب کافر اور مشرک تھے یہان تک کہ آپ کے اکثر عزیز اور رشتہ دار بھی اسی قسم کے تھے چنانچہ وہ لوگ آپ کی خبر نبوت سنتے ہی تعصب او حسد اور غصے کی آگ سے جل بھنکر خاک ہوگئے اور آنحضرت صلعم کے جانی دشمن ہوگئے اور کوئی آپ کے قول کی تکذیب کرتا تھا کوئی معاذ اللہ من ذلک آپکو مجنون ودیوانہ بتاتا تھا کوئی ساحر اور کاہن بتاتا تھا اظہار حکم نبوت ملنے پر آپ نے چھ برس تک دعوت اسلام فرمائی اور معجزات ظاہر کیے باوجود اس کے اس مدت مین صرف اونتالیس آدمی مسلمان ہوئے البتہ چھ برس کے بعد جماعت مسلمانون کی کسی قدر زیادہ ہوگئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے پر حسب معروض حضرت عمرؓ دعوت اسلام عام طور پر علانیہ ہونے لگی اور ارکان دین اسلام برملا ادا ہونے لگے پھر تو اہل مکہ نے وہ ایذا رسانی شروع کی کہ الامان الامان آخر کار بباعث دشمنی اور ایذا دہی اہل مکہ کے مکہ چھوڑا اور مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی وہان پہونچکر دین اسلام مین رفتہ رفتہ ترقی شروع ہوئی اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کے ظہور کا وقت آیا پھر تو اسقدر جلد اسلام پھیلا کہ تھوڑے ہی عرصہ مین

سیکڑون سے ہزارون اور ہزارون سے لاکھون کی تعداد مسلمانون کی ہوگئی اور روز بروز ترقی ہوتی چلی گئی پھر تو دس مین کا کیا ذکر تھا ٹکڑی ٹکڑی بلکہ فوج فوج اللہ کے دین مین داخل ہونے لگی پس مقام غور و انصاف ہے کہ ابتداے دعوتِ اسلام مین بغیر کسی حجت اور تکرار اور شک اور شبہے کے جن لوگون نے اسلام قبول کر لیا اور جو کچھ پیغمبر صاحب نے فرمایا اوسکو اٰمَنَّا صَدَّقْنَا کرکے سچ جانا اور اول ہی اول آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور اپنے عزیز اور اقربا کے بغیر صلاح و مشورہ کے اپنے آبا و اجداد کے قدیمی دین کو چھوڑ عزیزون اور رشتہ دارون سے مُنہ موڑ بلا توقف اور تردد کلمہ شہادت پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تصدیق قلب زبان سے اقرار کیا اور اپنے اختیار کی باگ نبی اکرم صلعم کے ہاتھ مین دیکر دل و جان سے سچے خیر خواہ و جان نثار غلامون سے بڑھکر تابعدار و فرمان بردار بن گئے اپنے دوست آشناؤن سے صاف بگڑ گئے قدیمی اور خاندانی ارتباط اور محبت اور قرابت کا کچھ بھی پاس و لحاظ نکیا فرمان خدا اور رسول سب سے مقدم جانا اپنے بھائی بندون عزیزون قریبون کو جو خدا اور رسول سے دشمنی رکھتے تھے بغیر کسی مروت اور جھجک کے نہایت مستعدی سے اپنے ہاتھون سے قتل کیا تمامی مال و اسباب اپنا برغبت خاطر راہِ خدا مین دیا ظاہر ہے کہ ان لوگون نے جو یہ سب کچھ کیا اور اپنے آبا و اجداد کے قدیمی دین و مذہب کو چھوڑ کر نیا دین اسلام جو اون کے آبائی دین کے سراسر مخالف تھا قبول کر لیا اسکا کوئی بڑا ہی سبب ہوگا ورنہ یہ بات تو اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ ہے کہ قدیمی دین چھوڑنا اور نیا دین اختیار کر لینا کچھ ایسی چھوٹی بات نہین ہے بڑی ہی سخت بات ہے خاص کر جبکہ نئے دین مین داخل ہونے سے بالکل عیش و آرام دنیوی جاتا ہو عزیز قریب دوست آشنا چھوٹتے ہون چنانچہ نئی نئی مصیبتین اور اذیتین پیش آئین ہر روز ایک ایک تازہ تکلیف اوٹھانا پڑی دولت دنیا سے ہاتھ دھو کر جلاوطنی اختیار کرنا پڑی بجاے امارت و ریاست فقراے مہاجرین کے لقب سے پکارے گئے امید اور طمع نفع اور راحت دنیوی کچھ نہین۔ پس اسکا کوئی ایسا ہی بڑا بھاری سبب ہوا ہوگا کہ جس سے یہ لوگ ایسے نازک وقت مین

نے دین مین داخل ہو کر مستقیم الحال رہے پس ذرا سی توجہ اور ادنیٰ عقل و شعور سے یہ بات بخوبی ذہن نشین ہوسکتی ہے کہ وہ اسباب جن سے اول اول حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے دین اسلام قبول کیا وہ صرف دو ہی صورتین ہوسکتی ہین۔ اول امید نجات آخرت و دین کی خواہش دوسرے لالچ مال و دولت کا اور طمع دنیا کی۔ پس اگر پہلی صورت تسلیم کیجاوے یعنی صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے صرف بامید نجات آخرت اور خالصۃً خدا کی رضامندی کے واسطے دین اسلام قبول کیا اور اپنا کنبہ قبیلہ اور گھر بار چھوڑا تھا تو کسی کے وہم و گمان مین بھی یہ بات نہین گذر سکتی کہ وہ حضرات پھر کسی وقت مین اوس دین سے پھر گئے ہون گے اور دینِ اسلام اور ایمان کی محبت اونکے دل سے جاتی رہی ہوگی۔ بلکہ یہ یقین ہوسکتا ہے کہ جن حضرات نے محض خدا ہی کی خوشنودی اور رضامندی کے واسطے دین اسلام کو ایسی مصیبت اور تکلیف کے وقت مین اختیار کیا ہوگا اور برسون اذیتین اوٹھائی ہونگی وہ کبھی بھی اوس دین سے نہ پھرے ہونگے۔ بلکہ ضرور ہے کہ وہ اوسپر مرتے دم تک ثابت قدم رہے ہونگے۔ اب رہی دوسری صورت یعنی حضرات صحابہؓ نے دین اسلام بطمع دنیا اور مال و دولت کے اختیار کیا تو یہ ایک ایسی مہمل بات ہے کہ اوسکی طرف فرضی خیال بھی نہین ہوسکتا اور نہ کوئی آدمی جسکو ذرا بھی عقل اور شعور اور شرم اور ایمان کا پاس ہوگا یا کچھ بھی واقفیت علم تاریخ اور سیر سے رکھتا ہوگا وہ اس امر کو مطلق نہین خیال کرسکتا خیال تو درکنار ہے ایسے خیال کے وہم و گمان کا بھی خیال نہین کرسکتا اسواسطے کہ ابتداے اسلام مین جو کچھ دنیا کی طمع تھی وہ ظاہر جو کچھ مال و دولت کی حرص تھی وہ معلوم جبکہ بوقت مقابلۂ اعدا بوجہ نہونے کے چند ہتھیارون سے باری باری سے کام لیا جاوے اور دوسرے تیسرے وقت اہلِ فوج کو کھانا تقسیم ہو اور فوج مین سوارون کے لیے سواریان براے نام ہون اور یہ سامان بھی خلیفۂ اول اور خلیفۂ ثالث وغیرہ کے طفیل سے فراہم ہوگیا تھا کہ ان صاحبون نے اپنا مال خدا کیواسطے وقف کردیا تھا ورنہ اہل بیت کو تو اپنا پیٹ بھی پالنا دشوار تھا وہ اورکسی کو کیا کھلاتے اور لشکر کا

سامان کہان سے درست کرتے اگر اہلبیت کے نسبت یہی خیال کیا جاوے تو ممکن معلوم
ہوتا ہے کیونکہ وہ نہایت مفلوک تھے۔ اور جہان کسی مہمان کے آنے سے اپنا کھانا اوسکو
کھلایا جاوے اور اپنا پیٹ عبادت خدا سے بھرا جاوے وہان دولت وخزانہ خیال کرنا اور
کسی کا اودھر بطمع دنیا ومال وزر کے رجوع کرنیکا گمان کرنا بڑے ہی بے عقل وہوش کا کام ہے
اب تواریخ غیر دین اسلام کے مورخون کی موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لیوے کسی مورخ نے
یہ نہین لکھا کہ ابتداے اسلام مین بانی دین کے پاس ایسی دولت وخزانے تھے کہ لوگ بطمع
اوسکے دین اسلام مین داخل ہوے۔ چنانچہ یہان پر ایک عیسائی مورخ کا قول نقل کیا جاتا ہے
کہ اوس سے بخوبی ثابت ہوگا کہ وہان کچھ بھی مال ودولت اور خزانہ نہ تھا کہ جسکی طمع سے کوئی دین
اسلام مین داخل ہوا ہو۔ ڈاکٹر ویٹ کے چوتھے بمپٹن لکچر کا مقولہ جسکو مشہور عالم مذہب عیسوی مسمی
گاڈفری ہینگس صاحب نے اپنی انگریزی کتاب موسومہ اپالوجی مین نقل کیا ہے اوسکا ترجمہ ذیل
مین لکھا جاتا ہے۔ محمدؐ کے اوائل عمر کے کوائف یقیناً ایسے تھے جن سے اچھی امید جاہ وجلال
اور اولوالعزمی آیندہ کی نہین پائی جاتی تھی گو وہ عرب کی ایک نہایت معزز قوم اور نہایت عمدہ
خاندان مین تھے مگر مصیبت اور افلاس کے سوا آپ کو کچھ ترکہ نہ ملا اور یہ بھی نہ ہوا کہ والدین کی
نازبرداری اور نگرانی سے یہ مصیبت کچھ کم ہو جاتی۔ علاوہ اسکے اگر حسب گمان باطل اہل تشیع
کے معاذ اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا مرتے دم تک ایمان پر ثابت قدم رہنا تسلیم نکیا جاوے تو
معاذ اللہ معاذ اللہ خداوند تعالی جلشانہ کا انجام کار سے جہل ثابت ہوگا جو شان علم قدیم خداوندی
کے سراسر خلاف ہے صفت علام الغیوبی مین پورا دھبہ آویگا اور قرآن مجید بھی بے معنی ہوا جاتا ہے
اسلیے کہ قرآن مجید مین تو اللہ تعالی نے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے نسبت بہت جگہ
اپنی رضامندی اظہار فرمائی اور صاف صاف کہدیا کہ وہ لوگ ہمیشہ بہشت مین رہین گے
اور اونکا اللہ کے نزدیک بڑا درجہ ہے اور اونہین کے واسطے دونون جہان کی خوبیان ہین
اور اللہ جل شانہ نے اون کے جان ومال کو اس قیمت پر خرید لیا کہ اون کے واسطے بہشت ہے

اور جو دین و مذہب اون کے وقت مین جاری ہوگا وہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے چنانچہ ان کل آیات کا ذکر بالتصریح فضائل صحابہ مین اچھی طرح بیان کیا جاویگا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کا مرتے دم تک ایمان پر ثابت قدم رہنا نہ سمجھا جاوے تو پھر کیونکر اللہ تعالی جلشانہ نے اونکو ہمیشہ کے واسطے بہشت مین رکھنے کا وعدہ فرمایا اور پھر اونپر مہربانی اور اون سے رضامندی کی کیا وجہ اور پھر کس طرح اللہ تعالی نے اونکا بڑا درجہ اپنے نزدیک ٹھہرایا اور کیونکر اون کے واسطے دونون جہان کی خوبیان ارشاد فرمائین اور اونکا دین کس طرح اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہوسکتا ہے۔ یہ باتین تو بدون ایمان کامل اور اعلے درجہ کے تقوے اور اطاعت خدا و رسول کے ممکن ہی نہین۔ کیا غیر ایمان والون کے واسطے بھی یہ باتین حسب منشای شریعت اسلامی ہوسکتی ہین یا معاذ اللہ اللہ تعالی جلشانہ ان لوگون کے انجام کار سے واقف نہ تھا آیندہ کا اوسکو حال معلوم نہو سکا کہ یہ لوگ آخر کار ایمان پر ثابت قدم نہ رہینگے جو اکثر جگہ قرآن مجید مین اونکی تعریف اور فضیلت اور اپنی خوشنودی اوسنے ظاہر فرمائی اور ہمیشہ ابد الآباد اون کے بہشت مین رہنے کا وعدہ فرمایا۔ ارے بھائیو تعصب کو چھوڑ دو اور انصاف کرو انصاف تمپر بخوبی کھل جائیگا کہ یہ سب اوہام باطلہ ایجاد کردہ اوسی عبد اللہ بن سبا یمنی صنعانی دشمن امت محمدیہ علیہ السلام کے ہین۔ جناب مولوی مہدی علی خانصاحب جو ایک نامی گرامی مولوی مذہب شیعہ کے تھے اونھون نے تعصب کو چھوڑکر انصاف کی نیت سے دونون مذہبون کی کتابون اور نیز تواریخ کو دیکھا تو اونکو مذہب تشیع سے نفرت کلی ہوگئی اونھون نے مذہب اہل سنت وجماعت برغبت تمام اختیار کیا اور اپنے اعزہ کی ہدایت کے لیے جو ایک کتاب موسومہ آیات بینات لکھی ہے اوسمین مضامین نہایت صحیح لکھے ہین قابل پسند اہل انصاف کے ہین نہایت عمدہ کتاب لاجواب ہے اوس کتاب مین مولوی صاحب ممدوح نے چند دلائل عقلی فضائل صحابہ مین لکھے ہین اونکو مختصراً یہان پر لکھتا ہون وہ یہ ہین کہ خلفای راشدین اور مہاجرین اور انصار رضی اللہ

عنہم اجمعین جملہ حالات اور چال چلن مین قدم بقدم اپنے پیغمبر صلعم کے تھے حرص و ہوا کو وہان دخل نتھا شب و روز خدا اور رسول خدا کی رضامندی مین رہتے تھے اس بات سے تو مخالفین بھی نہین منکر ہوسکتے کہ صحابہؓ نے حق رفاقت پیغمبر خدا صلعم کا جیسا چاہیے بخوبی ادا کیا اپنا جان و مال نہایت ہی خوشی سے آنحضرت صلعم پر فدا کیا کوئی ایذا اور مصیبت نہین رہگئی جو مشرکین نے صحابہؓ کو نہین پونہچائی جب کفار نے آنحضرت صلعم کی ایذا رسانی پر کمر باندہی اوسوقت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے کیسی کچھ حمایت اور رفاقت کی اور دعوت اسلام مین وہ سعی بلیغ فرمائی کہ بایدا و شاید جسوقت عموماً اہل عرب خاص کر قریش آنحضرت صلعم کی ایذا دہی پر ہمہ تن مستعد ہوگئے تھے اوسوقت صحابہؓ نے اپنے آپکو سپر بنا دیا اوسوقت ان حضرات کے واسطے کون سی بات اوٹھہ رہی تھی جب آنحضرت صلعم کو جہاد اور ہجرت کا حکم ہوا تو آپ کے اصحابؓ نے بمقابلہ کفار کون سے رنج وغم نہین اوٹھائے۔ پس اگر ان حضرات صحابہؓ کو محبت خدا و رسول کی نہ تھی تو کس چیز نے مہاجرین اور انصار کو دیوانہ بنایا تھا اُنھون نے کیون اپنے جان و مال کو تلف کیا یہ سختیان اور مصیبتین اونھون نے کیون جھیلین اے کچھ تو سوچو اور انصاف کرو اب ہم معاندین صحابہؓ سے پوچھتے ہین کہ صحابہ کبارؓ اور مہاجرین اور انصار رنج و مصیبت کے وقت مین آنحضرت صلعم کے شریک تھے یا نہین اور اپنا جان و مال عزت اور آبرو آنحضرت صلعم پر نثار کیا یا نہین آنحضرت صلعم کے پیچھے اونھون نے اپنے عزیزون اور قریبون اور پیارے وطنون کو چھوڑا یا نہین۔ اسلام کے پھیلانے مین اونھون نے ایذا پائی یا نہین یا آپ ایسے بدیہیات سے انکار کیجیے یا اقرار آخر انکا کہ انکار کر ہی نہین سکتے لہذا اقرار لازم آیا۔ پھر اب ذرا انصاف بھی چاہیے کہ جسکے پیچھے اونھون نے اس قدر تکلیفین اور اذیتین اوٹھائی ہونگی اوسکی نگاہ مین کیا کچھ بھی قدر اور منزلت اونکی نہوگی اور جنکے لیے اُن لوگون نے اپنا گھر بار چھوڑا ہوگا کیا اوسکے دل مین انکی کچھ بھی محبت نہ ہوگی۔ اے یارو تمکو حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام ہی کی قسم ہے کہ اگر رنج و مصیبت کیوقت مین تمھارا کوئی شریک ہو اور تمھارے دکھ درد مین ساتھ دیوے اور بھائی بندون اور وطنون کو چھوڑ کر تمھارے ہمراہ

ہووے اور اپنے جان و مال کو تمھارے پیچھے ضائع کرے تو تمھاری نگاہ مین کچھ اوسکی عزت
اور تمھارے دل مین کچھ اوسکی محبت ہوگی یا نہین اگر ہووے تو وہی مہاجرین اور انصار
کے نسبت آنحضرت صلعم کی طرف سے سمجھو اور انصاف کرو کہ جسوقت چارون طرف سے کفار
ساحر اور مجنون کہکر آپ کا دل دُکھاتے ہونگے اوسوقت جو لوگ یا رسول اللہ یا نبی اللہ
یا حبیب اللہ کہکر آپکو پکارتے ہونگے اور جبکہ عزیز اور قریب آپ کے آپکو اذیتین دیتے ہونگے
وسوقت جو لوگ آپ کے سینہ سپر ہوکر آپکو بچاتے ہونگے اونکی اس اعانت کی کچھ بھی قدر اور منزلت
آپ کے نزدیک نہووے گی۔ ارے یارو اگر انصاف کی آنکھ سے دیکھو اور تعصب کی آنکھ بند کرلو
تو دیکھو کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مرتبون کی کوئی انتہا ہی نہین ہے کون شخص ایسا ہے
س دنیا مین کہ اب اونکے مرتبے پر پونچے اور اونکا سا درجہ پاسکے کہان ہے وہ وقت اور کہان
ین حضرت رسول خدا صلعم کہ وہ دعوت کرین اور اون کے کنبے قبیلے کے لوگ آنحضرت صلعم کو
جھٹلاوین اور تم لوگون مین سے کوئی سامنے آکر صَدَّقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہکر دل مقدس
وی صلعم کو خوش کرے۔ کدھر ہے وہ وقت کہ پیغمبر خدا صلعم ہجرت کرین غار مین چھپین اور کوئی تم مین
سے اوسوقت ساتھ ہووے اور یار غار کہلاوے۔ کہان ہے وہ زمانہ کہ فقراے مہاجرین کو لیکر
ضرت مدینۂ منورہ مین پونچین اور اہالیان مدینہ اپنے اوپر مصیبت گوارا کرکے اون لوگونکو اپنے
ون مین ٹھہراوین اور انصار کہلاوین کیا اب پھر وہ دن میسر ہوسکتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم بدر کی
ائی پر جاوین اور ہم لوگ حضرت کے ساتھ ہون اور ہم لوگون کی مدد کے واسطے اللہ تعالی جلشانہ
شتون کو بھیجے اور لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کہکر اپنی رضامندی ظاہر فرماوے
ے بھائیو وہ وقت ہی گذر گیا اب کہان وہ زمانہ میسر آسکتا ہے۔ جن کو وہ نعمت ملنی تھی اونکو
ی جنکو یہ دولت حاصل ہونی تھی اونکو حاصل ہوگئی۔ جو لوگ مہاجرین مین داخل ہونے والے
ہ وہ مہاجرین مین داخل ہوگئے جو انصار مین شامل ہونے والے تھے وہ انصار مین شامل ہوگئے
ہزار جان و مال کوئی فدا اور نثار کرے مگر وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ

و الانصار کی فضیلت پا ہی نہین سکتا تمام جہان کی دولت کوئی لٹا دے مگر اصحاب بدر
یاران بیعت الرضوان مین داخل ہو ہی نہین سکتا ان دولتون کے لینے والے لے ہی گئے
ان نعمتون کے لوٹنے والے لوٹ لے گئے **شعر** حریفان بادہا خوردند و رفتند ٭ تہی خمخانہا
کردند و رفتند ٭ ارے یارو جن لوگون نے بلا واسطہ پیغمبر خدا سے تعلیم پائی اور جن شخصون نے
خود صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کی کیونکر تمھارے دل مین اونکی محبت اور تمھاری
نظر مین اونکی قدر اور منزلت نہین ہے کیا تمھاری عقل اس کو قبول کرتی ہے کہ اون ہزارون
لاکھون آدمیون مین جو برسون حضرت پیغمبر صاحب کی صحبت اور رفاقت مین رہے کسی کے دلپر
ایمان کا کامل اثر نہوا اور اون بیشمار آدمیون مین جو نمازون اور جہادون مین حضرت کے شریک
رہے کوئی بھی اسلام پر ثابت قدم نہ رہا باوجودیکہ حضر اور سفر مین آپ کے ہمراہ رہے شب و روز
اپنے کانون سے وعظ اور نصیحت سنتے رہے اپنی آنکھون سے حضرت جبرئیل کا آنا وحی کا لانا دیکھتے
رہے لیکن اپنے نفاق اور کفر سے باز نہ آئے گو کہ حضرت نے طرح طرح کے معجزے اون کو
دکھلائے انواع انواع طرح کی دعائین پیغمبر صاحب صلعم نے اونکے حق مین فرمائین لیکن نہ کسی معجزے کا اونپر
اثر ہوا نہ کوئی دعا اونکے حق مین مقبول ہوئی بھلا انصاف تو کرو کہ کوئی مسلمان ایسا عقیدہ رکھیگا
اور اپنے پیغمبر صاحب کی شان مین داغ لگاوےگا اور اونکے تمام شاگردون اور کل مریدون کو کافر
اور مرتد کہیگا۔ ذرا تو سوچو کہ اگر کسی عالم کے تمام شاگرد جاہل ہین اور کسی ولی کے مرید کلہم اجمعین فاسق
و فاجر ہون اور کسی امیر کے مصاحب سب کے سب بدچلن ہون تو کیا اس سے کچھ بدظنی اوس عالم
اور اوس ولی اور اوس امیر کے نسبت لوگون کو نہوگی۔ بیشک ضرور ہوگی۔ پس اسی طرح جب
تمام صحابہؓ کے کفر اور ارتداد پر اعتقاد رکھنا درپردہ حضرت کی شان اور نبوت مین داغ لگانا ہے
نعوذ باللہ من ذلک آمین کچھ شک نہین کہ جس زمانہ مین حضرت محمد رسول اللہ صلعم بدرجۂ
نبوت مبعوث و مشرف ہوئے اوس وقت لوگ توحید سے منکر عبادت خدا اور استعانت باللہ
مین مشرک ہوگئے تھے دین ابراہیمی کو محرف کر ڈالا تھا۔ طریقے عبادت کے بھلا دیے تھے

معاد پر یقین نہ تھا اوس مین طرح طرح کے مہمل اور بیہودہ خیالات پیدا ہو گئے تھے علم و حکمت سے محض بے نصیب تھے البتہ اخلاق ذمیمہ اور رزیلہ مین اوستاد کامل تھے۔ جاہلیت کی رسمون مین گرفتار تھے۔ جانورونکی طرح آپسمین لڑتے تھے اگر ذراسی بات مین لڑائی ہو گئی تو صدہا برس آپس مین اونکے خونریزی چلی جاتی تھی چنانچہ بکر اور تغلب کی لڑائی جو بنام حرب بسوس کے مشہور ہے وہ سنہ ۴۹۴ سے سنہ ۵۳۴ تک یعنی برابر چالیس برس تک جاری رہی اوس لڑائی مین ستر ہزار آدمی مارے گئے صرف کھیت مین اونٹ چلا گیا تھا ایک عورت نے اونٹ کو مارا مالک اونٹ نے عورت کی چھاتی کاٹ ڈالی۔ دوسری لڑائی حرب داحس سنہ ۵۶۸ عیسوی سے سنہ ۶۳۶ تک یعنی اٹھسٹھ برس برابر جاری رہی اور قبیلے کے قبیلے اوس لڑائی مین صاف ہو گئے یہ لڑائی اوسوقت ختم ہوئی جب بعض قبیلے مسلمان ہوئے اس لڑائی کی بنیاد یون اوٹھی کہ گھوڑدوڑ مین داحس نامی گھوڑا آگے بڑھائے جاتا تھا اوسکو کسی نے روک دیا تھا۔ غرض بالکل وحشی مزاج ہو گئے تھے ذرا ذراسی بات پر لڑتے جھگڑتے تھے تلوار چلتی تھی خون ریزی ہوتی تھی لڑکی پیدا ہوتی تھی اوسکو مار ڈالتے تھے عورتین بخوف شوہر لڑکی کو زندہ گاڑ دیتی تھین۔ رات دن جوا و شراب اونکا شغل تھا کہ دفعۃً غیرت غیوری کو حرکت ہوئی اور رحمت آلہی جوش مین آئی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اوس دعا کے ظہور کا وقت جسکا ذکر سورۂ بقر کے پندرھوین رکوع مین ہے یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دعا فرمائی تھی کہ آلہی مکّے والون کے لیے ایک نبی اونھین مین سے مبعوث کر اور حضرت عیسیٰ کی اوس بشارت کے ظہور کا موقع جسکا حال انجیل یوحنا کے سولہ باب مین ہے آگیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ جلشانہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ نبوت اور رسالت کا دیکر دنیا مین بھیجا اور عموماً تمام بنی آدم و خصوصاً عرب والون کی ہدایت کا بار آپ پر رکھا۔ توحید بتانے شرک چھڑانے طریقے عبادت کے سکھانے دین ابراہیمی کے جاری کرنے اخلاق حسنہ کی تعلیم دینے کے لیے حکم دیا اور ارادۂ آلہی یون مقتضی ہوا کہ نبوت آپ کی ذات مقدس پر ختم کیجاوے آپ کے بعد پھر کوئی دوسرا نبی نہو اس لیے جو فضائل اور کمالات اور معجزات جدا جدا اور

انبیا علیہ السلام کو دیے گئے تھے وہ سب حضرت رسول اللہ صلعم کو اکٹھا مرحمت ہوئے اور جو طریقے ہدایت اور تعلیم کے اور پیغمبرون کو الگ الگ سکھائے گئے تھے وہ سب حضرت صلعم کو سکھائے اور بتائے گئے۔ اسی خیال سے کہ کوئی فرقہ کوئی گروہ آپ کے فیضان نبوت سے محروم نہ رہے اور آپ کی ہدایت اور تعلیم بعض اور نبیون کی طرح بے اثر نہ ہو جاوے اور کسی کو کوئی عذر ایمان اور اسلام لانے پر باقی نہ رہے اور آپ کی نبوت سے انکار کرنیکا کسی کو موقع نہ ملے آپ کو ایسے معجزات دیے گئے جو اور کسی پیغمبر کو نہین دیے گئے تھے اسی سبب سے آپکی ہدایت کا اثر کامل جلد ظاہر ہوا۔ کچھ ایک ہی ذریعہ سے نہین بلکہ مختلف ذریعون سے لوگون نے ایمان قبول کیا۔ چنانچہ جو لوگ کہ سرآمد فصحا اور بلغای عرب مشہور تھے وہ قرآن مجید کی فصاحت دیکھکر قائل ہو گئے۔ جو لوگ کہ علم اور حکمت مین دعوی رکھتے تھے وہ آپ کی تعلیم حکیمانہ دیکھکر معتقد ہو گئے۔ جو اشخاص کہ معجزے کے طالب تھے وہ معجزات دیکھکر ایمان لائے جو لوگ شجاعت اور مردانگی مین مشہور تھے وہ میدان جنگ مین مقابلہ کی تاب نہ لاسکے آخر مغلوب ہو کر مطیع بن گئے۔ جو غرض اللہ تعالی جلشانہ کی آپ کی نبوت سے تھی کہ دین اسلام تمام دنیا مین پھیل جاوے اور سب باطل دینون پر دین اسلام غالب ہو جاوے وہ حاصل ہو گئی۔ لیکن یہ فائدہ جو بعثت نبوی صلعم سے ہوا یہ صرف اہل سنت وجماعت کے اصول کے مطابق ثابت ہوتا ہے اور موافق اصول مذہب حضرات شیعہ کے ہرگز ثابت نہین ہوتا بلکہ وہ اعتراض علمای نصارا کا کہ آنحضرت کی تعلیم اچھی نتھی اسلیے وہ نبی نہ تھے خوب جم جاتا ہے اس لیے کہ جو لوگ حضرت کے سامنے ایمان لائے جب اونکی نسبت یہ اعتقاد کیا جاوے کہ وہ ایمان اور اسلام مین کامل نہ تھے اور دل سے حضرت کی نبوت کے معتقد تھے مرتے دم تک اسی پر ثابت قدم رہے تو البتہ یہ امر مسلم ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی ہدایت سے جو غرض تھی وہ حاصل ہو گئی مگر جب یہ گمان کیا جاوے کہ معاذاللہ معاذاللہ وہ ظاہر مین مسلمان تھے اور باطن مین کافر۔ یا یون کہا جاوے کہ وہ آنحضرت صلعم کے

بعد وفات نعوذ باللہ مرتد ہوگئے تو پھر کس طرح کہا جاسکیگا کہ آنحضرت صلعم کی ہدایت سے کچھ فائدہ ہوا سچ تو یون ہے کہ جو مذہب اور اعتقاد حضرات صحابہؓ کی نسبت شیعون کا ہے اوس سے آنحضرت صلعم کی نبوت پر الزام آتا ہے اور مذہب اسلام پر شبہہ ہوتا ہے اسواسطے کہ جب کوئی اس امر پر یقین کرے کہ جو لوگ حضرت رسول اللہ صلعم پر ایمان لائے اونکے دلون پر کچھ اثر ایمان اور اسلام کا نہ تھا وہ لوگ صرف ظاہر مین مسلمان اور باطن مین معاذ اللہ کافر تھے یا آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد ہی نعوذ باللہ منہا مرتد ہوگئے دین اسلام سے پھر گئے وہ شخص حضرت صلعم کی نبوت کی تصدیق کرہی نہین سکتا ہے اور کہسکتا ہے کہ اگر حضرت سچے نبی ہوتے تو اونکی ہدایت مین کچھ نہ کچھ اثر ہوتا اور کوئی نہ کوئی دل سے اون پر ایمان لایا ہوتا ہزارون لاکھون آدمیون مین سے جو اونپر ایمان لائے بھلا سَو دو سَو تو ایمان پر ثابت قدم رہ جاتے اگر صحابۂ کرام حسب اعتقاد باطل اہل تشیع اسلام اور ایمان مین ثابت اور کامل نہ تھے تو پھر ذرا مہربانی کرکے اون لوگون کو بتلائیے جنپر آنحضرت صلعم کی ہدایت کا اثر ہوا وہ لوگ کتنے ہین جنکو آنحضرت صلعم کی نبوت سے فائدہ ہوا اگر اصحاب نبوی صلعم سوا معدودہ چند کے بقول اہل تشیع سب کے سب معاذ اللہ منافق اور مرتد تھے تو دین اسلام کو کسنے قبول کیا اور حضرت پیغمبر صلعم کی تعلیم اور تلقین سے کس کو نفع پونہچا کن لوگون نے آنحضرت صلعم کے کہنے سے شرک چھوڑ کر توحید پر اعتقاد کیا کن شخصون نے عبادت کے طریقے سیکھے اور کس گروہ نے دین محمدی صلعم کو جاری کیا کس فرقے نے ایمان کو پھیلایا ایسے اعتقاد اور مذہب رکھنے والون کو تو اسلام کا نام لینا اور پیغمبر صاحب صلعم کی نبوت کا اقرار ظاہری بھی نہ کرنا چاہیے اگر پیغمبر صاحب پر ایمان لانے والون مین سے سَو دو سَو ہزار دو ہزار کو تم کافر کہتے یا اون لوگون کو جو آنحضرتؐ کے بعد مسلمان ہوئے تم منافق جانتے تو صبر آتا۔ افسوس تو اس بات پر آتا ہے کہ وہ تو اونھین لوگون پر اعتراض کرتے ہین جو سب سے پہلے ایمان لائے اور اونھین کو منافق بتلاتے ہین جنھون نے خدا کے دین کو جاری کیا اور ہزارون لاکھون آدمیون مین سے

جو حضرت پر ایمان لائے تھے سوائے چار پانچ شخصون کے کسی کو اچھا نہین کہتے ہین.
فرمائیے کہ پھر کیونکر ایسے اہل عقائد پر تعجب نہ آوے اور کیونکر ایسی گمراہی پر افسوس نہ
آوے۔ دین اسلام کے کل مذاہب کے لوگ کیا سنی کیا شیعہ کیا رافضی کیا خارجی
وغیرہ سب حضرت پیغمبر صلعم کی زیارت کو افضل ترین سعادت اور بہترین قربات سے
سمجھتے ہین اور اب زمانۂ حیات نبوی صلعم نہین ہے لہذا نبی اطہر صلعم کی قبر مقدس کے دیکھ
لینے کو اور آپ کے روضۂ انور کی خاک آنکھون مین لگانے کو غنیمت جانتے ہین سب کامو سے
بڑھکر اور بہترین سعادت سمجھتے ہین اگر کسی شخص کو خواب مین بھی زیارت میسر آجاتی ہے
تو سب مسلمان زیارت کرنے والے کو معزز و مکرم سمجھنے لگتے ہین مگر جو لوگ برسون حالت حیات
مین آنحضرت صلعم کی زیارت کرتے رہین رات دن آپکی صحبت مین حاضر رہین اور ہر وقت
وہر لحظہ دیدار انور سے مشرف ہون ہمیشہ آپ سے بات چیت کرین اپنا جان ومال نثار کرین
ہر طرح رنج وراحت مین شریک رہین آنحضرت صلعم کی یاری اور مددگاری اعلاء
کلمۃ اللہ مین کرتے رہے جن کی تھوڑی سی صفتین ان ابیات سے ظاہر ہین ۔

از وطن ہا مہاجرت کردند	بر الم ہا مصابرت کردند
در سفر ہمرکاب او بودند	در حضر ہم خطاب او بودند
ہمہ آثار وحی دیدہ ازو	ہمہ اسرار دین شنیدہ ازو
بانئ ورشد اندو اہوال	بذل ارواح کردہ واموال
پایۂ دین بلند از ایشان شد	کار شرع ارجمند از ایشان شد
رضی اللہ عنہم از سو حق	بہر ایشان بشارت مطلق

غرض کہ صرف زیارت اور صحبت ہی حضرت سید الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کی وہ فضیلت ہے
کہ کوئی بزرگی اسکو نہین پاتی نہ کہ جب اسکے ساتھ اور فضائل ذاتی بھی صحابہ رضی اللہ عنہم مین موجود ہون
تو پھر ان کے مراتب اور مدح کی کیا انتہا ہے ۔ ؏ آنکھین موندی ہوئی ہون اور تو پھر دن بھی آتا ہے

اسمین قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا + کل مسلمان اس امر کو جانتے اور مانتے ہین کہ ابتدا اور ترقی اسلام کی مکہ اور مدینہ سے ہوئی اور تمام دنیا کے کل مقامات سے اہل اسلام کے نزدیک ان دونون جگھون کو فضیلت اور عزت ہے۔ مکہ معظمہ خدا کا گھر اور رسول اللہ کا مولد ہے مدینہ منورہ مقدسہ آنحضرت صلعم کا شہر اور مدفن ہے مکہ معظمہ مین اسلام کی بنیاد قائم ہوئی اور مدینہ مطہرہ مین اسلام کی ترقی ہوئی اور ان دونون جگھون کو اللہ تعالی جلشانہ نے وہ فضیلت اور شرافت عطا فرمائی ہے کہ بعد بعثت حضرت رسول اللہ صلعم کے اب قیامت تک کوئی مذہب باطل وہان جاری نہ ہوگا اور دجال ملعون کا بھی گذر اون دونون مقامات مقدسہ مین نہ ہوگا۔ بس اب انصاف طلب یہ بات ہے کہ ان دونون مقامات مقدسہ کے جو لوگ محافظ اور خادم اور جاروب کش ہین اور جنکے انتظام و اہتمام مین یہ مقامات بلکہ اکثر مزارات اہل بیت رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہین اونکا اعتقاد نسبت صحابہ کے کیسا ہے جیسا کچھ کہ وہ اعتقاد رکھتے ہون اوسی کو اصل ایمان سمجھنا چاہیے بس خدا کے کرم و فضل سے سب صغیر اور کبیر جانتے ہین کہ اون دونون جگہ کے تمام محافظ و خادم بلکہ اکثر ملک عرب کے رہنے والون کا جو کچھ اعتقاد صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی نسبت آنحضرت صلعم کے زمانہ سے آج تک ہے وہ سب پر روشن ہے اگر حسب عقائد شیعون کے یہ کہا جاوے کہ معاذ اللہ وہ سب کے سب گمراہ اور باطل اعتقاد پر ابتک قائم ہین تو ایسے عقیدے سے مذہب اسلام پر سخت الزام آتا ہے کہ خداوند عالم جلشانہ نے جس جگہ اپنے نبی کو اور اوسکی اولاد کو پیدا کیا اور جہان اپنے پیغمبر صلعم کا مدفن اور ائمہ اطہار کا بنایا اور جن جگھون کو عرش اور کرسی کے برابر رتبہ دیا جہان سے اسلام اور ایمان جاری ہوا اور تمام ملکون مین پھیلا وہین کے محافظون اور خادمون اور رہنے والونکو اب تک خدا ے عادل نے باطل اعتقاد پر قائم رکھا اور اون لاکھون کرورون آدمیون کو جو اس تیرہ سو برس کے عرصہ مین وہان پیدا ہوئے اور وہان رہے گمراہ رکھا اور گمراہی پر اون کا

خاتمہ کیا اور پھر اونھین گمراہون کے قبضے مین یہ مقامات اور نجف اشرف اور کربلاے معلیٰ دیدی اور اپنے عدل کو جو واجب تھا ترک کردیا اونھین بدعقیدون سے مکہ اور مدینہ بھر رکھا ہے اور وہی گمراہی اور ضلالت ابتک تمام ملک عرب مین پھیلی ہوئی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ خداے عادل اپنے گھر اور اپنے رسول حبیب اور اہل بیت کے گھر کو پاک صاف نہین کرتا اور مومنین پاک سے اون شہرون کو آباد نہین کرتا اور گمراہون کو ایسی پاک جگہ سے نہین نکالتا لیکن شاید سنیون سے خدا ڈرتا ہوگا۔ کیونکہ دو تین صحابیون نے تو ملک خلافت غصب کرلی تھی اگر یہ اونکی اولاد سے اوچھون تو بہت کثرت سے ہے کہین میری خدائی نہ چھین لین۔ جیسے جیسے زمانہ نبوت کا دور ہوتا گیا اور اسلام مین ضعف آتا گیا مذہب شیعونکا ترقی پاتا گیا۔ عقائد باطلہ کو رواج ہوتا گیا اور بعض بعض ملکون اور شہرون مین انکی حکومت بھی ہوگئی اور بادشاہت اور سلطنت بھی نصیب ہوگئی یہ سب کچھ ہوا مگر مکہ اور مدینہ اور عرب مین جو دین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی اب بھی جاری ہے جو مذہب رسول مقبول صلعم کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے ع ہست محفل بران قرار کہ بود ✽ ہست مطرب بران ترانہ ہنوز ✽ وہی مذہب حق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے سامنے جاری تھا وہی اب بھی جاری ہے وہی دین و مذہب پسندیدۂ خداوند تعالیٰ ہے اوسی دین و مذہب کی نسبت قرآن مجید مین سورۂ نور مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ ترجمہ یعنی اونکے وقت مین وہی دین ہوگا جو خدا کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ تشریح اسکی عنقریب اوس مقام پر بخوبی کیجاوے گی جس جگہ پر یہ آیت شریف پوری لکھی جاویگی۔ اب یہان سے فضائل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مین وہ شہادتین بیان کی جاتی ہین جو قرآن مجید اور توریت و انجیل مین مذکور ہین اور نیز وہ شہادتین جو ایمہ کرام علیہم السلام سے کتب امامیہ مین منقول و مذکور ہین۔ کیا سُنی اور کیا شیعہ یہ بات سب جانتے ہین کہ اللہ تعالیٰ جلشانہ نے جسطرح کتب آسمانی مین اپنے پیغمبر صلعم کا ذکر فرمایا ہے

اوسی طرح پر یاران پیغمبر صلعم کا بھی تذکرہ بطور پیشین گوئی کے فرمایا ہے اونکے حالات اور
صفات کو مثالون مین بیان کر دیا ہے اس سے کوئی اسوجہ سے انکار نہین کرسکتا کہ خود
اللہ تعالیٰ جلشانہ نے فرمایا ہے چنانچہ آیت شریف قرآن مجید کی اس بیان کی شاہد ہے۔
مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا
سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ
ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ
فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۔ ترجمہ محمد اللہ کا رسول ہے
اور جو لوگ ساتھ اوسکے ہین سخت ترین کفار پر رحم دل ہین درمیان اپنے (یعنی مسلمانون مین)
دیکھتا ہے تو اون کو رکوع اور سجدہ کرنے والے وہ چاہتے ہین فضل خدا سے اور رضامندی
اوسی اللہ کی نشانی اون کے چہرون پر ہے اثر سجدے سے یہ ہے صفت اونکی توریت
مین اور صفت اونکی انجیل مین مثل کھیتی کے کہ نکالے انکھوا اپنا پس قوی کرے اوسکو پس موٹے
ہوجاوین اور کھڑے ہوجاوین اپنی جھڑی پر خوش لگتی ہے کھیتی کرنے والے کو تاکہ غصے مین
لاوے اللہ جلشانہ بسبب اون مسلمانون کے کافرون کو جیسا کہ اللہ جلشانہ نے اس آیت
شریف مین بیان فرمایا ایسے ہی توریت اور انجیل مین بھی مثالون کی طور مذکور ہین۔ توریت
کی کتاب استثنا کے باب ۱۳ اورس ۶ مین لکھا ہے کہ (اگر تیرا بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست
کوئی تجھے بھسلاوے اور کہے کہ آ غیر معبودون کی بندگی کرو تو تو اوسکے موافق نہونا اور اوسکی
بات نہ سننا اور اوسپر رحم کی نگاہ نہ رکھنا اور اوسکی رعایت نہ کرنا اور اوسے پوشیدہ نہ رکھنا
بلکہ اوسکو ضرور قتل کر ڈالنا اوسکے قتل پر پہلے تیرا ہاتھ پڑے) پس غور کرنا چاہیے کہ جو کچھ
حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اوسکو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کرکے دکھایا
جیسی کچھ شدت اور سختی کافرون پر چاہیے اوسکا ظہور صرف یاران پیغمبر خدا صلعم سے ہوا
چنانچہ جنگ احد مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا

اسکو شیعون کے امام اعظم شیخ مطہر حلی نے تذکرۃ الفقہا کی چھٹی فصل مین لکھا ہے
وہ یہ ہے۔ وَلِاَنَّ اَبَا بَکرٍ اَرَادَ قَتلَ اَبِیہِ یَومَ اُحُدٍ فَنَہَاہُ النَّبِیُّ صلعم عَن
ذٰلِکَ۔ اور اسواسطے کہ تحقیق حضرت ابوبکر صدیقؓ نے احد کے دن اپنے باپ کے قتل
کا ارادہ کیا مگر آنحضرت صلعم نے اونکو منع فرمایا کہ تو جانے دے اور کوئی یہ کام کریگا
امامیہ مذہب کے مفسرین نے تفسیر مجمع البیان اور منہج الصادقین اور خلاصہ تفسیر
جرجانی مین لکھا ہے کہ بعد فتح جنگ بدر کے مکے کے بہت لوگ گرفتار ہو کر لشکر اسلام مین
آئے اور قید ہوئے اون مین اکثر مہاجرین کے عزیز و اقارب بھی تھے آنحضرت صلعم
نے اونکے معاملہ مین صحابہ رضی اللہ عنہم سے شورہ کیا تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ جو کوئی جسکا رشتہ دار ہے وہ اوسکے حوالہ کیا جاوے تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے رشتہ دار
کافر کو قتل کرے اور خدا کی محبت کے سامنے رشتہ اور قرابت کا خیال نکرے اس لیے
عقیل علی کو اور نوفل وغیرہ جعفر اور عباس حمزہ کو اور فلان فُلان کو حوالہ کیا جاوے واسطے
قتل کے۔ اب معاندین صحابہؓ ذرا چشم انصاف دیکھین کہ مضمون اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ
حضرت صدیقؓ و حضرت فاروقؓ پر کیسا ٹھیک اور صادق ہے۔ اے حضرات شیعہ تم ذرا
اپنے ہی مفسرون کی کتابون مین دیکھو اور انصاف کرو اور سمجھو اور اگر اب بھی نہ سمجھو تو
بقول مولوی مہدی علی خانصاحب کے تمسے خدا سمجھے۔ متی کی انجیل کے باب ۱۳ اسکے
درس ۳۱ و ۳۲ مین لکھا ہے کہ (آسمان کی بادشاہت رائی کے دانہ کے مانند ہے
جیسے ایک شخص نے لیکے اپنے کھیت مین بویا اور وہ سب بیجون سے چھوٹا ہے پر جب
اوگتا ہے تب سب ترکاریون سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہوتا ہے کہ ہوا کے پرندے
اوسکی ڈالیون پر بسیرا کرتے ہین) اب اس پیشین گوئی کو اس آیت قرآن مجید سے جو ابھی
مذکور ہوئی ملانا چاہیے کہ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ
فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ۔ دیکھو اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ پیغمبرؐ کے یارون کے

مثال انجیل مین اسطرح لکھی ہے جسطرح ایک چھوٹا سا دانہ کہ اوس مین اول پتی نکلتی ہے پھر وہ بڑھتا جاتا ہے یہان تک کہ بڑا درخت ہوجاتا ہے اور دیکھنے والے کو تعجب آتا ہے پس اس آیت کے مضمون کی اوس عبارت انجیل سے جو اوپر بیان کی گئی کیسی تصدیق ہوتی ہے - اور شہادت قرآن اور توریت اور انجیل سے کیسی کچھ فضیلت صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی ثابت ہوتی ہے - اور درحقیقت یہ مثال تو بالکل صحابہؓ کے حال کے مطابق ہے کیونکہ پہلے وہ تھوڑے تھے پھر آہستہ آہستہ بڑھ گئے اور اونکا ایک بڑا بھاری لشکر ہوگیا جسکی جماعت اور کثرت کفار دیکھ دیکھکر تعجب کرتے تھے اور جلے مرتے تھے - پس جو کوئی صحابہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور بزرگی کا قائل اور معتقد نہو وہ حقیقت مین قرآن اور انجیل اور توریت وغیرہ کتب آسمانی کا منکر ہے اور جو قرآن اور کتب آسمانی کا منکر ہو اوسکو کیا سمجھنا چاہیے اور اوسکی نسبت اطلاق اسلام یا کفر کا کیا کرنا چاہیے تم ہی سمجھو - ارے بھائیو اگر صحابۂ رسول اللہ صلعم کے ایمان اور اسلام کے تم قائل نہین تو ذرا براہ عنایت ارشاد فرماؤ کہ (والذین معہ) سے کیا مطلب ہے اور وہ کون لوگ آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے جنکی صفت اللہ تعالی جلشانہ خود اس آیت شریف مین فرماتا ہے اور (اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ) کا مصداق بتاؤ کہ وہ کون حضرات تھے جو کافرون پر سختیان کرتے تھے اگر چار یا چھ کے علاوہ سب صحابہؓ کبار نعوذ باللہ من ذلک منافق اور کافر تھے تو پھر وہ کون لوگ تھے جن کے سبب سے اسلام ایک دانہ سے بڑا درخت ہوگیا اور وہ کتنے اشخاص تھے جنکو کفار دیکھکر غیظ مین آجاتے تھے کیا یہ بات کسی کے قیاس مین آسکتی ہے کہ چار چھ ہی شخصونکو دیکھکر کافر جلے مرتے ہونگے اور معدودے چند کے ایمان لانے سے کفار تعجب کرتے رہے ہونگے کیونکہ قاعدہ ہے کہ انسان اوسی کو دیکھکر جل مرتا ہے جن پر قابو نہین پاتا اور جنکا کچھ کر نہین سکتا اگر ہزارون آدمی مسلمان نہین ہوگئے تھے اور وہ سب کے سب ایمان مین کامل نہ تھے تو پھر اللہ تعالے جل شانہ

(فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ) کیون فرماتا ہے اگر ہزارون شخص اسلام نہین لائے تھے تو کن کو دیکھ دیکھکر کفار کو غصہ آتا تھا پس جب تک کوئی صحابہؓ کی فضیلت اور اونکی کثرت کو تصدیق نکریگا وہ ان آیتون کی بھی تصدیق نہین کرسکتا بڑے تعجب کی بات ہے کہ جو لوگ ان آیتون کی تصدیق کرتے ہین اور انجیل مین جو مثال لکھی ہے اوسکو پیغمبر خدا صلعم کی نبوت کی نسبت پیشین گوئی پر محمول کرتے ہین اور پھر صحابہ کبارؓ کی فضیلت اور کثرت سے انکار کرتے ہین اور اس قسم کی آیات قرآنی اور پیشین گوئیونکو صرف چار یا چھ شخصون پر ختم کرتے ہین اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے عداوت رکھتے ہین وہ درحقیقت (لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ) کی تہدید سے ذرا بھی نہین ڈرتے ہین سچ ہے (وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ) قرآن مجید کی سورۂ آل عمران مین اللہ تعالی صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی فضیلت مین فرماتا ہے (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ) یعنی تم ہو بہترین سب امتون سے جو پیدا ہوئی ہین حکم کرتے ہو تم لوگ نیک بات کا (یعنی ایمان اور اطاعت رسول پر) اور منع کرتے ہو ناپسند باتون سے (یعنی کفر اور سب بری چیزون سے) اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔ دیکھو اس آیت شریف مین اللہ تعالے جل شانہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے مخاطب ہو کر اونکی فضیلتون اور بزرگیون کو خود اون سے ارشاد فرماتا ہے کہ تم بہترین امت سے ہو تمکو مین نے اور مخلوق سے چُن لیا ہے تاکہ تم میرے بندونکو ہدایت کرو پس جس کام کے واسطے تم مقرر ہوئے ہو وہ اسکو کرتے ہو جو خدمت تمھارے سپرد ہے اوسکو بخوبی ادا کرتے ہو۔ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ کہ لوگونکو نیک کام سکھاتے ہو اور بری باتون سے بچاتے ہو اور اس آیت کے مخاطب اہل بیت تو ہو ہی نہین سکتے کیونکہ اون پر تقیہ واجب تھا او تقیہ ہی مین عمر گزاری امر بالمعروف نہی عن المنکر کی نوبت کب آئی نماز روزہ تک

سنیون کی طرح ادا کرتے رہے ۔ اب ذرا غور کیجیے اور چشم انصاف سے دیکھیے تو یہی
ایک آیت فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم مین کیسی شاہد ہے کہ بایداد رشایداور معاندین
صحابہ رضی اللہ عنہم کے باطل عقائد کے بطلان پر دلیل کافی اور وافی ہے کیونکہ جب خود
خداوند کریم اصحاب رسول اللہ صلعم کی نسبت فرماتا ہے کہ وہ بہترین امت سے
ہین اور بنی آدم کی ہدایت کے واسطے پیدا کیے گئے ہین اور صحابہؓ کے افعال حسنہ کی
اللہ جلشانہ تصدیق فرماتا ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہین جو لوگ محض براہ
عداوت باوجود تصدیق باری تعالیٰ کے اسبات پر کہ صحابہ بہترین امت مین سے ہین اور
اونکے افعال افعال حسنہ ہین اور وہ ہدایت مخلوق کے واسطے چن لیے گئے ہین صحابہؓ
کو بدترین امت سے جانتے ہین اور اونکی فضیلت اور بزرگی سے انکار کرتے ہین
اون لوگونکے خبث باطنی اور کورچشمی پر سخت افسوس آتا ہے طرفہ تر یہ کہ پھر اپنے تئین اوس
فرقہ سے سمجھتے ہین کہ جو قرآن مجید کو خدا کا کلام جانتے ہین اور اوسپر ایمان رکھتے ہین اور لقب
اپنا مومن پاک مقرر کرتے ہین مگر (فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا)
سے مجبور ہین اللہ تعالیٰ اونکو اس مرض مہلک سے نجات دے تو دے اور کون دے سکتا
ہے ۔ اور کیون نہ تعجب اور افسوس آوے کہ وہ لوگ ایسی صریح آیات کی شہادتون پر
بھی اپنے فاسد عقیدون سے باز نہین آتے اور ذرا بھی قرآن مجید کی لفظون کو نہین
دیکھتے ارے بھائیو اگر صحابہ کبارؓ بہترین امت سے نہ تھے تو اللہ جلشانہ کا یہ خطاب کُنتُم
خَيْرَ أُمَّةٍ ۔ تم بہترین امت سے ہو ۔ کس سے ہے اگر اونکے عمل اعمال حسنہ نہ تھے
تو باری تعالیٰ جلشانہ کا یہ ارشاد کہ (تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ)
(تم نیک کام اورون کو بتاتے ہو برے کامون سے منع کرتے ہو) کس کی طرف ہے
اگر صحابہؓ سچے دل سے ایمان نہین لائے تھے تو باری تعالیٰ جلشانہ کی اس تصدیق کے
(وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ) تم خدا پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہو کیا معنی ہین ۔ یہ آیتین

تو نہایت ہی صاف ہین اسمین کسی تاویل اور بناوٹ کی گنجایش ہی نہین ہے سیدھی سیدھی لفظون مین اللہ جلشانہ صحابہؓ کے ایمان اور اعمال کو بیان کر رہا ہے اور براہِ کمال عنایت و مہربانی کے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر اونکی تعریف اونھین سے کر رہا ہے۔ مگر سخت حیرانی ہے کہ پھر شیعان پاک کے نزدیک کیا اس آیت کے الفاظ مہمل بے معنی ہین یا کوئی لغز اور پہیلی خواہ کوئی معما ہے کہ وہ اون سے حل نہ ہو سکے یا اونکے عقیدے مین یہ الفاظ قرآن کے نہین ہین صرف جامع قرآن نے اپنی اور اپنے بھائیون کی فضیلت جتانے کو بڑھا دیے ہین یا اللہ جلشانہ نے بھی تقیہ کر لیا ہے شوکت و قوت صحابہؓ سے ڈر گیا ہے آخر بات ہی کیا ہے کچھ کہو تو سہی اور اہل بیت کے حق مین وہ کون سے الفاظ وارد ہوئے ہین جو ان الفاظ سے زیادہ مظہر تعریف ہین ذرا بیان تو کیجیے۔ حیرت اندر حیرت تو یہ ہے کہ اسکا بھی اقرار کرتے جاتے ہو کہ درحقیقت آیتین خدا کی کتاب کی ہین اسکی بھی تصدیق کرتے جاتے ہو کہ بے شک یہ آیتین صحابہؓ کی شان مین نازل ہوئی ہین باوجود اسکے پھر صحابہؓ کی فضیلت پر اعتقاد رکھنا تو درکنار اونکے ایمان اور اسلام کی بھی تصدیق نہین کرتے۔ خداوند کریم جنکو خَيْرَ اُمَّةٍ فرماتا ہے تم اونکو شَرَّ اُمَّةٍ سمجھتے ہو۔ جنکی نسبت اللہ جل شانہ۔ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کہتا ہے تم اونکے حق مین (يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ۔ یعنی حکم کرتے ہین بُرے کامونکا اور منع کرتے ہین اچھے کامون سے) کا اعتقاد رکھتے ہو۔ خیر ہوا سو ہوا اب ایسے بدعقیدون سے توبہ کرو اور اپنے یہان کی معتبر تفسیرون مین دیکھو تمھارے علما اور مفسرین کیا کہتے ہین تفسیر مجمع البیان طبرسی مین جو کہ مذہب شیعہ مین بہترین تفسیر ہے اور ۱۲۶۸ ہجری مین بمقام طہران دار السلطنت ایران مین چھپی ہے اوسکے صفحہ ۲۰۰ مین لکھا ہے۔ لَمَّا تَقَدَّمَ ذِكْرُ الْاَمْرِ وَالنَّهْيِ عَقَّبَهُ تَعَالٰى بِذِكْرِ مَنْ تَصَدّٰى لِلْقِيَامِ بِذٰلِكَ مَدَحَهُمْ تَرْغِيْبًا فِي الْاِقْتِدَاءِ بِهِمْ فَقَالَ (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ)

قِيلَ فِيهِ اَقْوَالٌ اَحَدُهَا اِنَّ مَعنَاهُ اَنتُمْ خَيرُ اُمَّةٍ - یعنی پہلے خداوند کریم
نے امر و نہی کا ذکر کیا پیچھے اوسکے اون لوگون کا بیان کیا جو کہ امر بالمعروف اور نہی
عن المنکر کرتے ہین اور واسطے اون لوگون کی تعریف کے تاکہ اور لوگ اونکی پیروی
کرین اور اسواسطے اونھین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم بہترین امت سے ہو اور اس
واسطے کہ کسی کو شبہہ نرہے کہ یہ خطاب کُنتُمْ خَيرَ اُمَّةٍ کا کس سے ہے اوسی تفسیر مین فرمایا
ہے - وَاخْتَلَفَ فِي الْمَعْنِيِّ بِالْخِطَابِ فَقِيلَ هُمُ الْمُهَاجِرُونَ خَاصَّةً وَقِيلَ هُوَ
خِطَابٌ لِلصَّحَابَةِ وَلٰكِنَّهُ يَعُمُّ سَائِرَ الْاُمَّةِ - یعنی اختلاف ہے معنی خطاب مین
از مجمع البیان ۱۲
بعضون نے لکھا ہے کہ مراد اس سے خاص مہاجرین ہین اور بعضون نے لکھا ہے کہ
یہ خطاب گو صحابہؓ سے ہے لیکن تمام امت کو شامل کیا ہے - اب اس اپنی تفسیر معتبر
مجمع البیان کو دیکھیے اور اوسکی تصدیق پہ ذرا غور کو کام فرمایئے کہ وہ خود اس بات کے
مقر ہین کہ اللہ تعالے نے ان آیتون مین صحابہؓ کا ذکر اسلیے کیا کہ اور لوگ اونکی پیروی کرین
اے بھائیو کیا پیروی اسی کا نام ہے جو تم لوگ کرتے ہو اگر تمھاری اصطلاح مین بیزاری
بمعنی پیروی ہے تو بلاشک تم لوگ خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو ورنہ محض تکذیب
رہ گئی یہ بات کہ جہلا کو اس جگہ ایک شبہہ پیدا ہو سکتا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالی صحابہؓ سے
فرماتا ہے کہ تم بہترین امت سے تھے اس سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ صحابہؓ آخر دم تک ویسے
ہی رہے ہون شاید بعدہٗ بدترین امت سے ہو گئے ہون لیکن یہ شبہہ نہین ہو سکتا لیے
کہ اونھین کے علامۂ طبرسی نے اسکا بھی جواب دیدیا چنانچہ علامۂ موصوف اپنی تفسیر مین
لکھتے ہین - وَرَابِعُهَا اِنَّ كَانَ مَزِيدَةٌ وَدُخُولُهَا كَخُرُوجِهَا اِلَّا اَنَّ فِيهَا تَاكِيدَ
لِوُقُوعِ الْاَمْرِ لَا مُحَالَةَ لِاَنَّهُ بِمَنْزِلَةِ مَا قَدْ كَانَ فِي الْحَقِيقَةِ فَهِيَ بِمَنْزِلَةِ قَوْلِهِ
تَعَالَى وَاذْكُرُوا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيلٌ وَفِي مَوْضِعٍ اٰخَرَ اِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ وَنَظِيرُهُ
قَوْلُهُ تَعَالَى وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَحِيمًا لِاَنَّ مَغْفِرَتَهُ الْمُسْتَانِفَةَ كَالْمَاضِيَةِ فِي

تحقیق الوقوع۔ کُنتُم خیرَ اُمَّۃٍ اللہ تعالیٰ جلشانہ نے واسطے تاکید کے فرمایا کہ ضرور ایسا ہی ہوگا اور اوسکے وقوع مین کچھ شک نہ ہوگا (از مجمع البیان) اور صحابہؓ جیسے بہتر ہین ویسے ہی رہینگے اور اسکی مثال یہ ہے کہ خدا اپنی نسبت فرماتا ہے کہ (وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا) تو کیا اسکے معنی یہ ہین کہ خدا تھا بخشنے والا مہربان اور اب نہین ہے اور آیندہ نہ ہوگا۔ بلکہ سب کے نزدیک اسکے معنی یہی ہین کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور ہمیشہ رہیگا ایسی ہی وہان بھی یہی معنی ہین کہ صحابہؓ بہترین امت سے ہین اور ویسے ہی رہینگے۔ جب ان آیات اور تفاسیر سے فضیلت صحابہؓ بخوبی ثابت ہوگئی اور کوئی موقع اونکی بزرگی سے انکار کا نہ رہا تو بعض حضرات نے بادیۂ عناد اور تعصب کی ایک دوسری راہ مین قدم دھرا اور بلاخوف وخطر قرآن مجید کی تحریف کا اقرار کیا اور اس آیت کا جو سورۂ حجر مین موجود ہے کچھ خیال نہ رہا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ۔ یعنی ہمنے آپ اوتارا اس قرآن کو اور تحقیق ہم اوسکے البتہ نگہبان ہین یعنی ہر وقت ہم نگہبان ہین قرآن کی زیادت اور نقصان اور تحریف اور تبدیل سے۔ بے تکلف یہ کہدیا کہ بجاے کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ کے (اَئِمَّۃٍ) تھا یہ خطاب اللہ تعالیٰ نے اماموںسے کیا تھا کہ (کُنتُم خَیرَ اَئِمَّۃٍ) یعنی تم سب اماموںسے بہتر ہو مگر جامعان قرآن نے بجاے اَئِمَّۃٍ کے لفظ اُمَّۃٍ کا بنا دیا اور خدا کی حفاظت کچھ کام نہ آئی۔ مثل ایسی ہی وجہون کے اکثر علماے حضرات شیعہ کو حیا مانع آئی اونھون نے اس جواب کو پسند نہین کیا مگر جاننے والے جانتے ہین کہ اسکا اثر ابتک باقی ہے چنانچہ جناب میرن صاحب قبلہ بھی اپنی کتاب حدیقۂ سلطانیہ کے تیسرے باب مین اسکا ذکر کرتے ہین اور اپنے والد بزرگوار کی صوارم کا حوالہ دیکر یون تحریر فرماتے ہین کہ (تغیر و نقصان در قرآن منحصر در چہار چیز است یکے تبدیل لفظے بلفظ آخر مثلاً اینکہ گفتہ شود بجای کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ۔ خَیرَ اَئِمَّۃٍ بودہ لیکن بعضے از اعداے اہلبیت آنرا تبدیل نمودہ اند) اور پھر آخیر مین خود ہی فرما دیا ہے کہ (وجہ اول بعید ست) ہمارے نزدیک بجاے اسکے

کہ خَیْرَ اَئِمَّۃٍ کی تصدیق کرکے صحابہؓ کے خیر امت ہونے سے انکار کرین۔ شیعان پاک کے حق مین یہی بہتر ہے کہ بجاے خَیْرَ اَئِمَّۃٍ۔ خَیْرَ اُمَّۃٍ ہونیکا اقرار کرین اور تحریف قرآنی کے عذر سے اپنے آپ کو صریح منکر آیات بینات قرآنی کا نہ بنا دین۔ لیکن اس صورت مین یہ مشکل ہے کہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کسی امام کو میسر نہین آیا وہ تو ہمیشہ سُنّی بنے رہے تقیہ کی سپر مین پناہ گزین رہے اور ہمیشہ یہی ورد زبان رکھا ع پناہِ بلندی و پستی توئی ✣ ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی ✣ یہ امر قابل غور ہے کہ اگر بجاے خَیْرَ اُمَّۃٍ کے خَیْرَ اَئِمَّۃٍ صحیح کہا جاوے تو ظاہر ہے کہ اوسوقت مین سواے حضرت علیؓ کے اور کون ایمہ موجود تھے۔ اس آیت شریف مین کُنْتُمْ۔ وَتَاْمُرُوْنَ۔ وَتَنْهَوْنَ۔ وَتُؤْمِنُوْنَ صیغہ جمع مخاطب کسکے حق مین فرمایا اور باری تعالیٰ کے کون مخاطب تھے اور اللہ جلشانہ نے امر معروف اور نہی منکر کی نسبت کس سے فرمایا اس خدمت کو پوری پوری ادا کرنیکا مشارالیہ کون ہے اور یہ فضیلتین اللہ تعالیٰ نے کسکی بیان کین۔ اور اگر خَیْرَ اَئِمَّۃٍ صحیح نہین ہے خَیْرَ اُمَّۃٍ صحیح ہے تو پھر یہ بھی امر قابل غور ہے کہ جنکو اللہ تعالے نے خَیْرَ اُمَّۃٍ فرماتا ہے اونکو بُرا کہنا داخل کفر ہے۔ پس ایسے کفر صریح سے توبہ کرنا چاہیے اور جنکو اللہ جلشانہ خَیْرَ اُمَّۃٍ فرماتا ہے اونکو افضل امت سے سمجھنا چاہیے۔ اور نہایت ہی تعجب اور حیرت خیز تو یہ امر ہے کہ جناب میرن صاحب قبلہ اپنی کتاب موسومہ حدیقہ سلطانیہ کے باب سوم مین تحریف قرآن مجید کے قائل ہین اور یون ارشاد فرماتے ہین کہ (تغیر و نقصان در قرآن منحصر در چہار چیز است یکے تبدیل لفظے بلفظ آخر مثلاً گفتہ شود بجاے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ۔ خَیْرَ اَئِمَّۃٍ بود لیکن بعضے از اعداے اہل بیت آنرا تبدیل نمودہ اند) اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک قرآن مین تحریف ہوئی اور بجاے خَیْرَ اَئِمَّۃٍ کے خَیْرَ اُمَّۃٍ بنایا گیا اور یہ بھی علوم ہے کہ کتاب محرف قابل اعتبار او تعمیل نہین رہجاتی مگر پھر اوسی کتاب کے

اقرار امامان شیعہ کا قرآن مجید کے درست و محفوظ ہونے کا

صفحہ ۲۰۸ مین یون تحریر فرماتے ہین کہ (از انجملہ است انچہ از حضرت صادق علیہ السلام ماثور است کہ فرمود اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ فِيْهِ مَنَارُ الْهُدٰى وَمَصَابِيْحُ الدُّجٰى یعنی درین قرآن انوار ہدایت وچراغہای دور کنندۂ تاریکی ضلالت وغوایت روشن است) مگر شاید کہ جناب قبلہ موصوف کو اپنا اوپر کا جملہ یاد نہ رہا اور کیونکر یاد رہتا بہر نوع یہ دیکھنا چاہیے کہ جس قرآن کے نسبت امام صاحب فرماتے ہین کہ اوسمین انوار ہدایت اور چراغ روشن ہین اوس قرآن مین صحابہؓ کے نسبت کیا لکھا ہے اگر اوسمین كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ہے تو حضرات شیعہ کو ہرگز مناسب نہین کہ مضمون آیت سے انکار کرین اور صحابہؓ کو بہترین امت سے نہ جانین اور خلاف حکم امام صاحب کے روشنی چھوڑ کر تاریکی مین پڑین اور امام صاحب کی عدول حکمی بھی کرین اور پھر امامیہ بھی کہلاوین۔ اور پھر اوسی کتاب مین لکھا ہے کہ (از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام منقول است کہ در ہنگامیکہ فتنہا بر شما ملتبس شود مانند پارہای شب تار پس رجوع ارید بقرآن کہ شفاعت کنندہ ومقبول الشفاعت است ہر کسی کہ آنرا پیش نہد اللہ اورا براہ جنت ببرد) ظاہر ہے کہ آجکل اس فتنہ سے اور کون بڑا فتنہ ہے کہ اہل سنت وجماعت صحابہؓ کو بہترین امتؐ سے مانتے ہین اور حضرات شیعہ اونکو بدترین امت سے جانتے ہین اس اختلاف فہم سے دو بڑے فرقۂ اسلام مین کیسی کچھ دشمنی ہے کہ الامان پس مناسب ہے کہ ایسے وقت نازک مین حسب قول امام محمد باقر علیہ السلام کے قرآن سے رجوع لاوین اگر قرآن مین صحابہؓ کی نسبت كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ لکھا ہو تو اپنا مذہب چھوڑ کر پابند حکم قرآن ہون اور راہ جنت کی اختیار کرین اور اگر قرآن مین كُنْتُمْ شَرَّ اُمَّةٍ لکھا ہو تو سنیون کو تاریکی سے نکالین اور اپنے مذہب مین لاوین یا اگر کہین قرآن مین خیر بمعنی شر مستعمل ہوا ہو تو اوسکا نشان دیوین الغرض بقول امامین ہمامین حضرت امام جعفر صادق وحضرت امام محمد باقر علیہما السلام کے جا اوپر مذکور ہوا بخوبی ثابت ہو گیا کہ قرآن مین کچھ بھی تحریف نہین ہوئی ورنہ قرآن کو منار الہدی

اور مصابیح الدجیٰ اور قابل رجوع اور شفاعت کنندہ اور مقبول نہ فرماتے اگر باوجود فرمانے اماہین ہمایین موصوفین کے حضرات شیعہ کو تسلی و تسکین نہ ہوے اور دونون امام صاحب کے قول کو شاہد کافی قابل اعتبار نہ سمجھتے ہون تو اور اکابر واعاظم علماے شیعہ کے اقوال جنکی کتابین بعد از قرآن اصح الکتاب ہین نقل کیے جاتے ہین جس سے بخوبی ثابت ہوجاویگا کہ خیالات تحریف قرآن جمہور اور علماے محققین شیعہ کے نزدیک بالکل غلط اور بیہودہ ہین اور جو تھوڑے سے لوگ اوس فرقہ سے اسکے قائل بھی ہوئے ہین اونکا قول اون جمہور اور علماے محققین کے نزدیک ساقط عن الاعتبار ہے بخوف طوالت چند قول علماے محققین شیعون کے نقل کیے دیتا ہون اوسی پہ اونھین قیاس کرلینا چاہیے۔ شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بابویہ قمی جو بڑے عالم فرقہ شیعہ کے ہین رسالۂ اعتقادات مین لکھتے ہین عبارت اوسکی بجنسہ یہ ہے اِعتِقَادُنَا فِی القُرآنِ الَّذِی اَنزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّہٖ ھُوَ بَینَ الدَّفتَینِ وَھُوَ مَا فِی اَیدِی النَّاسِ لَیسَ بِاَکثَرَ مِن ذٰلِکَ وَمَبلَغُ سُوَرِہٖ عِندَ النَّاسِ مِائَۃٌ وَّاَربَعَۃَ عَشَرَ سُورَۃً وَّعِندَنَا وَالضُّحٰی وَاَلَم نَشرَح سُورَۃٌ وَّاحِدَۃٌ وَّلِاِیلٰفِ وَاَلَم تَرَ کَیفَ سُورَۃٌ وَّاحِدَۃٌ وَّمَن نَسَبَ اِلَینَا اَنَّا نَقُولُ اِنَّہٗ اَکثَرُ مِن ذٰلِکَ فَھُوَ کَاذِبٌ انتھی) یعنی اعتقاد ہمارا قرآن مین یہ ہے کہ تحقیق قرآن جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر نازل کیا تھا وہی ہے جو دودفون مین موجود ہے اور وہی ہے جو لوگون کے ہاتھ مین پایا جاتا ہے اس سے زیادہ نہین اور اوسکی سورتین لوگون کے نزدیک ایکسو چودہ ہین اور ہمارے نزدیک الضحیٰ اور الم نشرح ایک سورہ ہے اور سورۃ الفیل و لایلاف ایک سورہ ہے اور جو شخص ہماری طرف نسبت کرتا ہے کہ ہم کہتے ہین کہ قرآن اس سے زائد تھا وہ جھوٹا ہے۔ دیکھو اس مین علامہ بابویہ قمی صاف صاف کہتے ہین کہ ہمارے نزدیک قرآن یہ ہی ہے اس سے کچھ کم نہین ہوا

ہمارا اختلاف فقط سورتون کے شمار مین ہے۔ پس جو ہمکو کہتا ہے کہ یہ لوگ قرآن مین کم ہونے کے قائل ہین وہ جھوٹا ہے۔ ۲ سید مرتضیٰ جو بہت بڑے مجتہد فرقۂ شیعی کے ہین کہتے ہین اور یہ قول مجمع البیان مین منقول ہے (اِنَّ الْعِلْمَ بِصِحَّۃِ الْقُرْاٰنِ کَالْعِلْمِ بِالْبُلْدَانِ وَالْحَوَادِثِ الْکِبَارِ وَالْوَقَائِعِ الْعِظَامِ الْمَشْهُوْرَۃِ وَاَشْعَارِ الْعَرَبِ الْمَسْطُوْرَۃِ فَاِنَّ الْعِنَایَۃَ اشْتَدَّتْ وَالدَّوَاعِیْ تَوَفَّرَتْ عَلٰی نَقْلِهٖ وَبَلَغَتْ اِلٰی حَدٍّ لَمْ تَبْلُغْ اِلَیْهِ فِیْمَا ذَکَرْنَاهُ لِاَنَّ الْقُرْاٰنَ مُعْجِزُ النُّبُوَّۃِ وَمَاْخَذُ الْعُلُوْمِ الشَّرْعِیَّۃِ وَالْاَحْکَامِ الدِّیْنِیَّۃِ وَعُلَمَاءُ الْمُسْلِمِیْنَ قَدْ بَلَغُوْا فِیْ حِفْظِهٖ وَعِنَایَتِهِ الْغَایَۃَ حَتّٰی عَرَفُوْا کُلَّ شَیْءٍ فِیْهِ مِنْ اِعْرَابِهٖ وَقِرَاءَتِهٖ وَحُرُوْفِهٖ وَاٰیَاتِهٖ فَکَیْفَ یَجُوْزُ اَنْ یَکُوْنَ مُغَیَّرًا اَوْ مَنْقُوْصًا مَعَ الْعِنَایَۃِ الصَّادِقَۃِ وَالضَّبْطِ الشَّدِیْدَۃِ انتھیٰ) یعنی قرآن کی صحت کا علم ایسا ہے جیسا شہرون اور بڑے بڑے مشہور حادثون اور واقعون اور عرب کے شعرون لکھے ہوئے کا علم کیونکہ نقل کرنے قرآن مین بڑی کوشش اور بہت سے سبب تھے اور وے قرآن کے مقدمہ مین اوس حدتک پونچے تھے جو اشیاے مذکورہ مین اوس حدتک نہین پونچے اسلیے کہ قرآن نبوت کا معجزہ ہے اور شرعی علمون اور دینی حکمون کا اصل ہے اور اسلام کے عالم اوسکی محافظت اور نگہداشت مین نہایت کے درجہ کو پونچے ہین یہانتک کہ جو قرآن مین حرکتون اور قراءتون اور حرفون اور آیتون سے تھا اونھون نے اوسکو معلوم کر رکھا ہے پس ایسی سچی محافظت اور بڑی نگاہداشت مین کیونکر ہوسکتا ہے کہ اوسمین تغیر یا نقصان ہوگیا ہو۔ محمد بن الحسن حر عاملی جو بڑے محدث فرقۂ اہل تشیع مین گذرے ہین اونھون نے ایک رسالہ اپنے ہمعصر کی رد مین لکھا ہے اوس رسالہ مین لکھتے ہین (کہ ہر کسیکہ تتبع اخبار و تفحص تواریخ و آثار نمودہ بعلم یقینی میداند کہ قرآن در غایت و اعلے درجۂ تواتر بودہ و آلاف صحابہؓ حفظ و نقل میکردند آنرا و در عہد رسول خدا صلعم مجموع مولف بود انتہی ملخصًا) یعنے

جسنے حدیثون اور تاریخون کو خوب دیکھا ہے وہ اسبات کو یقینی جانتا ہے کہ قرآن
نہایت شہرت اور اسکے اعلےٰ درجہ تواتر پر تھا اور ہزارون صحابی اوسکو حفظ اور نقل کرتے
تھے اور عہد رسول خدا صلعم مین جمع اور مولف ہوچکا تھا۔ اسی طرح اور علماے
شیعہ کی بھی تصریح ہے۔ پس اب غور کیجیے اور انصاف کہ جمہور اور بڑے بڑے عام
فرقۂ اہل تشیع کے عدم تحریف کے قائل ہین اور شیخ صدوق نے صاف لکھدیا کہ جو
قرآن پیغمبر خدا صلعم پر نازل ہوا تھا بلا کم و کاست یہ وہی قرآن ہے جو مسلمانون مین
پایا جاتا ہے اور جو ہماری طرف نسبت کرے کہ ہم کہتے ہین کہ قرآن سے کچھ کم ہوگیا
تو وہ جھوٹا ہے۔ سید مرتضی مجتہد کلان فرقۂ اہل تشیع نہایت شد و مد سے لکھتے ہین کہ
چونکہ قرآن نبوت کا ایک معجزہ اور شرعی علمون اور احکام دینیات کا اصل ہے لہذا
علماے اسلام نے اوسکی نقل اور محافظت مین نہایت ہی اعلےٰ درجہ کی سعی اور کوشش
بلیغ کی ہے کہ ما فوق اوسکے متصور نہین یہان تک کہ قرآن مجید کی کل حرکتون اور قراتون
اور حرفون اور آیتون کو سب علماے اسلام نے معلوم کرلیا ہے ممکن ہی نہین کہ کمی و بیشی
ورد و بدل آیات تو در کنار قرآن کے حرکات اور حروف مین بھی تغیر اور نقصان ہوسکے
تیسرے از تفسیر تبیان شیخ ابو جعفر طوسی۔ اَمَّا الْكَلَامُ فِي زِيَادَتِهِ وَنُقْصَانِهِ فَمِمَّا
لَا يَلِيقُ بِهِ لِاَنَّ الزِّيَادَةَ فِيهِ مُجْمَعٌ عَلَى بُطْلَانِهِ وَالنُّقْصَانُ مِنْهُ فَالظَّاهِرُ
اَيْضًا مِنْ مَذْهَبِ الْمُسْلِمِينَ خِلَافُهُ وَهُوَ الْاَلْيَقُ بِالصَّحِيحِ مِنْ مَذْهَبِنَا
وَهُوَ الَّذِي نَصَرَهُ الْمُرْتَضٰى ترجمہ لیکن کلام زیادتی اور نقصان کلام مجید مین پس
اوس چیز سے ہے کہ نہین لائق ہوتا ہے ساتھ اوسکے کیونکہ زیادتی قرآن مین مجمع ہے
بطلان قرآن پر اور نقصان قرآن سے پس ظاہر ہے بھی مذہب مسلمانون سے
خلاف اوسکے اور یہی لائق تر ہے بطور صحیح ہمارے مذہب سے یعنی مذہب صحیح ہمارا
یہی ہے اور یہی لائق ہے کہ نہ قرآن مین زیادتی ہوئی نہ نقصان۔ چوتھے

ابو علی طبرسی - وَمِنْ ذٰلِكَ الْكَلَامُ فِي زِيَادَةِ الْقُرْاٰنِ وَنُقْصَانِهٖ اَمَّا الزِّيَادَةُ فِيْهِ فَمُجْمَعٌ عَلٰى بُطْلَانِهٖ وَاَمَّا النُّقْصَانُ فَقَدْ رَوٰى قَوْمٌ مِّنْ اَصْحَابِنَا وَقَوْمٌ مِّنْ حَشْوِيَّةِ الْعَامَّةِ اَنَّ فِي الْقُرْاٰنِ تَغْيِيْرًا اَوْ نُقْصَانًا وَالصَّحِيْحُ مِنْ مَّذْهَبِ اَصْحَابِنَا خِلَافُهٗ وَهُوَ الَّذِيْ نَصَرَهُ الْمُرْتَضٰى - ترجمہ کلام زیادتی قرآن اور نقصان قرآن مین - لیکن زیادتی قرآن مین پس مجمع ہے بطلان قرآن پر اور لیکن نقصان پس تحقیق روایت کی ہمارے اصحابون مین سے کچھ لوگون نے اور کچھ لوگون نے حشرات عامہ مین سے یہ کہ قرآن مین تغیر اور نقصان ہے اور ہمارے اصحابونکا صحیح مذہب خلاف اوسکے ہے - یعنی یہ کہ قرآن مین نہ زیادہ کیا ہے نہ نقصان - پانچوین - عن ملا حسن کاشی از کتاب منہاج النجاۃ . اَلْقُرْاٰنُ كَلَامُ اللّٰهِ وَوَحْيُهٗ وَقَوْلُهٗ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۞ اِلٰى اَنْ قَالَ بِعَيْنِهٖ مَا هُوَ بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ فِيْ اَيْدِي النَّاسِ الْيَوْمَ وَلَيْسَ بِاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَمَا فِيْ بَعْضِ الْاَخْبَارِ عَنْ اَهْلِ الْبَيْتِ مَا يَدُلُّ عَلٰى خِلَافِهٖ فَهُوَ مُاَوَّلٌ لِّمَا ذَكَرْنَا فِيْ كِتَابِنَا الْمُسَمّٰى بِعِلْمِ الْيَقِيْنِ - ترجمہ قرآن کلام اللہ کا ہے اور وحی اوسکی ہے اور قول اوسکا ہے - لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۞ اسپر یعنی اس کتاب پر باطل یعنی تحریف اور تناقض کا دخل نہین آگے سے نہ پیچھے سے یعنی کسی وجہ سے اوتارا ہوا ہے حکمت والی تعریف کیے گئے کا یہان تک کہ کہا بعینہ وہی جو دو دفون مین موجود ہے اور وہی ہے جو لوگون کے ہاتھہ مین پایا جاتا ہو آج اور نہین اس سے زیادہ اور جو کہ بعض اخبار مین اہلبیت سے وہ ہے جو دلالت کرتا ہے اسکے خلاف پر پس وہ تاویل کردہ شدہ ہے جیسا کہ ہمنے اپنی کتاب مسمی علم الیقین مین ذکر کیا ہے - یعنی یہ قرآن جو آج کے دن لوگون کے ہاتھہ مین دو دفون مین موجود ہے یہ بعینہ

وہی قرآن ہے جو نازل ہوا تھا کیونکہ اسمین تحریف و تناقص کا دخل نہین ہے۔
چھٹے۔ صاحب نزہت۔ بالجملہ قول راجح و مذہب اکثر محققین علماے امامیہ آنست
کہ درکتاب الٰہی اصلا تغیرے و تحریفے از زیادتی و نقصانی واقع نشدہ و روایتیکہ
دلالت بروقوع آن دارد با وجود بودن آنہا از قبیل اخبار احاد ماول اند بتاویلات شدیدہ
ومحمول اند برمحامل عدیدہ ترجمہ حاصل کلام قول راجح اور مذہب اکثر محققین علماے
امامیہ کا یہی ہے کہ کتاب الٰہی مین ہرگز کوئی تغیر اور تحریف زیادتی اور نقصان سے
واقع نہین ہوئی اور جو روایت کہ اسکے وقوع پر دلالت کرتی ہے باوجود ہونے
اونکے کی قبیل اخبار احاد سے ماول ہین تاویلات شدیدہ کے ساتھ اور محمول
ہین محامل بے شمار وبسیار پر۔ ساتوین۔ نزہت۔ علماے امامیہ بعد اجماع و اتفاق
آنہا برینکہ درکلام اللہ زیادتی و تبدیل کلمہ بکلمۂ دیگر نشدہ اختلاف نمودہ اند کہ آیا
نقصانے دران واقع شدہ است یا نہ صنادید علماے امامیہ از متقدمین ومتاخرین
مانند شیخ صدوق ومحمد بن بابویہ قمی وشیخ ابوجعفر طوسی وسید مرتضی علم الہدیٰ وملاحسن
کاشی صاحب وافی وشیخ حر عاملی وغیر اینہا قول ثانی اختیار نمودہ قائل شدہ اند
کہ درکتاب اللہ اصلا تغیرے و تحریفے ونقصانے واقع نشدہ است۔ نزہت این
قول صاحب نزہت مقدم است بر قول سابق کہ منقول شدہ است۔ ترجمہ
علماے امامیہ نے بعد اجماع و اتفاق اون لوگون کے اسپر کہ کلام اللہ مین زیادتی
اور تبدیلی کسی کلمہ کی دوسرے کلمہ سے نہین ہوئی اختلاف کیا ہے اس امر مین کہ
آیا نقصان کوئی اوسمین واقع ہوا ہے یا نہین مہتران اور بزرگان علماے امامیہ
متقدمین اور متاخرین مین سے مانند شیخ صدوق ومحمد بن بابویہ قمی وشیخ ابوجعفر
طوسی وسید مرتضی علم الہدیٰ اور ملاحسن کاشی صاحب وافی وشیخ حر عاملی اور
سواے اسکے ان لوگون نے قول ثانی یعنی یہ کہ قرآن مین کوئی نقصان وتبدیل

وتغیر نہین ہوا اختیار کرکے قائل ہوئے ہین - آٹھوین - سید محمد مجتہد لکھنوی کہ در رسالۂ
نزہت القرآن عن وساوس اتباع العثمانؓ درج است و این رسالہ در مطبع
مرادآباد مسمی بہ خورشید ہند در ۱۲۹۲ھ ہجری طبع شدہ است - قرآن مروج بلاشبہہ منزل
من اللہ اور واجب العمل ہے مگر یہ جو پوچھتے ہو کہ کچھ کم و کاست اوسمین ہوا یا نہین
سو روایات احادیث شیعہ و سنی سے قرآن کا نقصان فی الجملہ ثابت ہوتا ہے لیکن
ایسا نقصان کہ مانع اور منافی عمل کا اس قرآن موجود پر ہووے ہان بعض علمانے
ہمارے بوجہ انکار نقصان قرآن کا بھی کیا ہے مگر یقین اس امر پر کہ کچھ نقصان نہین
ہوا ہے مشکل ہے لیکن زیادتی کسی آیت کی تو البتہ نہین ہوئی ہے - فتوی سید محمد
مجتہد لکھنوی ۱۲۹۲ھ از رسالۂ نزہت القرآن ملخص کلام یہ ہے کہ جملہ امامیہ بعد اتفاق
کے اس بات پر کہ قرآن شریف مین زیادتی اور تغیر کلمہ بکلمۂ دیگر نہین ہوا درباب نقصان
قرآن شریف باہم مختلف ہین صنادید علماے امامیہ عدم نقصان کے قائل ہین اون
سب کا یہ اعتقاد ہے کہ قرآن شریف بزمان نبوت مجموع و مرتب ہوا اور وہی قرآن بعینہ
بے کم و کاست موجود و متداول ہے از نزہت القرآن مؤلفہ سید مقبول احمد شیعی مذہب
نوین - صاحب محمد بن الحسن جو اعلی ترین محدث فرقۂ تشیع کے ہین اونکا خلاصہ کلام
یہ ہے کہ جو علم حدیث اور تاریخ کو خوب جانتا ہے وہ اس بات کو علم الیقین سے جانتا ہے
کہ قرآن علی وجہ الکمال زمانۂ حیات رسول خدا صلعم مین جمع و مؤلف ہو کر مکمل ہوچکا تھا
اور نہایت ہی شہرت اور اعلے درجہ کے تواتر پر تھا ہزارون صحابی رضی اللہ عنہم
حافظ قرآن تھے ہزارون نے اوسی زمانے مین نقل کیا تھا جبکہ ہزارون اوسکے حافظ
ہون اور اس درجہ شہرت اور تواتر رکھتا ہو تو اوسمین زیادتی اور نقصان کیونکر ممکن
ہے بلکہ ہو ہی نہین سکتا ہے - پس جب حسب ارشاد امامین علیہما السلام اور نیز
بہ تحقیق محققین علماے شیعہ یہ بات ثابت ہوچکی کہ یہ قرآن وہی قرآن ہے جو نبی صلعم پر

نازل ہوا تھا اور اسمین کسی طرح کوئی کمی بیشی نہین ہوئی اور بسبب قوی شبہون کے اسمین احتمال اور گنجایش بھی کمی وبیشی کی نہین ہے تو پھر مصنف حدیقۂ سلطانیہ کا یہ لکھنا کہ بجاے خَیْرَ اَئِمَّۃٍ کے خَیْرَ اُمَّۃٍ بنایا گیا اور بعض شیعہ کا یہ کہنا کہ حضرت عثمان رضی نے قرآن کو جلا دیا اور بعض سورتین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور آل نبی صلعم کے فضائل مین تھین تحریف کر ڈالین محض بیہودہ اور لچر ہے اور ایسے بعض لوگ جو فرقۂ شیعہ سے تحریف قرآن کے قائل ہین جمہور اور علماے محققین شیعون کے نزدیک اونکا کچھ اعتماد اور شمار نہین اونکا قول محض درجۂ اعتبار سے جمہور اور علماے محققین شیعہ کے نزدیک ساقط ہے۔ جبکہ خود فرقۂ شیعہ والے اونکو غیر معتبر اور اونکے قول کو باطل سمجھتے ہین تو ایسے لوگون کی بات قابل توجہ اور سماعت نہین ہے علاوہ اسکے قرآن مجید مین خود اونکے قول کا رد موجود ہے یون آیت سورۂ حجر مین اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ یعنی تحقیق ہمنے آپ اوتارا اس قرآن کو اور تحقیق ہم اوسکے البتہ نگہبان ہین یعنی ہر وقت مین زیادت اور نقصان اور تحریف اور تبدیل سے اور پھر سورۂ حم سجدہ مین ہے۔ لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ۔ اسپر یعنی اس کتاب پر۔ باطل۔ یعنی تحریف اور تبدیل کا دخل نہین آگے سے نہ پیچھے سے یعنی کسی وجہ سے اوتاری ہے حکمتون والے سراہے ہوے نے اور سوا اسکے حضرات شیعہ کے بعض بعض پیشوا تو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے قیام گاہ پر خود پہونچکر امام صاحب کے پوتے کو قرآن سنا کر صحت قرآن بھی کر آئے ہین اور قراءت قرآن سیکھ آئے ہین اگر یہ قرآن منزل من اللہ نہوتا صرف بیاض عثمان ہوتا تو جسوقت شیخ صالح متورع زین الدین علی بن فاضل مازندرانی مجاور مشہد مقدس نجف اشرف نے جزیرۂ بحر ابیض مین جا کر حضرت سید شمس الدین محمد پوتے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو قرآن سنایا اور مقابلہ مصحف

فاطمہ علیہا السلام سے جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پاس ہے کیا صحیح پایا صرف
قراءت ہین کہ قرآن مجید سات قرات تو نہین نازل ہوا ہے اختلاف پایا مگر افسوس ہے
کہ حضرات شیعہ کے پیشوا امام مہدی کے قیام گاہ تک جا کر صحت قرآن بھی کرائے
مگر عبداللہ بن سبا یہودی کی تقلید سے باز نہ آئے عجب نہین کہ اس مضمون کو پڑھکر
اکثر حضرات ناظرین کو یہ گمان ہو گا کہ مؤلف کتاب نے بباعث تعصب کے یہ عبارت
اپنی طرف سے گھڑی ہے ورنہ حضرت امام مہدی علیہ السلام تو حضرات شیعہ کے
حسن عقیدت سے خود بخوف اعدا نہان ہین اونکے پوتے کہان ہین جو قرآن تعلیم
فرمائین اور اپنے مقام مقدس سے مومنین پاک کو نشان بتائین لہذا اصل عبارت
باختصار لکھتا ہون اگر زندگی نے وفا کی تو انشاء اللہ العزیز پوری پوری عبارت
اور مضمون حضرات شیعہ کی کتب معتبرہ سے امام مہدی علیہ السلام کا حال تحریر کرونگا
اور امام صاحب کے مقام مقدس سے بشرطیکہ کوئی صاحب تشریف لیجانیکا قصد کرین
مطلع کرونگا اس مقام پر بقول مشتے نمونہ از خروارے پر اکتفا کرتا ہون وہ یہ ہے
رسالہ جزیرہ اخضر وابیض صفحہ ۱۲ سطر ۹ مؤلفہ جناب ملا باقر مجلسی خوند اصفہانی شیخ حلی
بن فاضل میگوید دیگر از جملہ سوالاتے کہ از انجناب نمودم این ست کہ در گوشہ آن
شہر درختے بود بر ساق قبہ کہ از آجر ساختہ بودند روئیدہ بود شانزدہ شاخ آن درخت
از میان آن قبہ سر بیرون آوردہ بود وچون وضع مکرر دیدم از آن حضرت از کیفیت
آن سوال کردم فرمود کہ این موضعی ست متبرک کہ من بروز جمعہ آنجا زیارت می کنم
ونماز میکنم ودر انجا ورقے می یابم کہ دران نوشتہ است آنچہ دران ہفتہ از جانب حضرت
صاحب الامر ما مورم کہ آن عمل می نمایم وآن را بعمل می آورم ومضمون آن کار میکنم
پس مرا اشارت فرمود کہ بیا تا من وتو آنجا زیارت کنیم چون رفتیم جائے یافتم در غایت
ودو کس از خادمان امام در انجا موکل بودند وبا من اظہار ملاطفت کردند ومولا

نمودند و حوالی آن قبۂ شریف را گردیدم و مشرف بزیارت شدم و از آب چشمہ کہ قریب آن
قبہ واقع بود آشامیدم و از سید شمس الدین عالم سوال کردم کہ آیا گاہے ببالای این قبہ توجہ
میفرمائید فرمودند بلے سطح این قبہ سالے یک نوبت بالا میروم و چون این حالت و صورت این
کیفیات از شمس الدین عالم مشاہدہ نمودم از شیخ محمد سندی کہ در صحبت خود مرا آنجا آوردہ بود
دریافت حال سید شمس الدین محمد عالم نمودم گفت کہ آنحضرت پسرزادۂ امام است پدر بزرگوار عالی
مقدارش پیش ازین وفات یافت الحال او بجای پدر بزرگوار متصدی مراد است شیخ علی بن فاضل
گوید کہ مرا داعیہ شد کہ در خدمت سید شمس الدین محمد عالم قرآن مجید را قرارت نمایم درین معنی از ان
طلب اذن نمودم و چون مرخص شدم در اثنای قرارت گاہے کہ باختلاف قاریان میرسدم میگفتم
کہ حمزہ چنین خواندہ و کسائی چنین خواندہ و عاصم چنین و ابو عمرو چنین و قرارت ہر یک از قاریان فکر
میکردم فرمودند کہ این جماعۃ را نمی شناسیم واما یقین میدانیم کہ قرآن مجید بر ہفت حرف نازل شد
و حقیقت این حال آنست کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چون از حجۃ الوداع رجوع فرمودند جبرئیل علیہ
السلام نازل شد و گفت یا محمد خدای تعالی فرمود کہ قرآن را اعادہ نمائی و تازہ برمن قرارت نمائی
اول و آخر سورہا و اختلاف کہ درمیان ہست تو باز نمائیم پس جمع شدند و در خدمت حضرت رسالت
پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین و امام حسنؑ و امام حسینؑ و ابی بن کعب و عبداللہ بن مسعود و جمعے
از اصحاب و پیغمبر قرارت میفرمودند و چون بمحلی میرسید کہ در انجا اختلافے بود جبرئیل علیہ السلام
بیان میفرمود و امیر المومنین علیہ السلام می نوشت آن را در صفحات ازادیم کہ مثل کاغذ است از
پوست تنک پس جمع اختلاف کہ عبارت از تعدد قرارت در روایت امیر المومنینؑ ست شیخ
علی مذکور گوید روزے بعد از نماز جمعہ آوازے شنیدم و جماعتے سواران انبوہ دیدم کہ جمع شدند و صف
زدند سوال از کیفیت این حال از سید شمس الدین محمد عالم کردم فرمودند کہ این جماعت امرا ے
لشکریان امام مہدیؑ اند کہ ہر روز جمعہ بعد از نماز سواری مینمایند و صف می آرایند پس من طلب اذن
نمودم کہ درمیان ایشان درآیم و کیفیت احوال ایشان خوب ملاحظہ نمایم مرخص شدم و درمیان

ایشان فہتم وشمے ویدیم کہ ذکر سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میکردند یا ایہا المومنین محبین مقدسین تمکو شنتم ہے شمس الدین محمد عالم پوتے حضرت امام مہدیؑ کی جنھون نے شیخ صالح متورع زین الدین علی بن فاضل مازندرانی مجاور مشہد مقدس نجف اشرف کو قرآن رائج الوقت کا مصحف فاطمہؑ سے جو حضرت امام مہدیؑ کے پاس ہے دَور کرایا اور کسی پارہ اور کسی سورہ و کسی آیت اور کسی حرف مین اختلاف نہ بتایا اب تو قرآن کی بخوبی صحت ہوگی لہٰذا وسکے احکام پر عمل کیا کرو اور جنکی اوسمین تعریفین ہون اونکو اچھا سمجھا کرو اگر اب بھی قرآن کو محرف سمجھوگے اور اوس پر عمل نکروگے تو علاوہ قرآن کی مار کے حضرت شمس الدین محمد عالم جنھون نے قرآن کا دورا اور مقابلہ کرادیا ہے وہ تمسے خوب سمجھین گے اور اونکے دادا جان اچھی طرحسے تمھاری خبر لینگے ۵ ہمارا کام کہدینا ہے یارو ❊ اب آگے چاہے تم مانو نہ مانو ❊ بعض شیعان نامعتبر کے اسی قول پوچ ولچر پر خیال کرکے عیسائی علما یعنی پادری صاحبان اپنی توریت و انجیل کے محرف کہنے کا عوض مسلمانون سے لیتے ہین اونکا بیان بھی رسالۂ ہٰذا مین خالی از فائدہ نہوگا تا بروقت ضرورت محمدی لوگ عیسائیون کو جواب کافی دے سکین اور اونکے شبہہ کو اگرچہ تعصب ہو بوجہ شافی رفع کر سکین ۔ پادری لوگ کہتے ہین کہ یہ قرآن جو محمدیون مین مروج ہے اصلی نہین ہے اسمین تحریف ہوئی کیونکہ پہلے تو قرآن کو ابوبکرؓ نے اکٹھا اور مرتب کیا پھر عثمانؓ نے دوبارا اوسکی اصلاح دی حالانکہ شیعی لوگ ان اشخاص کو کافر اور بیدین جانتے ہین اور کہتے ہین کہ عثمانؓ نے کئی سورتین قرآن کی جو علیؑ اور اوسکی اولاد کی شان مین تھین نکال ڈالین اور کتاب عین الحیات کے ۲۰۸ ورق کے صفحہ ۲ مین ایک حدیث حضرت امام جعفرؑ کی فرمائی لکھی ہے وسکا مضمون یہ ہے کہ امام موصوف نے فرمایا ہے کہ سورۂ احزاب مین قریش کے اکثر مرد اور عورت کی برائیان لکھی تھین اور وہ سورت بقرہ سے بڑی تھی لیکن کم کی گئی ۔ ہم اسکے دو جواب دیتے ہین الزامی اور تحقیقی جواب الزامی ۔ موشیم اپنی تاریخ کی جلد اول کے صفحہ ے و جلد ۳ وغیرہ اور ہارڈ نر اپنی تفسیر کی چھٹی جلد کے صفحہ ۲۳۸ اور پھر آٹھوین جلد کے صفحہ ۴۸ پھر صفحہ ۲۴۸ وغیرہ اور

جواب پادریان [illegible] تحریف قرآن

مل صاحب نے اپنی تاریخ وغیرہ مین جو کچھ فرقہ ابیونی کے دونون گروہ اور مارسیونی کی نسبت لکھا ہے وہ سب بیان اس جگہ لکھنے مین خوف طوالت ہے اونکی پوری تحریر کو کتب مذکورہ مین دیکھنا چاہیے بموجب خلاصۂ تحریر موشیم اور لارڈنر اور مل کے فرقۂ ابیونی حضرت مسیح علیہ السلام کو صرف آدمی اور یوسف نجار کا بیٹا کہتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی اطاعت یہود اور غیر پر واجب اور پولوس کو بہت ہی برا اور توریت سے منکر اور پھرا ہوا اور بیوقوف اور بدبتاتا تھا اور اوسکے نامجات کو رد کرتا تھا اور حضرت داؤد اور سلیمان اور یرمیا اور حزقیل علیہم السلام کے نام سے نفرت کرتا تھا اور مل اور لارڈنر کے لکھنے کے موافق مارسیونی کا فرقہ کہتا تھا کہ خدا دو ہین ایک یزدان جسنے انجیل بھیجی دوسرا شیطان جسنے کتب عہد عتیق کی عطا کین اور یہ کتابین سب انجیل کے مخالف ہین اور ان کتب سے نفرت تامہ رکھتا تھا اور سب کو رد کرتا تھا کہ یہ دوسرا خدا جاہل اور متلون مزاج ہے اور عہد جدید سے فقط لوقا کی انجیل اور پولوس کے دس نامجات کو مانتا تھا اور اس ماننے پر بھی یہ کیفیت کہ انجیل لوقا اور نامجات پولوس کے باب کے باب اور فقرے کے فقرے مردود بتاتا تھا اور اس فرقہ کا یہ اعتقاد تھا کہ مرنے کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہنم مین اترے تو اون لوگونکی روح کو جنھین جمہور عیسائی اور یہودی کافر سمجھتے ہین جیسے قابیل اور لوط کی قوم ان لوگون کو حضرت عیسیٰ نے نجات دی اور اون لوگون کو جنکی روح کو جمہور یہودی اور عیسائی انبیا اور نیک سمجھتے ہین جہنم مین رہنے دیا کیونکہ اول گروہ پیرو سچے خدا کے اور دوسرے گروہ پیرو شیطان کے تھے اور موافق لکھنے لارڈنر کے مانی کیز کا فرقہ کہتا تھا کہ موسیٰ اور کل پیغمبران عبرانی کا خدا جسنے توریت دی اور ان پیغمبرونکے ساتھ بولا شیطان ہے اور شیطان ہی نے ان سب پیغمبرونکو فریب دیا تھا اور ورس ۸ باب ۱۰ یوحنا مین ان سب کو چور اور ڈکیت کہا ہے اور عہد عتیق کی سب کتابون کو رد کرتا تھا اور عہد جدید مین الحاق کا قائل تھا اور سب عہد جدید کو واجب التسلیم نہ مانتا تھا اور بعضی جھوٹی کتابونکو بالکل سچی جانکر اسپر سبقت دیتا تھا اور کہتا تھا کہ عہد جدید کی کتابین حواریون کی تصنیف نہین بلکہ ایک مدت کے بعد کسی گمنام آدمی نے تصنیف کرکے حواریون

سے کے رفیقون کا نام لگا دیا ہے اور یہ کتابین غلطیون اور ضدون سے پرہین لہذا جو کچھ انمین قاعدۂ عقل کے موافق درست ہو مقبول ہے اور جو خلاف قواعد عقل کے ہو وہ مردود ہے اور یہ تینون فرقے مسیحی تھے اور نہایت ہی زور شور سے عیسائی ہونیکا دم بھرتے تھے گو اب پادری صاحبان اونکو بدعتی کہین جیسا وہ سب سلف کے پادری صاحبان اپنے مخالف کو بدعتی کہتے تھے۔ تو اب ہم پادری صاحبون سے پوچھتے ہین کہ جو آپ لوگ منجملہ بہتتر فرقۂ اسلامی کے صرف ایک فرقہ کے قول کو (جو وہ بھی اچھی طرح پورا انہین جیسا اوپر بحث تحریف قرآن مین ظاہر ہوچکا ہے اور پھر عنقریب ظاہر ہوگا) سند لیکر طعن کرتے ہین تو کیا ان عیسائی فرقون کے اقوال کا جنکا ابھی مذکور ہوا خیال نکرینگے بلکہ انصاف تو اسی کا مقتضی ہے کہ حضرت مسیحؑ کی الوہیت سے انکار کرین اور حضرت مسیحؑ کو صرف یوسف نجار کا بیٹا جانین۔ اور معاذ اللہ حضرت موسیٰؑ کے خدا کو شیطان اور جاہل اور متلون جانین اور حضرت موسیٰؑ اور کل پیغمبران عبرانی کو جو مسلمانون کے نزدیک بھی رتبان حضرات کا غریب ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ سے یقیناً بہت زیادہ ہے شیطان کا رسول جانین اور کل کتب عہد عتیق کو جو رتبہ اونکا پادری صاحب کے نزدیک قرآن سے بڑھکر ہے کلام شیطانی کہین اور نیز یہ اعتقاد رکھین کہ معاذ اللہ نوحؑ اور ابراہیمؑ اور اور سب نبی پیرو شیطان کے تھے اور اونکی ارواح دوزخ مین ہین اور قابیل اور قوم لوط کی ارواح جنت مین ہین اور باتفاق تینون فرقون کے کتب عہد جدید مین بہت کچھ مردود جانین اور اگر پادری صاحب اپنے زعم مین ان فرقون کے اقوال کو جمہور مسیحیون کے قول یا انجیل کے مخالف سمجھتے ہین تو اوسی طرح بلا کم و کاست اہل تشیع کے بھی قول کو سمجھین۔ اب جواب تحقیقی سنیے اور جو کچھ کہ پادری صاحب حسب قول اہل تشیع کے کفر اور بے دینی کی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے نسبت بیان کرتے ہین اوسکے جواب آیات قرآنی اور اقوال ائمہ سے کچھ تو اوپر فضائل صحابہؓ مین بیان ہوچکے اور بعد اس بحث اور جواب کے اور بہت سی آیات قرآنی اور اقوال ائمہ جس سے اچھی طرح فضائل صحابہؓ بموجب نصوص قرآن اور اقوال ائمہ

معتمد کتب شیعہ سے بیان کیے جاوینگے جس سے بخوبی فضایل اور یہ کہ مرتے دم تک وہ لوگ اصلح افضل اور سچے اور پکے مومن رہے آور نیز نسبت تحریف قرآن کی بھی جواب ہوچکا ہی مگر جو کچھ پادری صاحب کتاب دبستان اور عین الحیات کو تمسک پکڑتے ہین اور کہتے ہین کہ شیعہ کہتے ہین کہ عثمان رض نے قرآن جلادیا اور بعض سورتین قرآن کی جو علی رض اور اونکی اولاد کی شان مین تھین نکال ڈالین اور کتاب عین الحیات کے ورق ۲۰۸ کے صفحہ ۲ مین ایک حدیث امام جعفرؒ سے نقل کی ہے جسکا یہ مطلب ہی کہ سورۂ احزاب مین قریش کے اکثر مرد اور عورت کی برائیان لکھی تھین اور وہ سورۂ بقر سے بڑی تھی کم کی گئی ہی اب اُسکا جواب سنیے اور ذرا منصف ہوجیے۔ پادری صاحب کہتے ہین کہ فانی کی کتاب دبستان مین یون مسطور ہی۔ (از ایشان گویند کہ عثمان مصاحف را سوختہ بعضے از سورہا کہ در شان علی و فضل آنش بود برانداخت) معلوم نہین کہ پادری صاحبون نے قصداً یا سہواً لفظ (بعضے) کو کہ کتاب دبستان مین موجود ہے نہین لکھا یا شاید کسی مصلحت سے نہین لکھا وہان یون عبارت لکھی ہے کہ (بعضے از ایشان گویند) الی آخرہ اور یہہ بعض وہی ہین جنکا فرقۂ امامیۂ اثنا عشریہ مین کچھ شمار اور قطار نہین ہی اسکے سوا مصنف دبستان نہ مسلمان ہی اور نہ مسلمانون کے مذہب اور کتاب سے واقف صرف سُنی سُنائی باتین لکھتا ہی شاید اوس سے کسی عالم شیعہ مذہب غیر معتبر نے کہدیا ہوگا۔ اور قول پادری صاحبان و کتاب عین الحیات الی آخرہ۔ اوسکا حال یہ ہی کہ یہ روایت آحاد کی نسبت مخالفت ادلہ قطعیہ کے مردود اور متروک ہی اور مذہب اثنا عشریہ کی علما کے بھی اصول مین مقررات سے ہی کہ جو روایت آحاد مخالف قطعی دلیل کی ہو وہ ماول یا مردود ہی اگرچہ وہ روایت کافی کلینی کی جو اون کے نزدیک اصح الکتب ہی کیون نہو۔ مولوی دلدار علی صاحب لکھنوی جو فرقۂ شیعے کے بڑے مجتہد تھے کتاب صوارم مین بذیل عقیدہ ۱۲۵ لکھتے ہین۔ و مانمیگویم کہ ہر یک از احادیث کافی گو رُوات آن ضعیف و مجروح باشند قطعی الصدور اند چنانچہ شما اِدّعای آن میکنید وایضاً بر تقدیر قطعی بودن ہرگاہ آیات قرآنی منسوخ باشند و ماُول چہ رسد بعضی احادیث

کافی ما دل نباشد بنابر مخالف بودن آن از اجماع و الاحادیث المستفیضہ - اور کتاب ذو الفقار
مین بذیل مقدمہ ہشتم مجتہد صاحب مذکور لکھتے ہین - بالاتفاق میان علمار اسلام قاعدۂ مقررۂ است
کہ انچہ از آیات و احادیث کہ برخلاف قطعیات دلالت داشتہ باشند می انداز ند اگر قابلیت
داشتہ باشند والا ماوّل بسیازند) اور جب حال روایات کلینی کا اور سب روایات احاد کا ایسا ہو
جیسا بیان ہوا پس ایک ورد روایات احاد عین الحیات اور مانند اوسکے متروک ہوتی ہین کیا بعد
لازم آتا ہی - یہ بہی ایک دعوی پادری صاحب کرتے اور کہتے ہین کہ مشکاۃ المصابیح کی کتاب
فضائل القرآن کے فصل اول مین کہ وہ کتاب اہل سنت و جماعت کے معتبر اور مشہور ہی جو لکہا ہے
خلاصہ ترجمہ اوسکی عبارت عربی کا ذیل مین درج ہی - حضرت عمر ابن الخطاب رض کہتے ہین کہ ہشام
ابن حکیم ابن حزام کو مینے سورۂ فرقان اوس قرا کے خلاف پڑہتے سُنا جو مجہے رسول خدا صلعم نے
پڑہائی تہی مینے چاہا کہ اوسکو منع کرون مگر مینے اوسکو اتنی مہلت دی کہ وہ پڑہ چکے تب مین اوسکی چادر
پکڑ کر رسول خدا صلعم کے پاس لیگیا اور کہا یا رسول مینے اس شخص کو سورۂ فرقان ایک اور قرارت سے
پڑہتے سُنا ہے کہ جو آپنے مجہسے بتائی ہی اوسکی خلاف ہو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اوسے چہوڑ دو اور اُس
سے فرمایا کہ پڑہ اوسنے وہی قرارت پڑہی جو مینے اوسکو پڑہتے سُنا تہا تب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
اسیطرح نازل کی گئی ہی - پہر مجہسے بہی فرمایا کہ تو پڑہ مینے بہی پڑہی فرمایا کہ اسی طرح نازل کی گئی ہے
اور قرآن سات قرارتون پر نازل ہوا ہے جس قرارت پر آسان ہو اوس قرارت پر پڑہو یہہ حدیث
متفق علیہ ہی اور عبارت مسلم کی ہی - پہر تیسری فصل مین جو مرقوم ہے اوس عربی عبارت کا
خلاصہ یہہ ہی کہ زید ابن ثابت رض کہتے ہین کہ ابو بکر رض نے مقتل اہل یمامہ مین آدمی بہیجکر مجہے بلوایا
مین اونکے پاس گیا دیکہا کہ اونکے پاس عمر رض بہی ہین ابو بکر رض نے مجہسے کہا کہ عمر رض نے میرے پاس آکر
کہا کہ لڑائی کے دن قرآن کے قاری بہت مقتول ہوئے ہین ڈرتا ہون کہ اگر اور مقامون مین بہی
ایسا ہی مقاتلہ ہوگا تو قرآن مین سے بہت جاتا رہیگا مین یہہ چاہتا ہون کہ تم قرآن کے جمع
کرنیکا حکم دو مین نے عمر رض سے کہا کہ وہ کام جو رسول اللہ صلعم نے نہین کیا تم کیونکر کروگے اونہون نے

کہا خدا کی قسم یہہ اچہا ہی پس عمر رض بتکرار یہی بات مجہسے کہتے تہے حتی کہ اللہ تعالی نے میرے
دل کو اوس امر پر آگاہ کیا اور وہ فایدہ جو قرآن کے جمع کرنے مین عمر رض کو معلوم ہوتا تہا مجہے
بہی معلوم ہوا اب زید رض کہتے ہین کہ ابو بکر رض نے مجہسے کہا تم مرد جوان عاقل ہو اور سہو اور
تہمت سے مبرا ہو اور تم رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین وحی لکہا کرتے تہے پس تم قرآن کے تتبع
کرکے اوسے جمع کرو خدا کی قسم اگر لوگ مجہے ایک پہاڑ اوٹہانے کی تکلیف دیتے تو بہی مجہپر بہاری
نہ پڑتا جیسا قرآن کا جمع کرنا بہاری پڑا مینے اونسے کہا کہ جس کام کو رسول اللہ صلعم نے نہین کیا تم اوسے
کیونکر کرتے ہو اونہون نے کہا واللہ یہہ بہتر ہے پس ابو بکر رض نے بتکرار مجہسے کہا یہانتک کہ اللہ جلشانہ
نے میرے دل کو بہی اوس امر کے فایدہ پر آگاہ کردیا جس پر ابو بکر رض اور عمر رض کے دل کو آگاہ کیا
تہا پس مینے قرآن کے تتبع اور تلاش کے اور خرما کے پتون اور پتہرون اور حافظ لوگون کو دلونسے
لیکر اوسے جمع کیا حتی کہ سورہ توبہ کے آخر کی یہ آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم خاتمہ
برءۃ تک ابی خزیمۃ انصاری کے سواکسیکے پاس لکہے ہوئے نپائے پس قرآن کے وہ اجزا ابوبکر رض
کے پاس رہے جب اونہون نے وفات پائی تو عمر رض کے پاس رہے اون کے بعد اون کے بیٹی حفصہ رض
کے پاس رہی یہہ بخاری کی روایت ہی اور انس ابن مالک کہتے ہین کہ حذیفہ ابن یمان عثمان رض
کے پاس آئے درحالیکہ وہ ارمینیہ مین اہل شام کے ساتہہ اور آذربیجان مین اہل عراق کے ساتہہ
جہاد کررہے تہے اور قاریون کی مختلف قراءت سے ڈرکر عثمان رض سے کہا کہ اے امیر المومنین
اس امت کی خبر لیجیے اس سے پہلے کہ وہ کتاب الہی مین اختلاف کرین مثل یہود اور نصاری کے
پس عثمان رض نے حفصہ رض کے پاس آدمی بہیجا کہ تم اجزاء قرآن کے ہمارے پاس بہیجدو تاکہ ہم
اوسکے متعدد نسخے لکہین اور پہر تمکو دیدین حفصہ رض نے وہ اجزاء عثمان رض کے پاس بہیجدیے تب
عثمان رض نے زید ابن ثابت رض اور عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبد اللہ بن الحارث
ابن ہشام کو مامور کیا اونہون نے اوسکو متعدد نسخون مین لکہا اور عثمان رض نے ان تینون شخصون
(یعنی عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبد اللہ بن حارث سے جو قوم قریش تہے کہا

کہ جسوقت تم تینون شخص اور زید قران کے کسی امر مین اختلاف کرو تو اُسی قریش کے لہجہ پر لکھنا کیونکہ قرآن اونہین کی زبان مین نازل ہوا تھا پس اونہون نے ایسا ہی کیا جبکہ اجزا کو متعدد نسخون مین لکھ چکے تو عثمان رضہ نے اوسے حفصہ رضہ کے پاس پھر بھیجدیا اور ہر طرف ایک ایک صحیفہ اُن نسخون مین سے جنھین اب لکھا تھا بھیجدیا اور اوسکے ماسوا جتنے قرآن کے صحیفہ تھے اونکے جلادینے کا حکم دیا ابن شہاب کہتے تھے کہ خارجہ بن زید بن ثابت نے مجھے خبر دی کہ اوسنے زید بن ثابت یعنی اپنے باپ سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ جسوقت قرآن کو ہمنے لکھا سورۂ احزاب کی ایک آیت جو مینے رسول اللہ صلعم کو پڑہتے سُنی تھی مجھے لکھی ہوئی نہ ملی تب ہمنے اوسے ڈہونڈھا تو خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس پائی اور وہ آیت یہ ہے مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ پس ہمنے اوسے سورۂ احزاب مین لاحق کر کے کتاب مین داخل کیا یہہ بخاری کی روایت ہے قول پادری صاحبون کا منتہی ہوا۔ اب سنیئے ہم ان تینون حدیثون کو مانتے ہین لیکن ان کو پادری صاحبون کے دعوی سے کوئی مناسبت نہین ہے کیونکہ علی الزعم پادری صاحبون کی ان حدیثون سے چار باتین پیدا ہوتی ہین جیسا خود ہی لکھتے ہین اور پادری صاحب کہتے ہین۔ اب مشکوۃ کے ان حدیثون سے کئے ایک باتین ثابت ہوتی ہین۔ اوّل یہہ کہ خود محمد صاحب کے وقت مین ایک شخص نے ایک آیت کو ایسا اور دوسری نے اوسی آیت کو دوسیا پڑہا تھا۔ دوسرے یہ کہ قرآن محمد صاحب کی وقت مین ایک جلد مین جمع نہین ہوا تھا بلکہ ابوبکر رضہ نے آیات جمع کرنیکا حکم دیا اگرچہ محمد صلعم سے اس کام کے واسطے اُنکو حکم نہین ملا تھا بلکہ صرف براہ مصلحت یہہ کام کیا تھا تاکہ مبادا آیات گم ہوجادین۔ تیسرے یہہ کہ عثمان رضہ نے بعد خلافت خود جب دیکھا کہ لوگ پھر بھی قرآن کے پڑھنے مین فرق کرتے ہین ڈرے کہ قرآن مین آگے اور زیادہ خرابیان ہون اسواسطے زید وغیرہ کو حکم دیا کہ قرآن کو دوبارہ صحیح کرین اور سب آیات قریش کی زبان مین لکھین۔ چوتھے یہہ کہ اُنھون نے سب اگلے نسخے جمع کر کے جلادیے اور اوس نئے نسخے سے اور نسخے لکھوا کر سب جگہہ بھیجدیے اور اسطرح

اوسکو مشہور کیا اب ہم پوچھتے ہین کہ عثمان رضؓ نے کسواسطے اگلے نسخون کو جلادیا اگر وہ نیا نسخہ جو انھون نے مشہور کیا اور اب مستعمل ہے اگلے نسخون سے مضمون اور الفاظ مین بعینہ برابر اور موافق تہا اور اونہون نے صرف آیات اور سورتون ہی کی ترتیب اور ترکیب اور طور پر کی تہی تو کیا سبب تہا کہ اوسکو جلادیا بلکہ لازم تہا کہ سب کو نہین تو بعض کو ضرور ہی رکھ چہوڑتے تاکہ کوئی کہے کہ تمنے قرآن کو تغیر کر دیا اور بدل ڈالا تو ان اگلے نسخون کو اوسکے سامنے رکہتے اور کہتے کہ لو یہ اگلے نسخے ہین دیکھو اور مقابلہ کرو تاکہ تمہین معلوم ہو کہ یہہ قرآن مضمون اور الفاظ مین اگلے نسخون سے موافق اور مطابق ہی لیکن اس بات سے کہ عثمان رضؓ نے ایسا نہین کیا بلکہ سب اگلے نسخون کو جلادیا تو کچہ اور گمان نہین ہوتا مگر یہی کہ اگلے نسخون مین سے ہر ایک اور طرح کا تہا یا یہ جیسا شیعے کہتے ہین کہ اوس نے قرآن کو قصداً گم کیا اور بعض آیات مین تغیر اور تبدل کیا ہی اور اوس نسخہ کو جو حفصہ رضؓ کے پاس تہا اور عثمان رضؓ نے اوسکو پہیر دیا اوسکی خبر کسیکو نملی اور نہ کسینے اوسکو پہر دیکہا شاید عثمان رضؓ نے من بعد اوسکے جلا دینے کا بہی حکم دیا ہوگا اگر کسی محمدی پاس ہو تو اوسے ظاہر کرے تا اب کی قرآن کو اوس سے مقابلہ کرین اور معلوم ہووے کہ یہ اوس سے مطابق ہے یا نہین اب اس صورت مین کہ شیعے ایسا کہتے ہین اور سنیون کی مشہور اور معتبر کتاب مین بہی ایسی باتین لکھی ہین تو ہر صاحب فہم وشعور کے دل مین قرآن کے صحیح اور اصل ہونے کی بابت شک کلی ہوگا اگر محمدی ایسی باتین توریت وانجیل کی بابت مسیحیون کی مشہور اور معتبر کتابون سے نکال لاسکتے تو البتہ اونکا یہ ادعا کہ کتب مقدسہ مین تحریف ہوئی ہے بیجا نہوتا۔ اب پادری صاحبون کے ان شبہات کا جواب سنیے اور انصاف کیجیے۔ ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ یہہ قول پادری صاحبون کا کہ (مشکوۃ کی ان حدیثون سے کئی باتین ثابت ہوتی ہین پہلے یہہ کہ خود حضرت محمد صاحب صلعم کے وقت مین ایک شخص نے ایک آیت کو ایسا اور دوسرے نے اوسی آیت کو ویسا پڑہا تہا مخدوش ہے کیونکہ یہ اختلاف فقط قرارت مین تہا جیسا کہ خود ہی پادری صاحب نے اول حدیث کے ترجمے مین لکہا ہی کہ وہ

سورۂ فرقان میری قرارت کے خلاف پڑہتا تہا الی آخرہ اور یا رسول اللہ مین نے اس شخص کو
سورۂ فرقان ایک اور قرارت سے الی آخرہ - اور قرآن سات قرارت پر نازل ہوا ہے الی آخرہ -
اور ہر ایک قاری نے اپنی قراءت کو خود رسول مقبول صلعم سے صحیح کر کہا تہا اور ساتون قرائتین
متواترہ ہین اور سب کے سب رسول اللہ صلعم سے منقول ہین - ہمکو پادری صاحب کی فہمید اور
عقل سے کمال استعجاب ہے کہ اسکو اثبات تحریف مین نقل کرتے ہین ارے صاحب اثبات تحریف
کے لئے ضرور ہی کہ کسی کتاب محرف کی عبارت بدل دیجاوے اپنی طرف سے کوئی عبارت بڑہائی
جاوے اور وہ ایسی خلط ملط ہو جاوے کہ اوسکی تمیز نہو سکے ہان البتہ اگر یہہ اختلاف قرارت ایسا
ہوتا کہ اللہ تعالی جلشانہ کی طرف سے ایک ہی عبارت نازل ہوتی اور آنحضرت صلعم نے بہی اُسکو
ایک ہی طرح پڑہا ہوتا اور بعد آنحضرت صلعم کے اوسکو لوگ بدل ڈالتے اور اور عبارتین اپنی طرف سے
بنا کے پڑہنے لگتے اور عبارت قرآن کا تواتر بہی نہوتا بلکہ وہ عبارت لوگون کی عبارتون کے ساتھ
ایسی ملکر مخلوط ہو جاتی کہ پہر اوسکی تمیز نہو سکتی تو اس صورت مین البتہ جائے گفتگو ہو سکتی تہی
اور دعوی تحریف پادری صاحب بجا ہوتا لیکن یہ بات یہان نہین ہی یہہ بات تو عہد عتیق اور
عہد جدید ہی کے حصے مین ختم ہو چکی چنانچہ صاحب اعجاز عیسوی نے لکہا ہی کہ اوسمین ایسے اختلافات
عبارت موجود ہین کہ جسمین معلوم نہین ہو سکتا کہ اوسمین سے کون سی عبارت اصل ہی اور
کون سی ملحدون اور کاہنون نے داخل کر دی ہے - چنانچہ ہارن صاحب جلد ۲ کے صفحہ ۳۲۵
مین لکہتا ہی کہ جب دو یا زیادہ عبارتین باہم مختلف ہون تو ضرور ہے کہ اونمین سے ایک ہی
سچی ہو سکتی ہے اور باقی یا قصداً تحریف ہے یا سہو کاتب - اور اصل کو ساختہ سے پہچاننا اکثر
دشوار ہے پس جہان تہوڑا سا بہی شبہہ ہوتا ہے تو سب کو اختلاف عبارت کہتے ہین لیکن جب
صریح معلوم ہو کہ کاتب نے جہوٹ لکہا ہے تو اوسکو غلطی کاتب شمار کرتے ہین انتہے) دیکہیے اس
عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ایسے اختلاف عبارت مین بجز ظن و تخمینہ کے ہرگز کسی کلام کو
اونمین سے مصنف کی طرف یقیناً منسوب نہین کر سکتے اور اسطرحکا اختلاف عبارت اہل اسلام کے

اصطلاح مین یہین تحریف ہے کیونکہ کلام غیر الہامی کلام الہامی سے ایسا مخلوط ہوگیا کہ ہرگز تمیز نہین ہوسکتا یہہ بات صرف دو ہی چار جگہہ نہین بلکہ بہت سی جگہہ ہین چنانچہ اعجاز عیسوی مین لکھا ہے کہ ڈاکٹر مل نے جو عہد جدید کے نسخہ ملائے تو ایسے اختلافات تیس ۳۰ ہزار بتائے اور ڈاکٹر گریس بیک نے جو اوس سے زیادہ نسخون یعنی تین سو پچپن ۳۵۵ کا مقابلہ کیا تو ڈیڑہ لاکھ ایسے اختلافات عبارت کے نشان دیے پس خیال کرنا چاہیے کہ اگر جہان کی سب نسخے ملائے جائین تو خدا جانے کسقدر اختلاف نکلین گے کس لیے کہ ابہی ہزارون ایسے نسخے موجود ہین کہ اونکو کسی نے مقابلہ نہین کیا چنانچہ واٹکین کے کتب خانہ کے نسخون مین سے صرف ۳۴ نسخہ ملائے گئے ہین۔ اور فلارنس کے کتب خانہ مین بہی قریباً ایک ہزار نسخے کے موجود ہین لیکن اونمین سے صرف ۴۲ نسخہ ملائے گئے ہین پس اسی طرح ہزارون نسخے ابہی ملانے کو باقی ہین اگر زیادہ تصریح اوسکی کیجاوے تو طوالت ہوجاوے جسکا دل زیادہ تفتیش کو چاہے وہ گریزبیک اور ہیکالیس کی کتابون مین دیکھ لیوے رسالہ ہذا مین زیادہ لکھنے کی گنجایش نہین ہی اس رسالہ مین اور کچہہ لکھنا مدنظر ہے پس ظاہر ہے کہ اگر ڈیڑہ لاکہہ اختلاف عبارت کو سو نسخون پر تقسیم کرین تو فی نسخہ ڈیڑہ ڈیڑہ ہزار اختلاف عبارت بانٹنے آوینگے۔ یہان بفضلہ تعالی اگر تمام روے زمین کے قرآن جمع کیے جاوین تو کسی لفظ بلکہ حرفون مین بہی اختلاف نہ پایا جاویگا پس ع ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا۔ اگر کتب عہد جدید و عتیق کی وہ اختلافات عبارت جس سے اصل مسئلہ مین نقصان آگیا اگر اس مقام پر دکہائے جاوین تو بجاے خود ایک کتاب ہوجاوے اس قسم کے مسئلے کتب مناظرہ مین دیکھ لیوین بخوبی ثابت ہوجاویگا یہہ کہنا پادری صاحبون کا کہ اوس اختلاف عبارت سے کسی مسئلے مین نقصان نہین آتا محض خلاف ہی چنانچہ مشتے نمونہ از خروارے دو ایک مثالین اس قسم کی اسجگہہ لکھہ دینا خالی از لطف نہوگا۔ کتاب احبار کے باب ۱۱ کے درس ۲۱ مین اون حیوان کے بیان مین جو بنی اسرائیل کے لیے پاک وحلال نہین ہین عبرانی نسخے کے متن مین یون لکھا ہے۔

پھر تم سب رینگنے والے پرندون مین سے جو چار پاؤن سے چلتے ہین اور اونکی پچھلی ٹانگین اگلے پاؤن سے لپٹتی ہوئین نہین ہین کہ وہ اونسے کود کر زمین پر چلتے ہین تم اون مین سے کھاؤ۔ اور اس چلنے کی عوض۔ اور انکی پچھلی ٹانگین اگلے پایون سے لپٹتی ہوئی نہین ہین الی آخرہ عبرانی نسخے کے حاشیہ پر اور نسخون سے یہہ عبارت لیکے لکھی ہے اور اونکی پچھلی ٹانگین اگلی پاؤن سے لپٹتی ہوی ہین الی آخرہ۔ اور اسی حاشیے کی عبارت کو اب عیسائی لوگ ترجمہ کرتے ہین چنانچہ ترجمۂ انگریزی عربی و ترجمہ ہندیہ و فارسیہ مین یہی عبارت ترجمہ ہوی ہے۔ مثلاً خروج کے ۲۱ باب ورس ۸ مین حضرت موسی ایک عبرانی کے باب مین جو اپنے بیٹے دوسرے کے ہاتھ بیچتا تھا اس خیال سے کہ وہ اس سے نکاح کریگا یون حکم فرماتے ہین اگر وہ آقا اوسکا جو اوسے اپنے نام زد نہین کرکے رہ گیا ناراض ہو تو اوسکا فدیہ دیکے الی آخرہ۔ اور حاشیے پر عبرانی نسخے کی اور نسخے سے یون عبارت نقل ہوئی ہے اگر وہ آقا اوسکا جو اوسے اپنے نام زد کرکے رہ گیا ناراض ہو تو اوسکا فدیہ دیکے الی آخرہ اور یہی عبارت اب ترجمون مین لکھی جاتی ہے۔ اب ذرا خیال کی بات ہے کہ جب کتب مقدسہ مین ایسے اختلافات عبارت کے جو آپسمین ایک دوسرے کی باہم متناقض ہین پائے جاوین اور اونمین سے کسیکو بالیقین یہہ کہا جا سکے کہ یہ اصل مصنف کی عبارت ہے بلکہ دونون پر احتمال صدق و کذب کا ہو تو بھلا اس صورت مین اوس مسئلے پر کہ جس سے وہ عبارتین متعلق ہین کسطرح حکم قطعی ہو سکتا ہے لہذا بہت سے مسئلون مین شبہہ ہے یا مثلاً حلت و حرمت کی مسئلے مین کہ اب نہین معلوم ہو سکتا کہ کون سے جانور حلال تھے آیا وہ جنکی پچھلی ٹانگین اگلے پاؤن سے لپٹی ہوی تھین۔ یا وہ جنکی ٹانگین اگلے پاؤن سے لپٹی ہوئی نہ تھین کیونکہ دونون عبارتین موجود ہین۔ یا مثلاً لونڈی کی بابت کے مسئلے مین کون شخص اوسے آزاد کرے آیا وہ شخص جسنے اوسے اپنے نام زد کر لیا ہے یا وہ شخص جسنے اوسے اپنے نام زد نہین کیا کسلیے کہ اوسمین بھی دونون عبارتین موجود ہین۔ اور بہت سے ایسے مسائل ہین اب فرمایئے کہ اختلاف عبارت سے مسئلے مین نقصان ہوا یا نہین۔ یہہ فرمانا پادری صاحبون کا کہ کسی

مسئلے مین نقصان نہین آیا پیچ ٹھہرا کہ انہین پادری صاحبون کی کتب مقدسہ کی اختلافات عبارت کا تو حال معلوم ہو چکا اب حال اختلاف قرارت قرآن مجید کا سنیئے کہ وہ کیسے ہین واضح رہے کہ ساتون قرارت قرآن مجید مین اختلاف اس قسم کا ہے کہ بعض قرارت کے موافق فتحہ خالص اور بعض کے موافق امالی کے ساتھ اور بعض کے ادغام اور بعض کے اظہار اور مانند ان کے پڑہا جاتا ہے اور مضمون سب کا ایک ہے اور ہرگز ایسا اختلاف نہین کہ موافق بعض کے ایک حکم اور موافق دوسرے کے دوسرا حکم نکلے۔ اور دوسرے یہ قول پادری صاحبون کا کہ قرآن محمد صلعم کے وقت مین ایک جلد مین جمع نہین ہوا تھا الی آخرہ۔ یہ قول بھی پادری صاحبون کا محض لچ ہے کیونکہ قرآن گو ایک جلد مین جمع نہین ہوا تھا لیکن سب قرآن پتھرون کے ٹکڑون وغیرہ پر لکھا تھا اور حضرت صلعم کے وقت مین چوبیس آدمی وحی کے لکھنے والے تھے اور بہت صحابہ حافظ تھے۔ تیسرا یہ قول پادری صاحبون کا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے بعد خلافت خود جب دیکھا کہ لوگ پھر بھی قرآن کے پڑہنے مین فرق کرتے ہین ڈرے الی آخرہ یہہ بھی کچھہ نہین ہے بلکہ حقیقت حال اتنا ہی ہے کہ قرآن اصل مین موافق لغت قریش کے نازل ہوا پھر حضرت صلعم کے التماس سے فراخی ہو گئی تھی اوسکے موافق خلافت عثمان رض تک پڑھتے رہے اور عثمان رض نے اپنی خلافت مین جب دیکھا کہ بعض لوگ اپنی قرارت کو دوسری قرارت پر ترجیح دیتے ہین اور باخود ہا نزاع بیہودہ پیدا ہوتی ہے اور یہ بات درحقیقت بڑی تھی لہذا اونہون نے اس نزاع کے رفع کرنے کے لیے بمشورے پچاس ہزار آدمیون کے یہ مناسب جانا کہ سب موافق لغت قریش کے پڑہتے رہین اور جو صحیفے عہد حضرت ابوبکر رض کی لکھی گئے تھے اور وہ سب موافق لغت قریش کے تھے اونہین سے مصحف نقل کروا کر اطراف و جوانب مین بہیجے گئے۔ اور یہہ بہی معلوم رہنا چاہیے کہ یہہ اختلاف اور لغتون کا لغت قریش سے ایسا تھا کہ فقط (التابوت) موافق لغت قریش کے (ت) سے اور موافق لغت زید رض کی جو انصار سے تھے ہای ہوز کے ساتھ پڑہا جاتا تھا یعنے (التابوہ) اسی طرح اور جا بھی قیاس کرنا چاہیے۔

کسی طرح پر حضرت عثمان رضؓ نے اپنی طرف سے اصلاح نہین دی۔ اگر پادری صاحب امر مذکورہ بالا کو اپنے اصطلاح مین اصلاح کہتے ہین تو کوئی محل طعن نہین ہے۔ اور یہہ قول پادری صاحبون (اور اونہون نے صرف آیات اور سورتون ہی کی ترتیب اور ترکیب اور ربط و ہر کی تھی) کا بھی لغو ہے اسلیے کہ حضرت عثمان رضؓ نے آیتون کی ترتیب مین بھی کچھہ دخل نہین دیا بلکہ آیتون کی ترتیب وہی ہے جو زمانہ مین آنحضرت صلعم کے تھی کیونکہ جب جبرئیل ؑ کوئی آیت قرآن کی لاتے تھے تو فرما دیتے تھے کہ اس آیت کو فلانی آیت کے بعد رکھیو اور وہ آیت وہین رکھی جاتی تھی اور بہرحال آیات مین وہی ترتیب ہے جو آنحضرت صلعم کے زمانہ مین تھی اور اسی ترتیب سے پڑھتے تھے۔ قول پادریونکا (تو کیا سبب تھا کہ اونکو جلا دیا) الی آخرہ۔ پس سبب تو اسکا ظاہر ہے وہی سبب جو بیان ہو چکا یعنی آپس کی بیہودہ نزاع اور بعض قراۃ کی بعض پر ترجیح۔ اسکے دفع اور اوٹھ جانے کے واسطے ایسا کیا سوائے اسکے کوئی سبب نہ تھا۔ قول پادریان بلکہ لازم تھا کہ اگر سب کو نہین تو بعض کو ضرور ہی رکھہ چھوڑتے الی آخرہ۔ یہہ کہنا پادریون کا محض توہم ہے کیونکہ حضرت عثمان رضؓ نے صرف یکہ و تنہا چپکے سے چھپا کے اپنے گھر مین بیٹھ کر یہہ کام نہین کیا تھا بلکہ علانیہ بمشورہ پچاس ہزار آدمیون کے یہہ کام ہوا تھا اور کسی قدیم نسخے کے رکھہ چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ بسبب تواتر قرآن مجید کے مسلمانون سے یہہ ہرگز امید نہ تھی کہ کوئی ایسا کہیگا اور غیر دین اسلام والون مین سے کسی نے گو وہ قرآن کو نہین مانتے یہہ بیہودہ خیال و گمان بہ نسبت قرآن کے نہین کیا تھا یہہ فقط پادری صاحبان زمانہ حال اپنی ندامت مٹاتے ہین اور کچھہ نہین۔ یہ قول پادری صاحبونکا کہ جیسا شیعے کہتے ہین کہ اوسنے تو یعنی حضرت عثمان رضؓ نے قرآن کو قصداً گم کیا اور بعض آیات مین تغیر اور تبدل کی ہے اور اوس نسخے کو جو حفصہ رضؓ کے پاس تھا اور عثمان رضؓ نے اوسکو پہیر دیا الی آخرہ یہہ تو اوپر گذرا اور بیان ہو چکا کہ جمہور اور علمائے محققین اہل تشنیع اس امر سے

انکار کرتے ہین اور جو تہوڑے لوگ مجہول فرقۂ شیعہ سے اسکے قائل ہوے ہین انکو اوہی فرقہ والی
غیر معتبر اور اون کے قول کو باطل سمجہتے ہین مگر افسوس ہو کہ پادری صاحب ان بعض کے
قول کو سند پکڑتے ہین اور اپنے فرقون سے فرقہ ایبونی اور مارسیونی اور مانی کیز اقوال کو
نہین دیکہتے ہین حالانکہ مقتضای انصاف تو یہ ہو کہ ان بعض شیعے کے قول کو اپنے اون
تینون فرقون کے اقوال سے کہ اون کے اقوال اور عقاید بہی اوپر مذکور ہو چکے ہین ذرا
مقابلہ کرین اور انصاف کر کے شرمائین - یہ قول پادری صاحبونکا کہ (آب اس صورت مین
کہ شیعے ایسا کہتے ہین اور سنیون کے مشہور اور معتبر کتاب مین بہی ایسی باتین لکہین ہین
تو ہر صاحب فہم وشعور کے دل مین قرآن کے صحیح اور اصل ہونے کی بابت شک کلی ہو چکا)
شیعون مین سے تو اوتہین بعض مجہول غیر معتبر نے کہا ہو جنکو کہ اونہین کی جمہور علماء
محققین نے جہٹلا دیا اور فرقۂ اسلامی کا تو کیا ذکر مگر پادری صاحبون کو ذرا یہ بہی تو خیال
ضرور چاہیے کہ اونسے بڑہکر پادری صاحبون کے فرقون نے انبیاء اسرائیلی اور عہد عتیق
اور جدید کی کتابون کی نسبت کہا ہی - اور سنیون کی مشہور کتابون سے تو پادری صاحبون
نے خاک بہی نہ نکالا تو اس حال مین ایسے ذی شعور جیسے آپ لوگ معترض ہین شک کلی
رکہین تو کوئی مضائقہ نہین - وگرنہ اور کوئی منصف اور عادل مزاج عیسائی تو ہرگز ایسا
نہ کہیگا کیون اسلیے کہ حضرت عثمان رض اصحاب رسول اللہ صلعم تہے اور اونہون نے بلاواسطہ
رسول مقبول صلعم سے خود قرآن مجید کو صحیح کر لیا تہا اور حضرت عثمان رض کل قرآن کے
حافظ تہے اور جو صحابہ رض قرآن کے جمع کرنے مین مصروف تہے وہ لوگ خود کاتبان وحی
تہے اور اون کے سوا اور بہت صحابہ رض حافظ تہے خصوصاً حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ
جو بعد حضرت عثمان رض کی مسند خلافت پر بیٹہے اور اسی قرآن کے موافق حکم کرتے رہے اور
اسی قرآن کی تلاوت اور اسی قرآن سے نماز اور فرماتے رہے علاوہ اسکے حضرت مرتضی علی رض
اسد اللہ الغالب من کل غالب کی موجودگی مین قرآن مین کمی ہو اور کمی بہی کیسی کہ جسمین

فضایل علی مرتضی اور اونکی اولاد کی ہون وہی آیات نکالی جاوین اور خدا کے کلام مین تحریف
اونکی سامنے وقوع مین آوے اور وہ ایک مجبوری کی حالت مین بیٹھے دیکھا کرین بلکہ معاذ اللہ
خود مارے خوف کے تقیہ کرکے اونکے شریک مشورہ ہوجاوین معاذ اللہ یہہ ہرگز اونکی ذات
مقدس صفات سے امکان و وقوع نہین رکھتا یہہ تو وہ حضرات ہین کہ ذرا ذرا خلاف حکم
خدا اور رسول پر سزا دین اپنا جان دین یا اوسکی جان لین خلاف حکم خدا و رسول عزیز
اقارب دوست احباب کسی کی رعایت نہ کرین نہ یہہ کہ اتنا بڑا امر عظیم ہو کہ کلام آلہی مین کمی
کیجاوے اور یہہ کچھ خبر نہون بلکہ شریک ہوجاوین کل فرقہ اسلامی مین سے کوئی ایسا بیہودہ
خیال نہین کرسکتا سواے اون تہوڑے سے شیعون کی جنکو بخیالات بالا وہنین کے فرقہ
کے لوگ مہمل اور اون کے قول کو نامعتبر سمجھتے ہین اور اونکو جھوٹا جانتے ہین
ایسا کہین اور پہر اپنے تئین شیعۂ علی تصور کرین ۔ یہہ قول پادری صاحبونکا کہ اگر محمدی ایسی
باتین توریت و انجیل کی بابت مسیحیون کے مشہور اور معتبر کتابون سے نکال لا سکتے تو البتہ اونکا
یہہ دعویٰ کہ کتب مقدس سے تحریف ہوئی ہے بیجا نہوتا) ۔ اب سنیے کہ خدا نکرے جو محمدی لوگ ایسے
کمزور حجتون اور پوچ دلیلون سے یہ دعوی کرین یہہ رتبہ بلند تو پادری صاحبون ہی کا ہے اور
بس ذرا بہہ دل اور چشم انصاف سے دیکہیے مگر تعصب کو چہوڑکر تو کہل جائیگا کہ محمدیون کے
پاس تو اثبات تحریف کے لیے بڑی بڑی قوی دلائل موجود ہین ازانجملہ کچھ تو اوپر بیان ہوے
چونکہ رسالہ ہذا مین مقصود بالذات فضایل صحابہ رض کی لکھنا منظور ہین زیادہ اس بحث سے
بہت طول ہوگا لہذا دو ایک اعتراض اور جواب اس رسالے مین بہی لکھ دیتے ہین باقی جو
اس فن اور بحث کی کتابین ہین اونہین ملاحظہ کرنا چاہیے ۔ منجملہ اونکے یہہ ہے کہ جمہور قدماے
عیسائی عبرانی نسخے کی محرف ہونیکے قائل تھے اور یہودیون کو تحریف کرنے کا الزام دیتے
تھے مثلاً یوستینوس شہید نے طریفہ یہود کے مقابلے مین دعوی کیا کہ یہود نے عہد عتیق
سے کتنی پیشین گوئیان جو حضرت عیسی علیہ السلام کے حق مین تہین نکال ڈالین ۔ اور نیز

ہارن صاحب نے بھی لکھا ہی کہ جسٹن اپنی کتاب مین بمقابلہ طریفہ یہود کے دعویٰ کرتا ہی
کہ عزرا نے لوگون سے کہا تہا کہ عید فصیح کا کہانا ہمارے خداوند نجات دہندہ اور پناہ کا کہانا ہی
تو سمجھو کہ اگر تم خداوند کو اس نشان یعنے کہانے سے اچہا سمجھوگے اور اوس پر ایمان لاؤگے
تو یہہ زمین کبہی ویران نہوگے اور اگر تم اوسپر ایمان نہ لاؤگے اور اوسکا وعظ نہ سنوگے تو
تو تم غیر قومون کی ہنسائی کا سبب ہوگی اور وائٹیکر اس فقرہ کی سچائیکا حامی ہے اور وہ یہہ کہتا ہی
کہ یہہ فقرہ عزرا کی کتاب کی باب ۶ کی ورس ۲۰ و ۲۱ کی باب مین تہا اور ڈاکٹر ایمی کلارک
بہی اوسکی صداقت پر راغب ہی اور ڈاکٹر بریٹ صاحب کہ نسخہ عبری کا بڑا حامی ہی اپنی کتاب
مین یون لکہتا ہی کہ البتہ اس بات مین مجہکو کچہہ شک نہین ہی کہ جسٹن نے طریفون کے ساتھ
وقت مباحثہ کرنیکے جن عبارتون کے نکال ڈالنے کا الزام یہودیون کو لگایا تہا گو اب عبری اور
سپٹوا جینٹ کے نسخون مین نہین پائے جاتے ہین پر حقیقت مین جسٹن اور ایرینیوس کے
وقت مین دونون مین موجود اور کتاب مقدس کے جزو تہین خصوصاً وہ عبارت جسکی نسبت
جسٹن یہہ کہتا ہی کہ وہ یرمیاہ کے کتاب مین تہے سلبر جبیس جسٹن کے حاشیے مین اور ڈاکٹر گریٹ
ارینیوس کے حاشیے مین لکہتے ہین کہ معلوم ہوتا ہی کہ پطرس کو اپنے پہلے خط کے چوتھے باب
کی ۶ ورس کے لکہنے کے وقت اس پیشین گوئی کا خیال ہوتا۔ ازانجملہ وہ کہ بزرگون کی تاریخ
کی بابت جامعین تفسیر ہنری اور اسکاٹ کے یون لکہتے ہین کہ آگسٹائن ان تاریخون کی
بابت یہود کو تحریف کا الزام دیتا تہا اور یہی حال ہے جمہور قدما کی معلوم ہوتی ہی ازانجملہ وہ کہ
ان کتابون مین یقینی الحاق ہوئے ہین جیسا تینون مقصدون کی دوسری فصل مین گذرا۔
ازانجملہ وہ کہ ان کتابون مین سے کچہہ ورس غایب بہی ہوگئے ہین سوا اسکے ہم کیا شکایت
کرین اہل کتاب نے تو کتنی کتابین ہضم کر ڈالین اور بعض جلادین اور بعض پہاڑ ڈالین
تصریح اسکی کتاب اعجاز عیسوی مین بخوبی ہے ازانجملہ وہ کہ صرف عہد جدید کے کتابون مین
ڈیڑہہ لاکہہ ایسے اختلاف عبارت کے ہین کہ جن مین سے ایک کو بہی یا بعض کو مصنف کی عبارت

نہین کہہ سکتے جیسا کہ اوپر لکھ آئے ہین یہہ باتین محمدیون نے صرف معتبر کتابون سے ہی ثابت نہین کین بلکہ اونہون نے ہنگام مباحثہ پادری فنڈر صاحب اور ڈاکٹر وزیر خانصاحب بمقام آگرہ جو پادری صاحب سے گفتگو بمقابلہ مولوی رحمت اللہ صاحب و مولوی محمد مظہر صاحب ہوئی تھی پادری صاحب کو سات آٹھ جگہہ تحریف اور تیس ہزار اختلافات عبارت کا اقرار کرنا پڑا لہذا اب مقتضای انصاف یہہ ہی کہ پادری صاحب یہہ کہا کرین کہ محمدیون کا یہ دعوی کرنا کہ کتب مقدسہ مین تحریف ہو گئی ہے بیجا نہین ہی کیونکہ جو جو ثبوت کہ پادری صاحب طلب کرتے تھے محمدیون نے اون سے بڑھ کر پیش کر دئے جس شخص کو اسکی بحث بالتشریح دیکھنا ہو وہ کتاب ازعیسوی دیکھے اب یہہ تو بخوبی ثابت کر دیا گیا کہ قرآن مجید مین کچھہ بھی کمی بیشی نہین ہوئی جیسا نازل ہوا تھا ویسا ہی ہی اور قیامت تک ایسا ہی رہیگا اور بعض مجہول اور نامعتبر فرقہ شیعہ اور پادری صاحبون کو جو اس بارہ مین شبہات تھے اونکا پورا پورا جواب ہو گیا اب بھی اگر اون حضرات شیعہ کو جو ایسا کہتے ہین تسلی نہو تو تعجب ہی کیونکہ اونہین کے علماے محققین کے نزدیک ویسے لوگ جو تحریف قرآن کے قایل ہوے ہین مجہول اور نامعتبر اور جھوٹے ہین اب آگے کچھہ اور آیات قرآن مجید کے جنسے فضایل صحابہ رض بخوبی ثابت ہین بیان کئے جاتے ہین ع واضح رہے کہ خلفاے کرام اور صحابۂ عظام مہاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف کفر و نفاق و ارتداد کے نسبت کرنا موافق شریعت حنفیۂ احمدی کے بالکل باطل ہی اور آیات قرانی اور اسیطرح اقوال ایمہ علیہم السلام کی جو کتب معتبرۂ اہل تشیع مین منقول ہین اس خیال خام اور وہم بیہودہ اور عقاید باطل کو بالکل رد کرتے ہین اور اس جگہہ اسکی ثبوت مین کچھہ آیات اور اقوال بیان کیے جاتے ہین سورۂ حج مین اللہ تعالی صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی نسبت فرماتا ہے وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ط هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ ھُوَ مَوْلٰکُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ
یعنی جہاد کرو اللہ کے واسطے (خدا کے دشمنون سے ظاہری ہون مثل کفار کے یا باطنی ہون
مثل نفس اور شہوت کی جیسا چاہیے جہاد کرنا یعنے دل کی صفائی اور خلوص نیت سے)
اوسنے یعنے اللہ جلشانہ نے تمکو پسند کیا اور نہین رکھے تمپر دین مین کچھہ مشکل دین تمہارے
باپ ابراہیم کا اوسنے یعنے اللہ جلشانہ نے نام رکھا تمہارا مسلمان حکم بردار پہلی سے)
یعنی پہلے قرآن کی اگلی کتابون مین) اور اس قرآن مین تاکہ رسول ہو بتانے والا تمپر اور
تم ہو بتانے والے لوگون پر قایم کرو نماز اور دیتے رہو زکوۃ اور بہروسا کرو اللہ پر سب اپنے
کامون مین وہ تمہارا صاحب ہی اور پس کیا خوب مولی ہی اور مددگار۔ دیکھو اس آیت مین
اللہ تعالی جلشانہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے مخاطب ہوکر فرماتا ہی کہ ہمنے تمکو پسند کیا ہی
اور اگلی کتابون اور نیز قرآن مجید مین تمہارا نام مسلمان حکم بردار رکھا ہی تمکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا نائب کیا تا ہمارے احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمکو بتا وین اور تم لوگونکو
بتاؤ۔ پس ظاہر ہے کہ اللہ جلشانہ نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کو پسند فرمایا
جو کوئی اون کو ناپسند کرے اوسنے معاذاللہ خدا کا مقابلہ کیا اور نیز اللہ صاحب نے صحابہ
رضی اللہ عنہم اجمعین کو مسلمان کہا جو اونکو مسلمان حکم بردار نہ سمجھے اوسنے سراسر حکم خدا نمانا اور
جسنے حکم خدا نمانا اوسکو آپ ہی بتاؤ کیا کہین گے اور حسب منشا ہی۔ لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا
عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَی النَّاسِ۔ یعنی تاکہ رسول ہو بتانے والا تمپر اور تم ہو بتانے
والے لوگون پر تعلیم دینی اور مذہبی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بموجب حکم خداوندی ٹھہری
جسنے اونکی فرمانبرداری کی اور پیروی دین ومذہب مین نکی اوسنے درحقیقت خدا اور رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری نکی پس ظاہر ہی کہ منکر حکم خدا ورسول مسلمان ہو ہی نہین سکتا
اے ہمارے پروردگار محض اپنے کرم اور رحم سے منکران صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی
بدچشمی وسیہ قلبی کو دور فرماکر نور ہدایت عطا فرما کہ وہ بہی تیرے بندے ہین وہ لوگ بھی

راہ راست پر آجائین اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی مراتب کو جو تونے اور تیرے حبیب پاک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمائے ہین یقین کرین

رتبہ اور شان صحابہ کی ہون لکھتا تعریف
اہل انصاف کو ہو ن اونکی سُنانا تعریف

ہم تو سو جان سی عاشق ہین کرین کیا تعریف
اونکی خوش ہوکے خدا آپ ہی کرتا تعریف

گر یقین بتکو نہو دیکھ لو قرآن لیکر
ہر جگہ پاؤگے تعریف ابوبکرؓ و عمرؓ

غور سے دیکھو تو قرآن مین ہی مذکور اکثر
صفت حضرت عثمانِ غنی و حیدر

رونق اسلام کو دی دین نبی پھیلایا
تب ابوبکرؓ نے یہہ رتبہ عالی پایا

شان فاروق کی سنکر کرو تم دلمین یقین
جنکے اسلام کی حضرت نے دعائین مانگین

اب سنو دل سے سخاوت کا تم عثمان کی حال
راہ مولا مین لوٹاتے تھے سدا اپنا مال

زور بازو سے شجاعت ہی عیان حیدر کا
قلعہ اک آن مین کیا فتح کیا خیبر کا

الغرض جتنے ہین اصحاب رسول عربی
اونکی تم شان مین کرنا نہ کبھی بے ادبی

صفت وہ کہتا ہے ایمان عدو بنتا ہے
جو کہ توہین صحابہ کی بدل سنتا ہے

کیسی تعریفین خدا کرتا ہے خوش ہو ہوکر
دیکھو قرآن مین ذرا دل سے مخاطب ہوکر

یارو انصاف کرو جو کہ فدا جان کرین
جان اور مال فدا از پئے ایمان کرین

چھوڑین گھر بار کو ہمراہ نبی ہو جاوین
اور غریب الوطنی کا بھی بہت دکھ پاوین

ہوکے با اہل غریب اور گدا کہلاوین
راہ مولا مین خوشی سے جو گلا کٹوائین

آگ مین کود پڑین شیرون سے بھی لڑ جاوین
چشم احمد سے ذرا سا جو اشارا پاوین

جان اور مال کو حضرت پہ تصدق یارو
کیون وہ کرتے تھے بھلا ہمکو تمھین بتلادو

یا تو دنیا کی طمع کے لیے یہہ تھی سب بات
یا فقط دین کے خاطر یہہ اوٹھاے آفات

دونون وجہون کے سوا ہمکو کوئی اور سبب
اونکی جان بازی کا ظاہر نہین ہوتا مطلب

اب جو آسایشِ دنیا کا کیا جائے خیال
تو محض ہے یہہ غلط زر تھا وہان جمع نہ مال

تہا نہ جز نام خدا گھر مین نبی کے یارو — فاقہ رہتا تھا سدا گھر مین نبی کے یارو
عیش و آرام کا سامان جو گھر مین ہوتا — خوف اعدا سے بھلا رنج سفر مین ہوتا
کیون بسر اپنے مکان مین نہ براحت کرتے — کس لیے بے سر و سامانی سے ہجرت کرتے
جس لیے پہونچے مدینے مین وہ سب ہے معلوم — راہ کا رنج و غم و درد و تعب ہے معلوم
کیا مدینہ کو گئے سن کے خزانے کی خبر — لوٹ کر لائین وہان جا کے بہت سیم و زر
مال پا لینے کسی راجہ کے دربار گئے — اس سبب سے گئے یہ زر کے طلب گار گئے
قصہ کوتاہ وہان طمع کا کچھہ نام نہ تہا — زر کی خواہش نہ تھی اور مال کا کچھہ کام نہ تہا
وہ تو تھے طالب دین اور خدا تہا مطلوب — مال اور زر سے سوا اونکو نبی تھے محبوب
جتنی باتین تہین صحابہ کی وہ سب تھین للہ — بخدا اونمین کوئی شخص نہ تھا طالب جاہ
دیکھنا خوب ہی غیرون کی سُنی باتون سے — دیکھو تاریخ و سیر اپنے اوٹھا ہاتھو لنسے
ہر بشر کے لیے واجب ہی کہ وہ دین کے کام — خوب سا سوچ لے اور جان لے اوسکا انجام
اب یہہ ہم پوچھتے ہین جتنے مذاہب ہین عام — کس مین واجب ہی وظیفہ کی جگہہ پر دشنام
کس طرح اوسپہ خداوند کی رحمت ہو گی — جسکے آئین مین دشنام عبادت ہو گی
اور دشنام بھی اونکی ہو کہ جنکی اللہ — کرتا قرآن مین تعریف ہے سبحان اللہ
کہتے ہین جتنے تھے اصحاب نبی بد دین تھے — جز تن چند کہ حضرت سے وہی بے کین تھے
یہہ نہین جانتے جب بدر مین ہوتا تہا جہاد — کتنے اصحاب تھے موجود وہان چند افراد
جب کہ کعبہ کو مدینہ سے نبی جاتے تھے — کتنے اصحابون کو ہمراہ لئے آتے تھے
تھے تن چند وہان یا کہ تھا انبوہ کثیر — اِسکو تو جانتے ہین یار و صغیر اور کبیر
وہان پہ کس دھوم سے تعریف خدا کرتا ہی — خود صحابہ کی صفت اور ثنا کرتا ہے
تم سے مین خوش ہوا تم بھی ہوئے مجھسے راضی — مین بھی خوش تم سے ہون اور خوش ہو تم اسے نبی
اب یہہ انعام مین دیتا ہون رضامندی کا — یعنی پیغام تمھین دیتا ہون خورسندی کا

رہنا جنت مین سدا چین سے آرام کے ساتھ
اور یہان رکھونگا تمکو ہمین بڑے نام کے ساتھ

اب یہان موٹی سی اک بات بتاتے ہین ہم
بھولے بھٹکون کو رہِ راست پہ لاتے ہین ہم

یعنی اصحابون کو اچھا جو بتاتے ہین ہم
اونکی تعریفین بیان کرکے سُناتے ہین ہم

اگر اصحاب بنے ہین ہمہ تن نیک خصال
تب تو ہر حال مین ہے ٹھیک ہمارا یہہ خیال

اور معاذ اللہ اگر قول مخالف ہو راست
تب بھی ہم ہونگے بری ذمہ ہان بکم وکاست

جب خدا ہم سے کریگا یہ قیامت مین سوال
جو بُرے تھے اونہین تم کہتے تھے کیون نیک خصال

ہم کہین گے کہ خداوند جہان ربِ جلیل
لیکے قرآن ترا جاتے تھے حضرت جبریلؑ

اوسی قرآن کے احکامون کو پیغمبرِ دین
اپنی امت کو کیا کرتے تھے ہردم تلقین

اوسی قرآن کو ہم حکم ترا جانتے تھے
جو بھلے اوسمین ہین ہم اونکو بھلا جانتے تھے

رضی اللہ کہا تونے تو اے ربِ عباد
اور عنہم سے وہی تو ہین لئی تونے مراد

تونے بھی بیعتِ رضوان مین کیا اونکا بیان
اور نبی نے بھی ترے صاف کیا ہم یہ عیان

کہ خبردار خبردار صحابہ کو مرے
نہ کہے کوئی بُرا خود وہ بُرا ہے جو کہے

اے خدا ہم ترے قرآن کو حق جانتے ہین
اس لئے جتنے صحابہ ہین اونہین مانتے ہین

اب ذرا انسے بھی کچھ پوچھیہ یہہ کیا کہتے ہین
دیکھین کیا سامنے تیرے یہ بھلا کہتے ہین

انکے بھی پاس وہ قرآن چہل پارہ ہے
جسمین احوال بد و نیک لکھا سارا ہے

کونسا پارہ ہے اور کونسی آیت ہے خدا
جسمین اصحاب نبی کو ہے بُرا تونے کہا

اب ذرا دیکھ لے انکا بھی منگا کر قرآن
کیون دکھاتے نہین اے بھائیو لاکر قرآن

اونکی جان بازی سنو جنکو بُرا کہتے ہو
ساری امت مین بُرا کہتے ہو سب ہی جنکو

غار مین جب ہوئی پوشیدہ نبی مختار
کون تہا غیر ابوبکرؓ وہان پہ غمخوار

گھر مین ارقم کے نبی تھے مع اصحابِ کرام
کرتے تھے ذکرِ خدا اپنی زبانون کو تھام

آ لئے جسوقت عمرؓ شوق سے ارقم کے گھر
لیکے آغوش مین فرمانے لگے پیغمبر

ای عمرؓ دین مین آ چھوڑ جہالت کی بات | رہنا جنت مین سدا شوق سی تو میرے ساتھ
سنکے یہہ بات عمرؓ کہنے لگے تب واللہ | آیا ہون مین اسی امید مین تبلایئے راہ
کفر سے دین کی طرف جبکہ عمرؓ گھوم گئے | ہوکے خوش جملہ صحابہ و نبی جھوم گئے
بعض اصحاب یہ کہتے تھے مبارک ہو عمرؓ | کل دعا تیرے لیے مانگتے تھے پیغمبرؐ
آج تم دولتِ ایمان سے معمور ہوئے | پرتوِ نور سے اللہ کے پر نور ہوئے
پوچھا حضرت سے عمرؓ نے یہہ کہ اللہ معک | لوگ کتنے ہوئے اسلام مین داخل تبک
سنکے بولے یہ عمرؓ سے ابھی تک انتالیس (۳۹) | تمکو لیکر ہوئے اسلام مین پورے چالیس (۴۰)
تب عمرؓ نے کہا اے ماہ عجم مہر عرب | چلیے کعبے مین پڑہین آج نمازین ہم سب
برملا سجدۂ اصنام تو کفار کرین | گھر مین ہم چھپکے عبادت پئے غفار کرین
وان تو بیچین تھے کعبہ کی جدائی سی نبی | سنکے یہ بات اوسی وقت ہوئی تیاری
لائے ایمان عمرؓ جب سے ہوا ظاہر دین | تجھہ مین اسلام اگر ہے تو یہ کر بات یقین
وقت شادی کے نہ تہا پاس علیؓ کے کچھہ زر | کہا حضرت نے زرہ بیچ تو اپنی جا کر
وان پہ عثمانؓ سوا کون تہا لینے والا | دام دیکر کے زرہ مفت مین دینے والا
اب ہاں سنو حضرتِ طلحہ کا ذرا یارو حال | جب احد کے ہوا میدان مین وہ جنگ و قتال
ایک کافر کا شہِ دین پر اک وار ہوا | دست طلحہ سپر سینۂ ابرار ہوا
ہاتھہ ہیہات کہ جانباز کا ناکام ہوا | صفِ عشاق مین طلحہ کا بڑا نام ہوا
اوجب طلحہ یارو سے حدیث نبوی | طلحہ کو جنگ احد مین یہہ بشارت دی تہی
لینے واجب ہوئی طلحہ تجھے خوش ہو جنت | تجھسے مین خوش ہوا تجھپہ ہو خدا کی رحمت
اہل تاریخ نے لکھی یہ خبر ہے کہ زبیر | بہائی حضرت کے پھوپھی کے تھے نہین تھی کوئی غیر
ایک دن اپنے صحابہ سے وہ خالق کے حبیب | یون لگے کہنے بصد رنج و محن آکے قریب
لگنے کچھہ ذکر سنا قتل ہوئے آج خبیب | اون سے راضی ہوا خلاق دو عالم اللہ

مگر اس بات کے کرنے سے مرا دل ہے ملول
نعش مقتول کی جو شخص یہان لائے گا
سنکے فرمانِ نبی پہونچے زبیر اوس جا پہ
نعش گھوڑی پہ رکھی اور ہنکا یا رہوار
پہونچے کفار مقابل ہوئے جب اوس نڑکے
نعش جب زین سے اوس صاحبِ دین نے رکھی
شیر کی طرح سے للکار کے بولے یہہ زبیر
سر نہوگا قدم آگے کو بڑہایا جسنے
اوسنے بہیجا ہے مجھے جو ہے خدا کا محبوب
ٹکڑے ٹکڑے اک دم مین اوڑا دونگا تمہارے سبکے
الغرض سنکے یہ تقریر تہم گئے کفار تمام
جب زبیر آئے مدینے مین تو سارا احوال
بولے آغوش مین لیکر کے یہہ حضرت کہ زبیر
تیری جان بازی سے خوشنود ہوا ربِّ جلیل
بولے وہ سنکے یہہ مژدہ مین فدا تم پہ رسول

سولی دیکر اونہین اعدا نے کیا ہی مقتول
مین بھی خوش ہونگا وہ حق سے بھی جزا پائیگا
اک جوان ساتھ لیا نعش اوتاری آکر
چھین لے نعش کو دوڑے ہوئی آئے کفار
یعنے جانباز برادر جو تھے پیغمبر کے
اپنی آغوشِ محبت مین زمین سے لے رکھی
میری تلوار کی دیکھی نہین تمنے ابھی سیر
تم نہین جانتے ہو مجھکو ہے بہیجا کس نے
نعش مقتول کو لیجاؤن یہی ہے مطلوب
جسکو لڑنا ہو سمجھ بوجھ کے وہ ہم سے لڑے
ہوئی جرات نہ کسیکو جو بڑہاتا کوئی گام
عرض حضرت سے کیا خوش ہوئے حضرت بھی کمال
میرے ہمراہ تو فردوس کی دیکھیگا سیر
مغفرت کا ترے پیغام ہین لائے جبریل
ترے صدقے مین ہوئی ہے تری امت مقبول

اور پھر سورۂ نور مین اللہ تعالی جلشانہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی فضیلت مین فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ یعنی وعدہ دیا اللہ نے اون لوگون کو جو (وقت نزول اس سورہ کے) تمسے ایمان لائے اور کئے اونہون نیک کام البتہ یقینًا خلیفہ کریگا اونکو ملک مین جیسا خلیفہ کیا تھا اون سے اگلون کو یعنے

داؤد علیہ السلام کو جیساکہ خدے تعالیٰ فرماتا ہے - یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ)
اور اوسی طرح سلیمان علیہ السلام وغیرہ کو) اور جما دیگا اونکو دین اونکا جو پسند کردیا اللہ نے
اونکے واسطے اور دیگا اللہ اونکو اونکے ڈر کے بدلے امن میری بندگی کرینگے شریک نکرینگے
میرا کوئی اور جو کوئی ناشکری کریگا اس پیچھے سو وہی لوگ ہین بے حکم - اور جو لفظ مِنْکُمْ مین
ضمیر مخاطب کی ہے اور ہرجگہہ ضمیر غایب کی صیغہ جمع کے ساتھہ واقع ہوئی ہے اور جمع کا اطلاق
تین سے کم پر نہین ہوتا پس اس آیت مین وعدہ ہی کہ اون صحابہ سے جو اس آیت کی نزول
کے وقت مین ایمان لاچکے تھے تین آدمی یا زیادہ تین سے درجہ خلافت پر مثل داؤد اور
سلیمان علیہما السلام کے پہونچین گے اور اون کے وقت مین وہی دین ظاہر ہوگا جو خدا کے
نزدیک پسندیدہ ہی اور اون کے وقت مین مسلمانون کو امن کامل حاصل ہو جائیگا اور
مسلمان لوگ خالص بندگی خدا کی کرینگے اور اِس وعدہ کو اللہ تعالیٰ نے پورا کیا اور خلفاء اربعہ
رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کو درجہ خلافت کبریٰ پر پہونچا کر دین احمدی کو شرقاً
وغرباً ظاہر کیا پس یہہ چارون خلیفہ بلاشبہ سچے خلیفہ ہین اور اونکے وقت مین جو دین ظاہر ہوا
وہی دین مقبول و پسندیدۂ خدا و رسول تھا اور اون چارون خلیفہ کا ایک ہی دین و مذہب
تھا جو پسندیدہ خدا کا تھا اور سب پر روشن ہی کہ وہ چارون خلیفہ یکے بعد دیگرے حضرت
ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہین جبکہ اونکا
دین و مذہب مقبول و پسندیدۂ خدا و رسول ہے تو بلاشک اونکے خلاف جو دین و مذہب
اختیار کریگا وہ درگاہ رب العالمین مین مردود ہوگا اور جو اونکی خلافت کا اور
دین حق پر ہونیکا منکر ہے وہ بلاشک منکر قرآن ہے اور جو منکر قرآن ہی وہ قطعی جہنمی ہے
پھر اللہ جلشانہ فرماتا ہی فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ
وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ - ترجمہ پس جنہون نے ہجرت کی اور نکالے گئے اپنے گھرونسے اور ایذا دیے گئے میری راہ مین

اور لڑے اور مارے گئے البتہ دور کرونگا اونسے برائیان اونکی اور البتہ داخل کرونگا اونکو بہشتون مین جاری ہین نیچے اونکے نہرین ثواب اللہ کے پاس سے اور اللہ کے نزدیک ہی اچھا ثواب) یعنی اس آیت مین اللہ جلشانہ مہاجرین کی تعریف بیان فرماتا ہی اور اونکے جنتی ہونے کی بشارت دیتا ہی فرماتا ہی کہ جن لوگون نے اپنے وطن اور گھر میرے لیے چھوڑے اور جن لوگونکو مجھہ پر ایمان لانے کی وجہ سے تکلیفین اور اذیتین دیگئین اون لوگون نے گھر بار کنبہ قبیلہ چھوڑنا گوارا کیا مگر ایمان پر قایم رہے تو ایسے سچے دل کے ایمان والون سے مین بھی نہایت ہی مہربانی سے پیش آؤنگا اور اونکی جانفشانیون اور مصیبتون کے عوض اچھا نیک بدلا دونگا اور اون کے گناہون سے درگذر کرونگا بلکہ اونکے گناہون کو اگر ہونگے نیکیون سے بدل دونگا بلاپرسش اونکو ایسی جنتون مین جگہہ دونگا جنکے نیچے نہرین بہتی ہونگی اور یہ ثواب اونکو اونکے اعمال سے بہت زیادہ دونگا اپنے فضل اور مہربانی سے آگے حضرات مؤمنین محبین ان آیتون کو ذرا بنظر انصاف دیکھیئے مہاجرین کی فضیلتون اور بزرگیون کو خیال فرمایئے کہ اللہ تعالی جلشانہ کیسی محبت اور عنایت سے اونکا ذکر فرماتا ہے جنکے قطعی جنتی ہونیکا ذکر فرمایا ہی وہ کون تھے کیا حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین مہاجرین نہ تھے کیا ان حضرات نے اپنا گھر بار نہ چھوڑا تھا کیا کوئی حرف استثنا یہان سے محذوف ہی کہ یہہ حضرات اس آیت شریف سے مستثنی ہین کیا یہہ حضرات لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ کے وعدے سے خارج ہین بلکہ اسکے مخاطب سوا صحابہ کے کوئی ہو ہی نہین سکتا کیونکہ اہل بیت تو بزعم شیعہ معصوم ہی ہین اون سے اس قسم کے وعدے ممکن نہین لہذا جتنی آیتین ایسی ہین جنمین وعدے عطاے جنت کے اور تکفیر سیئات کے ہین وہ سب صحابہؓ کی شان مین ہین ہین آرے بھائیو ان حضرات کا خلوص دل سے ہجرت ہی کرنا ایسا ایک عمل ہی کہ ہزار اعمال اور بے شمار عبادات اور نیکیون سے افضل اور بہتر ہی تم مت انکی نکتہ چینیون اور عیب جوئی مین اپنی عمر اور اوقات ضایع کرو لو فرضنا تمنے اپنے خیال خام کے موافق دو چار عیب ڈھونڈھ بھی نکالی

توجب تک تم اونکے مہاجرین ہونے سے انکار نکروگے یہہ عیب جوئی تمہاری کچھہ کام نہین آسکتی نہ اون کے قطعی جنتی ہونے مین کچھہ ضرر پہونچ سکتا ہی کیونکہ اللہ تعالی خود فرماچکا ہی کہ مین اونکو ضرور جنت مین جگہہ دونگا اون کے گناہون سے درگذر کرونگا اسلئے کہ وہ میرے محبوب کے ساتھہ ہونیکی وجہ سے اپنے محبوبون سے چھوٹے گھربار چھوڑ میرے واسطے ہزارون رنج و مصائب مین گرفتار ہوئے اور یہہ ظاہر ہے کہ ان حضرات کے مہاجرین ہونے سے تم کسیطرح انکار نہین کرسکتے خود قرآن شریف اور بے شمار کتب تواریخ اسلامی اور غیر اسلامی اُنکے مہاجرین ہونے پر شاہد ہین تو ناحق اونکی برائی کرکے عمر اپنی برباد کرتے ہو اور روسیاہی دارین کی حاصل کرتے ہو وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ہمارا کام کہدینا ہے یاروہ اب آگے چاہے تم مانو نہ مانو + پھر سورۂ توبہ مین اللہ جلشانہ مہاجرین اور انصار کی نسبت فرماتا ہی۔ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ترجمہ اور آگے بڑھجانے والے پہلے ہجرت کرنے والون سے اور مدد دینے والون سے اور وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہین اونکے ساتھہ نیکی کے راضی ہوا اللہ اون سے اور راضی ہوئے وہ اللہ سے اور تیار کی واسطے اونکے بہشتین جاری ہین نیچے اونکے نہرین رہنے والے اوسمین ہمیشہ یہہ ہے مراد پانا بڑا۔ واضح رہے کہ جنگ بدر تک جو مسلمان ہوئے ہین وہ سب قدیم کہلاتے ہین اور باقی اونکے تابع پس اللہ جلشانہ نے قدیم یعنے پہلے مہاجرین اور انصار اور اونکے تابعین بالاحسان دونون کے حق مین چار باتین ارشاد فرمائین اول یہہ کہ اللہ اون سے راضی ہی دوسرے یہہ کہ وہ سب اللہ سے راضی ہین تیسرے یہہ کہ اللہ اون کو بہشت عطا فرماویگا چوتھے یہہ کہ یقینًا وہ سب اوسمین ہمیشہ رہین گے پس بلا شبہہ از روے عام تواریخ و شہادات کتب معتبرۂ شیعہ ہر طرح پر یہہ بات ثبوت کو پہونچی ہوئی ہے کہ حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ

[illegible]

رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین باعتبار ایمان اور ہجرت کے پہلے مہاجرین مین داخل ہین
اور والی وَالَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ مین داخل ہین پس ان سب کے واسطے یہہ چارون
باتین ثابت ہین پس اگر کوئی شخص ذرا بھی اس آیت شریف کے مطلب پر غور کرے
اور سوچے تو ہرگز کسی طرح پر صحابہ کبار اور مہاجرین اور انصار کی نسبت بجز فضیلت اور
بزرگی اور قطعی جنتی ہونے کے دوسرا اعتقاد نہین رکھ سکتا اسلیے کہ جب اون کی نسبت اللہ تعالے
خود فرماتاہی کہ رضی اللہ عنہم و رضوعنہ یعنی مین اون سے راضی ہون اور وہ مجھسے
راضی ہین اور خدای عادل جلشانہ اون کے حق مین ارشاد فرماتاہی کہ اَعَدَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ
کہ تیار اور آراستہ کر رکھی گئین ہین اونکے واسطے بہشتین تو پھر کون شخص ہی مطیع ان
قانون اسلامی مین سے جو قرآن مجید کو خدا کا کلام جانتا ہو اور اونکی فضیلت کا قائل نہو
ای شیعان پاک ذرا ادھر متوجہ ہو اور نہین تو صرف اتنا ہی غور کرو کہ مہاجرین اور انصار
مین وہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین جن سے تم عداوت رکھتے ہو داخل ہین یا نہین اگر
داخل ہین تو پھر اونکی قطعی جنتی ہونے مین تمکو کیا شک ہی اور اگر یہ کہو کہ نہین ہین تو
ذرا مہربانی کرکے یہ بھی بتادو کہ پھر اللہ جلشانہ کا یہ خطاب کس سے ہی ارے بھائیو
تمکو شرم نہین آتی کہ قرآن مجید پر ایمان رکھنے کے یہی معنی ہین اور اسلام اسی کا نام
ہی کہ جنکے حق مین اللہ تعالی اپنی رضامندی ظاہر کرے اون سے تم ناراض ہو جنکے قطعی
جنتی ہونیکی اللہ تعالی خبر دیوے تم اونکو مسلمان بھی نہ سمجھو واہ اچھے مسلمان ہوا ور
اچھی مسلمانی ہے اور اگر کوئی ہٹ دھرم یہ کہے کہ اس آیت مین خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم
کے نام مذکور ہی نہین ہین اسواسطے اونکی فضیلت کے انکار سے آیت قرآنی سے انکار
لازم نہین آتا تو اوس شبہہ کے دور کرنے کے لئے حضرت امام باقر علیہ السلام کی شہادت
پیش کی جاتی ہے جسطرح حضرت امام موصوف نے خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس
آیت کے حکم مین داخل کیا ہی وہ بیان کیا جاتا ہی اسکو گوش ہوش سے سنو اور اپنے

مذہبی کتابوں سے سند بود وہ یہ ہے کہ صاحب فصول نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے
اِنَّہٗ قَالَ لِجَمَاعَۃٍ خَاضُوْا فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ اَلَا تُخْبِرُوْنِیْ اَنْتُمْ مِنَ الْمُہَاجِرِیْنَ
الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِہِمْ وَاَمْوَالِہِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا وَ
یَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالُوْا لَا قَالَ فَاَنْتُمْ مِنَ الَّذِیْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ
مِنْ قَبْلِہِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ ہَاجَرَ اِلَیْہِمْ قَالُوْا لَا قَالَ اَمَّا اَنْتُمْ فَقَدْ بَرِئْتُمْ اَنْ تَکُوْنُوْا
اَحَدَ ہٰذَیْنِ الْفَرِیْقَیْنِ وَاَنَا اَشْہَدُ اَنَّکُمْ لَسْتُمْ مِنَ الَّذِیْنَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ
جَاءُوْا مِنْ بَعْدِہِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ
وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ یعنی ایک روز
حضرت امام باقر علیہ السلام ایک جماعت پر گذرے جو حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
کی عیب جوئی کر رہے تھے حضرت امام نے اوس جماعت سے پوچھا کہ مجھسے تم یہ بتاؤ کہ تم
اون مہاجرین میں سے ہو جو خدا کے واسطے گھر سے نکالے گئے اور خدا ہی کے واسطے اُنکا
مال لوٹا گیا اور جنہوں نے خدا اور رسول کی مدد کی اونہوں نے کہا کہ نہیں تب آپنے پوچھا
کہ پھر کیا تم اون لوگوں میں سے ہو جنہوں نے دار ہجرت اور ایمان میں گھر بنایا تھا اور
مہاجرین کو آرام دیا تھا اونہوں نے کہا کہ نہیں تب آپنے کہا کہ خود تم بیزار ہوے اور نہیں
چاہتے کہ دونوں فریق میں سے ہو اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم اون میں
سے بھی نہیں ہو جنکی نسبت خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ بعد ان مہاجرین اور انصار
کے آوینگے وہ ایسے مومن ہونگے کہ یہ دعا کیا کرینگے کہ یا اللہ ہمارے اور ہمارے
اگلے بھائیوں کی جو ہمسے ایمان میں سبقت لے گئے ہیں مغفرت کر اور ہمارے دلوں میں
مسلمانوں کی طرف سے کینہ مت رکھ بیشک تو نرمی کرنے والا مہربان ہے) ارے بھائیو
انصاف تو کرو کہ امامیہ کہلاتے ہو اور ایمہ کرام کے اقوال کو کم از آیات نہیں سمجھتے ہو
مگر نہیں معلوم کہ حضرات ایمہ علیہم السلام کے اون اقوال کو جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

کے فضایل مین ہین کیون نہین مانتے اور کیون اپنے امامون کی پیروی نہین کرتے اور اونکو کیون صحابہ کے فضایل بیان کرنے مین جھوٹا جانتے ہو بہر نوع حضرت امام باقر علیہ السلام کی اس حدیث سے ثابت ہوگیا ہے کہ حضرت امام موصوف علیہ السلام کے نزدیک خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم اس آیت کے حکم مین داخل ہین اور جو وعدے جنت وغیرہ کے خدا نے مہاجرین اور انصار سے کئی ہین اونمین خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم شریک ہین اور یہہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جو لوگ عیب جوئی کرتے تھے اونسے حضرت امام باقر علیہ السلام ناراض اور بیزار تھے اور عیب جو لوگون کو آپ اسلام اور ایمان سے خارج سمجھتے تھے پس اس مقام پر بمصداق اَلتَّقِيَّةُ دِينِي وَدِينُ اٰبَائِیْ تم لوگ یہی کہوگے کہ حضرت امام نے براہ تقیہ ایسا فرمایا کیونکہ سوائے تقیہ کے اور کوئی جواب ہو ہی نہین سکتا مگر معلوم نہین کہ کہان کہان تقیہ کو ڈھال بناؤگے افسوس ہزار افسوس کہ اللہ تعالیٰ جلشانہ تو صاف صاف مہاجرین اور انصار کی توصیف فرمارہا ہے اور حضرات ایمہ علیہ السلام خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی بہت اچھی طرح صاف صاف فضایل بیان کررہے ہین پھر بھی اگر حضرات شیعہ قائل نہون اور مؤمن پاک ومحبان حضرت امام کو سچا نہ سمجھین اور صحابۂ کرام مہاجرین اور انصار کے فضایل مین کچھ شک رکہین تو نہین معلوم کہ پھر کیسے دلایل چاہتے ہین بعض اوقات حضرات شیعہ یہہ کہتے ہین کہ جن مہاجرین اور انصار کی تعریف اللہ جلشانہ قرآن مجید مین فرماتا ہو وہ مہاجرین اور انصار ہین جنہون نے محض خدا کے لئے ہجرت اور نُصرت کی تہی نہ وہ لوگ جنہون نے لطمع دنیا ہجرت اور نصرت کی خلاصۂ گفتگو ان بعض شیعہ کا یہہ ہو کہ خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم نے ہجرت اور نصرت دنیا کی طمع سے کی تہی اس شبہہ بے اصل اور پوچ کے جواب تین ہین اول تو ظاہر ہے کہ جب مہاجرین نے ہجرت کی تہی اور انصار نے نصرت کی تہی تو اوسوقت دولت کہان تھی جسکی طمع کی گئی کیا مہاجرین کو خبر ملی تہی کہ مدینے مین کوئی خزانہ یا سونے کا پہاڑ نکلا ہے

جسکی طمع سے اِن لوگون نے ہجرت کی تہی اور کیا انصار کو یہہ خبر ملی تہی کہ یہہ مہاجرین بہت کچہہ دولت دنیا ہمراہ لیے آئے ہین جسکے چہین لینے اور لوٹ لینے کے واسطے انصار نے اونکو اپنے گہرون مین ٹھہرایا تہا اور اونکی نصرت کرتے تھے اگر مہاجرین اور انصار نے خدا ہی کیواسطے ہجرت اور نصرت نہین کی تہی تو اور کیا سبب تہا کوئی شیعہ بتائے تو سہی دوسرے یہہ کہ اگر تمام مہاجرین اور انصار نے طمع دنیا سے ہجرت اور نصرت کی تہی تو خدا کا مہاجرین اور انصار کی تعریف کرنا معاذ اللہ فضول اور مہمل ٹھہرتا ہی کیونکہ خدا کے لیے تو کسی نے ہجرت اور نصرت کی نہین پہر خداوند تعالی کسکی شان مین وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فرماتا ہی اور جب سب کے سب منافق تھے تو لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کن لوگون کی نسبت ارشاد ہی اور اگر یہ کہی کہ بعضون کی ہجرت اور نصرت خدا کے واسطے تہی اور بعضون کی دنیا کے واسطے تو اونکا نشان بتایئے کہ خدا کے واسطے کتنے لوگون نے ہجرت کی تہی اور وہ کون کون تھے اس صورت مین حسب گمان حضرات شیعہ سوائے دو چار نام کے اور کوئی نہ نکلیگا اور تین چار شخصون کی ہجرت اور نصرت سے کچہہ فائدہ نہین ہو سکتا اور پہر وہی خلفائے ثلثہ اونمین بہی موجود ہون گے کیونکہ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ کے بالاتفاق یہی بزرگوار مصداق ہین انسے پہلے مدینے مین کس نے ہجرت کی ذرا اوسکا نام تو لو بلکہ حضرت ابوبکر کے سابق مہاجر ہونیکا تو خود قرآن شاہد ہی کیا آیت ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ الی آخرہ اس بات پر دلیل بیّن نہین ہی ہان حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ضرور حضرت ابوبکر رض کے کچہہ دنون بعد ہجرت کی تہی اگر وہ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مین داخل نہون تو ممکن ہی اون کے واسطے کوئی اور آیت تلاش کرو اور ایسی آیت جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطے نص صریح ہے حضرت علیؑ اور حضرات حسنینؑ کے لیے لاؤ - تیسرے یہ کہ اللہ جلشانہ نے اپنے قرآن مجید مین خود اس شبہ کو دور کر دیا ہی کیونکہ اللہ تعالی تو عالم غیب تہا یہ جانتا تہا کہ کسی وقت مین کچہہ میرے نافرمان بندے میرے مہاجرین اور انصار پر شبہے کرینگے لہذا خدای ارحم الراحمین و علام الغیوب نے

اپنے مہاجرین اور انصار کی طرف سے خود جواب دیدیا دو آیتون مین خدا پاک نے اس امر
کی تصدیق کر دی کہ مہاجرین اور انصار نے جو کچھ کیا وہ میرے ہی واسطے میری ہی راہ مین
کیا ہی پہلی آیت مین اللہ جلشانہ مہاجرین کی نسبت فرماتا ہی اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ
بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ یعنے جو لوگ نکالے گئے اپنے گھرون سے اونسے کوئی قصور نہین
ہوا تہا سوا اسکے کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتے تھے اور کفر چھوڑ کر اسلام اختیار کیا تہا پس اس
آیت سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ مہاجرین کی ہجرت کا باعث سوا اسکے کچھ نہ تہا کہ اونہون نے
کفر چھوڑا اسلام اختیار کیا تہا کفار اونکے مسلمان ہونے سے خفا ہو گئے تھے اور اُنکے خدا کو
رب کہنے سے ناراض ہو گئے تھے اس قصور پر کفار نے ایذا دینا شروع کے بناچاری اونہون نے
گھربار چھوڑ دیا ہجرت اختیار کی دوسری آیت مین اللہ جلشانہ نسبت انصار کے فرماتا ہی
وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ
صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط
وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ترجمہ (اور واسطے ان لوگون کے کہ جگہ
پکڑ رہی ہے گھر مین ہجرت کی یعنے مدینے مین اور ایمان مین پہلے ان سے دوست رکھتے ہین جو
وطن چھوڑ آتے ہین اون کے اور نہین پاتے بیچ دلون اپنے کے خلش اوس چیز سے کہ دیے جاوین
مہاجرین اور اختیار کرتے ہین اوپر جانون اپنی کے اور اگرچہ ہو اونکو تنگی اور جو کوئی بچایا جاوے
بخیلی سے اپنی جان کے پس یہی لوگ ہین فلاح پانے والے) یعنے جو لوگ مہاجرین سے پہلے
مدینے مین رہتے تھے وہ چاہتے ہین اون لوگون کو جو ہجرت کرکے آوین اونکے پاس اور جو کچھ
مہاجرین کو دیا جاتا ہی اوسکا خیال نہین کرتے اور اوس سے رنجیدہ نہین ہوتے اگرچہ وہ خود
بھی محتاج ہین اور اپنی جانون سے زیادہ مہاجرین کو جانتے ہین اور کچھ بھی حرص وطمع
نہین رکھتے اور جو ایسے ہین وہ فلاح پاوینگے۔ اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمایئے
کہ اس آیت مین اللہ تعالی جلشانہ انصار کی نصرت کی کیسی تعریف کرتا ہی اور اس امر کی کہ اونکی

نصرت محض خدا ہی کیواسطے ہی کیسی تصدیق کرتا ہی ۔ پس اب عجب حیرانی ہی کہ جب خداوند تعالے
مہاجرین کی ہجرت کو اپنے واسطے فرماتا ہی اور انصار کی بہی نصرت کو فقط اپنے ہی واسطے
فرماتا ہی تو پہر شیعون کے منہہ سے یہہ بات کیونکر نکلتی ہی کہ اونکی ہجرت دنیا کی واسطے تہی
ارے یارو تمکو کچہہ سمجھہ پڑتا ہی کہ تم خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو یا تکذیب اسکا حکم مانتے
ہو یا اوسکا مقابلہ کرتے ہو کیونکہ خدا تو مہاجرین اور انصار کو اچہا فرماتا ہی تم اونکو برا کہتے ہو
اسد فرماتا ہی کہ وہ مجہسے راضی اور مین اونسے راضی تم کہتے ہو نہین بالکل غلط نہ خدا اونسے
راضی نہ وہ خدا سے راضی اسد تعالی فرماتا ہی کہ مہاجرین اور انصار نے میرے لیے ہجرت
اور نصرت کی ہی تم کہتے ہو نہین وہ تو دنیا کی طمع سے اپنے گہرون سے نکلے دولت کی
لالچ سے پیغمبر صلعم کی نصرت مین شریک ہوے ارے غافل بہائیو ذرا تو سوچو غور کرو
کہ ایک دو آیت ہون اور وہ بہی مجمل تب تو اوسکی تاویل ہو سکتی ہی اوسکے معنے بن سکتے ہین
جب تمام قرآن مجید مہاجرین اور انصار کے ذکر سے بہرا ہی تو کہان کہان تاویل کروگے اور
کس کس آیت مین تحریف معنوی کروگے سچ تو یہ ہی کہ اختیار کرنیکو تو تمنے مذہب عبد اسد بن سبا کا
اختیار کر لیا مگر اب کچہہ بن نہین پڑتا نہ قرآن مجید سے انکار کر سکتے ہو نہ اوسکی تصدیق بقول شخصے
لالہ یک داغ بدل دارد و عالم داند ❊ من کہ صد داغ بدل دارم و کس محرم نیست
اون مہاجرین اور انصار کے حق مین جو صلح حدیبیہ مین حاضر اور قریب چودہ[۱۴] سو کے
تہے سورۂ فتح کی ۲۶ آیت مین اسد تعالی فرماتا ہی اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ
الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمًا ترجمہ جسوقت کیا اون لوگون نے کہ کافر ہوے بیچ دلون اپنے کے تعصب جاہلیت
کا پس اوتاری اللہ نے تسکین اوپر رسول اپنے کے اور اوپر ایمان والون کے اور لازم
کردی اونکو بات پرہیزگاری کی اور تہی وہ بہت حق دار ساتہہ اوسکے اور لائق اوسکے

اور ہی اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا۔ یعنے جب رکھے منکرون نے اپنے دلون مین پیچ
نادانی کی ضد پہر اوتارا اللہ نے اپنی طرف سے چین اپنے رسول پر اور اون مسلمانون پر
اور لازم کردیا اونکو کلمہ تقوی کا یعنے کلمہ شہادت کا کبہی اونسے جدا نہوگا یہی تہے اسکے
لایق اور اہل اسکے غیرون کی نسبت اور ہی اللہ ہر چیز سے خبردار۔ اس آیت شریف
مین اللہ پاک نے اون سب صحابہ کے حق مین جن مین یقیناً حضرت ابوبکر اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہم بہی داخل ہین چار باتین ارشاد فرمائین۔ اول یہ کہ وہ سب ایمان
والے ہین دوسرے یہ کہ وہ سب نزول سکینہ مین رسول مقبول صلعم کے شریک تہے
تیسرے یہ کہ کلمہ تقوی کا اونکو لازم تہا چوتہے یہ کہ وہ سب کلمۂ تقوی کے احق اور
اہل تہے کلمۂ تقوی کی اونکو لیاقت کامل تہی پس مقام غور اور انصاف ہی اے
شیعان پاک کہ مسلمانی اسیکا نام ہی کہ جنکی نسبت اللہ تعالے فرماتا ہی کہ اللہ نے
اپنے رسول صلعم پر اور مومنین پر سکینہ نازل کیا ہی اور وہ مومنین کیسے ہین کہ اونکو
واسطے کلمۂ تقوی لازم ہی کبہی اونسے جدا نہوگا اور وہ مومنین اسیکے لایق ہین کہ اونسے کبہی
کلمۂ تقوی جدا نہو اور وہ اسکے اہل ہین بہ نسبت غیرون کے اور اللہ تو ہر چیز سے
خبردار ہے وہ سب کچہ جانتا ہی یعنے جب اللہ جلشانہ نے اونکو ایسا جانا تب اونکی نسبت
ایسا فرمایا اللہ تعالی جنکی نسبت فرماتا ہی کہ کلمۂ تقوی اون کے ساتھ ہمیشہ ابدالآباد تک
رہیگا وہ اسکے لایق اور اہل ہین تم اونکو عام مومنین کے برابر تو کیا مسلمان ہی نہین سمجہتے
مگر کیا کرو کہ تم اپنی سرشت سے مجبور ہو مصرع نشود نیک نہاد یکہ ز میثاق بدست
پہر اللہ جلشانہ فرماتا ہی لَوْلَا كِتَٰبٌ مِّنَ ٱللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَآ أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ
ترجمہ اگر نہوتا لکہا ہوا اللہ کی طرف سے کہ پہلے گذرا ہی البتہ لگتا تمکو بیچ اوس چیز کے کہ
لیا تہا تمنے عذاب بڑا۔ اس آیت شریف کی شان نزول یون ہی کہ بدر کی لڑائی مین
مسلمان غالب ہوئے اور اللہ جلشانہ نے مسلمانونکو فتح نصیب کی اور مشرکین قیدمین

آئے تب پیغمبر خدا صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے اسبارہ مین مشورہ فرمایا کہ
ان مشرکین گرفتار شدہ کی نسبت کیا کرنا مناسب ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے
یہ راے دی کہ انکو فدیہ لیکر چھوڑ دینا چاہیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ رائے
ہوئی کہ آن قیدیون کی گردن مارنا چاہیے بلکہ جو جسکا رشتہ دار ہو وہ خود اپنے
ہاتھہ سے اپنے رشتہ دار قیدی کو قتل کرے اور خدا کی محبت کے سامنے اپنی رشتہ دار
کی محبت کو کچھہ نہ سمجھے مگر آنحضرت صلعم نے حسب مشورہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے اور نیز دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے قیدیون سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا اوسپر آیت
نازل ہوئی چنانچہ اس روایت کی علماے امامیہ اور اونکے مفسرین بھی تصدیق کرتے
ہین جیسا کہ تفسیر خلاصۃ المنہج کاشانی مین لکھا ہے (روز بدر ہفتاد تن اسیر شدند و ازجملۂ
ایشان عباس و عقیل بودند حضرت در باب ایشان با اصحاب مشاورہ کرد ابوبکر کہ از
مہاجرین بود گفت یا رسول اللہ اکابر و اصاغر این قوم اقارب و عشائر تو اند اگر ہر یکے
بقدر طاقت و استطاعت فدائے بدہد باشد کہ روزی بدولت اسلام برسد الی آخرہ)
کہ بدر کی لڑائی مین ستر آدمی مشرکین کے گرفتار ہوئے اونمین عباس و عقیل بھی تھے
حضرت صلعم نے اون کے باب مین اپنے یارون سے صلاح کی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
کہ وہ بھی مہاجرین مین سے تھے کہا کہ یا رسول اللہ یہ سب چھوٹے بڑے آپکے قبیلہ
اور قوم کے ہین اگر ہر ایک بقدر طاقت اور مقدور کے کچھہ فدیہ دیوے تو چھوڑ دیجیے
امید ہی کہ ایک دن دولت اسلام پر پہونچین - اور مجمع البیان طبرسی مین لکھا ہے
فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ وَمَا يُدْرِيْكَ يَا عُمَرُ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَغَفَرَ لَهُمْ فَقَالَ
اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ بِلَفْظِهٖ قَدْ مَا الْمَضْمُوْرَةُ کہ پیغمبر خدا صلعم نے
بدر کے دن قیدیون کے باب مین اپنے یارون سے کہا کہ اگر تم چاہو انکو مار ڈالو اور
چاہے جانے دو تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ انہون نے آپکو

جھٹلایا اور آپ کو نکالدیا اسلیے انکی گردنین مارنا چاہیے عقیل کو علی کے سپرد فرمائیے
کہ وہ اونکو مارین اور فلان شخص میرے سپرد فرمائیے کہ مین اوسکو قتل کرون وہ یہ سرداران
کفار سے ہین اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ آپکی قوم اور رشتہ
کے لوگ ہین البتہ فدیہ لیکر چھوڑ دیجیے چنانچہ اسی مشورہ بموجب آنحضرت صلعم نے عملدرآمد
فرمایا یعنے اونکو چھوڑ دیا تب یہ آیت نازل ہوئی اور پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ اگر عذاب
آسمان سے نازل ہوتا تو سوا سے عمر رضی اللہ عنہ کے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اور کوئی
نجات نہ پاتا با قرار علماے امامیہ ان روایتون سے چند فایدے حاصل ہوئے۔ اول تو
یہ ہی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا با قرار علماے شیعہ
مہاجرین اور اہل بدر سے ہونا ثابت ہوگیا دوسرے یہ کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم نے
ان حضرات سے مشورہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ مشورہ اونہین لوگون سے کیا جاتا ہے
جو اخص الخواص مین سے ہون اور اونپر ہر طرحکا بھروسہ ہو تیسرے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کا کافرون کی نسبت نہایت ہی سخت ہونا اور خدا کی راہ مین کچھ بھی
قرابت اور برادری کا پاس و لحاظ نکرنا کیسا کچھ مضمون اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ اونکی نسبت
ثابت ہو رہا ہے ان فوایدسے جو نتایج پیدا ہوتے ہین ذرا اونکو بھی بگوش جان و دل
سنیے اول یہ کہ جب حسب اقرار علماے شیعہ حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا مہاجرین
مین ہونا ثابت ہوگیا تو ظاہر ہی کہ جو جو فضایل اللہ صاحب نے مہاجرین کے اپنی قرآن مجید
مین بیان فرمائی ہین وہ سب اونکے واسطے ثابت ہوگئی اون فضایل کے ثبوت مین
بہ نسبت حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے کچھ بھی اب
مقام چون و چرا باقی نرہا۔ دوسرے یہ کہ جو بعض علماے امامیہ نے اس بات سے
انکار کیا ہی کہ اصحاب ثلثہ مہاجرین مین سے نہ تھے یہ اونکا قول محض باطل ہوگیا جیسا کہ
مولف تقلید المکاید نے بجواب تحفہ اثنا عشریہ کید نود و یکم شیعان کے جواب مین صاف

لکھا ہی کہ اصحاب ثلثہ از مہاجرین اولین نبودند یہ لکھنا اوسکا محض لغو وجہوٹھہ ثابت
ہوگیا - تیسرے شیعونکا یہ گمان کہ معاذاللہ حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ابتدا ہی
سے منافق تھے اور دل سے ایمان نہ لائے تھے اور اونکی نیت اچھی نہ تھی فاسد ٹھہرا
جیسا کہ میرن صاحب قبلہ وکعبۂ شیعان اپنے رسالۂ حدیقۂ سلطانیہ کے باب سوم مین
لکھتے ہین (سیرت شیخین دلالت بر خبث سریرت آن ہا دارد کہ در وقت کتمان از حضرت
نبوی درخواست اظہار دعوت نمودہ و در فکر اضرار آن حضرت بر می آمدند و در وقت
اعلان از نصرت دست میکشیدند فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ انتہی بلفظہ) اسمقام پر جناب
مولوی مہدی علی خانصاحب مصنف آیات بینات جو شیعہ سے سچے سُنّی ہوگئے ہین
آیات بینات مین تحریر فرماتے ہین کہ اگر میرنصاحب قبلہ زندہ ہوتے تو مین پوچھتا کہ حضرت
شیخین کی نیت نیک نہوتی اور وہ وقت اعلان کے حضرت سے ہاتھ کھینچتے ہوتے تو بدر کی
لڑائی مین کیون شریک ہوتے اور کیون خدا اونکے ہاتھہ پر فتح دیتا اور کیون پیغمبر خدا صلعم
اونسے مشورہ کرتے اور کیون انکے جدامجد کاشانی اور طبرسی مہاجرین اور اہل شوری
مین ہونا اونکا قبول کرتے آے مسلمانو شیعون کے ایمان اور عقل اور حیا پر غور کرو کہ
وہ شیخین کے نسبت جو کہ تمام جہان سے زیادہ عاشق پیغمبر صلعم کے تھے اور تمام مال اپنا
حضرت پر فدا کرچکے تھے اور جو شب و روز اظہار دعوت کے لیے اصرار کیا کرتے تھے یہ گمان
کرتے ہین کہ اونکی نیت اس اصرار سے یہ تھی کہ پیغمبر خدا صلعم اظہار دعوت کرین اور لوگ
اونکو ستاوین اور ہلاک کرڈالین اور اونکی نیت اور ارادہ سے اگر ایسا ہوتا تو اللہ جلشانہ
اپنے حبیب پیغمبر صلعم کو اطلاع نہ دیتا پس افسوس ہی افسوس ایسے جہل اور باطل عقیدون پر
فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ - یہ خیال جو کچھ چاہین میرنصاحب فرماوین اور اون کے
پدر بزرگوار جو دل مین آوے ارشاد کرین لیکن اسبات سے کوئی انکار نہین کرسکتا اور
نہ جھٹلا سکتا ہی کہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما مہاجرین اور اصحاب بدر مین سے تھے اور ہمارا

مطلب انہین باتون سے حاصل ہی کیونکہ جب حضرت شیخین رضی اللہ عنہما مہاجرین مین
سے ہین تو ضرور اُن فضایل کے بھی مستحق ہین جو جابجا اللہ جلشانہ نے بنسبت مہاجرین
کے قرآن مجید مین فرماتی ہین اور جب کہ وہ اہل بدر سے ہین تو لامحالہ وہ اوس وعدہ
مغفرت مین شریک ہین جو باریتعالی جلشانہ نے اہل بدر سے کیا ہی یعنے اللہ تعالی نے اہل
بدر کی نسبت فرمایا ہی کہ مینے اونکو مرفوع القلم کردیا ہے چنانچہ علماے شیعے بھی اِس
آیت کو قبول کرتے ہین دیکھو علامہ کاشانی اپنے خلاصۃ المنہج مین تفسیر آیت کریمہ
مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى کی اسطرح پر کی ہی (کہ اگر نہ حکمی و فرمانے بود از خدا تعالی
کہ پیش گرفتہ شدہ اثبات آن در لوح محفوظ کہ بی نہی صریح عقوبت نفرماید یا اصحاب بدر را
عذاب نکند) اور ایسا ہی تفسیر مجمع البیان طبرسی مین لکھا ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا
لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَغَفَرَ لَهُمْ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ
یعنی اللہ تعالی نے اہل بدر کی شان مین فرمایا ہی کہ جو چاہو سو کرو مین تمکو بخش چکا ہون
اور تفسیر خلاصۃ المنہج مین یون لکھا ہے کہ خداے تعالی بدریان را وعدۂ مغفرت دادہ
ایشان را بخطاب مستطاب اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ نوازش فرمودہ انتہی پس
جلوہ ہو چکا کہ جب پیغمبر خدا صلعم نے اپنی زبان مبارک سے تمام اہل بدر کو قطعی جنتی فرمادیا اور خدا
کا بھی اونکی نسبت اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ جو چاہے سو کرو مین تمکو بخش چکا حکم دینا
ثبوت کو پہونچ چکا تو پھر اب صحابۂ کبار علی الخصوص اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے قطعی
جنتی ہونے مین کونسا شبہ رہا خدا اور رسول خدا صلعم سے بڑھکر کون ہی ہمین کچھ نہین
کھلتا کہ حضرات شیعہ کے مذہب کا دارمدار کس چیز پر ہی اگر خداوند تعالی جلشانہ کے کلام
معجز نظام پر ہی تو وہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی فضیلتون سے مالامال ہے
اور اگر پیغمبر خدا صلعم کی حدیثون پر ہی تو یہان بھی یہی حال ہے اور اگر ایمہ کرام علیہم السلام
کی روایتون پر ہی تو اوسمین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خوبیون کا بیان ہے

اور اگر اپنے یہان کی تفسیرون اور کتابون پر دار مدار ہی تو اونسے بہی حضرات صحابہ
رضی اللہ عنہم اجمعین کے فضایل کا بخوبی ثبوت ہورہا ہی پہر اب کونسی سند شیعہ بہائی
چاہتے ہین جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضایل مین پیش کیجاوے اور کیسی دلیل
چاہتے ہین جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی بزرگیون مین بیان کیجاوے اگر نواصب
وخوارج مثل شیعہ کے بہی کہنے لگین کہ حضرت علی وجملہ اہل بیت مہاجرین مین داخل ہی نہین
یا داخل تو ہین لیکن نیت انکی خیر نہ تہی ابوجہل وغیرہ سے باطن مین ملے ہوے تہے
گو ظاہر مین مسلمان تہے تو معلوم نہین کہ حضرات شیعہ اونکو کیا جواب دینگے جو جواب اہل بیت
کیطرفسے اونکو دینگے وہی جواب صحابہ کے باب مین سنیون کی طرف سے سمجہہ لین ورنہ
فرق بیان کرین سچ تو یہ ہی کہ جسکے دل مین ایمان اور انصاف ہی وہ تو خدا کے بہی
کلام کو اور رسول صلعم کی حدیثون کو اور ایمہ کرام علیہم السلام کے اقوال کو مانتا ہی اور
جسکے دلمین ایمان اور انصاف ہی نہین ہی بلکہ عبد اللہ بن سبا پر ایمان رکہتا ہی تو پہر وہ
خدا اور رسول اور ایمہ کرام کے اقوال پر کب کان دہریگا وہ تو اپنے قبلہ وکعبہ مرشد باطل
مُغوِی کامل کے اقوال کو جان ودل سے مانیگا وہ کب کسکی سنتا ہی چاہے خدا ہو رسول
یا ایمہ ہان اسقدر البتہ کہ خدا ورسول وایمہ کے اقوال صرف زبان سے مانیگا اور اپنے مرشد
دادا پیر کے احکام کی تعمیل کریگا۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ تیرہ سو برس گذر گئے اور زمانہ
نے چودہ صدی مین کئی قدم بڑہائے اس عرصۂ کثیر مین ضرور ہے کہ عبد اللہ بن سبا
یہودی مذکور کی ہڈیان بہی خاکستر ہوگئی ہونگی مگر جو کچہہ وہ اپنے پیرون کو سکہا گیا ہے
اوسکو وہ نہین بہولتے جس راہ پر وہ اپنے یارون کو چلا گیا ہی وہ اب تک اوسی لکیر کے
فقیر ہین اوس راہ سے نہین ہٹتے نہین مٹتے لاکہ لاکہ کوئی سمجہاوے کروڑون دلایل
اور آیات اور احادیث اور اقوال ایمہ کرام دکہاوے مگر وہ عبد اللہ بن سبا کے قول کے
روبرو ایک پر بہی نظر نہین کرتے کلام الٰہی کی تاویل کردین حدیثون کے معنے بگاڑ دین

اماموں کے اقوال کو رد کریں مگر وہ اپنے پیرومرشد کی بات کو نہیں ٹالتے جس عقیدہ کو
خیال کیجئے اوسمین اوسی کی تعلیم کا ابتک اثر ہے جس مسئلہ پر غور کیجیے اب تک اوسی بدبخت کے
حکم کے پابندی ہی۔ پہر اللہ جلشانہ مہاجرین اور انصار اور مجاہدین کی تعریف مین فرماتا ہے
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ترجمہ اور جو لوگ کہ ایمان لائے
اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ کے اور جن لوگون نے جگہہ دی اور مدد کی یہی لوگ
ہین ایمان والے سچے واسطے اونکے بخشش ہی اور رزق ہی باکرامت۔ اس آیت پر
جن لوگون کا ایمان ہو وہ لوگ مہاجرین اور انصار کے اسلام اور ایمان پر کچہہ شبہہ نہین
کرسکتے اور اونکی مغفرت اور جنتی ہونے مین کچہہ شک نہین لاسکتے اسواسطے کہ جب خود اللہ
جلشانہ تصدیق فرماتا ہی کہ جن لوگون نے ہجرت کی اور اپنے گہر بار کو چھوڑا اور جن لوگون
نے پیغمبر صاحب کو اور ہجرت کرنے والون کو اپنے گہرون مین جگہہ دی اور اونکی مدد
کی وہ سچے مسلمان اور پکے ایمان والے ہین اور مغفرت اور رزق کریم اونہین کے
حصہ مین ہی پس خدائے تعالی کی اسی گواہی کو سنکر کون شخص ہوگا جو حضرات
مہاجرین اور انصار کے ایمان مین شک وشبہہ کریگا اور حضرات ممدوحین کی
مغفرت مین کچہہ چون وچرا کو دخل دیگا مگر یہ دلیری مطیعان عبداللہ بن سبا یہودی
سے البتہ ہوتی ہے کہ اونکو یہودی مذکور نے اپنے سحر آمیز تقریر سے مبہوت بنا دیا ہے کہ
وہ جو فعل کرتے ہین کورانہ جو گفتگو کرتے ہین مجنونانہ مگر اللہ اون پر رحم کرے اور ذرا
ہوش دیوے تو اونکو سوچنا چاہیئے کہ جب خداوند عالم جلشانہ مہاجرین اور انصار کے
ایمان کی تصدیق فرماتا ہی اور اونکے حق مین گواہی اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کی دیتا
ہی اور اونکی نسبت لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ فرماتا ہی پہر کیسے کیونکر اون کے دل مین ایسے
مقدس لوگونکی نسبت کلمہ کفر و نفاق نکلتا ہی جنکا تقدس کتاب اللہ مین جابجا مذکور ہے

فرمائیے یہ حرکت مجنونا ہی کہ نہین کہ اوس یہودی نے جو اونکو ایک کلمہ کا نسلم سکہا دیاہی
تو وہ اب کسیکی کچہہ نہین سنتے اونکو حق و باطل دکہائی نہین دیتا پس حضرات شیعہ جنکا
مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم اجمعین کی نسبت نیک اعتقاد نہین ہی اور آیت موصوف
کو مہاجرین اور انصار کی شان مین نہین سمجہتے وہ اپنے مذہب کی معتبر تفسیر مجمع البیان
کے صفحہ ۲۵۴ کو جو ۱۲۷۵ ہجری مین بمقام طہران چہپی ہی دیکہ لیوین اپنے شک بیہودہ
کو دفع کرلین عبارت تفسیر مجمع البیان کی یہہ ہی ثُمَّ عَادَ سُبْحَانَہٗ اِلٰی ذِکْرِ الْمُہَاجِرِیْنَ
وَالْاَنْصَارِ وَمَدْحِہِمْ وَالثَّنَاءِ عَلَیْہِمْ فَقَالَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَہَاجَرُوْا وَجَاہَدُوْا
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَہَاجَرُوْا مِنْ دِیَارِہِمْ وَاَوْطَانِہِمْ یَعْنِیْ مِنْ مَکَّۃَ اِلَی
الْمَدِیْنَۃِ وَجَاہَدُوْا مَعَ ذٰلِکَ فِیْ اِعْلَاءِ دِیْنِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَنَصَرُوْا اَیْ ضَمُّوْہُمْ
اِلَیْہِمْ وَانْصُرُوا النَّبِیَّ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا اَیْ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ حَقَّقُوْا اِیْمَانَہُمْ
بِالْہِجْرَۃِ وَالنُّصْرَۃِ ۱۲ مجمع البیان مفسر مجمع البیان نے تفسیر آیت مذکورہ مین لکہا ہے
کہ عود کیا حق سبحانہ تعالی نے طرف ذکر مہاجرین اور انصار کے اور اونکی مدح اور اونپر ثنا
کرتا ہی پس اللہ جلشانہ کے اس قول کا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَہَاجَرُوْا وَجَاہَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
یہہ مطلب ہی کہ تصدیق کی مہاجرین اور انصار نے اللہ کی اور اوسکی رسول کی اور ہجرت کی
مہاجرین نے اپنے گہرون اور وطن سے یعنے مکہ سے مدینہ کو اور جہاد کیا اونہین
مہاجرین اور انصار نے اللہ جلشانہ کی دین کی ترقی کے لیے اور فرماتا ہی وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا
وَنَصَرُوْا اسکے یہہ معنی ہین کہ جگہہ دی مہاجرین کو اپنے گہرون مین اور مدد کی پیغمبر کی
اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا وہی لوگ ہین سچے مسلمان اسواسطے کہ اون مہاجرین اور
انصار نے ثابت کردیا اپنے ایمان کو ہجرت کرکے اور مدد دیکر اب اس تفسیر کو دیکہنے اور
پڑہنے سے بہی اگر حضرات شیعہ فضایل مہاجرین اور انصار کا اقرار نکرین تو بجز سوائے
تعصب اور گمراہی کے اور کیا تصور ہوسکتا ہی جسطرح فضایل اور درجات صحابہ رضوان اللہ تعالی

علیہم اجمعین مین کلام اللہ کی صریح آیات بیان کیگئی ہین کاش حضرات شیعہ اوسکے
خلاف حضرات ممدوحین کی برائی مین وہ ایک آیت ہی قرآن سے نکال کر دکھاوین
تو بھی معذور سمجھے جاوین افسوس تو اتنی ہی بات کا ہے کہ ہمتو مہاجرین اور انصار
کی فضیلتون مین آیات قرآنی واحادیث نبوی صلعم اور اقوال ایمہ علیہم السلام پیش کرتے
ہین وہ ان سب کو چھوڑکر چند فقرے جھوٹے کلام کے پیش کرتے ہین اور اونہین نے اصل
کلام اور اقوال غلط پر عمل کرتے ہین اور طرفہ یہ ہی کہ وہ فقرے اون حضرات کے ہین جنکو
حضرات ایمہ علیہم السلام نے نکلوا دیا اور جن پر حضرات ایمہ علیہم السلام نے اپنی زبان
مبارک سے لعن کیا اور جھوٹا فریبی اونکو خطاب دیا کہ اسکا بھی ثبوت انشاء اللہ ہم آگے
کرد کھاوینگے پس اب منصف مزاج لوگ ذرا انصاف کرین کہ خدا کے کلام پر کون ایمان
رکھتا ہی ہم یا حضرات مخالفین اور قرآن کے آیات کے ہم تصدیق کرتے ہین یا مطیعان
عبداللہ بن سبا یہودی بارے یارو ذرا یہ بات بھی معلوم رہے کہ فرض کرلو اگر ہمارا اعتقاد
جو بہ نسبت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہی معاذ اللہ باطل ٹھہرے اور جو مخالفین
کا عقیدہ اون حضرات کی نسبت ہی وہی صحیح ٹھہرے اور بروز یوم الحساب اور جزا اور
عطا کے اللہ تعالی تخت عدالت پر بیٹھکر ہمارے عقیدۂ باطل پر ہمسے جواب طلب کریگا
تو ہم اوسکی کتاب قرآن مجید کو سامنے رکھدینگے اور نہایت ہی ادب سے یہہ عرض کرینگے
کہ بارالہا تو عادل ہی اب تو ہی انصاف کر کہ یہ قرآن مجید تیری ہی کتاب ہی کہ اسکو تونے
ہماری ہدایت کیواسطے اپنے پیغمبر صلعم کی معرفت نازل کیا تہا جو کچھہ اوسمین تونے فرمایا
اوسی پر ہمنے یقین کیا یہہ تیرا قرآن موجود ہے اسمین تونے ان مہاجرین اور انصار کی
اسقدر فضایل اور بزرگیان بیان فرمائی ہین کہ ہم اونکی نسبت اعتقاد رکھنے پر مجبور
ہو گئے اور تیری گواہی سے ہم اون کے ایمان اور اسلام اور اونکے فضایل عالیہ کے
معتقد ہو گئے اور کیون نہوتے اسلیے کہ جب ہم تلاوت کو تیری کتاب کھولتے تھے تو کوئی پارہ

کوئی منزل اوس تیری کتاب کی مہاجرین اور انصار کی ذکر اور ثنا و صفت سے خالی نہ پاتی تھے کسی آیت سے اونکی برائی کا ثبوت تو کیا اونکے فضایل پر شبہے کا بھی شک ہو سکتا تہا کہین تو نے اونکے حق مین اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ فرمایا اور کسی جگہہ تو نے اونکی نسبت وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ارشاد کیا اور کسی مقام پر تو نے اونکی نسبت فرمایا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ کسی جگہہ تو نے اونکی ثنا و صفت و شان میں لَیَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا فرمایا بہر نوع تیری کتاب مقدس مین کہین بہی جگہہ کسی مقام پر کوئی فقرہ کوئی لفظ ایسا نپایا کہ اوس سے اونکی برائی کا ثبوت تو ایک طرف اونکی فضیلت اور تقدس پر شبہہ تک ہوتا تیرے قرآن مجید سے کہ جسکی نسبت تو نے فرمایا کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ اون حضرات صحابہ مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم اجمعین پر گواہی چاہی تو یہی نکلا کہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا اے میرے خدا جب تیری پاک کتاب مین اونکے واسطے فال کہولی تو یہی نکلا کہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ جبکہ تو نے کہ بے نیاز ہے اپنی کتاب مین اونکے فضایل اور صفات اور خوبیان بہری ہین اور بار بار اونکے حق مین فرمایا ہی لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اور ہمکو تو نے اونکی اطاعت اور پیروی کرنیکی تاکید فرمائی اور اونسے الفت اور محبت رکہنے کی حرص دلائی اور کینہ اور عداوت رکہنے پر تہدید فرمائی تو اے رب العالمین اگر ہم اونسے الفت اور محبت نہ رکہتے اور اونکو اچہا نہ جانتے اور پیروی اونکی نہ کرتے تو کیا کرتے اے خالق کون و مکان و زمین و آسمان ہمکو تو نے اون لوگون مین پیدا ہی نہین کیا تہا جنکے لیے تو نے فرمایا ہی اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا اور ہمکو تو نے اوس گروہ مین شامل ہی نہین کیا تہا جنکی نسبت تو نے فرمایا ہی وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ

وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِھِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ ھَاجَرَ اِلَیْھِمْ ہمکو تو تونے پیچھے اون سب کے پیدا کیا
اور پہلے ہی سے قرآن مین ہماری نسبت تونے لکھدیا کہ وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِھِمْ
یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا
غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تو بہلا پہر کسطرح ہم اون پیشواؤن سے محبت نہ رکھتے اور کونسی صورت
تھی کہ ہم اونسے کینہ و عداوت رکھتے یہ تیری کتاب قرآن مجید و فرقان حمید موجود ہے
ہمکو تو تیری اس کتاب مقدس مین اس شبہہ کی بہی گنجایش باقی نہ تہی کہ کسی نے اسمین
کچھ تحریف کی ہوگی کیونکہ تونے فرمادیا تہا کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ یعنے
ہمنے اوتارا ہی اس ذکر کو اور تحقیق ہم ہین اوسکے نگہبان اس حکم اور وعدے کے بموجب
ہم اوسکو ہرگز نہ غیر محرّف سمجھتے رہے اور برابر اوسپر پورا بہروسا اور ایمان رکھتے آئے
اے خداوند اجب وہ آیتین جنکو ہمنے پہ نسبت مہاجرین اور انصار کے تیرے حضور مین
عرض کین ہین تیری کتاب مقدس مین موجود ہین تو پہر ہمارے ذمہ کیا گناہ اور قصور ہی
جنکو تونے اپنی کتاب مین اچھا کہا ہمنے بہی اونکو اچھا جانا اور جنکی تونے تعریفین کین
ہمنے بہی اونسے محبت رکھی ہان اگر ان لفظون اور آیتون کے تونے کچھہ اور معنے رکھے ہون
اور اس عبارت کا مطلب وہی کچھہ ہو تو اوسکا علم ہمکو نہین ہوا اور نہ وہ ہمارے امکان مین
تہا نہ تیرے پیغمبر نے ہمکو وہ معنی بتائے ہم تیرے دل کی باتون کو کیا جانین ہم تو الفاظ سے
وہی معنے سمجھ سکتے ہین جو اہل عرب اپنے کلام سے سمجھتے ہین ہم تو است نبی اُمّی کہ ہین
بغیر بتلائے اس چیستان کو کیا سمجھ سکتے تھے تکلیف مَا لَا یُطَاقُ پر سزا دینا تیرے عدل سے
بعید ہی اور اگر تونے کچھہ ان لوگون سے معاذ اللہ خوف کہا کر براہ تقیہ بظاہر تعریف کی ہو تو
البتہ ہم نہین جانتے ہمتو تیرے ارشاد کے موافق اس قرآن مجید تیری کتاب کو کِتَابٌ مُّبِیْنٌ
یعنے کہلی اور روشن کتاب جانتے تھے اوسکو پہیلیون اور معمون کا مجموعہ نہ سمجھتے تھے
پہر ہم نہین سمجھتے کہ جب یہہ جواب ہم دینگے تو ہمارا خداوند عادل ہم کو کس جرم مین سزا دیگا

اور کیونکر ہمکو اپنی کتاب کا مصدق نہ سمجھے گا ہمکو تو کامل یقین ہی کہ ہمارا اللہ لطف مہربان ضرور ایسے پاک عقیدے رکھنے کے باعث سے نجات دیگا اور اون حضرات کی مغفرت اور رزق کریم مین سے کوئی حصہ عطا و عنایت کریگا ارے یارو ہمارا تو یہہ جواب ہی جو تمنے سن لیا مگر کچھہ اپنے جواب وہی کی بہی تمکو فکر ہی جو عقیدہ تمہارا بہ نسبت صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہی اگر وہ باطل ٹھہرا اور بروز یَوْمُ الْحِسَابِ کہ وہ دن جزا و عطا کا ہی خدا اسپر تمہاری گرفت کی اور جواب طلب کیا تو تم کیا جواب دوگے ہمارے نزدیک تو سوا اس جواب کے دوسرا جواب نہین دے سکتے کہ یا اللہ ہمنے تیری کتاب کو اس سبب سے پس پشت ڈالدیا کہ اوسمین تیرے رسول کے اصحاب نے گھٹا بڑھا دیا تہا جسطرح پر کہ تو نے اپنی قرآن کو نازل کیا تہا ویسا نہین رکھا تہا اور اصل مصحف امام صاحب کے پاس تہا اور وہان ہمارا پہونچنا دشوار تہا اور امام صاحب کا کہین کچھہ پتا اور نشان بہی نہ ملتا تہا پہر کسطرح ہم مصحف عثمانی پر عمل کرتے اور کیونکر محرف قرآن کی تصدیق کرتے ہمتو کبہی اس قرآن کو دیکھتے بہی نہ تھے حفظ کرنیکا تو کیا ذکر کبہی اسکو دیکھکے بہی نہ پڑہتے تھے بلکہ ہمیشہ امام صاحب کے ظہور اور خروج کی دعا مانگا کرتے تھے اونکے پاس جو اصل قرآن تہا اوسکے دیکھنے پر جان دیتے تھے خداوندا ہمارا کیا قصور ہے تو نے امام صاحب کو ایسا چھپایا کہ اونکی پرچھائین تک بھی نہ دکھائی دی ہزاروں عرضیان گِل حکمت یعنی کپڑ و ٹی کرکے بروز جمعہ بعد نماز عصر براہ دریاے گنگا و جمنا بمقام جزیرہ بحر اخضر و بحر ابیض بحضور امام صاحب الزمان ارسال کین مگر ایک کا بہی جواب امام صاحب نے نہ دیا بے حساب درخواستین روانہ کین کچھ نہ آیا بڑے بڑے مجتہدون سے دریافت کیا اونہون نے بہی یہی فرمایا کہ ابہی انتظار کرو امام صاحب کے ظہور کی دعا کرو ابہی وقت نہین آیا لیکن ہمنے بہت انتظار کیا ظہور کیسا کچھہ خبر تک بہی امام صاحب کی نہ آئی ہند سے امام صاحب کی غیبت سرا کیطرف ہجرت کرکے اونکو بہت ڈہونڈہا ملنا کیسا اونکی صورت تک بہی تو نظر نہ پڑی پہر بغیر امام صاحب کے

ہم کیا کرتے اور راہ حق پر کیونکر چلتے البتہ امام صاحب کے دیکھنے والون نے جو کچھہ ہمسے کہدیا اوسپر ہم ایمان لائے اور اوسیکو حق جانتے رہے کبھی اوس سے نہین پھرے اگر تمہارے اس جواب کو سنکر خدائے عادل فرمادے کہ ارے بدتو فو بدنصیبو جس حالت مین کہ مین خود اپنے کلام اور کتاب کا محافظ اور نگہبان ہون چنانچہ خود مین اپنی کتاب مین کہہ چکا ہون اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ یعنی بتحقیق ہمنے اوتارا اپنا بیان اور ہمی اوسکے محافظ ہین تو پھر کسیکی قدرت اور مجال تھی کہ اوسمین وہ بڑہا گہٹا سکتا اور کسکا مقدور تہا کہ وہ باوجود ہماری حفاظت و نگہبانی کے ہمارے کلام کو بدل دیتا کس شخص نے تمسے کہدیا کہ میری کتاب مین جو ہر وقت و ہر لحظہ میری ہی نگہداشت مین تہی کمی و بیشی ہوگئی اوسوقت شاید یہی جواب دوگے کہ ہمسے زرارہ نے کہا او رمومن الطاق سے سنا اور ہمارے مذہب کے مجتہدون نے بیان کیا تو اوسوقت اگر خدائے غیور یہ فرمادے کہ ارے نادانو کم نصیبو مین سچا تہا یا کہ زرارہ اور مومن الطاق میرا رسول صادق تہا یا تمہارے مجتہد تم ہر روز میری قدرت اور حفاظت خود اپنی آنکھون سے دیکھتے تھے پھر کیونکر تم ان لوگون کے بہکانے سے بہکے تملوگون نے بمقابلہ زرارہ اور مومن طاق اور اپنے مجتہدین وغیرہ کے ہمکو اور ہمارے رسول اور ہماری کتاب کو جہوٹا سمجہا پھر اوسوقت تمکو بجز اقرار گناہ اور اعتراف جرم دخطا کے کچہ بہی جواب نہوگا پہر یاد رکہو کہ اوسوقت حضرت رب العزت اور احکم الحاکمین سے تمہاری نسبت سوائے اسکے اور کچہ حکم نہوگا فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْبِہِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ترجمہ پس اقرار اونہون نے اپنے گناہو نکے کیا پس پہٹکار ہو دوزخیون پر اسیطرح اور بہت سی آیات قرآنی ہین جس سے ہر طرح پر فضایل اور بزرگیان صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین کی بخوبی ثابت ہین مگر اس رسالے مین باین خیال کہ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است یعنی اگر کچہ بہی دل مین نور ایمان اور اسلام ہو تو یہی مقدار کافی

اور شافی ہی اور نیز بخوف طوالت اسی مقدار پر اکتفا کرکے اب کچھہ اقوال حضرات ایمہ علیہم السلام جنکو شیعہ بھی مانتے ہین اونہین کی کتابو ںسے نقل کیے جاتے ہین

بیان فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم از اقوال ایمہ علیہم السلام

قول اول نہج البلاغت مین جو شیعون کے نزدیک اصح الکتب ہی حضرت امیر رض یون فرماتے ہین لِلّٰہِ بِلَادُ فُلَانٍ لَقَدْ قَوَّمَ الاود وَدَاوَي الْعَمَدَ وَاَقَامَ السُّنَّۃَ وَخَلَّفَ الْبِدْعَۃَ ذَھَبَ نَقِیَّ الثَّوْبِ قَلِیْلَ الْعَیْبِ اَصَابَ خَیْرَھَا وَسَبَقَ شَرَّھَا اَدّٰی اِلَی اللّٰہِ طَاعَتَہٗ وَاتَّقَاہُ بِحَقِّہٖ رَحَلَ وَتَرَکَھُمْ فِیْ طُرُقٍ مُتَشَعِّبَۃٍ لَا یَھْتَدِیْ فِیْھَا الضَّالُّ وَلَا یَسْتَیْقِنُ الْمُھْتَدِیْ ترجمہ خدا انعام کرے فلان یعنے ابوبکر پر جسنے کجی کو سیدھا کیا جسنے امراض نفسانیہ کی دوا کی جسنے سنت کو پیغمبر کے قایم کیا اور بدعت کو دور کیا۔ گیا اس دنیا سے پاک دامن کم عیب گیا خلافت کی خوبی پائی اور اوسکے فساد سے پہلے رحلت کی خدا کی اطاعت کو اچھی طرح ادا کیا اور موافق حق کے پرہیزگاری کو پورا کیا کوچ کیا اس دنیا سے اور چھوڑ گیا آدمیون کو شاخ در شاخ راہون مین کہ نہ گمراہ ہدایت پاتا ہی اور نہ راہ پانے والا یقین حاصل کرسکتا ہی۔ اور لفظ فلان سے موافق مختار اکثر شارحین نہج البلاغت کے جو امامیہ ہین ابوبکر رضی اللہ عنہ مراد لیتے ہین اور موافق مختار بعض کے عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہین پس اس اپنے قول مین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رض یا حضرت عمر رض کی دس صفتین بیان فرمائی ہین پس اون صفتون کا اونہین پایا جانا ضرور ہی اور اونکی قوت ایمان کی دلیل ہی دوسرے یہ کہ عیسیٰ اربلی امامی اثنا عشری کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الایمہ مین لکھتے ہین اِنَّہٗ سُئِلَ الْاِمَامُ اَبُوْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنْ حِلْیَۃِ السَّیْفِ ھَلْ یَجُوْزُ فَقَالَ نَعَمْ قَدْ حَلّٰی اَبُوْبَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ سَیْفَہٗ بِالْفِضَّۃِ فَقَالَ الرَّاوِیْ اَتَقُوْلُ ھٰکَذَا فَوَثَبَ الْاِمَامُ عَنْ

مَکَانِہٖ فَقَالَ نَعَمِ الصِّدِّیْقُ نَعَمِ الصِّدِّیْقُ نَعَمِ الصِّدِّیْقُ فَمَنْ لَمْ یَقُلْ لَہٗ
الصِّدِّیْقُ فَلَا صَدَّقَ اللّٰہُ قَوْلَہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ کسی شخص نے حضرت امام باقر
علیہ السلام سے سوال کیا کہ تلوار کے قبضے کو حلیہ کرنا درست یا نہین تب امام نے جواب
دیا کہ ہان اسواسطے کہ ابو بکر صدیق رضی تلوار کے قبضے پر حلیہ چاندی کا تھا راوی
کہتا ہی کہ اوسنے امام سے کہا کہ یا حضرت آپ بھی ابو بکر کو صدیق کہتے ہین یہ سنکر حضرت
امام اپنی جگہہ پر سنبھل بیٹھے اور فرمایا کہ ہان وہ صدیق ہی ہان وہ صدیق ہی ہان وہ
صدیق ہی جو کوئی اوسکو صدیق نہ کہے خدا اوسکے قول کی دنیا اور آخرت مین تصدیق
نکرے اب یہ مقام قابل غور ہے کہ اول تو حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے حضرت
ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صدیق فرمایا اور سائل جو شیعہ تھا اوسنے بطور تعجب کے عرض کیا کہ
یا حضرت آپ بھی ابو بکر کو صدیق کہتے ہین یہ بیان شیعہ کا سنکر حضرت امام نے خفا ہو کر
مکرر سہ کرر اوس شیعہ سے فرمایا کہ ہان مین اونکو صدیق کہتا ہون ہان مین صدیق
کہتا ہون ہان مین صدیق کہتا ہون اور جو اونکو صدیق نہ کہے اللہ تعالی اوسکے قول
کی تصدیق نہ کری دنیا اور آخرت مین اور جب موافق ارشاد حضرت امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ کے ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق ہین تو یقینا منکر اونکی صدیقیت کی دوجہان
مین جھوٹا ہی اور حسب منشاء قرآن مجید کے بعد نبوت کے مرتبہ صدیقیت کا ہے
اور تمامی امت سے صدیق کا درجہ افضل اور اعلیٰ ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین
فرمایا ہی فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ
وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا تیسرے یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خط کو
جو امیر معاویہ کو لکھا تھا نہج البلاغت کے شارحین نے نقل کیا ہو اور اوسمین حضرت
ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق مین یہ عبارت ہی لَعُمْرِیْ اِنَّ مَکَانَہُمَا
مِنَ الْاِسْلَامِ لَعَظِیْمٌ وَّاِنَّ مُصَابَہُمَا لَجُرْحٌ فِی الْاِسْلَامِ شَدِیْدٌ رَحِمَہُمَا اللّٰہُ

وَجَزَا هُمَا اللهُ بِاَحْسَنِ مَا عَمِلَا ترجمہ یعنے اپنی زندگی کی قسم تحقیق مرتبہ اون دونوں کا
یعنے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا اسلام مین بہت ہی بڑا ہی اور تحقیق واقعہ اون کی
وفات کا بہت ہی سخت حادثہ اسلام مین ہی اللہ دونون پر رحمت کیجیو اور اونکو
نیک عملونکا بدلا نیک دیجیو) دیکھو حضرت علی رضی اللہ عنہ دونون صاحبون کا مرتبہ
صاف صاف اسلام مین بہت بڑا بتلاتے ہین اور دعاے نیک اونکے حق مین کرتے
ہین پس جو اونکا رتبہ اسلام مین کمتر جانے اور اونکے حق مین بد دعا کرے وہ حضرت علی
کی مخالفت پر کمر باندھتا ہی چوتھے یہ کہ صاحب الفصول جو فرقۂ امامیہ اثنا عشریہ کے
بڑے عالم ہین حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یون نقل کرتے ہین
اِنَّهُ قَالَ لِجَمَاعَةٍ خَاضُوا فِي اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ اَلَا تُخْبِرُونِي اَنْتُمْ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
الَّذِينَ اُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللهِ وَرِضْوَانًا وَ
يَنْصُرُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ قَالُوا لَا قَالَ فَاَنْتُمْ مِنَ الَّذِينَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيمَانَ
مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ قَالُوا لَا قَالَ اَمَّا اَنْتُمْ فَقَدْ بَرِءْتُمْ اَنْ تَكُونُوا
اَحَدَ هٰذَيْنِ الْفَرِيقَيْنِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّكُمْ لَسْتُمْ مِنَ الَّذِينَ قَالَ اللهُ تَعَالٰى فِي
الَّذِينَ جَاؤُا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا
بِالْاِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ اٰمَنُوا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ
یعنے تحقیق امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا واسطے ایک گروہ کے جو کلام کررہے تھے
ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے حق مین کیا تم خبر دیتے ہو مجھکو آیا تم مہاجرین سے ہو
جو نکالے گئے اپنے گھرون اور مالون سے ڈھونڈھتے ہین اللہ کا فضل اور اوسکی
رضامندی اور مدد کرتے ہین اللہ اور اوسکے رسول کی اوس گروہ نے کہا نہین امام نے
فرمایا پس تم لوگ اونمین سے ہو جو گھر پکڑ رہے ہین یعنے انصار اس گھر مین یعنے مدینے
مین اور ایمان مین اونسے پہلے محبت کرتے ہین اوس سے جو وطن چھوڑ اوسے

اونکے پاس اوس گروہ نے کہا نہین امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم آپ ہی تحقیق الگ ہوئے
اس سے کہ ایک فرقہ ان دو فرقون مین سے ہو اور مین گواہی دیتا ہون کہ البتہ تم نہین ہو
ان لوگون سے جنکے حق مین اللہ تعالے نے فرمایا اور جو آئے اون سے پیچھے یہہ کہتے ہوئے
اے رب بخش ہمکو اور ہمارے بہائیون کو جو ہمسے آگے پہونچے ایمان مین اور نہ رکھہ
ہمارے دلمین بیر ایمان والونکا اے رب تو ہی ہے نرمی والا مہربان) اب ذرا انصاف
سے دیکھیے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے اس گروہ کو گمراہ اور دایرۂ اسلام سے
خارج فرمایا جو ایمان والون سے عداوت اور دشمنی رکھے اور بلاشبہ اصحاب رضی اللہ عنہم
سب سے اچھے تھے ایمان مین جو اونسے دشمنی رکھیگا وہ حسب فرمودۂ حضرت امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ اسلام سے خارج ہوگا۔ پانچوین یہ کہ معتبر ترین تفسیر شیعون کی جو امام حسن
عسکری علیہ السلام کی طرف منسوب ہی اوسمین لکھا ہی اِنَّ اللّٰہَ اَوْحٰی اِلٰی اٰدَمَ لَیَفِیْضَنَّ ... دلائل بینات نمبر ۵
اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ وَاحِدٍ مِنْ مُحِبِّیْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مَالَوْ قُسِّمَتْ
عَلٰی کُلِّ عَدَدٍ مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ طُوْلِ الدَّھْرِ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَکَانُوْا کُفَّارًا لَاَدَّاھُمْ
اِلٰی عَاقِبَۃٍ مَحْمُوْدَۃٍ وَاِیْمَانٍ بِاللّٰہِ حَتّٰی یَسْتَحِقُّوْا بِہِ الْجَنَّۃَ وَاَنَّ رَجُلًا مِمَّنْ
یَبْغَضُ اٰلَ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابَہٗ اَوْوَاحِدًا مِنْھُمْ لَعَذَّبَہُ اللّٰہُ عَذَابًا لَوْ قُسِّمَ عَلٰی مِثْلِ
خَلْقِ اللّٰہِ لَاَھْلَکَھُمْ اَجْمَعِیْنَ ترجمہ خدائے تعالیٰ نے وحی کی آدم پر کہ خدا اون
لوگون پر جو محبت رکھتے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اونکی آل سے اور اون کے
اصحاب سے ایسی رحمت نازل کریگا کہ اگر وہ تقسیم کیجاوے اوپر تمام مخلوقات کے
اول سے آخر تک تو وہ کافی ہی اور اگر سب کفار ہون تو اونکی عاقبت بھی اچھی ہوجاوے
اور وہ مومن ہوجاوین اور اگر کوئی آدمی دشمنی رکھیگا ساتھ آل محمدؐ کے اور اصحاب
[illegible] کے یا ایک [illegible] بھی اون مین سے تو خدا اوسپر ایسا عذاب نازل کریگا کہ اگر
وہ عذاب نازل ہو تمام مخلوقات پر تو وہ سب کے سب ہلاک ہوجاوین ایہا المومنون

محبت سارے آل واصحاب کی ضروری ہی اور بغض ایک کا بھی ہلاک ہونیکا وسیلہ ہے
اسلیے مقام محبت مین اور وَاحِدٌ مِنْهُمْ نفرمایا اور مقام بغض مین اس کلمہ کو بڑھایا
تاکہ معلوم ہو جاوے کہ محبت سب کی رکھنی ضرور ہی اور دشمنی ایک کی بھی معذب ہونے
کے لیے کافی ہی اسلیئے کہ صاف صاف اللہ تعالی نے حضرت آدم پر وحی کی کہ جو لوگ محبت
رکھتے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اونکی آل اور اصحاب سے اون لوگون پر اللہ تعالے
ایسی رحمت نازل کریگا کہ اگر وہ رحمت تقسیم کیجاوے تمام مخلوقات پر اول سے
آخر تک تو وہ کافی ہی اور اگر وہ سب کفار ہون تو اونکی عاقبت بھی اچھی ہو جاوے
اور وہ سب مومن ہو جاوین اور اگر کوئی آدمی دشمنی رکھیگا آل محمدؐ یا اصحاب محمدؐ کے
ساتھ یا اونمین سے ایک سے بھی تو خدا اوسپر ایسا عذاب نازل کریگا کہ اگر وہ عذاب
نازل ہو تمام مخلوقات پر تو وہ سب کے سب ہلاک ہو جاوین پس مقام غور اور انصاف
ہی کہ بموجب اس تفسیر معتبرہ اہل تشیع کے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تبرا اور
دشنام کرنے والا ایسے عذاب سخت کا مستحق ہوگا کہ اگر وہ عذاب تمام مخلوقات پر نازل
کیا جاوے تو وہ سب ہلاک ہو جاوین۔ اور شیخ ابن بابویہ قمی نے اپنی کتاب مسمی معانی الاخبار
مین حضرت امام موسی رضا علیہ السلام سے یہ روایت لکھی ہو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم اِنَّ اَبَا بَكْرٍ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَاِنَّ عُمَرَ
مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ الْبَصَرِ وَاِنَّ عُثْمَانَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ الْفُؤَادِ۔ یعنی امام حسن
علیہ السلام روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر بمنزلہ میرے
سمع کے ہین اور عمرؓ بمنزلہ میرے بصر کے ہی اور عثمانؓ بمنزلہ میرے دل کے ہے پس
موافق روایت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم
اجمعین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بمنزلہ آنکھ اور کان اور دل کے ہین
تو پھر یہ ثابت ہو گیا کہ جو کوئی حضرت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے

رکھیگا وہ حقیقت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہین رکھتا ہی اور حضرات
خلفائی رضی اللہ عنہم سے دشمنی رکھنا گویا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت
رکھنا ہی اللہ تعالی جمیع مسلمانون کو اس بلائے سخت اور مرض مہلک سے بچائے
بحرمة النبي وآله الامجاد اس قول پر حضرت امام حسن علیہ السلام کے شیعون
نے ایک دروغ مزخرف اور بیہودہ تاویل کیا ہی اگرچہ وہ محض پوچ اور قابل ہنسنے
کے ہی مگر بخیال گوش زدہ اثرے دارد اوس سے بھی آگاہ کر دینا ضرور ہے وہ
تاویل یہ ہی اور اصل روایت پر اسقدر شیعون نے گڑھت گڑھی ہے فلما کان من
الغد دخلت عليه وعنده امير المؤمنين وابو بكر وعمر وعثمان فقلت
له يا ابت سمعتك تقول في اصحابك هؤلاء قولا فما هو فقال نعم ثم
اشار اليهم فقال هم السمع والبصر والفؤاد وسيسألون عن ولاية
وصيي هذا واشار الى علي بن ابي طالب ثم قال ان الله عز وجل يقول
ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا ثم قال
وعزة ربي ان جميع امتي موقوفون يوم القيمة ومسئولون عن ولاية
علي وذلك قول الله عز وجل وقفوهم انهم مسئولون انتهى - ترجمہ
امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب دوسرا دن ہوا تب مین حضرت کی خدمت مین
حاضر ہوا اوسوقت امیر المومنین علی علیہ السلام اور ابوبکر اور عمر اور عثمان موجود تھے
مینے حضرت سے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار مینے کل آپکی زبان سے سنا جو کچھ
ان اصحاب کی نسبت فرمایا وہ کیا ہو حضرت نے فرمایا کہ ہان مینے کہا ہی بعد اسکے
حضرت نے اونکی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہی سمع اور بصر اور دل ہین اور اس
وصی یعنی علی کی محبت سے سوال کیے جائینگے اور یہ کہکر آیت پڑھی کہ خدا ے
عزوجل فرماتا ہی کہ ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا

ع تفسیر عسکری ۱۲۸ ۱۲

بعدہ فرمایا کہ قسم ہی مجھکو اپنے پروردگار کے عزت کی کہ تمام امت میری قیامت کے دن کھڑی کیجاویگی اور اونسے سوال علیؑ کی محبت سے ہوگا اور یہی مطلب ہی خدا کے اس قول کا کہ (وَقِفُوهُمْ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ) کہ کھڑا کرو انکو ابھی اونسے پوچھنا ہی - اس حدیث کے ان الفاظ زاید کو ہم چند دلیلون سے صحیح نہین جانتے اور اوسکو دوسرونکا جمایا ہوا فقرہ سمجھتے ہین (پہلی دلیل) یہ کہ حدیث مذکورہ سے ثابت ہی کہ جب پہلے روز حضرت امام حسنؓ نے آنحضرتؐ سے سنا کہ ابوبکرؓ بمنزلہ میرے سمع کے اور عمرؓ بمنزلہ میرے بصر کے اور عثمانؓ بمنزلہ میرے دل کے ہین تو اوس روز امام حسنؓ نے کیون نہ پوچھا دوسرے روز پوچھنے کا کیا باعث اگر کچھ پوچھنا تھا تو اوسیوقت پوچھتے اگر یہ کہیے کہ اوسوقت صحابہؓ موجود تھے اونکے خوف سے نہ پوچھا تھا تو دوسرے روز بھی ہنگام استفسار موجودگی خلفاء ثلثہ اوسی حدیث سے ثابت ہی اگر پوچھنا تھا تو گھر مین پوچھ لیتے جہان وہ لوگ موجود نہ تھے نہ کہ اونہین کے سامنے پوچھنا اس سے بھی صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ فقرہ دوسرے روز کا محض جمایا ہوا براہ اوس کینہ اور عداوت کے ہے جو شیعون کو حضرات اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھہ ہی (دوسرے) یہ کہ حدیث موصوفہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ پہلے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط تشبیہ اور تمثیل پر قناعت کرکے حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو بمنزلہ سمع اور بصر اور فواد کے فرماکر سکوت کیا تو اب یہ فرمانا دو حال سے خالی نہین ہے یا بطور تقیہ اور دل لگی کے فرمایا یا تہ دل سے سچ فرمایا اگر تہ دل سے جیسا کہ ظاہر الفاظ دلالت کرتے ہین وہی مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا تو مدعا حاصل ہی جھگڑا ہی ختم ہوا ہم بھی ویسا ہی سمجھتے ہین اور اور اگر تقیہ کے طور پر فرمایا تو اس صورت مین پیغمبر خدا کی نسبت تقیہ کا ثبوت ہوتا ہے جو شیعون کے نزدیک بھی باطل ہی اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ جنکے خوف اور خوشامد سے پہلے روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقیہ فرمایا وہ دوسرے روز بھی موجود تھے اسکا کیا باعث کہ پہلے روز تو اون کے خوف یا خوشامد سے براہ تقیہ کے ایسا

فرمایا دوسرے روز اونکا خوف یا خوشامد ساقط ہو گیا اور اگر معاذ اللہ پیغمبر صلعم نے براہ
استہزا انکے ایسا فرمایا تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ٹھٹھے بازی اور مسخرگی کا
ثبوت ہوا جاتا ہی جو پیغمبرون سے محال ہی ایسا خیال باطل سوائے حضرات شیعون کے
دوسرونکو نہین پیدا ہو سکتا وہ جو چاہین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لگاوین
شاید اونہین معافی کا پروانہ ملا ہوگا (تلبیسے) یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھہ فرماتی
تھی وہ سب صاف صاف فرماتی تھے نہ یہ کہ دہوکے دھڑی کی بات کہکر لوگونکو شک وشبہے مین ڈالدیتے اگرچہ
دوسرے روز کا فقرہ جمایا ہوا صحیح سمجھا جاوے تو صریحا پیغمبر صاحب پر تہمت ٹھہری
اسواسطے کہ اگر دوسرے دن امام حسن رضی اللہ عنہ استفسار نہ فرماتے اور پیغمبر صاحب
اصل مطلب نہ بتاتے تو لوگ شبہے اور دہوکے مین پڑے رہتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ارشاد کو صدق وصفا پر قیاس کرکے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق
رضی اللہ عنہ اور عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو بمنزلہ سمع وبصر و دل پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کے جانتے جیساکہ اول الفاظ سے جو حضرت نے فرمائے معلوم ہوتا ہی کس ایمان
والے سے یہ ہو سکتا ہی کہ پیغمبرون پر ایسی تہمت لگاوے ہرگز نہین کیونکہ پیغمبران
علیہم السلام کا کام تو صاف صاف حکم الٰہی بیان کرنے اور ہدایت کرنیکا ہی نہ لگی لپٹی
رکہنیکا سچ تو یہ ہی کہ ان حضرات کے بڑے دل اور گردے ہین کہ جنہون نے اپنے دین
ومذہب کو دل لگی مین ڈالدیا ہی آیات قرآنی اور حدیث نبوی کو محرف کردیا ہے
خدا اور رسول خدا کے کلام کو معاذ اللہ ضلع جگت اور ذو معنی جانتے ہین صحیح تو یہ ہی
اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ جسکے مذہب کی بنا جہوٹھ اور نفاق پر ہی وہ سب کو اپنا ہی سا جانکر
ویسی ہی تاویلات کرتا ہے اور بیہودہ خیالات بکاتا ہے۔ وہ کون ایسا شخص
ہوگا کسی دین ومذہب مین جو اپنے پیغمبر خواہ بانی دین کے نسبت یہ کہیگا کہ وہ ایک روز
کچھہ کہتے تھے اور دوسرے روز اوسکی کچھہ تاویل اور کردیتے تھے اگر ایسا ہو تو بڑا افترا

پیدا ہو کیونکہ فرض کرو کہ کسی دن پیغمبر صاحب نے کچھ فرمایا کہ اوس جلسے کے حاضرین
مین سے دوسرے روز کچھ لوگ کہین اور چلے گئے دوسرے روز پیغمبر صاحب نے پہلے روز
کے اپنے ارشاد کے کچھ اور طرح پر تاویل کردی جو لوگ کہ یہان موجود تھے اونہون نے
تو اوس تاویل کو سُنا اور جانا کہ مقصد اوس سے یون تہا وہ نہ تہا جو ظاہر الفاظ سے
پیدا ہوتا تہا مگر یہ تو فرمائیے کہ جو لوگ پہلے ہی روز کا ارشاد سنکر چلے گئے تھے اونہون نے
اپنے پیغمبر کو ہادی اور نبی جانکر اونکے کلام کو حق جانا ہوگا اور اوسی کو سچ مانا ہوگا
اوسکی تعمیل فرض جانتے ہونگے اونکو یہ تاویل کیونکر معلوم ہو سکتی ہے پس وہ جو ظاہر
الفاظ کے معنے کے پابند ہو کر گمراہ ہوئے اوسکا الزام کس پر ہوگا بیچارے سننے والے پر
یا معاذ اللہ پیغمبر صاحب پر۔ علاوہ ازین ان آیتون کے یہ معنے لینے سیاق وسباق کے
خلاف ہین بلکہ تحریف ہی شیعہ خود اپنی تفسیرون مین اِن آیتون کی تفسیر دیکھین اور خدا سے ڈرین
ورنہ اگر کوئی خارجی یہ کہے کہ سمع وبصر وفواد سے علی وحسن وحسین علیہم السلام مراد ہین اور قیامت
کو اُنسے انکی اونکی بے عنوانیان مثل قتال وجدال کے یا خلافت خلفاء ثلثہ سے پوچھے جائینگے تو کوئی
شیعہ اسکا کچھ جواب دیسکتا ہی ہرگز نہین۔ علاوہ ازین اگر ہم اِن الفاظ کو صحیح بھی مان لین
تو بھی تمہارا مدعا ثابت نہین ہو سکتا کیونکہ اِذَا جَآءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ تقریر احتمال
ثانی کی یہ ہی کہ کیا ضرور ہی جس سے قیامت مین سوال ہو وہ ماخوذ اور معذب ہی ہو بلکہ کبھی اظہار
کرامت وفضل کے لیے بھی سوال ہوتا ہی جسطرح ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین سے پوچھا جائیگا
کہ ہمارے احکام آدمیون کو پورے طور پر پہنچائے یا نہین تاکہ انبیا کی کمال امانت وعبودیت اور
کفار کی بے شرمی اور بغاوت اور حق جلشانہ کی جبروت وہیبت ظاہر ہو اور اسیطرح پل صراط
سے گذر کرنا۔ اور قبر مین نکیرین کا سوال سکرات موت میدان حشر کا اضطرار وغیرہ سب کیلئے ہی
مگر بعضون کو اسمین ترقی درجات ہوگی اور بعضون پر مصیبت وعذاب۔ پس مطلب یہ ہی کہ اِن
تینون بزرگون سے پوچھا جائیگا کہ حُب علی وحُب اہل بیت تمہین تھی یا نہین تو شیعونکو معلوم ہو جائیگا

کہ خلفاء ثلثہ اول درجے کے دوستدار اہل بیت اور اونکے فضائل کے جاننے والے تھے اور خارجی دیکھ لینگے کہ اہل بیت کا یہ مرتبہ ہے کہ وہ حضرات جو پیغمبر کے بجائے سمع و بصر کے ہیں اونسے بھی سوال ہوتا ہے تو پھر ہماری عداوت کیسی شرمناک بات تھی بلکہ یہی معنے الفاظ حدیث سے ثابت ہین اسلیے کہ آنحضرت کا یہ فرمانا کہ وہ میرے گوش و چشم اور دل ہین اب ممکن نہین کہ حضرت کے گوش و چشم و دل تذلیل و توہین کے قابل ہون معاذ اللہ بس یہ سوال جو ان حضرات سے ہوگا سوال کرامت و اظہار فضیلت ہے نہ سوال الزام و اسکات اس صورت مین بھی کمال درجے کی فضیلت ان حضرات کی ثابت ہے غرض بے شمار دلایل فضایل صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کی خود حضرات ائمہ علیہم السلام کے اقوال سے جو شیعون کی معتمد کتابون مین موجود ہین بخوف طوالت وہ سب اس جگہ نہین لکھے گئے مشتے نمونہ از خروارے اس تھوڑے پر کفایت کی اگر کوئی زیادہ تر دیکھنا چاہے تو کتاب تحفۂ اثنا عشریہ خواہ منتہی الکلام و ازالۃ الغین فی بصارۃ العین مولفہ مولانا حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خواہ آیات بینات مولفہ جناب مولوی مہدی علی خانصاحب بہادر دام برکاتہ کو جو اردو مین ہے کہ باعث ہر شخص اوسکو دیکھ اور سمجھ سکتا ہے دیکھ لیوے کہ ہر جگہ بکثرت موجود ہین مثل مصحف فاطمہ اور دیگر کتب مذہب شیعہ کے کمیاب اور پردۂ خفا مین نہین ہین

بیان فضایل حضرت ابوبکر صدیق یار غار و محبوب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اب کچھ تھوڑے سے فضایل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آیات قرآنی اور کتب معتبرۂ حضرات شیعہ اور کتب سیر اور نیز کتب معتمدۂ اہل سنت وجماعت سے لکھتا ہون

اَوَّلُهُمْ وَاَفْضَلُهُمْ قُدْوَةُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ مَعْدَنِ الصِّدْقِ وَالْوَقَارِ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى الْعَرْشِ وَفِي الْغَارِ الشَّيْخُ الْعَتِيْقُ وَالرَّفِيْقُ الشَّفِيْقُ مُتَجَرِّعُ رَحِيْقِ التَّحْقِيْقِ مِنْ كَاسِ التَّوْفِيْقِ خَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَادِيْسُ الْجَنَّةِ مُنْقَلَبُهُ وَمَثْوَاهُ

اسم شریف آپکا عبد اللہ بن ابی قحافہ ہے اور نام ابوقحافہ کا عثمان عامر بن کعب

ابن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی ہی اور نسب طاہر آپکا ساتھ نسب اطہر حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے مرہ بن کعب مین ملتا ہی اور آفتاب آپکی بزرگی قرابت کا اوسی جگہ شرف آفتاب فلک نبوۃ اور نجابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملکر چمکتا ہی اور آپکی والدہ ماجدہ کا نام ام الخیر سلمی بنت صخر بنت ماہر تہا بیٹی عم ابو قحافہ کی اور بعض کتب سیر مین لکہا ہی کہ جاہلیت مین آپکا نام عبد الکعبہ تہا ظہور اسلام کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ نام فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایام جاہلیت مین درمیان اہل قریش کے بڑے صاحب مرتبہ اور صاحب مال تھے اور قریش مین منجملہ روساے قریش کے ایک بڑے رئیس گنے جاتے تھے اور اپنی قوم قریش مین اہل مشاورت تھے علم انساب اور تعبیر خواب اور علم عروض وقافیہ سے نہایت ہی ماہر تھے اور اشعار خوب فرماتے تھے چنانچہ اونکی یہ دو بیت بطور نمونہ لکہے جاتے ہین **بیت** مرض الحبیب فزرتہ فرصت من حذری علیہ فشفی الحبیب فزارنی فشفیت من نظری الیہ چون چشم خود بیمار شد محبوب ومن چون دیدمش ✦ بیمار گشتم از غم نازک تن بیمار او ✦ بہ شد حبیب و آمد از بہر عیادت سوے من ✦ فی الحال صحت یافتم از دیدن رخسار او ✦ کہتے ہین کہ علم انساب مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حذاقت اس درجہ کی رکہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا کہ تم جب مشرکون کا حال لکہنے لگو تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا اور اوس قوم کے معائب اون سے دریافت کرنا کہ اون لوگون کے انساب اور ایام اور وقایع وہ خوب جانتے ہین اور وقت بعثت سے تا وقت وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سفر اور حضر مین ہمراہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین بہت کم تخلف ہوا جب امر خلافت آپسے متعلق ہوا تو آپکو خلیفہ رسول اللہ کہتے تھے ایک مرتبہ

کسی نے آپکو خلیفۃ اللہ کہا آپنے اوس شخص سے کہا لَسْتُ بِخَلِیْفَۃِ اللّٰہِ وَلٰکِنَّ اَنَا خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَنَا رَاضٍ بِذٰلِکَ یعنے مین نہین ہون خلیفہ اللہ کا و لیکن مین ہون خلیفہ رسول اللہ کا اور مین اس سے راضی ہون بعض روایت مین ہے کہ آپ مکروہ رکہتے تھے کہ اون کو خلیفۃ اللہ کہا جائے

بیان وجہ لقب صدیق اور عتیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

آپ کے لقب عتیق کی وجہ مین چند روائتین ہین ایک یہہ کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے منہہ کی طرف دیکھکر فرمایا مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِّنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ۔ یعنے جو شخص کہ ارادہ کرے کہ مین نظر کرون طرف عتیق من النار کے پس چاہیے کہ وہ نظر کرے طرف منہ ابی بکر رضی اللہ عنہ کے یعنے کہتے ہین کہ جس روز حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے اوسی روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ یعنی تو اے ابوبکر دوزخ سے آزاد ہے اوسکے بعد سے اونکو عتیق کہنے لگے اور بعض نے یہ بہی وجہ بیان کی ہی کہ آپکا نسب عیب سے بری ہی اسواسطے نام آپکا عتیق ہی اور یہ بہی وجہ بیان کرتے ہین کہ آپ بہت خوش رو اور خوش خو تھے لہذا اس لقب سے مدعو ہوے چنانچہ آپکی تعریف مین کسی نے کہا ہے ؎ چشم ایمان جمال او بیند ٭ کور کی چہرۂ نکو بیند ٭ اور ایک یہ بہی وجہ بیان کرتے ہین کہ حضرت صدیق رض کی والدہ کے لڑکا نہین جیتا تہا جب حضرت صدیق رض پیدا ہوئے اور حد جوانی کو پہونچے اونکو عتیق کہا لِاَنَّہٗ اُعْتِقَ مِنَ الْمَوْتِ۔ یعنی تحقیق وہ آزاد کیا گیا موت سے کہتے ہین کہ حضرت صدیق رض کی والدہ آپکو خانۂ کعبہ مین لیگئین اور کہا یَا رَبِّ ھٰذَا عَتِیْقٌ مِّنَ الْمَوْتِ فَھَبْ لِیْ خانہ کعبہ کے رکن سے آواز سنے

يَا آمِنَةَ الرَّحْمٰنِ بِالتَّحْقِيقِ قَرَّتْ بِحَمْلِ الْوَلَدِ الْعَتِيقِ يُعْرَفُ فِي التَّوْرَاةِ بِالصِّدِّيقِ

اسی سبب سے اونکو صدیق بہی کہتے ہین اور صدیق نام کیا اور یہ کہ قصہ معراج سنکر وہ شخص جسنے فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی حضرت صدیق رض ہین اور قصہ اسکا یون ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو تشریف لیگئے اور معراج سے تشریف لائے تو جبرئیل سے فرمایا کون تصدیق کریگا میرے معراج کی جبرئیل نے کہا کہ ابوبکر تصدیق کرینگے آپکی معراج کی اور وہ صدیق ہی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب صبح کو آپنے صدیق رض سے کہا کہ آج کی رات مجکو معراج ہوئی کہا حضرت ابوبکر رض نے خوش ہوکر سچ فرمایا آپنے اوسی صبح سے آپکا صدیق نام ہوا اور پہلے جس مرد نے کہ تصدیق رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہین اسوجہ سے اونکو صدیق کہا اور بعض اہل تحقیق یہ کہتے ہین کہ چونکہ آپکا ظاہر اور باطن صدق اور راستی سے مستقیم تہا آپکو صدیق کہا وَالصِّدِّيقُ مَنْ لَمْ تَتَغَيَّرْ بَاطِنُ أَمْرِهِ مِنْ ظَاهِرِهِ وَقِيلَ الصِّدِّيقُ هُوَ الصَّادِقُ قَوْلًا وَفِعْلًا دِينًا وَعَقْلًا اور یہ وجہ بہی صدیق کہنے کی ہی کہ تمام عمر کبہی آپ جہوٹھ نہین بولے بعض عرفا کہتے ہین صدیق وہ شخص ہے کہ بذل کرے کونین کو رویت حق سبحانہ تعالی مین مانند حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تجہیز لشکر عسرت مین اونسے پوچہا کہ مَا أَبْقَيْتَ لِنَفْسِكَ کیا باقی تمنے چہوڑا اپنے واسطے جواب مین کہا اَللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ کہ اللہ اور رسول اوسکا ؏ از زبان صادق و با جان صلیق + چون نبی مشفق و چون کعبہ عتیق + صدق او چون منبر بان ایمان بود + مصطفی ہرچہ خورست آدان بود + ہمہ خویش کردہ در کارش + ہمہ اوگشتہ بہرہ دیدارش + خواجہ باد قار آہستہ + دست لطفش شکستہ را بستہ + والیہ المرجع والیہ الرشاد - روایت کی حاکم نے مستدرک مین نزال بن سبرہ سے کہ کہا ہمنے حضرت علی کرم

ہمکو اے امیر المومنین صفت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ
کہ ابوبکر کا نام رکھا اللہ جلشانہ نے صدیق جبرئیل علیہ السلام اور رسول علیہ السلام کی زبان پہ
اور تھے وہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ روایت کی دارقطنی اور حاکم نے ابویحیی
سے کہ بار بار ذکر کیا کرتے تھے حضرت علی منبر پر کہ تحقیق اللہ تعالی نے نام رکھا ابوبکر کا
اپنے نبی کی زبان پر صدیق اور طبرانی نے روایت کی سند صحیح کے ساتھ حکم بن سعد
سے کہا کہ مینے حضرت علی رضہ سے سنا اور وہ قسم کھا کر فرماتے تھے البتہ نازل کیا اللہ
تعالی نے نام ابوبکر کا صدیق اور روضۃ الاحباب مین لکھا ہی کہ واقفان آثار و اخبار
بیان کرتے ہین کہ جب حضرت خیر البشر علیہ افضل الصلوۃ و اکمل التسلیمات اللہ جلشانہ
کی طرفسے رسالت پر مبعوث ہوئے اوس زمانہ مین ابوبکر رضی اللہ عنہ تجارت کیواسطے
ملک شام کی طرف گئے تھے وہان ایک مرد سے کہ منجملہ علما اور احبار کے تھا اور توریت
اور انجیل کا علم بحد کمال رکھتا تھا اور عمر اوسکی تین سو نوے برس کی تھی ملاقات
ہوئی اوس پیر روشن تدبیر نے پس از تحقیق و تفحص شہر اور قبیلہ اور اسم و نسب
اور کنیت اور لقب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حضرت موصوف سے بیان کیا کہ
مجھکو کتب آسمانی اور صحیفہ ربانی سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حرم مکہ مین ایک ایسا
پیغمبر دین پرور مبعوث ہوگا کہ جوان اور بوڑھے سب اوسکی اطاعت کرینگے مگر ایک
ادہیڑ عمر کا آدمی اور ایک جوان اوسکے بہت بڑے مددگار ہونگے وہ ادہیڑ عمر کا
آدمی بوقت ظہور اسلام اوس نبی کی بہت ہی بڑی مدد کریگا اور اوس نبی کے
ساتھ مین طرح طرح کی ایذا اور تکلیف اوٹھاویگا رنگت کا سفید اور بڑے حلم اور
وقار کا آدمی ہوگا اور اوسکے پیٹ اور بائین ران پر سیاہ تل ہوگا اوس عالم توریت
نے کہ اوسکا نام بحیرا راہب تھا جب حضرت صدیق سے یہ سنا کہ یہ رہنے والے حرم
مکہ کے ہین اور رنگت اور قیافی کو موافق اپنے علم کے پایا تب مصر ہوا کہ اپنا پیٹ اور

بائین ران بھی دکہاؤ چنانچہ اوسکے نہایت اصرار سے دکہایا تو دونون جگہہ خال سیاہ
موجود پایا وہ راہب مذکور بولا بے شک وہ اوہیڑ عمر کا آدمی تو ہی ہے کہ مدد کریگا
تو بڑی سختیون مین اوس نبیؐ کی وہ راہب حضرت صدیق کو اپنے گھر لیگیا اور بڑی
خاطر اور ضیافت کی اور کہا کہ وہ وقت قریب ہی کہ یہ دولت اسلام تیرے نصیب
مین آئے خبردار خبردار جو ایذا تجھے اس نعمت کے سبب سے پہونچے گھبرانا نہین اور
صبر کرنا۔ از تاریخ الخلفا۔ روضۃ الاحباب مین اسقدر اور لکہا ہی کہ مرد پیر نے
چند بیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور ثنا مین لکھکر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
کو دیے کہ اسکا مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع ہمایون تک پہونچا دینا چنانچہ
اوسمین کا ایک شعر یہ ہی آلہی باد سلام سرمہر از سر مہر از قطرہ بدریا بود از ذرہ بمہر
القصہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سفر شام سے لوٹ کر وطن مین پونہچے تو ایک
جماعت اعیان اور سرداران قریش کی برسم تہنیت معاودت از سفر اونکے ملنے کو آئی
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پس از تمہید قواعد تحیت اور کلمہ و کلام محبت آمیز
اون لوگون سے پوچھا کہ کوئی امر غریب اور شان عجیب تمہارے درمیان پیدا ہوئی
ہے اون لوگون نے جواب دیا کہ ہان امر تازہ اور عجیب یہ ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بن عبد اللہ بن عبد المطلب دعوی نبوت کرتے ہین اور آبا و اجداد کی بنیاد دین کے
تیشۂ مخالفت سے ڈہاتے ہین جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اون لوگون سے
یہ حکایت سُنی تو شوق قدمبوسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو بے صبر کردیا اور
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے آئینہ سینۂ باسکینۂ مین مضمون منظوم کا نقش پایا

ای آرزوے دیدہ ولم در ہواے تست * جانم اسیر سلسلہ مشکساے تست
دل چھین لیا ایک جوان عربی نے * مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

شعلۂ عشق دل مین بھڑکا اون لوگون کو جو آپکی تہنیت معاودت سفر مین

آئے تھے کچھ عذر خواہی کرکے اونکے گھروں کو رخصت کردیا اور خود ملازمت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیتیابانہ جذبۂ عشق سے جلد جلد یہ کہتے ہوئے ؎ ملایک جسکی دربانی کے خاطر ہاتھ ملتے ہین ۞ در دولت سرا پر اوسکے پہونچا پایہ قسمت نے راہی ہوکر حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین آحاضر ہوئے اور شرایط سلام اور کلام کی اوس دستور کے موافق جو سوابق ایام مین معہود تھی جانبین سے مرعی ہوئے من بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید انام نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو دعوت اسلام فرمائے اور کہا کہ اے ابوبکر مجھکو خدائے عزوجل نے نبوت سے مشرف کیا اور مجھے نبی کیا تو مجھپر اور خدائے تعالی پر ایمان لا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خوشی ضبط کرکے دلیل اور برہان طلب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلیل ہماری وہ مرد پیر ہے کہ جو یمین مین تجھکو ملا تھا اور میری حکایت تجھسے بیان کی تھی اور تجھے سنی اور وہ تل سیاہ بالای ناف اور چپ ران کا ہی جو تمکو تمہارے جسم پر دکھایا اور ابیات جو میری مدح مین تھین۔ اوسنے تمکو دین اور تمہارے ہاتھ مجھکو سلام کہلا بھیجا پس سنتے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صدق دل اور اخلاص کے ساتھ پڑہا کہتے ہین کہ جملہ اسباب توفیق صدیق سے بہرایمان ایک یہ تھا کہ قبل از وقت ظہور نبوت اور زمان شیوع دعوت آنحضرت کی حضرت صدیق رض نے خواب مین دیکھا کہ چاند آسمان سے نیچے اوترکر جمیع منازل مکہ مین منتشر ہوا چنانچہ کوئی گھر مکہ معظمہ کا ایسا باقی نہین رہا تھا کہ ٹکڑا اگردش چاند کا وہان نہ پونہچا ہو بعد اوسکے وہ سب ٹکڑے چاند کے ایک جا ہوکر متصل ہوگئی اور گود مین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے آپڑے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اوس خواب عجیب و غریب کو کسی خبیر یعنے ستوہ پسند نیکو کار سے کہ وہ منجملہ احبار اہل کتاب سے تھا اور فن تعبیر اور علم تاویل رویا مین بصارت کامل اور مہارت تامہ رکھتا تھا بیان کرکے تعبیر خواب پوچھے اوسنے کہا کہ تعبیر اس خواب کی یہ ہی کہ عالم بالا سے ایک دولت عظمی اور سعادت کبری تمکو ملیگی

حاصل کلام تعبیر اس خواب صادق کی یہ ہی کہ پیغمبر زمان صلی اللہ علیہ وسلم اور سرور
انس وجان بہترین آدمیان مبعوث ہونگے اور اونکی ہدایت کی نعمتون اور دلالت سے
شرک اور گمراہی دور اور نابود ہو جاویگی اور تم اون پر ایمان لاکر دائرۂ متابعت
اور مبایعت اور معاونت مین دراوگے اور مسعود ترین مردم مین سے اونکو تم ہوگے
اور جملہ اقران سے سربرآوردہ تم ہوگے پس ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس تعبیر خواب کا
انتظار تھا یہانتک کہ سید ساوات عالم اور سند سعادات بنی آدم حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مسند ظہور نبوت پر جلوہ گر ہوئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو
خوان ایمان پر دعوت فرمائی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے دلیل طلب کی خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلیل اور برہان ہماری وہ خواب ہی جو ہماری نبوت سے
پہلے تمنے دیکھا تھا اور اب تعبیر اوسکی ظاہر ہوئی اور صفت ہماری فلان خبیر سے تمنے
سنی تھی صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً قدم جادۂ تصدیق مین رکھا اور سر دفتر اہل ایمان
اور مقدم اصحاب عرفان کے ہوئے کتب سیر مین مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ مینے جس سے ایمان ظاہر کیا اور قبول کرنیکو کہا اوسنے توقف اور تامل کیا
مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ جب اوسکو دعوت ایمان کی کی بلاتکلف و توقف اوسنے
قبول کیا اور یہ خبر وافی اثر دلالت کرتی ہے کمال مناسبت پر درمیان آنحضرت سید
عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور اوسیدن کہ حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے پانچ آدمی عشرۂ مبشرہ سے کہ وہ عثمان بن عفان اور
طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر بن العوام اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص
ہین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین یہ پانچون حضرات اوسیدن سکے آخر مین بدلالت
اور ارشاد حضرت صدیق رض کے سعادت ملازمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے لیے دوڑے اور دولت اسلام سے مالا مال ہوئے اور بمقتضای خبر مخبر صادق

حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰامَۃِ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئٌ صدیق رضہ کو موازی جمیع مومنان اس امت کا اجر اوپر ایمان کے ہوگا ٥ کسے کو سنتِ نیکو نہادست + ہمیشہ اجر آنش دست دادست + بدین بوبکر چون کردہست آغاز + بدو گردد ہمہ اجرِ جہان باز + ازان ایمان او در اصل خلقت + ہمی جوید با یمان ہا بہ سبقت (از روضۃ الاحباب) معتبر اخبار اور وسایل سے ثابت ہی کہ سب سے پہلے جوانان احرار مین سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور عورتون مین سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور لڑکون مین سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور غلامون مین سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور غلامان آزاد مین سے حضرت زید بن حارثہ ایمان لائے کتب سیر اور نیز دیگر کتب دینیہ سے بخوبی ثابت ہی کہ اوایل بعثت مین سید انبیاء اور سند اصفیا احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اشتغال امر دعوت اسلام بطریق خفیہ فرماتے تھے اور طالبان راہ حق کو پوشیدہ راہ صواب دکھلاتے تھے جسوقت سے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے اوسیوقت سے برابر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سے اشاعت دعوت اسلام التماس کرتے تھے اور اظہار دین اسلام اور ملت حنفیہ مین استدعا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلحاظ کثرت اعدا اور قلت احباب اسپاری مین تامل اور توقف فرماتے تھے اور اشارۂ غیبی کا انتظار کھینچتے تھے یہان تک کہ اس بارہ مین التماس و راستدعاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ از حد گذر کر بعز اجابت نبوی علیہ السلام کے مقرون ہوئے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بموافقت یار غار بقصد دعوت کفار بیت الحرم تشریف لیگئے وہان مہتران قریش گروہ در گروہ بیٹھے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بے خوف و خطر کھڑے ہوگئے اور حسب مضمون منظوم ذیل مجمع اوس صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ کا کچھ بھی

اندیشہ اپنے دل مین نہ لائیے سالگر تیغ باردو درکوے آن ماہ ÷ گردن نہادیم الحکم للہ
ایک خطبہ مشتمل بر عیب اہل کفر بایمان اور اسلام اور باز رہنے عبادت اصنام سے
اور ڈرانے عذاب و وبال آخرت سے جو اصنام پرستون پر ہوگا بحضور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پیش کیا اور وہ خطبہ پڑہا لیکن چونکہ قلوب کفار پر مہر خذلان اور ابصار پر
اونکے بیہوشی حرمان کی تہی بمصداق شعر محل قابل و انگہ نصیحت قابل + چو گوش
ہوش نباشد چہ سود حسن مقال + کچہہ فایدہ اور نتیجہ نہ نکلا جب اہل کفر اور نفاق نے
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ کو سنا سب کے سب کہ بکثرت وہان موجود تھے
مجتمع ہوکر بگستاخی حرب وضرب حضرت صدیق رضؓ سے پیش آئے تمام جسم شریف آپکا
صدمۂ ضرب سے متورم ہوگیا جب بنو تمیم کو اس حال سے آگاہی ہوئی تب اون
لوگون نے جمعیت اور ہجوم کرکے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو چنگ بے ادبان
سنگین دل اور بے دینان جاہل سے علیحدہ کرکے ایک چادر مین لپیٹ کر اونکے گہر
لیگئے کسیکو آپ کے بے جان ہو جانے مین شک نہ تہا۔ القصہ دیر تک حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ بیہوش رہے جب ہوش مین آئے لوگون نے وہ شربت جو آپکے
واسطے بنایا تہا ہر چند بمبالغہ تمام پلانا چاہا مگر آپنے ذرا بھی زبان پر نہ رکہا اور فرمایا
کہ مینے نذر مانی ہے کہ جب تک مین اوس سید انس وجان مایۂ درمان صلی اللہ علیہ وسلم کو
سلامت اپنی آنکہہ سے نہ دیکہ لونگا ہرگز نہ کچہہ کہاؤنگا نہ پیونگا آخر شب رات کے وقت
کہ جب راستہ کفار اشرار سے خالی ہوا حسب اصرار حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
لوگ حضرت صدیق عاشق زار جان نثار حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو
اوٹھاکر مثل مردہ کے بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بآن حال زار اپنے صدیق یار کو دیکہا بے اختیار اشک چشم مبارک سے
رخسار انور پر گرنے لگے آپ نے نہایت ہی شفقت اور پرسش اور مہربانی فرمائی

اور افسوس کیا حضرت صدیق رفیق بالتحقیق نبوی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ؎
گر من در آب و آتشم از چشم و دل خوشم ✢ کاندر میان ہر دو تو یاری سلامتی
جسوقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دولت اسلام سے مشرف ہوئے اوسوقت
چالیس ہزار درہم نقد آپکے پاس تھے اون سب کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے
رضای خدا اور مرضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین صرف کر ڈالا اسی نظر سے آپکی مدح مین کہا ہے
شب خلوت دوم ہم ستر غار است ✢ نثار سش روز اول چل ہزار است
اور اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی زبان معجز بیان سے حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ کی مدح مین فرمایا ہے مَا نَفَعَنِی مَالُ اَحَدٍ قَطُّ کَمَا نَفَعَنِی مَالُ اَبِی بَکْرٍ
اور بہی فرمایا اِنَّ مِنْ اٰمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِی صُحْبَتِہٖ وَ ذَاتِ یَدِہٖ اَبَا بَکْرٍ ہا این سخاوت
اور انفاق مین بہ نسبت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے کتب معتبرہ سیر و غیر
احادیث مین بے حد ثنا و صفت لکھے ہین بخیال طوالت اس جگہ نہین لکھا -
منقول ہی کہ سات شخص مسلمان غلامی کفار مین گرفتار تھے اور کفار بد کردار بوجہ
اختیار اسلام اون ساتون کو بے حد ایذا اور ضرر پونہچاتے تھے اور وہ ساتون
مسلمان اون حالات ظلم اور ستم پر صبر کیے ہوئے تھے اور اسلام پر اوسیطرح
ثابت قدم تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حال پر ملال دیکھکر مبلغ کثیر
خرچ کر کے اون ساتون شخصون کو کفار سے خرید کر کے فی سبیل اللہ آزاد کر دیا اور
پنجۂ ظلم کفار سے چھوڑا دیا از ان جملہ عامر بن فہیرہ اور بلال رضی اللہ عنہما تھے حضرت
بلال رضی اللہ عنہ اُمیہ بن خلف الجمحی کے غلام تھے اور بسبب کمال دیانت
اور امانت کے اوسکے بڑے پیارے تھے چنانچہ اسی دیانت اور امانت کی وجہ سے
اُمیہ مذکور نے حضرت بلال کو تنخواہ نے اور خزانے کی خدمت سپرد کی تہی جب اوسکو
معلوم ہوا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی اللہ پر ایمان لائے ہین تو امیہ کو سخت

رنج والم ہوا اور دونون خدمتین حضرت بلال سے چہین کر اور کسی کو سپرد کین اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر اوسنے سمجہانا شروع کیا اور کوئی دقیقہ سمجہانیکا اوٹھا نہین رکہا مگر چونکہ حضرت بلال سچے عاشق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور مؤمن صادق تھے اونکے منہ سے برابر یہی آواز نکلی کہ اَللّٰہُ اَحَدٌ جب اوس کافر نے دیکہا کہ سمجہانا بوجہانا کچہہ کام نہین آتا تو سخت ایذا دہی او تکلیف رسانی پر کمر باندہی یہانتک کہ صبح کو ننگے بدن کرا کے کانٹے ببول کے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بدن مین چبہواتا کہ وہ کانٹے ہڈی تک پونہچتے مگر حضرت بلال اوسیطرح ثابت قدم رہتے آہ بہی نکرتے تھے حضور کبریا مین اہل دین کی آزمایش ہے اور اوسکے ساتہہ اب اہل کین کی بہی آزمایش ہو جسوقت سخت گرمی ہوتی اور دہوپ کی شدت ہوتی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو وہ موذی کافر دہوپ مین گرم جگہہ پر بٹہاتا اور چہاتی پر گرم پتہر رکہوا دیتا اور پہر چارون طرف سے آگ روشن کرا دیتا تہا کہ آگ کی لپیٹ سے بدن کو صدمۂ عظیم پونہچے اللہ ری مضبوطی ایمان کی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتہون مین ہتکڑی اور پانون مین بیڑی اور گلے مین طوق ڈالکر اندہیری کوٹہری مین بند کرواتا اور کہدیتا کہ ہان اب تمام رات حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر کوڑے پڑین کسیدم کوڑے کی آواز بند نہو اور برابر میرے کان تک چلی آوے مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پکار پکار کر کہتے تھے کہ اللہ احد اللہ احد اگر بلال کے تمام بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوگے مگر یہی آواز نکلے گی کہ اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے۔

مریض عشق پہ رحمت خدا کی	مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی	خدا کی دمبدم ہوا وسپہ لعنت
کہ جسنے ایسے مؤمن پر جفا کی	بیان سے کانپتا ہون کیا لکہون کیا	جو کچہ ملعون نے اون پر جفا کی
نہ کچہ تیزی چلی ظالم کی اوسدم	مدد پونہچی حبیب احمد مجتبا کی	کہ آ پونہچے وہان صدیق اکبرؓ

کہا ظالم بڑی تونے خطا کی
ستاتا ہی عبث کیون اسکو ظالم
بڑی ہی سپر ہی رحمت کبریا کی
بلاے ناگہان آئیگی تجہ پر
لہذا لینے اسکی یہ سزا کی
کہا صدیق نے قیمت وہ دیگا
رہائی قید سے اوسکو عطا کی
بحق مصطفی یارب زمان کو

وہ محبوب خدا تو دشمن حق
ہلینگے چرخ گر اسنے بکا کی
مگر اتنی جفائین ہوش مین آ
اگر اسنے ذرا سی بد دعا کی
اگر تو چاہتا ہی مول لینا
شقی جسنے تجھے ثروت عطا کی
رہا ہو کر بلال نیک سیرت
زیارت ہو شہید کربلا کی

ارے کافر نہ تونے کچہ حیا کی
نہین تو جانتا اسکو ستمگر
خبر تجکو نہین روز جزا کی
وہ بولا مجھسے یہ باغی ہوا ہی
تو کر کچہ فکر قیمت کی ادا کی
غرض دیکر بہت سا مال و زر
ہوئی خدمت مین حاضر مصطفی کی
تفسیر کبیر اور روح البیان مین لکہا ہی

کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیہ کے مکان کی طرف سے گذرے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سمع مبارک تک پہونچی کہ بلبلا کر پکار رہے ہین اَللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ اَحَدٌ آپنے فرمایا یُنْجِیْکَ اَحَدٌ اَحَدٌ یعنی نجات دیگا تجھے وہی ایک اللہ وہی ایک اللہ۔ تفسیر روح البیان مین یہ بہی لکہا ہی کہ روایت کی سعید بن مسیب نے کہ خرید کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو امیہ سے حسب الطلب اوسکے بعوض اپنے غلام نطاس رومی کے کہ اوسنے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے خرید کرنے کے بعد دس ہزار اشرفیان پیدا کی تہین اور خریدے تھے لونڈی و غلام اور مواشی علاوہ اوسکے یہ نطاس رومی غلام حضرت صدیق کا بڑا لائق آدمی تہا مگر کافر تہا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اوسے مسلمان ہونیکو فرمایا تہا اور کہا کہ اگر تو مسلمان ہو جاوے تو یہ سب مال تیرا ہی تجھے دیکر آزاد کر دونگا وہ نمانتا تہا جب امیہ نے بعوض حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اوسکو طلب کیا تب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس امر کو غنیمت جانا کہ رحمت کے عوض رحمت ہاتہ آتی ہی بہت خوشی سے قبول کیا اور نطاس رومی کو معہ اوسکے مال کے دیدیا اور ایک سو چالیس تولہ

سونا اور دیا ہکذا فی فتح العزیز والحسینے اور نہایت خوش دلی سے حضرت بلال کو آزاد کیا۔ تفسیر کبیر اور روح البیان مین لکھا ہی کہ جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسقدر مال دیکر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے باپ بوقحافہ اور دیگر کفار نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا کلیہ غلام خریدا اور ایسا تحفہ کما و غلام دیدیا اگر اتنے مال سے عمدہ عمدہ لایق لایق لیاقت والے غلام خرید کرتے تو کتنا بڑا دنیا کا نفع پاتے یہ سنکر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مینے حضرت بلال رضہ کو خدا اور رسول خدا کی رضامندی اور خوشنودی کے واسطے خرید کیا ہی مجھے دنیا کی خواہش نہین ہی۔ نہ مجھے تخت کی خواہش ہی نہ دنیا کی ہوس۔ اے خداوند کریم + دل نشین ہے جا بجز خاک در یار نہین۔ کہو کیسے اسے کیا+ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ اور کفار کے جواب مین یہ فرمایا کہ مینے یہ کام خدا اور رسول خدا کی رضامندی کے واسطے کیا ہی تب یہ آیت نازل ہوئی وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی یعنے قریب ہی کہ بچا لیوینگے ہم آگ سے اوس شخص کو کہ دیتا ہی مال اپنا واسطے پاک کرنے نفس کے۔ کفار بولے کہ کیا کچھ حق بلال کا ابوبکر رضہ پر ہوگا جو اتنا مال اوسپر صرف کر کر خرید کیا ہے تب یہ آیت نازل ہوئی وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی ترجمہ اور نہ تھا کسی بشر کا ابوبکر پر حق نعمت کہ بدلا دیا اوسکا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی مگر کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کام فقط واسطے طلب رضائے اللہ اپنے کے کہ بلند و بالا ہی وہ سب سے وَلَسَوْفَ یَرْضٰی اور قریب ہی کہ راضی ہوگا پروردگار ابوبکر سے یعنی راضی اب بھی ہی مگر ظہور رضا کا قریب ہی کہ قیامت کے دن ہوگا یہ ترجمہ تفسیر روح البیان کا لکھا گیا اور صاحب تفسیر کبیر نے لکھا ہی کہ کل تفسیر والونکا اتفاق ہی کہ یہ آیتین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین

نازل ہوئی ہین اور ظاہر ہے کہ جب اللہ جلشانہ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اتقی فرمایا اور اتقی کے معنی سب سے بڑا متقی کے ہین تو بعد انبیاء کے کل مخلوق سے افضل حضرت صدیق ہوئے اور یہی ہے عقیدہ اہل سنت کا کہ بعد از انبیا افضل بشر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہین پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہ اور اسی ترتیب سے خلافت بھی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اپنا کل مال کہ چالیس ہزار درم تھا سب کا سب دین کی مدد اور حمایت مین خرچ کر ڈالا صرف چھہ ہزار درم جو باقی تھے اوسکو بھی ہجرت نبوی اور خرید زمین مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین اور دیگر امورات خیر متعلقہ اسلام مین خرچ کر ڈالا اور خالی ہاتھہ رہ گئے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا اس کلمہ کو زبان مبارک سے فرمایا ہے کہ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ کَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ یعنے مجھکو نفع نہین دیا کسیکے مال نے کبھی جیسا کہ نفع دیا ہی مجھکو مال ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کیونکہ ظاہر ہے کہ مال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابوطالب اور عبد المطلب کا محض خرچ خوراک اور پوشاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین اور نیز دیگر امورات خیر مین قبل از نبوت صرف ہوا کیونکہ پندرہ برس پہلے نبوت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا تھا اور آٹھہ برس بعد نبوت سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات فرماگئین حضرت ابوبکر رضہ کا مال سب کا سب ابتداء اسلام اور کمال ضعف اور غربت اہل اسلام مین بمدد اسلام اور مسلمانون کے راہ خدا مین حسب مرضی اور خوشنودی مزاج مقدس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ہوا حضرت ابوبکر رضہ کا مال باعث ازدیاد شوکت اسلام اور خلاصی مسلمانان ازدست کفار اور اعانت ضعفا سے اہل اسلام کا ہوا ان دونون خرچون مین فرق زمین و آسمان کا ہے۔ بہرنوع جب کل مال حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا راہ خدا و رسول مین خرچ ہوگیا اور کچھہ نرہا بالکل مفلس ہوگئے
یہان تک کہ لباس بدن بہی کچھہ نرہا ایک کمل کا ٹکڑا بجاے کرتے کے گلے مین
ڈال کر اور کانٹون سے اوسکے دونون طرف بند کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت مین بے ملال حاضر رہتے تہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس نازل ہوئے اور دانستہ پوچھا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کا
باوجود اس مال داری کے یہ کیا حال ہوگیا ہی کہ ایسا لباس فقر بیٹھے ہین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہون نے اپنا سب مال خدا کی راہ مین صرف کرڈالا
اور مفلس ہوگئے اور یہ نوبت ہوگئی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالی جلشانہ
ابوبکرؓ کو سلام فرماتا ہی اور پوچھتا ہی کہ اس مفلسی اور تہی دستی مین بہی تو ہمسے راضی
ہی یا کسی قسم کی کدورت تیرے دل مین آئی ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ کلمہ
سنتی ہی ایک عجیب حالت ارباب وجد کی طرح پیدا ہوگئی اور فرماتے تہے کہ مین کسطرح اپنے
پروردگار سے کدورت رکہونگا اور نہایت شوق و ذوق مین بار بار آواز بلند
اس کلمہ سے نغمہ سرائی کرتے تہے کہ آنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ یعنے مین
اپنے رب سے راضی ہون مین اپنے رب سے راضی ہون میرے ایسے نصیب کہان ہین
جو خدا مجہسے پوچہے اور اگر وہ مجہکو نہ پوچہے تو کون پہر مجہکو پوچہے اب جو کچھہ جان نثار ہی
اور جان کا ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول مقبول محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ بوقت ہجرت کی ہی اوس مین سے بہی تہوڑا حال مختصر اً سننا
چاہیے مدینۂ منورہ کے رہنے والے مشرکین مین سے ایک جماعت اَوس وَخَزرَج
موسم حج مین مکۂ معظمہ مین آئے تہے اور ان لوگون سے اور قوم یہود ساکن مدینہ سے
ہمیشہ سے مخالفت اور عداوت چلی آتی تہی مگر جماعت اَوس وَخَزرَج یہود پر غالب
رہا کرتے تہے بوقت مغلوبی یہود جماعت مذکورہ کو اس طور سے ڈراتے تہے کہ دیکھو

اب زمانہ ظہور ختم الرسل کا قریب ہی اور اوس خاتم الانبیا کا اللہ تعالی مددگار ہوگا اور
وہ حضرت رسول پاک اہل اسلام کے معین اور حامی ہونگے ہم لوگ اوسوقت اسلام
قبول کرکے اوسکو اپنا سردار بناکر مددگار ٹھہراوینگے اور تمکو تہ تیغ کرکے خانہ خراب
کردینگے ۔ اس مرتبہ جبکہ جماعت اوس وخزرج مکہ مین آئے تو وہان اونکے پاس رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیگئے اور اونسے کہاکہ مین اللہ کا رسول ہون اور مجھپر خدا نے
قرآن نازل فرمایا ہی اور اونکے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید پڑہا اور
فرمایا کہ جتنے صحایف آسمانی ہین اون سب مین میرا حال لکھا ہی اور زبور اور توریت
اور انجیل بہی میری شاہد ہین اور کل انبیا اور مرسلین سابقین میری عزت اور
شان سے واقف ہین اور میری نبوت کا اقرار کرتے چلے آئے ہین جماعت اوس
وخزرج نے یہ کلام حضرت خیر الانام سے جو سُنا اور سر اوٹھاکر چہرۂ انور شہنشاہ جن وبشر
کی طرف جو نظر کی فوراً شان جبروتی اور ہیبت پیغمبری اون لوگون کے دلون پر
اثر کرگئی اور آپس مین ہم صلاح ہوے کہ شعر ہیبت حق ست این از خلق نیست +
ہیبت این مرد صاحب دلق نیست + آخرش اونکے باہم یہ مشورہ قرار پایا کہ بیشک
یہ وہی خاتم المرسلین ہین جنکا کتب آسمانی مین ذکر ہی اور انبیاء سابقین نے جنکی
بشارت دی تہی اور یہود ہی اون پر ایمان لاکر ہمکو خانہ خراب اور تہ تیغ کرینگے
اور انہین کے شریک ہوکر ہمکو قتل کرینگے چنانچہ ہمیشہ یہی دہمکی دیا کرتے ہین پس
اس صورت مین ہم لوگ خود ہی کیون نہ پہلے ایمان لاوین چنانچہ اوس جماعت
مین سے چہ شخصون نے کلمۂ حق پڑہکر بصدق دل ایمان اختیار کیا اور داخل اسلام ہوکر
سربلند ہوے نام مبارک اون حضرات کے حسب ذیل ہین اسعد بن زرارہ ابوامامہ
عوف رافع جابر عقبہ بعد اسکے عرض کیا کہ اے سرور مرسلین وخاتم النبیین
ہماری جماعت اوس اور خزرج مین باہم نفاق ہے جسکے باعث آپس مین زیادہ

جنگ رہتی ہی اور اس سے ہم لوگ تنگ رہتے ہین حضور دعا فرماوین کہ یہہ رنجش
آپس کی ہماری دور ہو جاوے تو ہم اگلے سال آکر تمامی جماعت سے اپنی قوم کے
مسلمان ہو جاوینگے اور پھر گونہ اہل اسلام کے مددگار رہینگے اور رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے زیادہ کوئی چیز دین و دنیا کی عزیز نرکھینگے اور جو حکم خدا اور رسول کا ہوگا
اوسکو جان ودل سے قبول کرینگے یہ اقرار کرکے وہ لوگ پھر مدینے کو واپس گئے اور
مدینے مین آپکا ذکر ہر گلی اور کوچے مین ہونے لگا کہ مکے مین وہ رسول آخر الزمان مبعوث
ہوا ہے اونکے بعد قیامت تک کوئی نبی اور رسول نہوگا اور اون پر کلام خدا نازل ہوا ہی
جو کوئی اون پر ایمان لاتا ہی وہ دولت دین وایمان کی پاتا ہی یہانتک کہ دوبارہ موسم
حج مین بارہ شخصون نے آکر بڑے شوق اور ذوق سے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگئے
منجملہ اون بارہ شخصون کے معاذ اور عبادہ اور عویم اور ہیثم تھے یہ قافلہ جب مدینہ منورہ
واپس گیا تو وہان دین اسلام کو خوب رایج کیا اور بے خوف نماز جماعت سے پڑھنے
لگے اور ان لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خلیفہ طلب کیا جو حکم خدا
اور رسول سب کو سکھا دے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب درخواست اون لوگونکے
مصعب بن عمر اپنے ایک یار کو خلیفہ مقرر فرماکر مدینہ منورہ روانہ فرمایا چنانچہ وہ مدینے
پونہچکر عام طور پر ہر گلی اور کوچے مین وعظ فرماتے تھے اور حکم خدا اور رسول صلی اللہ
علیہ وسلم سناتے تھے سعد بن معاذ وعظ کی خبر سنکر بغرض انسداد وعظ مستعد
جنگ دست بہ نیزہ وہان آئے اور کہا کہ وہ کون شخص ہی جو ہم رئیسون کے مکان
کے قریب آکر اس قسم کا اژدحام اور مجمع عام کرتا ہی خبردار یہان نہ آوے۔ حضرت
مصعبؓ جب دوبارہ وعظ کے لئے وہان گئے تو اگرچہ وہ لوگ آئے مگر کسیقدر نرم دل
پائے گئے سعد نے ابن مصعبؓ سے کہا کہ اچھا وہ قرآن پڑھو جسے خدا کا کلام بتاتے ہو
اور جو تمہارے نبی پر نازل ہوا ہی حضرت مصعبؓ نے بے خوف وخطر بسم اللہ کہکر یہ کلام خداوند پاک پڑھا

حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۚ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ **ترجمہ** قسم ہے کتاب بیان کرنے والے کی تحقیق کیا ہمنے اوسکو قرآن عربی تو کہ تم سمجھو اور تحقیق وہ بیچ لوح محفوظ کے نزدیک ہمارے بلند قدر حکمت بھرا ہے۔ کیا نہ بیان کرین ہم تمسے یہ نصیحت اس سبب سے کہ تم لوگ حد سے بڑھے ہوئے ہو اور بہت بھیجے ہین ہمنے نبی پہلو نمین۔ یہ سنتے ہی حضرت سعد کا عجیب حال ہو گیا عالم وجد مین آگئے تھر تھر کانپنے لگے اور دل اونکا نور الٰہی سے بھر گیا وہان سے وہ اپنی قوم بنی عبد الاشہل مین پہنچے اور اونکو جمع کر کے کہا کہ یہ نبی جو مکہ مین مبعوث ہوئے ہین وہ سچے نبی ہین اور جو مصعب نے پڑہا وہ بیشک خدا کا کلام ہے مینے تو اسلام قبول کیا یہ سنکر اونکی قوم نے بھی بشوق تمام اسلام قبول کیا قدرت اسد کی ہے کہ جو کفر مین شیر بنا تھا ایک دم مین اوسکو اسلام کا شیر ببر بنا دیا وہی یعنی حضرت سعد رضی اسد عنہ بھی مثل حضرت صدیق رضی اسد عنہ کے رفیق اور شفیق نبی صلی اسد علیہ وسلم کے ہو گئے اور پھر ایسے مقبول بارگاہ صمدیت ہو گئے کہ بوقت وفات اونکے جنازے پر ستر ہزار فرشتے موجود تھے اور بروز وفات اونکے عرش الٰہی ہلا تھا یہ بھی عاشق سرور کائنات صلی اسد علیہ وسلم کے تھے۔ پھر تیسری مرتبہ کے موسم حج عقبۂ ثالثہ مین پانچ سو مرد انصار کے مین بحضور نبوی صلی اسد علیہ وسلم حاضر ہوئے اور جمال مبارک اور وجہ نبوت دیکھکر قربان ہو گئے اور بقسم مضبوط اقرار حضرت نبوی صلی اسد علیہ وسلم سے اون لوگون نے کیا کہ ہم سب آپکے فرمانبردار ہین حضرت عباس رضی اسد عنہ آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم کے ساتھ اوس قوم کو حمایت حضرت اور اصحاب کی فہمایش کرنے لگے چونکہ حضرت عباس ابھی مسلمان نہو ئے تھے لہذا اہل مدینہ نے اونکے قول پر خیال نہ کیا اور حضرت صلی اسد علیہ وسلم سے عرض کیا کہ

آپ فرمائیے جو کچھہ فرمانا ہے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھسے اعدا کا شور وشغب رفع دفع کر دو اور ہمکو دشمن سے محفوظ رکھو اور مثل اپنے اہل وعیال کے میرے اصحاب کے مددگار رہو اور انکے خبر گیران رہو اسبات پر تم لوگ ثابت قدم رہنا چنانچہ اسبات پر اون سب لوگون نے بیعت کی بعد ختم ہونے بیعت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حکم عام فرمایا کہ تملوگ جلد مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کرو کہ حکم خدا یہی ہی اگرچہ اون لوگون کو بمصداق ع

حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر + اپنا وطن ترک کرنا گوارا نہ تھا مگر کیا کرین کہ حکم خدا ورسول سے بجز تسلیم چارہ نہ تھا آخر بس وطن کو چھوڑ گھر بار عزیز و اقارب و دوست و احباب سے منہ موڑ خدا اور رسول کی محبت مین کمر مضبوط باندھکر بحضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رخصت ہونے کیواسطے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہملوگ بحکم خدا اور رسول جاتے ہین وطن چھوڑتے ہین مگر حضور کی جدائی غضب ہے یہی ہمارے رنج کا سبب ہے اوسوقت عجب ایک نالہ و شور برپا تھا شعر

ہر ایک کہتا تھا گریہ کنان + کہ اے قبلۂ مومنانِ جہان + جدائی تری کسکو منظور ہے
زمین سخت ہی آسمان دور ہی + ولے کیا کرین ہی یہ حکم خدا + کہ جنبی حضوری سے ہووین جدا
چھٹا ہائے ہمسے رسولِ خدا + ہوئے ہم حبیبِ خدا سے جدا + اب دیکھین کب خدا ملاتا ہی

کب زیارت حضور اقدس کراتا ہی پس اب رخصت ہوتے ہین سلام کرتے ہین حضور کو سپرد رب الانام کرتے ہین یہ کہکر سب کے سب سمت مدینۂ منورہ کوچ کر گئے۔ صرف صدیق اکبر و حیدر کرار رضی اللہ عنہما رہ گئے۔ یہ دونون ہر دم بحضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر رہتے تھے ایک دم بھی خدمت گذاری مین قصور نکرتے تھے پس اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت مین صرف یہی دو نون تھے اور باقی کل ساکنان بدخواہ بے باک تھے صرف یہی دو نون دوست اور جان نثار تھے باقی دشمن بے شمار تھے

حضرت علی رضہ اور حضرت ابو بکر رضہ کیطرح دوست وفادار فرمان بردار سچے جان نثار سولے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسکو نصیب ہوئے ہین جو لوگ کہ صحابہ رضوان اللہ تعالی عنہم اجمعین سے عداوت رکھتے ہین اور معاذ اللہ اونکی طرف نسبت نفاق کی وہ نادان کرتے ہین پس اون نامنصفون سے پوچھنا چاہیے کہ اگر معاذ اللہ منہا النقل کفر کفر نباشد وہ حضرات پاک منافق ہوتے تو کس دن کے لیے اپنا نفاق اوٹھا رکھا تھا کیونکہ وہ وقت تو معاذ اللہ عین وقت وموقع اظہار نفاق کا تھا اسلیے کہ تمام اہل شہر اور معاندین اسبات کا اشتیاق رکھتے تھے کہ اگر یہ دونون دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر ہین تو جسقدر چاہین ہم اونکو دولت دنیا اور مال ومتاع دیوین بلکہ یہان تک منظور تھا کہ اونکو اسقدر دیدین کہ خود مفلس ہو جاوین پس اگر حسب گمان مخالفین کے یہ حضرات دل مین عناد رکھتے تھے تو کیون یہ موقع عمدہ ہاتھ سے جانے دیا کون مانع تھا کسکا انتظار تھا کس کا خوف تھا کسکی دہشت تھی جو تھوڑے سے جان نثار تھے وہ بھی سب ہجرت کرکے چلے گئے تھے میدان خالی وصاف تھا اودھر امیری تھی امارت کا زور تھا شور تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو محض غریبی تھی نہ زر تھا نہ زور تھا اودھر لوٹنے دو سو خدا اور لاکھ آشنا تھے ادھر صرف ایک خدا اور ایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے پس اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ وہ قول مخالفین کا صرف بنظر عداوت اور محض جھوٹھہ اور بے اصل ہی روضۃ الاحباب مین لکھا ہی کہ سب سے پہلے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین مصعب بن عمیر رضہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی اوسکے بعد ابن ام مکتوم اوسکے بعد عمّار بن یاسر اور بلال وسعد بن ابی وقاص ان لوگون کے بعد عمر بن الخطاب نے ہمراہ بیس صحابہ کے رضی اللہ عنہم اجمعین مدینے کی طرف ہجرت کی اور بعض کتب سیر مین لکھا ہی کہ پہلے ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی تھے کہ حبشہ سے مکے لوٹ آئے تھے بعد اور بسبب ایذاے مشرکین وہان نرہ سکے صحیح بخاری مین مروی ہی کہ ابو بکر صدیق رضہ نے تیاری ہجرت کی مدینے کی طرف کی اوسوقت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق صبر کر کہ مجھے بھی یہان سے ہجرت کرنا ہی
جب مجھکو ہجرت کا حکم ہوگا تو ہمارے ہمراہ چلنا حضرت صدیق رض نے عرض کیا کہ میرے
مان باپ آپ پر فدا ہون یہ امید ہی حضرت نے فرمایا ہان پس حضرت صدیق رض نے
توقف کیا یہان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب اور رفیق ہجرت ہوئے
کہتے ہین کہ ابوبکر رض نے اون دنون خواب مین دیکھا کہ چاند آسمان سے طرف بطحائے
مکہ نازل ہوا اور شہر مکہ مین آیا اور صحرائے ام القری اوسکے نور اور روشنی سے روشن
ہوگیا پھر وہ چاند آسمان کی طرف متوجہ ہوکر مدینے مین اوترکر ٹھہرا اور یثرب کی
زمین کو اپنے نور سے منور کیا اور بہت سے ستارون نے اس چاند کی اس حرکت مین
موافقت کی اوسوقت وہ ماہ انجم سپاہ کئی ہزار ستارون کے ہمراہ بروے ہوا ہوکر
چرخ مکہ مین اوترا اور ایک روایت مین چار سو گھر کہ وہ اوس نور سے محروم اور
بے نصیب رہے جب وہ چاند شہر حرام مین پونہچا تو اطراف حرم محترم اوسکے نور سے
منور ہوگئے اوسکے بعد پھر وہ چاند مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور مکان عایشہ رضی اللہ
عنہا مین آیا پس زمین پھٹی اور وہ چاند اوسمین غائب ہوگیا ابوبکر رض بیدار ہوئے
گریہ اون پر طاری ہوا اسواسطے کہ عرب مین مشہور تھا کہ وہ علم تعبیر خواب اچھا جانتے ہین
بدیدۂ تامل و اعتبار کے اوس خواب کی تعبیر مین نظر کی تو معلوم ہوا کہ وہ ماہ آفتاب
فلک رسالت ہی اور وہ ستارے روشن آپکے یار اور خویش ہین کہ آپکے ہمراہ غربت
اختیار کرینگے اور مدینے کی طرف ہجرت کرینگے اور پھر لوٹنا اوس ماہ کا ستارون کے ساتھ
دلیل فتح مکہ کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میسر ہوگی اور نزول اوس ماہ تابان کا
منزل حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا مین نشان اسکا ہی کہ وہ شرف فراش حضرت
مدینے مین پاوین گے ۔ اور پھٹنا زمین کا اور سما جانا اوسمین اوس ماہ روشن کا دلیل
وفات اوس ماہ نبوت سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی حضرت ابوبکر صدیق رض کو

اوس واقعہ سے دو غم پیش آئے ایک تو غم مہاجرت وطن اور دیار سے اور دوسرا غم جو بالاترین غمو نکا ہی یہ اپنی مفارقت حضرت سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے اندیشہ کرکے خیال کیا کہ جب غربت پیش آویگی بارے مصاحبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے ندونگا

با دوست کنج فقر بہشت ست و بوستان ✻ بے دوست خاک برسر جاہ و توانگری

یہی خیال فرماکر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ دو اونٹ خرید کرکے اونکو خوب دانہ گھاس دیتے تھے تاکہ اچھی طرح قوی اور تیار ہو جاوین اور شب و روز اسی امر کا آپ کو انتظار تہا کہ حضرت کب ماموز بہجرت ہون

بیان ہجرت

اہل سیر نے یون لکھا ہی کہ جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے جانے لگے تو کفار مکہ نے جانا کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی جانبے ہجرت کرینگے اور ان لوگون سے جاکر ملینگے اور اہل مدینہ آپکے حامی اور مددگار ہونگے یہ سوچکر کفار دار الندوہ مین جمع ہوئے تاکہ دربارۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی فکر کرین (مکان مشورہ ۱۲) اور دروازہ اوس مکان کا اسوجہ سے بند کرلیا کہ کوئی شخص بنی ہاشم سے اوسجگہ نہ آوے کہ رازفاش ہو اوسوقت شیطان ملعون ایک بوڑھے کی صورت بنکر اوس جگہ ظاہر ہوا اور بیٹھ گیا کفارون نے کہا اے مرد تو کہان سے آیا ہی اور ہماری خلوت مین بلا ہماری اجازت کے کیون آیا اور کون لایا شیطان ملعون نے کہا کہ مین ایک شخص قبیلۂ نجد سے ہون تمکو نیک جانکر بیٹھے جا ہا کہ تمہارے مشورے مین مین بہی شریک ہون اور تمکو رائے دون کہ مین تمہارے مطلب اور مقصد کو جانتا ہون اگر تمکو میرا بیٹھنا اور شریک ہونا ناگوار ہو تو مین چلا جاؤن اہل قریش نے آپسمین کہا کہ یہ مرد نجد کا ہی مکے کے رہنے والون مین سے نہین ہی اس سے کوئی خوف و اندیشہ نہین ہی رہنے دو اس سے کچھ ہمارا حرج نہین ہی پس صلاح اور مشورہ کرنے لگے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو تم لوگ

دیکھتے ہو اور بخوبی جانتے ہو خدا کی قسم جو کچھ وہ کر گذرین اونسے دور نہین ہی جب اونکو
کچھ سامان حسب بہم پونہچیگا فوراً ہم لوگون سے بجنگ پیش آوینگے اس بارہ مین کوئی
عمدہ فکر کرنا چاہیے ایک نے یہ تجویز نکالی کہ آپکو آہنی زنجیرون سے باندھکر ایک مکان مین
کہ اوسمین دروازہ نہو فقط ایک سوراخ رکھو کہ اوسمین سے آب و طعام دیا کرو اسطرح
اوس مکان مین قید رکھو کہ دشمن آپکے ہلاک ہو جاوین اوس پیر مرد نجدی نے کہا کہ یہ
راے اچھی نہین ہی کیونکہ جب اونکی قوم اس ماجرے سے خبر پاویگی فوراً تمھارے ہاتھ سے
چھوڑا لیجاویگی اور احتمال قوی ہے کہ تمھارے اور اونکے مقاتلۂ عظیم پیش آوے اور
تمھاری جماعت مین ایک فساد عظیم واقع ہو۔ ایک دوسرے شخص نے یہ تجویز کیا کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ملک سے علیحدہ نکال دو جہان چاہین چلے جائین پھر
نجدی یعنی شیطان ملعون نے کہا کہ یہ بھی تجویز اچھی نہین ہے کیا تم لوگ اونکی شیرین کلامی
اور سحر بیانی سے واقف نہین ہو اگر اونکو نکال دوگے تو وہ جہان جاوینگے وہان کے لوگ
اونکی باتین سنکر شیفتہ اور فریفتہ اور مسحور اور فرمانبردار ہو جاوینگے اور پھر وہ لوگ اونکی
بیعت کرکے اور اتفاق کرکے تمسے جنگ کرینگے اور تمھارا نام صفحۂ ہستی سے مٹاوینگے
مشرکین نے کہا واللہ یہ بوڑھا سچ کہتا ہی پس مشرکین نے اب اس بوڑھے یعنے شیطان
ملعون کی بخوبی تعظیم اور تکریم اور خاطرداری اور تواضع کی اوسکے بعد بدترین خلایق
شیطان خلایق ابوجہل پسر ہشام بدانجام نے کہا کہ میری یہ رای ہی کہ ہر ایک قبیلہ سے
ایک جوان دلاور علیحدہ چن لو اور ہر ایک کو شمشیر بُران حوالہ کرو تاکہ وہ سب
ایک بارگی اون پہ حملہ کرین اور اونکو قتل کر ڈالین جب یہ ترکیب کیجاویگی تو خون
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام قبایل مین متفرق ہوگا اور بنو عبد مناف کو یہ قدرت
حاصل نہوگی کہ تمام قبایل سے مقاومت کرین بضرورت اور مجبوری دیت پر راضی
ہو جاوینگے پھر نجدی نے کہا دیکھو رای مناسب یہ ہی جو اس مرد نے تجویز کی پس

جملہ کفار اور مشرکین اس رائے مذلت پیرائے پر متفق ہوئے اور مجلس برخاست ہوئی
اور اوس مہم کی انجام دہی مین مشغول ہوئے چنانچہ اس آیت مین اللہ تعالی خبر دیتا ہے
وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ
وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ترجمہ اور جب مکر کرتے تھے کافر لوگ کہ تجھے قید کرین یا قتل کرین
یا نکالدین اور داؤن کرتے ہین وہ اور اللہ اونکے داؤ کا بدلا دیتا ہے اور اللہ خوب
بدلا دینے والا ہی داؤن کرنے والون کو نقل ہی کہ جبرئیل امین اللہ جلشانہ کے پاس سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کفارون کے قصد اور ارادے سے اور جملہ
حقیقت حال سے آگاہ اور خبردار کیا اور اللہ صاحب کا یہ فرمان لائے کہ إِنَّ اللَّهَ
يَأْمُرُكَ بِالْهِجْرَةِ یعنے بہ تحقیق اللہ تعالی حکم کرتا ہی تمکو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کا
اور کہتا ہی کہ آجکی شب اپنے خوابگاہ مین جہان ہر شب رہتے تھے تکیہ نکرو اور کل تیاری
ہجرت کی کرکے جانب مدینہ متوجہ ہو چنانچہ جب رات ہوئی جسطرح پر کہ کفارون کا مشورہ قرار پایا تھا
در دولت نبوی پر جمع ہوئی اور اس امر کے متر صد ہوئے کہ جسوقت آپ خواب کرین ایکبارگی حملہ کرکے خراب کرین
پیغمبر خدا اوس حال سے مطلع ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا کہ آج کفار میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہین اور مین
یہان سے باہر جاتا ہون تم آجکی شب میری خوابگاہ مین سو رہو اور میری سبز چادر
خضری کو اوپر سے اوڑھ لو اور وہ چادر تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو ہر شب
بوقت خواب اوڑھتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بہی فرمایا کہ تم اپنا دل قوی
رکہنا کہ یہ کفار تمہارا کچھ نہین کر سکتے اور ایک یہ بہی روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ مجکو اجازت ہجرت کی مدینے کی طرف دی گئی ہی کل مین تیاری سفر کی کرونگا
اور مدینے جاؤنگا امانتین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہین اون سب کو حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کی تاکہ وہ اونکے مالکون کو پونہچا دین اور بعد فراغت اس کام کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے آوین حضرت علی مرتضی بہ تعمیل حکم حضرت محمد مصطفے

بستر خاص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر سوئے اور اوپر سے چادر موصوف اوڑھلی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لیگئے لیکن جاتے وقت سورۂ یٰسین تا جَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ترجمہ بنادی ہمنے اونکے آگے دیوار اور اونکے پیچھے دیوار اور پھر اوپر سے ڈہانک دیا اونکو سو اونہین سوجہتا نہین۔ پڑھکر آپنے ایک مشت خاک ون کفاروں کے سر پر چھڑک دی اوس خاک کے ڈالنے سے اون سرگشتگان بادیۂ ضلالت نے مطلق آپکو ندیکھا اور آپ اونکے سامنے سے تشریف لے گئے۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشایخ سے روایت کی ہے کہ ابوجہل و حکم بن ابی العاص و عقبہ بن ابی معیط و نضیر بن الحارث و امیہ بن خلف و ابن غیطلا و طلحہ بن عدی اور ابولہب و ابی بن خلف و پسران حجاج بنیہ اور جنبیہ منجملہ ادان لوگون کے تھے جو اوس رات کو بقصد قتل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر دروازۂ دولت خانہ کے جمع ہوئے تھے۔ منقول ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان سے باہر تشریف لیگئے اور کفاروں سے سلامت نکل گئے تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص انپر ظاہر ہوا اور کہا کہ یہان کیا انتظار کرتے ہو ان لوگون نے کہا کہ ہم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر ہین اوس شخص نے کہا کہ خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے باہر آئے اور تمہارے سرون پر خاک ڈالی اور چلے بھی گئے چنانچہ ان لوگون نے جو ہاتھ اپنے سر اور مونہہ پر پھیرا تو اثر خاک ڈالنے کا بخوبی پایا اور خاک اپنے اپنے سر اور مونہہ سے جھاڑنے لگے اور شرمندہ ہوئے کہتے ہین کہ اوس شب کو جن لوگون کے سر پر خاک پڑی وہ سب کفار بدر کی لڑائی مین مارے گئے۔ کفار آئے اور آنکھ پھاڑ کے نظر کیا تو خوابگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک شخص کو دیکھا گمان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہا واللہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر مین سو رہے ہین گھر مین گئے اور چاہا

کہ دست درازی کرین علی مرتضی کرم اللہ وجہ اوٹھہ بیٹھے جب کفارون نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے بستر پر علی مرتضی رضہ کو دیکھا کہا وہ شخص سچ کہتا تہا اور حضرت علی رضہ سے
پوچہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہان ہین فرمایا مین نہین جانتا یہ سنکر سب کفار حیران
اور شرمندہ ہوکر تلاش مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مشغول ہوئے اور حضرت علی رضہ
سے ہاتہہ اوٹہایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ ایک دن ہین
اپنے گہر مین بیٹھی تہی گرمی کے دن تھے کہ کہنے والے نے کہا کہ یہ ہین رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم مقنعہ سر مبارک پر ڈالے ہوئے آتے ہین اور دستور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا نہ تہا کہ اوسوقت ہمارے گہر مین آوین ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے
والدین آپ پر فدا ہون اسوقت کوئی بڑا کام آپکو اوہر لاتا ہی کہ پس آن سرور
صلی اللہ علیہ وسلم بہی پونہچے اور فرمایا کہ جو کوئی تمہارے پاس ہو اوسکو باہر کردو
ابو بکر رضہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ سوا دو لڑکیون کے اور کوئی نہین ہی اونین سے
ایک آپکی اہل ہی یعنے عایشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے
مجھکو اذن ہجرت دیا ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اَلصُّحْبَۃُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی مین چاہتا ہون کہ آپ کے ہمراہ رہون ارشاد ہوا کہ ہان
تم ہمراہ رہوگے اور ایک روایت مین ہی کہ عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مینے
دیکہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ پر مارے خوشی کے گریہ طاری ہی اور اوسوقت تک مجھکو
گمان نہ تہا کہ زیادتی خوشی سے بہی گریہ آتا ہی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ان دونون اونٹون مین سے ایک قبول
فرمایئے حضرت نے فرمایا کہ مینے قبول کیا لیکن بقیمت۔ ایک روایت مین یہ بہی
ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اوس شتر پہ سوار نہین ہوتا جو
میرا نہو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ آپ ہی کے ہین فرمایا نہین لیکن وہ اونٹ کہ مین قیمت دیکر تمسے خرید کرون ابوبکرؓ
نے عرض کیا کہ آپکی مرضی مبارک اگریہی ہی تو قیمت پر لے لیجیے۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ
نے بیان کیا ہی کہ قیمت اوس شتر کی آٹھ سو درم تھے۔ عایشہ رضی اللہ عنہا کہتی
ہین کہ جلدی جلدی ہمنے سب سامان سفر درست کیا اور سفرہ ترتیب دیا ایک
روایت مین ہو کہ ایک گوسفند پکائی اور دسترخوان مین رکھی مگر کوئی ایسا بند کہ
اوس سے مضبوط دسترخوان باندہون موجود نہ تہا اسماء بنت ابوبکرؓ نے اپنا
کمربند دو ٹکڑے کیا ایک ٹکڑے سے مینے دسترخوان اور دوسرے سے مطہرہ آب
باندہا اسیوجہ سے اونکو ذات النطاقین کہتے ہین اور عبداللہ ابن ابی بکرؓ کو کہ جوان
مؤدب اور دانا تھے اس خدمت پر مقرر کیا کہ دن کو قریش مین بسر کرین اور
شب کو غار ثور مین آوین اور جو کچھ کافرین اور مشرکین کے حالات اور اخبار ہون
اوس سے اطلاع دین اور عامر بن فہیرہ کو کہ آزاد کردہ ابوبکرؓ کے تھے کہا کہ رات
کے وقت ہلوگون کے واسطے دودہ لایا کرین تا اوسکو پیا کرین اور بنی دیل کے
قبیلے سے ایک شخص کو کہ اوسکا نام عبداللہ اریقط دیلی تہا راہبری پر باجرت مقرر
کیا اور اوسکو امان دی اور دونون اونٹ اوسکے سپرد کیے کہ بعد گذرنے تین شبانہ روز
کے اونکو غار ثور پر لاوین اور ابوبکرؓ کی صاحبزادی اسماء سے روایت ہو کہ بعد
بعد خرچ کرنے چالیس ہزار درم کے راہ خدا مین پانچ ہزار درم نقد گھر مین موجود تھی
اوسکو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ لیا۔ شب بست و ہشتم صفر یا غرہ ربیع الاول
مین از راہ روزنہ کے کہ بام خانے پر بنا تہا باہر گئے اور اکثر اہل سیر کا یہ بیان ہو
کہ خروج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکے سے شنبے کو تہا اور بعض پنجشنبہ بیان کرتے
ہین اور جمع بین القولین یہ ہی کہ خروج خانہ ابوبکرؓ سے بروز پنجشنبہ ہوا
اور خروج غار ثور سے مدینہ منورہ کی طرف بروز شنبہ ہوا بہر صورت جب آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم مکان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بمصاحبت حضرت ابوبکر رض
مکے سے ہجرت کرکے مدینے چلے تھے تو آپنے نعلین مبارک پاے اقدس سے اوتارلین
تھین اور پنجون کے بھل چلے جاتے تھے تاکہ زمین پر نشان پاے مبارک نہو چنانچہ
ننگے پاؤن چلنے کی وجہ سے ہردو پائے مبارک آپکے زخمی ہوگئے تھے حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ جان نثار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ حال دیکھکر بیتاب ہوگئے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھون پر بٹھا کر در غار ثور تک پونہچایا
اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لحظہ آپ توقف فرمایئے تاکہ
مین پہلے اس غار مین جاؤن اگر وہان کوئی آفت ہو تو وہ مجھکو پونہچے نہ آپکو
کیونکہ یہ بات مشہور ہے کہ اس غار مین جانوران گزندہ زہردار بہت رہتے ہین
یہ کہکر پہلے خود غار مین گئے اوس غار مین نہایت درجہ اندھیرا اور تاریکی تھی کہ
کچھ دکھائی نہ دیتا تھا حضرت ابوبکر صدیق یار غار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان
بیٹھے اور اپنے ہاتھون سے ٹٹولا جسقدر وہان سوراخ پائے اون سب مین
اپنا لباس بدن پھاڑ پھاڑکے وہ جملہ سوراخ بند کردیے صرف ایک سوراخ باقی رہگیا
اور کپڑے نے بھی وفا نہ کی اوس سوراخ مین حضرت صدیق رض نے اپنا پاشنۂ پا
لگاکر اوسکو بھی مستحکم بند کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اندر تشریف
لائیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس غار مین تشریف لے گئے اور رات وہان
بسر کی جب صبح ہوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رض کو برہنہ دیکھکر فرمایا
کہ تمہارا کپڑا کیا ہوا حضرت صدیق رض نے صورت حال عرض کی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رض کے حق مین دعاے خیر فرمائی۔ سانپ نے
حضرت ابوبکر رض کے پاشنۂ پا مین کاٹا جسکی شدت سے اشک ابوبکر رضی اللہ عنہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک پر گری اسلیئے کہ آنحضرت زانو پر اپنے یار غار

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سو گئے تھے آپ بیدار ہوگئے فرمایا اے صدیق سبب گریہ کا کیا ہی
حضرت صدیق رضہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کسی گزندے نے مجکو کاٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اسے گزندے سوراخ سے باہر آ ایک سانپ اوس سوراخ سے باہر آیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سانپ سے پوچھا کہ تو نے کیون میرے یار کے
زخم لگایا سانپ مذکور نے نہایت ادب اور فصاحت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین
کتنے برسون سے آپ کے جمال مبارک دیکھنے کے انتظار اور شوق و ذوق
مین اسجگہ امیدوار ہون کہ آپکا دیدار مبارک اور جمال اقدس دیکھون
چنانچہ خدا نے آج وہ میری امید پوری کی کہ آپ یہان رونق افروز
ہوئے اور مین بقصد دیدار جمال مبارک تمام سوراخون کے
گرد پھرا انہون نے تمام سوراخ بند کردیے اس سوراخ مین جب مین آیا تو یہان بھی پاؤن سے
سے سوراخ بند پایا لہذا اونکے پاؤن مین کاٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
دوا اسکی تو جانتا ہی اوس سانپ نے عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین
جانتا ہون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس زہر اپنا باہر کھینچ لے اوس سانپ نے
پاؤن حضرت صدیق اکبر رضہ سے اپنا زہر کھینچ لیا اور بعض روایت مین آیا ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن مبارک اپنا مقام گزندگی سانپ پر مل دیا شفا ہوگئی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضہ کے حق مین دعا فرمائی چنانچہ ابتک
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اوس اولاد پر جو بعد واقعۂ غار کے پیدا ہوئے تھے سانپ کے
زہر کا اثر اور ضرر نہین ہوتا اور اس امر کا ہزارہا مرتبہ امتحان ہوچکا ہی جسکا دل چاہی
اب امتحان کرلے ہزارہا صدیقی دنیا مین ہر جگہ موجود ہین لیکن یہ شرط ہی کہ یہ صدیقی
بعد واقعۂ غار کے اولاد کی نسل سے ہون کچھ اثر و ضرر نہین ہوتا واللہ اعلم

بیان غار ثور

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار ثور مین تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ جلشانہ نے درخت ببول وہان پیدا کر دیا اور جوڑے کبوتر جنگلی کو حکم ہوا کہ وہان پونہچکر اپنا بسیرا بناوے اور انڈے دیکر وہان سیوے اور مکڑی کو حکم ہوا کہ وہان در غار پر جالا لگاوے انس بن مالک و زید بن ارقم اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی ہی کہ اللہ تعالیٰ جلشانہ نے اوس شب تار مین درخت کو حکم دیا کہ برابر روی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر آکر قایم ہو چنانچہ وہ درخت حایل ہوا درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور درمیان اون اشخاص کے جو بیرون غار تھے۔ اور اس حدیث کو اکثر اہل سیر نے بیان کیا ہے۔ بہر نوع جب مشرکین لعین نے بستر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو متلاشی ہوئے اور اپنے ہمراہ ایک کھوجی کو لیکر ڈھونڈھنے چلے یہانتک کہ جب قریب غار ثور کے پونہچے اوس جگہہ وہ نشان قدم گم ہو گیا کھوجی نے کہا کہ مین نہین کہہ سکتا کہ اون لوگون نے یہانسے اپنے قدم کہان رکھی جب غار پر پونہچے کھوجی نے کہا کہ تمہارا مطلوب اس غار سے آگے کہین نہین گیا لیکن جب کفار نے غار مین جھانکا کبوتر آشیانے سے اوڑے اور انڈے رکھے ہوئے نظر آئے آپسمین کہنے لگے اگر اس غار مین آئے ہوتے بے شک انڈے کبوترون کے اور جالہ مکڑی کا ٹوٹ جاتا اور یہ چیزین یہان نہوتین ایک روایت مین یہ ہی کہ اون لوگون نے کہا کہ قبل از پیدایش محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مکڑی نے اس غار مین جالا لگایا ہے اور کبوتر کہ اسوقت تک حرم محترم مین اوڑتے ہین اونہین کبوترون کی نسل سے ہین آنحضرت نے اوسی وجہ سے اون کبوترون کے حق مین دعاے خیر فرمائی اور حرم مکہ کو اونکا حرز بنایا کہ جہان چاہین اپنا آشیانہ بناوین کوئی اونکا شکار نہین کر سکتا اور مکڑی کے لیے فرمایا کہ یہ خدا کے لشکرون مین سے ایک لشکر ہی اور اوسکے مارنے کی ممانعت فرمائی۔ القصہ کفار ملعون وہان سے خائب اور خاسر لوٹے ابو جہل نے منادی کرائی

کہ جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مع ابو بکر رضؓ کے گرفتار کر لاوے یا پتا بتاوے اوسکو
سو اونٹ دونگا اس لالچ سے بہت کفار آپکو ڈہونڈہتے پہرتے تھے۔ جب کہ تین شب
غار مین بسر ہو گئے سحر گاہ شب سوم مین عبد اللہ بن اریقط دیلی نے بموجب وعدے
کے اونٹون کو جو اوسکے سپرد کیے گئے تھے در غار پر حاضر کیا اور عامر بن فہیرہ بھی آگئے
اب جملہ چار آدمی ہوئے دو دو ایک ایک اونٹ پر سوار ہوئے یعنے حضرت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضؓ ایک اونٹ پر اور عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ بن
اریقط دوسرے اونٹ پر سوار ہوئے اور راہ سواحل کی اختیار کی وہ تمام دن ورات
اور دوسرے روز برابر چلے گئے یہان تک کہ گرمی کا وقت ہو گیا یعنے دہوپ گرم ہولی
اوسوقت حضرت صدیق رضؓ نے ہر طرف نگاہ کی کہ کوئی ہمارے پیچھے تو نہین آتا اور یہ بھی
دیکھا کہ اگر کوئی جگہ سایہ دار ملے تو وہان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذرا آرام
فرماوین ایک پتھر دیکھا کہ اوسکے نیچے سایہ ہی وہان جگہ برابر کی اور ایک چمڑا کہ ہمراہ تہا
بچھا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اسپر آرام فرماوین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پر آرام فرمایا اور سو گئے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے
اوس جنگل مین ایک جوان دیکہا کہ بہیڑ بکریان چراتا ہی اوس سے دودہ طلب کیا اوس نے
ایک قدح دودہ کا دیا حضرت صدیق رضؓ نے اوسمین تہوڑا پانی ملایا تا کہ وہ خنک ہو جاوے
کیونکہ عربون کی عادت ہی کہ تازی دودہ مین پانی ملا دیتے ہین تا کہ سرد ہو جاوے وہ
قدح شیر حضرت صدیق رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے دیکہا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خواب سے اوٹھے ہین عرض کیا یا حضرت یہ دودہ نوش فرمائیے آپنے
نوش فرمایا اور وہان سے کوچ کیا۔ اِس مقام پر اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ حضرت
صدیق رضؓ نے چرواہے سے دودہ لیا بدون مالک کے اذن اور اطلاع کے یہ کیونکر
درست ہوا۔ اوسکا جواب یہ ہی کہ قریش کی عادت تہی کہ اپنے اپنے چرواہون کو اذن

دیتے تھے کہ اگر کوئی راہ گیر آوے اور دودہ طلب کرے اوسکو دودہ دیدیا کرو سیا حضرت
صدیق سے اور مالک چروا ہے سے ملاقات ہوگی پس باعتماد رضامندی دودہ لی لیا
اور اس امر کا بہی احتمال ہی کہ قیمت اوسکی دیدی ہو اور اوسکے مالک نے اوسکو بیچنے کی
اجازت دے رکہی ہو یا خود وہ مالک ہی تہا۔ اسمار بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا کہتے ہین
کہ جب مخفی ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو میرے پاس ایک جماعت قریش مکے کی
آئی اور اونمین ابو جہل لعین بہی تہا اور پکارا مین مکان سے باہر آئی ابو جہل ملعون نے
مجہسے پوچہا کہ تیرا باپ کہان ہی مینے کہا مجہکو معلوم نہین پس اوس لعین نے مجہکو اس
زور سے طمانچہ مارا کہ گوشوارہ میرا کان سے علیحدہ جا گرا اور ابو جہل قریش مین بردست
جوان تہا جب کفار اشرار تا جبل ثور تجسس و تلاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بوجہ
اتم کر رہے تھے اور اس محنت مین اپنی جان حزین کہو رہے تھے اور ادہر اودہر نیچے
اونچے سب طرف اوس غار کے ڈہونڈہ رہے تھے اوسوقت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
جان نثار حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بالتحقیق نے اون کفار روسیاہون کو
دیکہکر رو رو کر حضرت سے عرض کیا کہ دیکہیئے وہ کفار کہڑے ہین ہماری تلاش مین اڑے
ہین اگر ذرا ابہی اپنے زیر قدم نظر کرینگے تو ہمکو دیکہہ لینگے آپڑین گے مجہکو اپنے مارے
جانیکا کچہہ غم نہین ہی اگر خدا نخواستہ آپکے دشمنون کو کچہہ ضرر پونہچا یا تو پہر کوئی زمین پر
اللہ کا نام لینے والا نرہیگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا
ترجمہ مت رنج کرو بتحقیق اللہ ہمارے اور تمہارے ساتہہ ہی یعنے اے میرے سچے رفیق
تم رنجیدہ مت ہو بے شک اللہ تعالی جلشانہ نے قرآن مجید و فرقان حمید کے پارہ دسمین
سورۂ توبہ مین اوس مقام پر جہان مسلمانون کو جنگ تبوک مین جہاد کی اور مدد رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب دی ہی یون ارشاد فرمایا ہی اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ
اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ

اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ اِلٰی اٰخِرِہٖ **ترجمہ** اگر اوسکی مدد نکروگے پس
تحقیق مدد دی ہی اوسکو اللہ نے جسوقت نکال دیا تہا اوسکو اون لوگون نے کہ کافر ہوئے
دوسرا دو مین کا جسوقت کہ وہ دونون بیچ غار کے تہے جسوقت کہ کہا واسطے رفیق
اپنے کے مت غم کہا تحقیق اللہ ساتہ ہمارے ہی پس اوتاری اللہ نے تسکین اپنی اوپر
اوسکے۔ یہ قصہ اوپر سے یون چلا آتا ہی کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد
جہاد روم کا فرمایا تو اسوجہ سے کہ وہ فصل گرمی اور خرمون کے پکنے کی تہی اور سفر دور دراز
تہا اور نیز بادشاہ روم زبردست تہا مسلمانون کو گہرون سے نکلنا ذرا گران گذرا اسواسطے
اللہ جلشانہ نے ترغیب جہاد مین یہ آیتین نازل فرمائین اور مسلمانون کو فہمایش کی پہلی
آیت مین یون ارشاد ہوا ہی اوسکا خلاصہ مضمون یہ ہی کہ مسلمانون تمہین کیا ہو گیا ہی
کہ جب تمسے جہاد کے واسطے کہا جاتا ہی تب تم اپنے گہرون سے نکلنا نہین چاہتے کیا تم
دنیا کی زندگی کو آخرت سے بہتر سمجہتے ہو ایسا نہین ہی بلکہ متاع دنیا آخرت کی نعمتون
کے آگے بہت ہی حقیر ہی اسلیئے تمکو مناسب ہی کہ دنیاے دنی کو محض بے حقیقت اور ناچیز
سمجہو اور جہاد کی طرف متوجہ ہو۔ پہر دوسری آیت کا خلاصہ مضمون یہ ہی کہ اگر تم لوگ
جہاد مین سستی کروگے تو خداے پاک تمکو دنیا و آخرت مین سزا دیگا اور تمہاری جگہہ دوسری
قوم پیدا کریگا اور تمکو یہ بہی معلوم رہے کہ تمہارے نہ مدد کرنے سے خدا اور اوسکے
رسول کا کچہہ بہی نقصان نہین ہے اسلیے کہ خدا غنی ہی اوسکو کچہہ پروا نہین ہے اپنے
رسول کا وہ آپ حافظ اور مددگار رہے اور تمام چیزون پر قادر ہے تمہاری مدد کا
محتاج نہین ہی یہ ترغیب جہاد تو خاص تمہارے ہی فایدہ کے واسطے ہی پس اپنی
بے نیازی اور اپنے رسول کی لاپروائی کو اسطرح ارشاد فرماتا ہی اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ
نَصَرَہُ اللّٰہُ یعنے اگر تم لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نکروگے تو ہمارے رسول کو
تمہاری مدد کی احتیاج نہین ہی پس تحقیق مدد کریگا اوسکی اللہ یعنی اللہ جلشانہ

خود اوسکا مددگار رہی یسی اسد جلشانہ اپنی مددگاری کو یون ثابت فرماتا ہی کہ دیکھو إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ الی آخرہ جب نکالا کے سے ہمارے رسول کو کفار نے اوس حال مین کہ وہ رسول دوسرا تہا دو کا جبکہ وہ دونون تھے غار مین۔ یعنے جب ہمارے رسول کو کفار مکہ نے تنگ کیا اور وہ ہمارے حکم سے مکہ سے نکلے تھے اوسوقت کسنے اونکی مدد کی تہی اور کونسی فوج اونکے ساتہ تہی سوا ایک یار کے اور کون اونکے ساتہ غار مین گیا تہا اور جسوقت وہ کفار در غار پر آپونہچے اور اونکے اور پیغمبر صلی اسد علیہ وسلم کے درمیان مین کچہ فاصلہ نرہا اوسوقت اوسکا یار یہ خیال کرکے کہ ایسا نہو کہ کفار غار مین چہپے ہوون سے آگاہ ہوجاوین اور پیغمبر صلی اسد علیہ وسلم کو کچہ صدمہ پونہچاوین رنج اور غم کرنے لگا اوس سخت حالت اضطراب مین بہی کہ بڑے بڑے بہادر اور دلیر گہبرا جاتے ہین ہمارا رسول کچہ بہی نہ گہبرایا اور اپنے یار سے مخاطب ہوکر فرمایا لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا یعنے مت رنج کر بہ تحقیق اسد ہمارے تمہارے ساتہ ہی۔ یعنی جسوقت کہ حضرت صدیق یار غار رسول مقبول صلی اسد علیہ وسلم بسبب پونہچنے کفار کے بخیال ضرر رسانی رسالت پناہی کے گہبرائے اور رنج وغم کرنے لگے اوسوقت فرمایا رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نے اے میرے سچے یار کیا تیرا گمان ہے اون دو کے ساتہ جنکا تیسرا اسد ہی یعنے کچہ رنج وغم نکرو ہمارے تمہارے ساتہ تو اسد تو ہی ہی وہ ہم لوگون کی مدد کریگا اور اونکی شر سے محفوظ رکہیگا یہ کہکر فرمایا اَللّٰهُمَّ اَعْمِ اَبْصَارَهُمْ یعنے اے میرے اسد تو اندہا کردے انکی آنکہونکو کہ نہ سوجہے اونکو کچہ چنانچہ اسد جلشانہ نے اونکو اندہا کردیا اور اونکے قلب کو بہی اندہا کردیا اور اونکی بوجہہ سب اندہی کردی کہ اونہون نے غار کے اندر توجہ نکی۔ تفسیر روح البیان مین لکہا ہی کہ جب حضرت صدیق رض نے آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم سے یہ عرض کیا تہا کہ اگر ان مین سے کوئی اپنے قدم کی طرف دیکہے گا تو ہمکو دیکہہ لیگا اوسکے جواب مین آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم نے

فرمایا تھا کہ اگر وہ لوگ اوس طرف سے ہمارے پاس آجاوینگے تو ہم اسطرف سے یہان سے چلے جاوینگے پس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ حیران تھے کہ ادہر رستہ کہان ہی کہ ناگہان حضرت صدیق رضؓ نے دیکھا کہ غار ادہر سے کہل گیا ہی اور اوس سے متصل ایک دریا جاری ہی اور اوس دریا مین اسی جانب ایک کشتی عمدہ بندہی ہوئی ہی اور اوس کشتی پر ایک جوان حسین بیٹھا ہی اور وہ جوان حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کہتا ہی کہ ہرگز ہرگز غمگین نہو اور یہ کشتی کیا دیکھتے ہو ادہر آؤ دیکھو تو کیسا عمدہ بے مثل و عجیب ایک باغ ہی اوسکی سیر کرو جوان مذکور کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری جان ہین اونکو چھوڑکر مین کہان جاسکتا ہون اور کوئی بہی اپنی جان چھوڑکر کہین جاتا ہے ہمارے لئے تو صورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باغ ہی اسی باغ کے گل چننے سے ہمارا دل باغ باغ ہے اس باغ کے آگے کیسا ہی باغ ہو تو وہ بہی داغ ہی یہ ماجرا حضرت صدیق رضؓ نے حضرت رسول خدا سے عرض کیا ارشاد ہوا کہ یہ دریا جو تمکو نظر آیا ہی یہ حوض کوثر با صفا ہی اور جو وہ کشتی تمنے دیکھی ہے وہ تمہاری اخلاص و محبت کی کشتی ہے اور جو تمنے دیکھا کہ ایک حسین جوان ہی وہ خاص رضوان داروغۂ باغ جنان ہی اور وہ باغ جسے دیکھا تہا وہ بہشت برین ہی جاے سکونت مقدسین ہی اگر اوسکے حسب الطلب تم جاتے تو فوراً ابہی جنت مین پونہچ جاتے ہمیشہ وہان عیش و طرب سے بسر ہوتی کسی رنج و غم کا وہان گذر نہوتا جسطرح پر حضرت ادریس علیہ السلام کا وہان مقام ہے اوسی طرح سے تمہارا بہی وہان قیام ہوتا۔ مگر حضرت صدیق عتیق من النار کی تو حالت دلی ایسی تھی ؎ نجاؤن گا کبھی جنت مین مین نجاؤنگا + اگر نہووے گا نقشہ تمہارے گہر کا سا + تفسیر کبیر اور روح البیان مین بہ تفسیر ثانی اثنین مرقوم ہے کہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح مین حضرت

صدیق رضی اللہ عنہ کو دوسرا رسول اللہ کا جو اول ایمان لائی وہ تو دوسرے ہوی رسول اللہ کے ایمان مین اور شریک ہوسی وہ دعوت اسلام مین یہانتک کہ جسدن حضرت صدیق رضی اللہ ایمان لائی اوس دن اونکی دعوت سے وہ لوگ ایمان لائی کہ عشرہ مبشرہ مین داخل ہین اور جماعت صحابہ مین وہ لوگ نہایت عالی مرتبت اور عالی شان ہین اور حضرت صدیق رضہ ثانی اثنین تہی ہجرت کے وقت اور ثانی اثنین تھے غار مین اور اکثر جہادون مین اور ثانی اثنین ہین امامت مین بحالت حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ثانی اثنین ہین بعد وفات رسول مقبول صلعم کے وعظ فرماتے ہین منبر پر اور ثانی اثنین ہین خلافت مین اور قبر مین اور ثانی اثنین ہونگے قبر سے نکلنے مین اور جنت کے داخل ہونے مین۔ حضرت ابو بکر صدیق رضہ کو غار مین پیاس کا نہایت غلبہ ہوا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاکر وسط غار مین پانی پی لو اگرچہ حضرت صدیق رضہ جانتے تہے کہ غار مین پانی نہین ہے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر آپکو یقین کامل ہوگیا کہ ضرور وہان پانی ملیگا چنانچہ جب بیچ غار مین گئی تو وہان نہر پانی کی دیکھی جو دودہ سے زیادہ سفید تہی اوسکو پیا تو وہ پانی شہد سے زیادہ میٹھا تہا اور اوسمین وہ خوشبو تہی جو کسی خوشبو سے مشابہ نہین ہوسکتی تہی اوس خوشبو کے آگے مشک بہی بے حقیقت تہا پہر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ پانی نہر جنت کا ہے اللہ جلشانہ نے تمہاری پیاس بجہانیکے واسطے فرشتے کو حکم دیا کہ جنت کی نہر سے ایک چشمہ غار مین لادے کہ تو پیکر سیر ہو حضرت صدیق رضہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اللہ تعالی کے یہان میرا یہ مرتبہ ہے ارشاد ہوا کہ ہان بلکہ اس سے بہی افضل ہے الغرض جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یار غار سے یہ فرمایا کہ بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تم کچھ غم مت کرو وہ کچھ نہین کرسکتے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو تسکین ہوگئی سب رنج والم دفع ہوگیا اوسیکو اللہ تعالی فرماتا ہے فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ ترجمہ پس اوتاری اللہ جلشانہ نے اپنی تسکین اوپر اوسکے۔ یعنے جب میری

پیغمبر نے اپنے یار سے لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کہکر مطمئن کیا تو ہمنے اپنے پیغمبر کے کہنے سے اوسکے یار پر تسلی نازل کردی کہ اوسکا خوف اور اضطراب جو پیغمبر پر صدمہ پونہچنے کے خیال سے تہا جاتا رہا - اب ذرا غور فرمایئے کہ اس آیت سے کیسے کچھ فضایل حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ثابت ہوتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکے سے پوشیدہ نکل جانا اور غار مین چھپ کر بٹہنا اسکا تو باعث سب پر ظاہر ہی یعنے باعث اوسکا یہی تہا کہ کفار نے قتل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمر باندہی تہی اور آمادہ قتل پر تھے پس اللہ جلشانہ نے کفار کے ارادے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کردیا اور ہجرت کی اجازت دی تب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم کے بموجب حضرت ابو بکر صدیق رضہ کو اپنے ہمراہ لیا ظاہر ہی کہ اگر اللہ تعالی کے نزدیک حضرت صدیق ایمان مین سچے اور اسلام مین پکے نہوتے اور پیغمبر صاحب پر دل وجان سے عاشق نہوتے تو ہرگز خدا ے علام الغیوب ایسے وقت نازک مین اپنے پیغمبر کو اونکے ساتھہ رکہنے کی اجازت نہ دیتا یا اگر اونکی نیت مین حسب گمان مخالفین کے فساد ہوتا تو ضرور تہا کہ اللہ تعالی اونکی نیت سے اپنے پیغمبر کو آگاہ کر دیتا جیسا کہ کفاروں کے ارادے سے آگاہ کر دیا تہا اور اگر خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکے عشق اور محبت پر یقین کامل نہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اونکو اس سفر نازک مین ہمراہ نہ لیتے اور اگر ابو بکر صدیق رضہ حضرت پر اپنا جان و مال نثار کرنے پر راضی نہوتے تو وہ بہی ایسی مصیبت کے سفر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک نہوتے بے فایدہ اپنے تیئن کیون مصیبت مین ڈالتے ضرور تہا کہ کوئی بات بنا کر عذر کر کے رہ جاتے - یہ امر تو ثابت ہی کہ جتنے صحابہ مدینۂ منورہ بہیجے گئے وہ سب بموجب وحی الہی کے بہیجے گئے اور جو حضرت صدیق اور حضرت علی حیدر کرار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کو رکہے گئے تو وہ بہی موافق حکم خداوند تعالی کے رکہے گئے اور جو جو کام ان دونون سے لئے گئے اور جن کامون کے واسطے یہ دونون

مامور کیئے گئے وہ بہی حسب مرضی الٰہی کے تھا اگرچہ اور صحابہ رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ قرب قرابت مین زیادہ ممتاز تہے مگر غار کی رفاقت اور سفر ہجرت مدینہ اور راہ
کی ہمراہی اور جان نثاری اور فداہی مال اور اولاد یہ سب اللہ پاک نے حضرت صدیق
ہی کے حصہ مین کر دیا۔ جملہ صحابہ مین سے صرف حضرت صدیق رض کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنا رفیق طریق اور یار غار بنایا اور کسیکو اس مرتبہ کا نپایا اس سے کیسی کچھ
افضلیت حضرت صدیق کی ثابت ہوتی ہے اللہ جلشانہ کو حضرت صدیق رض کی خدمت
اور رفاقت ایسی کچھ پسند آئی کہ اونکی خدمت اور رفاقت کو اور لوگون کی رغبت دلانیکو
اس آیت مین بیان فرمایا تاکہ اور لوگ بہی مستعد ہو جاوین اگر حضرت صدیق رض کی خدمت
اور رفاقت اعلی درجے کی نہوتی اور خدا کے یہان مقبول نہوتے تو اونکی یاری اور رفاقت کی
مثال اورون کے دل بڑہانیکو کیون دی جاتی اللہ جلشانہ نے قرآن مجید مین حضرت
صدیق رض کے نسبت لفظ ثانی اثنین کا فرمایا جسکا یہ مفہوم ہی کہ بعد پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے دوسرا شخص ادا سے مناصب دینیہ کے واسطے ابو بکر صدیق ہی اللہ جلشانہ نے
حضرت ابو بکر رض کی شان مین لفظ (صاحبہ) کا فرمایا جس سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
کی صحابیت بنص قرآنی ثابت ہی یہ مرتبہ اور کسیکو نصیب نہین ہوا اونکی صحابیت کا
منکر حقیقۃً نص قرآنی کا منکر ہے اور نص قرآنی کے منکر کے لیئے جو حکم شریعت اسلامی ہی
وہ ظاہر ہی اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا سے یہ بات بخوبی پیدا اور ہویدا ہی کہ جسطرح پر اللہ تعالے
پیغمبر خدا کا حافظ اور ناصر ہی اوسیطرح پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ یار غار رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا بہی ہی اور جبکہ اللہ تعالی کا حضرت ابو بکر رض کے ساتھ ہونا ثابت ہوا تو
اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ وہ پاک اور متقی ہین کیونکہ اللہ نہین ساتھ رہتا مگر مقدسون اور
پرہیزگارون کے۔ اللہ تعالی نے حضرت ابو بکر صدیق رض پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور
اللہ اپنی تسلی نہین نازل کرتا مگر اون لوگون پر جو ایمان مین پختہ اور مضبوط ہوتے ہین

اور وہ خدا کے فضل مین شامل ہوتے ہین حسب تشریح یہ امر ثابت ہی کہ یہ آیات جہاد سے
سستی کرنیوالون کی ترغیب اور تہدید مین نازل ہوئی ہین اس سے کیسی کچھ فضیلت
اور وقعت اور محبت اور رفاقت اور صاحبیت اور صدیقیت حضرت ابوبکر رضی اللہ کی اللہ
اور اوسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پائی جاتی ہے واسطے ترغیب اور
تہدید اور لوگون کے اللہ جلشانہ نے اونکی صدیقیت اور محبت اور رفاقت اور یاری
اور نصرت کو تمثیلاً ذکر فرمایا - باوجود ان فضایل اور عظمت اور علو شان حضرت ابوبکر
یار لاثانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اکثر آیات قرآن مجید اور احادیث نبوی
اور اقوال حضرات ایمہ علیہم السلام موجودہ کتب معتبرہ حضرات شیعہ سے ثابت
اور پیدا ہین پھر بھی ہمارے بڑے بھائیون حضرات شیعہ کو اونکے فضایل و عظمت
مین شبہہ ہی سچ ہی کہ جسکی آنکھین مندی ہوئی ہون تو پھر دن بھی رات ہی + آنکھین
قصور کیا ہی بھلا افتاب کا + مشتے نمونہ از خروارے ہم صرف چند شبہات و اعتراضات
جو چوٹی کے ہین بیان کرکے جوابات دیتے ہین جبکہ اول درجے کے اعتراضون کا یہ حال ہی
کہ بالکل پوچ و لچر ہین تو جو اعتراض ادنی درجے کے ہین اونکے پوچ اور لچر ہونے کا کیا ٹھکانا
ہی قاضی نور اللہ شوشتری مجالس المومنین مین لکھتے ہین کہ (ابوبکر کہ یکی از منافقین بود
برخلاف امر اقدس نبوی در اثنائے راہ ایستاد و آنحضرت بعد از زجر شدید او را ہمراہ
گرفت تا کفار را دلالت نکند) یعنے معاذ اللہ معاذ اللہ کہ ابوبکر منافقین سے تھے اور خلاف
حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے راہ مین کھڑے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو بعد
زجر شدید کے ہمراہ لیا تاکہ کفار کو مطلع نکردین - سید ابراہیم ابن ولی اللہ استرابادی
رسالہ حسنیہ کے صفحہ ۱۳ سطرہ مین لکھتے ہین (چون پارہ راہ رفتہ بود دید کہ شخصی از برابر
آنحضرت مے آید حضرت توقف کرد چون نزدیک رسید دید کہ ابوبکر است گفت ای ابوبکر
من حکم خدا بشما رسانیدم و گفتم کہ امشب از خانہاے خود بیرون نیائید چرا مخالفت

امر آلہی کردے ابو بکر گفت یا رسول اللہ صلعم از برائے تو خائف وہراسان بود نتوانستم کہ
در خانہ خود قرار گیرم پیغمبر علیہ السلام متحیر بماند بواسطہ آنکہ حکم آلہی نبود کہ کسے را باخود بغار
ببرد در ساعت جبرئیل علیہ السلام در رسید و گفت یا رسول اللہ بخدائے سوگند کہ اگر
اورا بگذاری ہمین ساعت کفار را گرفتہ از عقب تو بیاید و ترا بقتل رساند پیغمبر ع
بالضرورت اورا باخود بردو در غار داخل شد) یعنے رسالہ حسنیہ کے مولف لکھتے ہین کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیقدر راہ طے کی تھی کہ سامنے سے کسی شخص کو آتے
ہوئے دیکھا ٹھہر گئے جب وہ شخص نزدیک پونہچا پہچانا کہ ابو بکر ہے فرمایا کہ اے ابو بکر
مینے حکم خدا تمکو پونہچا کر کہدیا تہا کہ اپنے گہر سے باہر نہ نکلنا تمنے کسواسطے خلاف حکم خدا کی
کیا ابو بکر نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا دل آپکے لیے خائف اور ہراسان تہا
مجہسے گہر مین نرہا گیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم متحیر ہوئے اسواسطے کہ خدا کا حکم نہ تہا کہ
کسیکو ہمراہ لیجاوین اوسیوقت حضرت جبرئیل ع پونہچے اور کہا یا رسول اللہ قسم بخدا اگر
ابو بکر کو چہوڑ دوگے اور ہمراہ نہ لوگے تو یہ کفار کو لیکر آپکے پیچہے آوینگے اور آپکو قتل کرینگے
پیغمبر صاحب نے تب اوسوقت ضرورۃً اونکو ہمراہ لیا اور غار مین داخل ہوئے
حضرات ناظرین انصاف پسند سمجھ سکتے ہین کہ یہ اعتراض اور قول بالکل لغو ہیچ ہی اور
سراسر بدیہی البطلان ہی اسلیے کہ دو حال سے خالی نہین ہی یا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے یا دشمن اگر دوست تھے تو پہر گرفتاری اور
ایذا رسانی کے کیا معنے اور جو دشمن تھے تو ہمراہ ابو جہل وغیرہ کے بارادہ قتل مکان پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیون نہ گئے اون سے علیحدہ کیون ہوئے - اور پہر یہ بہی
دریافت ہونا چاہیے کہ ابو بکر رض کو حال پیغمبر صاحب کی ہجرت کا اور ٹہیک وقت
دولت خانے سے نکلنے کا اور غار مین رونق افروز ہونے کا معلوم تہا پیغمبر صاحب نے
بتایا تہا یا نہین - اگر نہین بتایا تہا تو پہر کیونکر ابو بکر رض ٹہیک وقت معین پر مین

اوسی راہ پر جدہر سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاتے تھے راہ روک کر کھڑے ہو گئے اور پہر
اگر پیغمبر صاحب نے پہلے سے بتا دیا تہا تو یہ بہی دو حال سے خالی نہین ہے یا آنکو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوبکر رضہ کا ہمراہ لیجانا منظور تہا یا نہ منظور تہا۔ اگر منظور نہ تہا تو
پہر پہلے سے بتا دینے اور راز فاش کرنے سے کیا فائدہ تہا دشمن پر اپنا راز کہولنے سے
بجز اندیشہ ضرر کے کیا مقصود ہو سکتا ہی۔ اور اگر ہمراہ لیجانا منظور تہا تو میرا اعتراض ہی
باطل ہی بہنگام گفتگو بعض حضرات شیعہ نے یہ بیان کیا کہ وہ صرف خبر لینے کو ٹہہرے
ہوئے تھے مگر بوقت استفسار اون حضرات نے اسکا کچھ جواب نہ دیا کہ اچھا جب خبر
لینے کو ٹہہرے تھے تو جس مقام پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکر صدیق رض
ملے تھے وہان سے کفار اتنے قریب تھے کہ آواز پہنچ جاتی یا اتنے دور تھے کہ اطلاع
اور طلب کے لیے جانا پڑتا اگر نزدیک تھے تو کیون آواز دیکر اطلاع نکی اور طلب نہ کیا
اور اگر دور تھے تو دور ہی سے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی دوڑ کر [illegible]
اطلاع کیون نہ کی کس کے انتظار مین کہڑے رہ گئے سخت تعجب کی بات ہی کہ جب حضرت
ابوبکر رضہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گرفتار کرا دینا ہی منظور تہا تو نہین معلوم پہر
کیون ہم سفر ہوئے اور اپنے کندہون پر سوار کرکے غار تک پہنچایا اور پہر غار مین پہنچ کر
کیون چپ چاپ بیٹہے رہے کیون نہ کوئی فکر گرفتاری کی کی۔ عقلمندون پر پوشیدہ
نہین ہی کہ جس موقع اور حالت مین حضرت ابوبکر صدیق رض راہ مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو ملے تھے اگر ابوجہل وغیرہ کوئی کافر ملتا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ کسطرح پیش آتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے ساتھ کیا کرتے کوئی نہین
کہہ سکتا کہ ابوجہل وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیتے یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اونکو اپنے ہمراہ رفیق طریق فرماتے حضرات شیعہ یہ نہین سمجھتے کہ ہجرت کا
وہ زمانہ تہا کہ تمام کفار مکہ قتل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آمادہ ہو کر در دولت

وہی پر اکٹھا تھے اور کوئی یہ جانتا بھی نہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مکان سے جسے وہ گھیرے تھے نکل گئی ہین بلکہ سب یقیناً جانتے تھے کہ آپ اپنے حجرے مین آرام فرمارہے ہین - ایسے نازک وقت مین جو رفیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا وہ دوست ہی یا دشمن نہایت ظاہر بات ہی کہ اگر وہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی اور حکم سے رفیق نہوتا تو ضرور اون لوگون کی جماعت مین شامل ہوتا جو آستانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر بارادۂ قتل پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے مجتمع ہوئے تھے راہ روک کر کھڑے ہونے کی کیا ضرورت تھی اور کونسا فایدہ تہا - علاوہ ازین کتب معتمدۂ حضرات شیعہ سے یہ اعتراضات باطل اور لغو ثابت ہوتے ہین بلکہ اون کتابون سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ خدا کی وحی اور رسول کی مرضی سے ثابت ہوتی ہی (اول) علامۂ کاشانی کی تفسیر خلاصۃ المنہج کی عبارت کو حضرت ناظرین ملاحظہ فرماوین بجنسہ عبارت اوسکی یہ ہی کہ (امیر المومنین را بجاے خود خوابانید و خود از خانۂ ابوبکر برفاقت او در ہمان شب بیرون آمدہ بجانب غار ثور متوجہ شد) اب اس عبارت کو قاضی نور اللہ شوستری کی اس عبارت سے ملانا چاہیے کہ (ابوبکر از منافقین بود و بر خلاف امر اقدس نبوے در اثناے راہ ایستاد و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از زجر شدید او را ہمراہ گرفت تا کفار را دلالت نکند) (دوسرے) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنی کتاب یعنی تفسیر سورۂ بقر مین تحریر فرماتے ہین اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ اَوْحیٰ اِلَیْہِ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ الْعَلِیَّ الْاَعْلیٰ یَقْرَأُ عَلَیْکَ السَّلَامُ وَیَقُوْلُ لَکَ اِنَّ اَبَا جَھْلٍ وَالْمَلَاءَ مِنْ قُرَیْشٍ قَدْ دَبَّرُوْا عَلَیْکَ قَتْلَکَ اِلیٰ اَنْ قَالَ وَاٰمُرُکَ اَنْ تَسْتَصْحِبَ اَبَا بَکْرٍ فَاِنَّہٗ اِنْ اٰنَسَکَ وَسَاعَدَکَ وَوَازَرَکَ وَثَبَتَ عَلیٰ تَعَاھُدِکَ وَتَعَاقُدِکَ کَانَ فِی الْجَنَّۃِ مِنْ رُفَقَائِکَ وَفِیْ غُرُفَاتِھَا مِنْ خُلَصَائِکَ اِلیٰ اَنْ قَالَ

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اَرَضِيْتَ اَنْ تَكُوْنَ
مَعِيْ يَا اَبَا بَكْرٍ تُطْلَبُ كَمَا اُطْلَبُ وَتُعْرَفُ بِاَنَّكَ اَنْتَ الَّذِيْ تَحْمِلُنِيْ عَلٰى
مَا اَدَّعِيْهِ فَتَتَحَمَّلُ عَلٰى اَنْوَاعِ الْعَذَابِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَمَّا اَنَا
لَوْ عِشْتُ عُمْرَ الدُّنْيَا اُعَذَّبُ جَمِيْعًا اَشَدَّ عَذَابٍ لَا يَنْزِلُ عَلَيَّ مَوْتٌ
مُرِيْحٌ وَلَا فَرَحٌ وَكَانَ ذٰلِكَ فِيْ مَحَبَّتِكَ لَكَانَ ذٰلِكَ اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ اَتَنَعَّمَ
فِيْهَا وَاَنَا مَالِكٌ لِجَمِيْعِ مَمَالِيْكِ مُلُوْكِهَا فِيْ مُخَالَفَتِكَ وَهَلْ اَنَا وَمَالِيْ
وَوَلَدِيْ اِلَّا فِدَاءُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا جَرَمَ اِنِ
اطَّلَعَ اللهُ عَلٰى قَلْبِكَ وَوَجَدَ مَا فِيْهِ مُوَافِقًا لِمَا جَرٰى عَلٰى لِسَانِكَ
جَعَلَكَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ وَبِمَنْزِلَةِ
الرُّوْحِ مِنَ الْبَدَنِ كَعَلِيٍّ الَّذِيْ هُوَ مِنِّيْ خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ
تحقیق اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اے محمدؐ اللہ تعالیٰ تمکو
سلام کہتا ہی اور فرماتا ہی کہ تحقیق ابوجہل اور ایک گروہ قریش نے تمہارے قتل
کی تدبیر کی ہی اللہ تعالیٰ نے کہا ہی اور حکم دیا ہی آپکو یہ کہ رفیق بناؤ آپ ابوبکر کو اگر
وہ آپکی موانست و مساعدت و وزارت کرے اور اپنے تعاہد اور تعاقد پر ثابت رہی
تو جنت مین آپکا رفیق ہوگا اور غرفات جنت یعنے اعلیٰ علیین مین آپکا دوست صادق
اور برگزیدہ ہوگا تب پیغمبر صاحب نے حضرت علی سے یہ حال کہا حضرت علی اپنے
مارے جانے پر راضی ہوئے بعدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے
اور فرمایا کہ اے ابوبکرؓ تو راضی ہی کہ اس سفر مین میرے ہمراہ ہو اور کفار قریش
جسطرح یہ مجھے قتل کے لئے تلاش کرین اوسی طرح تیرے قتل کے لیے درپے ہوں
اور یہ بھی مشہور ہووے کہ تونے مجھے اس کام پر آمادہ کیا ہی پس تو پہنچایا جاوے تو
بسبب میری رفاقت کے طرح طرح کے عذاب پہ عرض کیا ابوبکرؓ نے یا رسول اللہ

ہین تو وہ شخص ہون کہ اگر گنہگار ہون تمام عمر ایسے سخت عذاب مین کہ اوسمین قوت بہی نہ ہو جو اس عذاب سے راحت اور فرحت دیوے اور ہو یہ آپکی محبت مین تو ہرآینہ ہوگا یہ عذاب سخت مجھکو محبوب تر اوس سے کہ نعمت دیجاوے مجھکو اور مالک ہوئین تمام ممالک کا بادشاہون کی اور مین اور میرا مال اور میری اولاد سب آپ پر قربان ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر قلب تمہارا موافق اوسکے ہی جو تمہاری زبان پر ہی تو ضرور تجھکو اللہ تعالی بمنزلہ میرے سمع اور بصر کے کریگا اور تجھکو مجھسے وہ نسبت ہوگی جو سر کو بدن سے اور روح کو جسم سے ہی الی آخرہ اب اس روایت کو جو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے تفسیر سورۂ بقر مین تحریر فرمائی ہی رسالہ حسنیہ کی اوس روایت سے کہ (جبرئیل در رسید و گفت یا رسول اللہ بخدا ئے سوگند کہ اگر اورا بگذاری ہمین ساعت کفار را گرفتہ از عقب تو بیاید و ترا القتل رساند) مطابقت کرکے ذرا دل مین سوچین اور پھر آنکھین ملاکر ارشاد فرماوین کہ ان دونون روایتون مین کون روایت جھوٹھی ہی اور کون سچی اور کون راوی راست گو ہی اور کون دروغ گو بہر حال حضرت امام حسن عسکری ع کے مقابلے مین کہ حسب عقائد حضرات شیعہ معصوم ہین صاحب رسالہ حسنیہ صداقت نہین رکہتے جس فرقے کے علماء کا یہ حال ہو کہ جب دل چاہا جھوٹھ روایت بناکر بیان کردے اور خدا اور رسول کا خوف نکیا اماموں کی روایت کو تکذیب کرنیکا دھیان نکیا حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بلاکر چکنی چپڑی باتین کرکے جھوٹھی شہادت مع قسم خدا دلوادے اوس فرقہ کے عوام کا کیا حال ہوگا آخر حضرات امامیہ تمکو قسم ہے حضرت امام حسن عسکری ع کی ذرا اس عبارت کو حضرت امام معصوم کی جَعَلَکَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرَّاسِ مِنَ الْجَسَدِ وَبِمَنْزِلَۃِ الرُّوْحِ مِنَ الْبَدَنِ کَعَلِیٍّ اَلَّذِیْ ھُوَ مِنِّیْ اوس عبارت رسالہ حسنیہ سے کہ (جبرئیل در رسید و گفت یا رسول اللہ بخدا سوگند کہ اگر اورا بگذاری ہمین ساعت کفار را گرفتہ از عقب تو بیاید و ترا القتل رساند)

ملاؤ اور خود ہی انصاف کرو افسوس امامیہ کہلاتے ہو اور امام معصوم کے اقوال پر عمل کرنا تو کیسا بلکہ تکذیب کرتے ہو۔ جس وقت اس روایت کو حضرت مولانا حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بمقابلہ اپنے ہم عصر منشی سبحان علی خانصاحب فضایل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مین پیش کی ہوش باختہ ہوگئی بجز واحسرتاہ واسفاہ کے کچھ زبان سے نہ نکلا اگر حضرات شیعہ میرے بیان کو یقین نفرماوین تو خانصاحب کے اوس خط کو جو بنام مولوی نورالدین حسین صاحب جنکے والد بزرگوار قاضی نوراللہ شوستری نے مجالس المومنین مین یہ عبارت تحریر فرمائی ہے کہ (ابو بکر یکے از منافقین بود بخلاف امر اقدس نبوی در اثنای راہ ایستاد و آنحضرت بعد از زجر شدید اورا ہمراہ گرفت تا کفار را دلالت نکند) ملاحظہ فرماوین۔ کتاب رسالۃ المکاتیب فی رویۃ الثعالیب والغرابیب جو مطبع شرف المطابع دہلی مین باہتمام خواجہ علی حسن صاحب ۱۲۹۶ھ ہجری مین چھپی ہے اوسکے صفحہ ۱۸۴ کی سطر ۱۴۔ اور صفحہ ۱۸۹ کی سطر ۹۔ اور صفحہ ۱۹۰ کی سطر ۱۳ کو دیکھکر اطمینان فرمائین۔ **نقل خط** مولویصاحب منبع المناقب حاوی الفضایل حائز الفواضل عالی دودمان جامع الکمالات الممکنۃ لنوع الانسان مخدوم مکرم ذوالمجد والکرم دامت رفعتہم۔ حرف تمنای ملازمت کثیر الافادت نگاشتن دامنی بر آتش حسرت وحرمان کہ بکانون سینہ متواریست زدنست۔ لہذا ازان باز ماندہ بعد عرض نیاز مدعا طراز الخ۔ چونکہ یہ خط نہایت طول وطویل ہے لہذا بعد القاب وآداب کے اصل مدعا اب نقل کرتا ہون۔ لکن اشکال ہمین ست کہ ناصب احادیث طریقۂ امامیہ را التقاط کردہ بالفعل پنج خبر وازکتاب ابرام بصارت العین یا چہ نام دارد فرستادہ وہان حدیثے مبسوط از تفسیر منسوب بحضرت امام حسن عسکری ع بقصۂ ہجرت در مدح ابو بکر نقل کردہ پس اگر تالیفش وتالیف بندہ بدست کسی از متمذہبین بمذہبی غیر اسلام افتد واحیرتاہ واسفاہ یعنے معاذ اللہ حکم بہ تعارضنا وتساقطا کند مدبر عالم جابت قدرتہ زمان ظہور صاحب الامر والزمان نزدیک ساند

تا این اختلاف از میان برخیزد الی آخرہ ۔ زیادہ بجز آرزومندی چہ عرضہ دہد ظل رافت ممدود باد راقم آثم سبحان علی عفی عنہ) ترجمہ بعد القاب و آداب کے خلاصہ مطلب اس خط سبحان علی خانصاحب شیعہ کا یہ ہی (لیکن سخت مشکل یہ ہی کہ ناصبی نے احادیث طریقہ امامیہ کی نقل کر کے بالفعل پانچ جزو کتاب ابرام بعبارت العین سے یا جو کچھ نام ہو بھیجی ہے جس مین ایک حدیث نہایت طول وطویل تفسیر مسمی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے قصہ ہجرت کی مدح ابو بکرؓ مین نقل کی ہی پس اگر تالیف اونکی اور تالیف میری کوئی غیر مذہب والا سوائے مذہب اسلام کے دیکھے تو واحیرتاہ واویلاہ یعنی معاذ اللہ حکم تعارض وتساقطا کا کرے اللہ جلشانہ زمانۂ ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کا جلد پہونچاوے جس مین یہ اختلاف شیعہ اور سُنی کا دور ہو اور اہل سنت کے اعتراضون سے جان بچے الی آخرہ ۔ زیادہ بجز آرزومندی کے کیا عرض کرے سایہ بلندی کا دراز ہو جیو فقط راقم سبحان علی عفی عنہ ۔ آب حضرات ناظرین ذرا قاضی نور اللہ شوستری اور سید ابراہیم استرابادی مصنف رسالہ حسینیہ اور تفسیر کاشانی او تفسیر حضرات امام حسن عسکری علیہ السلام کے اقوال کو ملاحظہ فرماوین کہ ایک دوسرے کے ہرگز مطابق نہین ہین نہین معلوم حضرات شیعہ اسمین سے کسکو سچا کہینگے اور کسکو جہوٹا بہر نوع حضرت امام حسن عسکریؑ کے قول کی تو تکذیب ہو ہی نہین سکتی اب لامحالہ قاضی صاحب ہی جہوٹے ٹھہرے بلکہ کل کتابین اور سب اقوال شیعہ کے حضرت امام علیہ السلام کی تفسیر کے مقابلے مین غیر معتبر ہوئے اور حضرت امام صاحبؑ اس امر کی تصدیق فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم اور وحی کے بموجب حضرت ابو بکر رضؓ کو اپنا رفیق بنایا اور اپنی ساتھ لیا اور جو کچھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضؓ کی نسبت فرمایا اور جو کچھ حضرت صدیق رضؓ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جواب مین عرض کیا اوس سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کس درجے کی اور کیسی محبت تھی اور

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بہی حضرت صدیق رضہ پر کیسی شفقت اور عنایت تہی کہ حضرت
ابوبکر رضہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سمع و بصر اور جان و دل سے تشبیہ دی اور
یہ روایت حضرت امام حسن عسکری رضہ کی بجنسہ کتاب منتہی الکلام سے نقل کی گئی ہی جسکا
دل چاہے کتاب مذکور کے صفحہ ۴۷ مین دیکھ لیوے - واہ حضرت قاضی جی امام صاحب تو
یہ فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خدا کی وحی اور
حکم بموجب ہمراہ لیا اور آپ یہ کہتے ہین کہ وہ راہ روک کر کہڑے ہوگئے اب ذرا غور کیجیے کہ
قاضی شوستری حضرت امام صاحب کے قول کی تکذیب کرتے ہین اور پہر امامیہ کہلاتے ہین
برعکس نہند نام زنگی کافور - مصنف حملۂ حیدری کہ بڑے غالی شیعہ مشہور ہین اونہون نے
جو کچہ قصہ ہجرت اور غار کا اوسمین لکہا ہی اور وہ کتاب ہر جگہہ موجود ہی ذرا دل لگا کر اوسکو
بہی پڑہنا چاہیے اونہون نے بہی صاف صاف لکہدیا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گہر تشریف لیگئے اور اونکو ساتہہ لیکر سفر ہجرت کیا حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے بسبب خستگی راہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندہون پر سوار
کرکے غار تک پہونچایا اور پہلے خود غار مین جاکر اپنی قبا سے تمام سوراخ موجودہ بند کردئے
ایک سوراخ باقی رہ گیا تہا اوسمین اپنی ایڑی لگاکر سوراخ بند کردیا اوسکے بعد پیغمبر خدا صلعم
اور حضرت صدیق دونون یار غار مین بیٹہے برائے خدا ذرا غور کیجیے کہ مورخان حضرات شیعہ
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حسن خدمات کا کسطرح اقرار کرتے ہین اور پہر بہی اونکی
صدیقیت کا اقرار نہین کرتے ضروریات سے ہی کہ اس مقام پر کچہ اشعار حملۂ حیدریہ کے
جو حضرات شیعہ کے نزدیک بے مثل و معتمد کتاب ہی اور وہ کتاب لکہنؤ مین مطبع سلطانی
باہتمام داروغہ مدد علی صاحب چہپی ہی اور حضرات شیعہ کے قبلہ و کعبہ حضرت سید محمد صاحب نے
عنوان کتاب مین اپنے کلام صداقت بیان سے اوس کتاب کی تعریف فرمائی ہی اوسکو بہی
لکہتا ہون جسکے پڑہنے سے کتاب کے معتبر ہونے مین حضرات شیعہ کو کوئی عذر باقی نرہیگا

عجائب کتابے پراز نور ہست	کہ ہر بیت آن بیت معمور ہست	بہ بزمی کہ خوانند فصلے ازان
سخن زو حلاوت شود لب گزان	مشام محبان معطر شود	دل از نور ایمان منور شود
تعال اللہ آن با دل بے بدل	کہ آوردہ ہر نکتہ را بر محل	بوفق روایت قدم مے زند
براہ دیانت قدم مے زند	بہ ترجیح اخبار دارد مناط	برون نیست از جادۂ احتیاط
بنہجے گرفت ست ایراد و دق	کہ افتادہ در جان اعدا قلق	عجب بوقرے دل کشائے نوشت
کہ پیچیدہ دارد ہوای بہشت	معطر چو مشک تتار ست این	جگر خستگان را مسیحاست این
ز ہر نکتہ سازد معطر دماغ	ز ہر نقطہ آتش بشود تر دماغ	بس است از نعوت و صفاتش ہمین
کہ گرویدہ مقبول سلطان دین	فرازندۂ رایت اجتہاد	ز حق حجت و آیتے بر عباد
طریق شریعت موید ازوست	کہ نام و نشان محمد ازوست	دل سنیان داغ دار ست ازو
کہ ہندوستان سبز و راست ازو		

آن اشعار مرقومہ بالا سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہ کتاب حملۂ حیدریہ حضرات شیعہ کے نزدیک نہایت ہی معتبر اور بے اعتراض ہی کہ جسکے سبب سے بیچارے سنیون کے دل داغدار ہو رہے ہین اور محبان دل خستہ کے واسطے مسیحا ہے جس بزم مین یہ کتاب حملۂ حیدریہ پڑہی جاتی ہی سخن حلاوت سے لب کاٹتا ہی اور محبان کا مشام معطر ہوتا ہی لیکن بفضلہ تعالی ہم اسی کتاب حملۂ حیدریہ سے جس سے حضرات شیعہ سنیونکے دلون کو داغدار کرتے ہین اونکے دلون کو زخمی کرتے ہین اور سنیون کے خستہ دلون کیواسطے حملۂ حیدریہ کو مرہم بناتے ہین اور جسقدر اشعار حملۂ حیدریہ کی ثنا و صفت مین لکہتے ہین اون سب اشعار کو حملۂ حیدریہ کی عبارت اور ثبوت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب مین عاید کرتے ہین اور حضرات ناظرین شیعہ وسنی سے انصاف چاہتے ہین کہ یہ اشعار جو حملۂ حیدریہ کے اوصاف مین لکہتے ہین صحیح ہین یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین شایان ہین کتاب حملۂ حیدریہ کا مورخ ہجرت کے بیان مین یون لکہتا ہے

چنین گفت راوی که سالار دین ... چو سالم بحفظ جهان آفرین
ز نزدیک آن قوم پر مکر رفت ... بسوی سرای ابوبکر رفت
پی هجرت او نیز آماده بود ... که سابق رسولش خبر داده بود
نبی بر در خانه اش چون رسید ... بگوشش ندای سفر در کشید
چو بوبکر زان حال آگاه شد ... ز خانه برون رفت و همراه شد

گره

بوفق روایت قدم می زنند
براه دیانت قدم می زنند

گرفتند پس راه یثرب به پیش ... نبی کند نعلین از پای خویش
بسر پنجه راه رفتن گرفت ... پیئے خود ز دشمن نهفتن گرفت
چو رفتند چندی بدامان دشت ... قدوم فلک سای مجروح گشت
بوبکر آنگه بدوشش گرفت ... ولی زین حدیث ست جای شگفت
که در کس چنان قوت آمد پدید ... که بار نبوت تواند کشید

جواب اعتراض

ندانند در احد طلحه چسان
سبک برد بار نبوت گران

حلیمه زنی بود دارای خبر ... در آغوش او ماند خیر البشر
کلام الٰهی چو بودی گران ... نماندی درون سینهٔ حافظان

گر آید ترا زین سخن هم شگفت
بگو بالیقین آنچه گفتی نخست

برفتند القصه چندی دگر ... چو گردید پیدا نشان سحر
بدیدند غاری در ان تیره شب ... که خوانندی عرب غار ثورش لقب
گرفتند در خوف آن غار جای ... ولی پیش بنهاد بوبکر پای

بهر جا که سوراخ یار رخنه دید		قبا را بدرید و آن رخنه چید
بدین گونه تا شد تمام آن قبا		یکی رخنه نگرفته ماند از قضا
بران رخنه مانده آن یار غار	گره	کف پاے خود را نمود استوار

سطر چو مشک تتار ست این
جگر خستگان را مسیحاست این
زهر نکته ساز و مسطر دماغ
زهر نقطه اش میشود تر دماغ

نیاید جزا و این شگرف از کسے	اعتراض / جواب	که دور از خرد می‌نماید بسے

خردمند داند عشاد آشکار
بگو آنچه خواهی زیک صد هزار

نیامد چنین کارے از غیر او		بدین سان چو پرداخت از رفت و رو
در آمد رسول خدا هم بغار	گره	نشستند یک جا بهم هر دو یار

به هیچ گرفت ست ایراد و دق
که افتاده در جان اعدا قلق

عجب دفترے دل کشاے نوشت		که پیچیده دارد هواے بهشت
چو شد کار پرداخته آن چنان		رسیدند کفره بپاپے بران
دران دم بکف پاے آن یار غار		که بر روے سوراخ بود استوار
رسیدش ز دندان مارے گزند	طعن	وزان درد افغان او شد بلند
پیمبر باو گفت آهسته باش		رسیدند اعدا مکن راز فاش
مخور غم مگردان صدا را بلند		که از زخم افعی نیابے گزند
شنیدی کجا حق بگو خودپسند	جواب طعن	صدائے ز افعی گزیده بلند

عجب دارم از فہم تو اے عزیز — ندار ی ز رافضی و عقرب تمیز
نیامد ز عقرب زدہ جز فغان — زدہ مار شد مردہ نیم جان
رسیدش ز دندان مارے گزند — صداے ابو بکر چون شد بلند
فرازندہ رایت اجتہاد — ز حق حجت و آیت پر عباد

اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا اسکو حجت حق کہتے ہین اور حقیقت مین یہ آیت قرآن ہے

بغار اندران تا سہ روز و سہ شب — بسر برد آن شہ بفرمان رب
شدی پور بو بکر ہنگام شام — بہ بردے دران غار آب و طعام
شنودے ہم از حال اصحاب شر — حبیب خداے جہان را خبر

ایہا المومنین تمکو شہید ثالث کی شہادت کی قسم ہی ذرا شہید ثالث کی صداقت کو جو مجالس المومنین مین مومنین کی مغفرت کے واسطے تحریر فرمائی ہی کہ ذکہ ابو بکر کی از منافقین بود بر خلاف امر اقدس نبوی در اثناے راہ ایستادہ و آنحضرت بعد از نجہ شد پیدا و را ہمراہ گرفت تا کفار را دلالت نکند) ان اشعار سے ملاؤ اور شرماؤ کہ تمہارے پیشواؤن کے کیسے بیان ہین کہ ایک دوسرے کی تکذیب کرتا ہی ایک مجتہد کا تمہارے یہ بیان ہی کہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ابو بکر منافق تھے اور خلاف حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ روک کر کھڑے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد گھڑکی اور جھڑکی کے ہمراہ لیا جسمین کفارون کو اپنی حال سے مطلع نکرین۔ دوسرے مجتہد کا یہ بیان ہی کہ حضرت جبرئیل تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ قسم بخدا اگر ابو بکر کو آپ اپنے ساتھ نہ لیجاوین گے تو یہ کفارون کو لاکر آپ کو قتل کرا ڈالینگے۔ تیسرے مجتہد صاحب یہ لکھتے ہین کہ ابو بکر کے فرزند غار ثور مین شام کے وقت کہانا اور پانی لیجایا کرتے تھے اور تمام ان جو جو شورہ اور مشورہ کفارون مین نسبت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتا تہا اوس سے

آپکو مطلع کرتے تھے سے به بین تفاوت ره از کجاست تا به کجا ۞ وہان تو حضرت جبرئیلؑ کا قسم کھاکر یہ فرمانا کہ اگر ابوبکر کو ہمراہ نہ لیجاؤ گے تو کفارون کو لاکر تمکو قتل کرا ڈالینگے اور یہان باذل بیبدل کا یہ بیان کہ ابوبکر کے فرزند کھانا پانی شام کے وقت غار مین لاکر کھلا جاتے تھے اور کفار کے حال سے آگاہ کر جاتے تھے اب کسکو جھوٹھا سمجھو گے اور کسکو سچا بہرحال باذل بیبدل کا بیان حضرت امام حسن عسکریؑ کی تفسیر سورۂ بقرہ سے جہانتک مطابقت کرے قابل اعتبار ہی اور بقیہ حضرت ابوبکر رضی کی سی چال ہی

طریق شریعت موید از وست ۞ که نام و نشان محمد از وست

نبی گفت پس او ابوبکر را ۞ که ای چون پدر اہل صدق و صفا

گره

بس ست از نبوت و صفا تش ہمین ۞ که گردیده مقبول سلطان دین

به بین صدق بوبکر تصدیق شد ۞ که فرزند او نیز صدیق شد

دو جمازه باید کنون راہوار ۞ که مارا رساند به یثرب دیار

برفت از بر ش پور بوبکر زود ۞ به دنبال کاری که فرموده بود

ہم از اہل دین به یکی جملہ دار ۞ به وکرد را زیبی آشکار

از و جملہ دار این سخن چون شنود ۞ دو جمازه در دم مہیا نمود

مہی شد از آن قوم وان کوه دشت ۞ رسول خدا عازم راه گشت

به صبح چہارم بر آمد ز غار ۞ دو جمازه آورده بد جملہ دار

نشست از بر یک شتر شاه دین ۞ ابوبکر را کرد با خود قرین

گره

دل شیعه بس داغ دارست ازو ۞ که ہندوستان سبزوارست ازو

زبان این چه کردی در این جا ستم ۞ ز تیغ عدو سر عدو شد قلم

بر آمد بران دیگری جملہ دار ۞ بہمراہی او گشت عازم سوار

حضرات شیعہ نے جب دیکھا کہ غایت درجے کی جان نثاری اور رفاقت حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کی ایام ہجرت مین کتب معتبرۂ اہل تشیع سے ثابت ہوتی ہے اوس وقت شرمندہ
اور پشیمان ہوکر دوسرا فقرہ بنایا کہ سفر ہجرت مین ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیت بُری تہی

قربان تری اس ہمہ دانی کے ہمہ دان × ظاہر سے زیادہ ہے تو باطن کا نگہبان
ظاہر ہے تو ظاہر ہے تری فہم کی خوبی × جب تو تجہے ناسوت سے لاہوت کی سوجہی

غرض کہ جب سب کچھ کر چکے تو اب نیت کا حال دریافت کرنے لگے۔ ہمارے شیعہ
بہائیون کو یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر سے
اوسکا بہی جواب عیان ہے جیساکہ اوپر بیان ہو چکا ہے سواے اسکے دل کے حالت
حرکات جوارح سے اور نیت کا حال اعمال اور افعال سے ظاہر ہوتا ہے پس جو جو کام شب
ہجرت مین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے ہین
وہ سب نیک نیتی پر دال ہین یا کہ بدنیتی پر ذرا تو انصاف کرو آیہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا
سے جو فضایل حضرت صدیق رض کے ثابت ہوتے ہین اوس پر بہی حضرات شیعہ بچند وجوہ
معترض ہین اگرچہ اونکے یہ اعتراضات نہایت درجہ مہمل و لغو ہین مگر چونکہ یہ رسالہ ہم
اس غرض سے لکھ رہے ہین کہ جو باتین اب تک عموماً لوگ کم جانتے ہین وہ سب باتین
رسالہ ہذا مین حتی الامکان لکھدین تاکہ جو دشمنی درمیان دو بڑے گروہ شیعہ و سنی
اہل اسلام کے ہی اور وجہ اوسکی عدم واقفیت اصلی حالات کی ہے جیساکہ ہم شروع کتاب مین
لکھ آئے ہین شاید واقف ہوجانے سے دور ہوجاوے اعتراضات اہل تشیع اور جوابات
اہل تسنن اہل انصاف خود دیکھ کر انصاف کرلین اور راہ تعصب و عناد چھوڑکر آپس مین
میل جول پیدا کرکے اس وقت اخیر اور نازک مین باتفاق بسر کرین اعتراض اول یہ کہ
ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے اموال اور اولاد کے واسطے جو مکے مین چھوڑ گئے تھے حزن و ملال
کرتے تھے نہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ جواب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ

اپنی اولاد اور اموال منقولہ اور غیر منقولہ سب کفار مین خدا کے واسطے چھوڑ گئے تھا اور اپنی خوشی سے گئے تھے اوسکا کیا غم کرنا تھا اور جو نقد پاس تھا وہ فقط مدد دین اسلام کے واسطے تھا اگر وہ وہان لٹ جاتا تو اوسکا اونکو کیا غم تھا۔ اعتراض دوم رونا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا از راہ معصیت تھا یا طاعت اگر معصیت تھا تو ابوبکر رض کی معصیت ثابت ہوئی اور اگر طاعت تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر رض کو طاعت سے منع کرنا ثابت ہوا جاتا ہی جو نبوت کے خلاف ہی۔ جواب اس اعتراض کا بشمول اعتراض سوم بصراحت تمام ذیل مین لکھا جاتا ہی۔ اعتراض سوم کہ بہت سی نشانیان ابوبکر رض نے اپنی آنکھ سے حفاظت خدا کی غار کے پاس دیکھین پھر بھی اونکو خدا کی حفاظت پر بھروسا نہوا اور ہاے واے کرکے زور زور سے روے اور چلاے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ زور زور سے رونا اور ہاے واے کرنا غار مین حضرت ابوبکر رض سے کسیطرح پر ثابت نہین ہی اسواسطے کہ قرآن مجید و فرقان حمید سے فقط حزن کرنا حضرت صدیق رض کا ثابت ہی اگر حضرت صدیق رض غار مین زور زور سے روے اور چلاے ہوتے تو کیا اللہ تعالی جلشانہ کو رونے اور چلانے کی عربی معلوم نہ تھی جو لاتحزن فرمایا اور مقصود اوس سے رونا اور چلانا رکھا اور اوس قصد پر صرف حضرات شیعہ مطلع ہوگئے اور اونہون نے حزن کے معنے رونے اور چلانے کے سمجھے تھے حالانکہ حزن کے معنے نوحہ اور فریاد کے نہین ہین ہان البتہ اپنے طور پر اگر حضرات شیعہ نے حزن کے معنے صرف بغرض طعن کرنے کے رونے اور چلانے کے رکھے ہون تو ہمکو معلوم نہین ورنہ لغات موجود ہین دیکھ لو کہ حزن کے معنے رنج و غم کے ہین نہ رونے اور چلانے کے اور علماے شیعہ نے بھی حزن کے معنے غم کے لکھے ہین چنانچہ تفسیر مفسر کاشانی نے کتاب خلاصۃ المنہج مین یہ ترجمہ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ (چون گفت پیغمبر یار خود را اندوہ مخور) اور نیز علامہ طبرسی نے فرمایا ہی (لا تحزن ای لا تخف) پھر نہین معلوم کہ لاتحزن کے معنے رونے چلانے کے

کمان سے نکالے - صرف اپنے طعن کے کرنیکے خیال سے کہ حضرت ابوبکر رضؓ کو عدم یقین حفاظت خدا اور نیز یہ کہ ابوبکر رضؓ اس غرض سے غار مین روے اور چلاے کہ اونکی آواز کفار سنکر غار مین گھس آوین اور پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرلین حزن کے معنی رونی اور چلانی کے حضرات شیعہ بیان کرتے ہین اور اپنے علمای معتبرین کے اقوال اور تفسیر کو غلط بتاتے ہین - اور جبکہ حزن کے معنے خود اونہین کے علمای معتبرین سے ثبوت کو پہونچے تو پھر نہین معلوم کہ رنج وغم سے کیا گناہ نسبت حضرت ابوبکر رضؓ کے لازم آیا اتنا نہین سمجھتے کہ غم اور خوف خاصۂ بشریت ہے بشر کو ایسے مقامات پر ضرور حزن ہوتا ہی حضرات انبیا اور ایمہ علیہما السلام کو بھی ہوا ہے حالانکہ وہ لوگ معصوم ہین پس معلوم ہوا کہ حزن وخوف کوئی معصیت نہین ہے دیکھیے قرآن مجید مین لکھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے خود اللہ تعالی جلشانہ سے عرض کیا کہ - اَخَافُ اِنْ يَّقْتُلُوْنِ کہ مین ڈرتا ہون کہین فرعون یا اوسکے لشکری مجھی قتل نکر ڈالین تب اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ لَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ یعنے اے موسیٰؑ تو ہرگز خوف نکر تو امن امان مین رہیگا - علمای حضرات شیعہ نے حضرت علی رضؓ کو حضرت موسی علیہ السلام پر اسی وجہ سے فضیلت دی ہے کہ حضرت موسیٰؑ جب مصر سے مدین کو جاتے تھے تو خایف اور ہراسان تھے اور حضرت علی رضؓ ہجرت کی رات مین حسب الحکم پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے بے خوف وخطر بفراغت ودلجمعی تمام پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوتے تھے اگر کچھ بھی خوف ہوتا تو ہرگز اونکو نیند نہ آتی - صاحب تقلیب المکاید جو مذہب شیعہ کے ایک بہت بڑے عالم ہین کیشتاد وہشتم کے جواب مین لکھتے ہین (کہ اگر خوف قتل وقتال نبود پیغمبر خدا چرا مختفی بیرون رفت وحال آنکہ سبب ہجرت فرمودن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم محض خوف قتل بود) اور بہ نسبت خوف حضرت علی رضؓ صاحب تقلیب المکاید یون تحریر فرماتے ہین (تقیہ بجہت خوف ہلاکت جان خود نبود بلکہ بجہت خوف ہتک

عرض وناموسش بود ہ الی قولہ کہ دانستی کہ خوف حضرت امیر المومنین نہ از ہلاکت جان بود بلکہ خوف ہتک عرض وناموس) اسکے سوا جب حضرت موسیٰ وہارون علیہم السلام کو حکم ہوا کہ تم جاکر فرعون کو سمجھاؤ اور اوسکو ایمان کی دعوت کرو تو وہ ڈرے اور کہا رَبَّنَا اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى اے ہمارے رب تحقیق ہم دونون ڈرتی ہین یہ کہ شاید تی کرے فرعون ہم دونون پر یا یہ کہ غلبہ کرے تب اللہ جلشانہ نے یون ارشاد فرماکر اطمینان بخشا (لا تخافا اننی معکما) تم دونون نہ خوف کرو تحقیق مین تم دونون کے ساتھ ہون۔ اسکے علاوہ چند جگہ حضرت موسیٰ ع کو خوف ہوا ہی پہلے پہل جب حضرت موسیٰ ع نے غیب سے آواز سنی کہ انا اللہ تب ڈرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَخَفْ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ پھر جب فرعون کے جادوگرون سے مقابلہ ہوا اور جادوگرون نے اپنے رسیون کو سانپ بناکر دکہا یا حضرت موسیٰ ڈرے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ اوسکی خبر دیتا ہی فاوجس فی نفسہ خیفۃ وہان بہی اللہ تعالیٰ نے خوف دور کرنے کو فرمایا کہ لا تخف انک انت الاعلیٰ اسکے بہی علاوہ اللہ جلشانہ نے حضرت لوط ع سے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ یعنے تو غم نکر ہمنے تجھکو اور تیرے اہل کو نجات دی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہی لَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ یعنے نہ غم کر تو اونکی باتون کا اسکے بہی سوا قران مجید مین اکثر جگہہ پیغمبرون کی نسبت ایسے ہی مضمون آئے ہین جس سے اونکا خوف اور اللہ تعالیٰ جلشانہ کا تسلی دینا ثابت ہی اب ذرا حضرات شیعہ سے کوئی پوچھے کہ پیغمبران علیہم السلام کا خوف طاعت تہا یا معصیت اگر طاعت تہا تو اللہ جلشانہ کا پیغمبرون ع کو طاعت سے منع کرنا ثابت ہوتا ہی اور اگر معصیت تہا تو پیغمبران علیہم السلام کا گنہگار ہونا ثابت ہوتا ہی کہ وہ معصوم ہین جو کچہ حضرات شیعہ اسکا جواب دیوین وہی جواب اس مقام پہ ہماری طرف سے سمجھین۔ بعض علماے شیعہ اسکا یون جواب دیتے ہین کہ جو نہی ابو بکر رض کی شان مین ہی اوسکے ظاہری معنے مراد ہین اور جو نہی

انبیاء کی شان مین ہی اوس سے ظاہری مراد نہین ہی چنانچہ قاضی نور اللہ صاحب
شستری نے مجالس المومنین مین بجواب تقریر ابو الحسن خیاط رئیس معتزلہ کے لکہا ہے
کہ نبیون کی عصمت عقلی دلیل سے ثابت ہے بدین وجہ جو نہی اونکی شان مین ہے اوسکے
ظاہری معنے مراد نہین ہین اور ابو بکر رض کی عصمت بدلیل عقلی ثابت نہین ہے اسلیئے
جو نہی اونکی شان مین ہے اوس سے ظاہری معنے مراد ہین۔ اور عبارت مجالس
المومنین کی بجنسہ یہ ہے مضمون آن آیات نہی است لیکن انبیاء را از ارتکاب قبیحی
کہ فاعل ان مستحق ذم میشود بواسطۂ دلیل عقلی کہ بر عصمت انبیاء و اجتناب ایشان از
گناہان قائم گشت موجب عدول از ظاہر شدہ از ظواہر آن آیات عدول میکنیم و
ہرگاہ اتفاق حاصل باشد و آنکہ ابو بکر معصوم نبود واجب است کہ اجراء نہی کہ در
شان آن واقع شدہ بر ظاہر آن کہ قبح حال ابو بکر است بماند۔ یہ تحریر و تقریر اونکی سخت
تعجب خیز ہے کہ صرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حزن و غم و خوف کو گناہ مین
داخل کرنیکے غرض سے تمام انبیاء و معصومین علیہم السلام کے نسبت داغ معصیت
لگایا جاتا ہے اور الفاظ خوف کو اونکے حقیقی اور ظاہری معنے سے بلا ضرورت عدول
کرنا پڑتا ہے اور بسبب کمال دشمنی کے جو حضرات شیعہ کو جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے ساتھ ہے یہ بھی نہین سمجھائی دیتا کہ قرآن مجید مین تو جابجا الفاظ خوف کے بہ نسبت
انبیاء علیہم السلام کے وارد ہین اور مفسرین نے اوسکے ظاہری معنے مراد لئے ہین اور
کسی نے خوف کو گناہ اور معصیت مین نہین گنا صرف مصنف مجالس المومنین کے
کہنے سے کیا ہو سکتا ہے کلام اللہ خواہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین خوف دور
کرنیکو جو الفاظ لا تخف یا لا تحزن بنظر تسلی و تشفی مذکور ہین اونکو اوس نہی کے قبیل
سے سمجھنا جو گناہ کرنے سے منع کے لئے مستعمل ہوتا ہے سخت نادانی اور غلط فہمی ہے
نہین تو اگر یہ امر تسلیم کر لیا جاوے کہ جہان کہین لفظ لا کا جو حرف نہی ہے مستعمل ہے

اوس جگہہ گناہ سے نہی مراد ہو یا یہ تسلیم کیا جاوی کہ جہان کہین کسی شئی کی نہی بیان ہو
اوس سے اوسکا وقوع بہی ضروری سمجہا جاوی تو اس صورت مین بے شمار اعتراض
ایمہ کرام علیہم السلام پر وارد ہونگے کہ پہر سوای عصمت ایمہ کے دوسرا جواب حضرات
شیعہ سے نہ بن پڑیگا۔ مثلاً علل الشرایع مین لکہا ہے کہ پیغمبر خدا صلعم حضرت علی سے
فرماتے تہی کہ یا علی لا تتکلم عند الجماع ولا تنظر الی فرج امراتک ولا تجامع امراتک
بشہوۃ امراۃ غیرک یعنے ای علی نہ کلام کر وقت جماع کے اور نہ دیکہہ اپنے عورت کی شرم گاہ کو اور
نہ جماع کر اپنے عورت سے اور کسی عورت کی شہوت پر پس اس جگہہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے
کہ حضرت علی علیہ السلام ان افعال کے مرتکب تہے یا نہ تہے اگر یہ کام نہ کرتے تہے تو وہ
قاعدہ باطل ہوا جاتا ہے کہ جہان کسی شئے کی نہی بیان ہو اوس سے اوسکا وقوع بہی
ضرور سمجہا جاوی اور اگر کرتے تہے تو آیا یہ فعل طاعت تہا یا معصیت اگر طاعت
تہا تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعت سے کیون منع کیا اور اگر گناہ تہا تو امام معصوم
کا گنہگار ہونا ثابت ہوا۔ اگر کوئی صاحب اسکا یہ جواب دین کہ چونکہ امام معصوم ہوتے ہین
لہذا اگرچہ یہ نہی عن المعصیت ہے مگر ہم اوسکے ظاہری معنے سے عدول کرتے ہین تو بمجبوری
ہم بہی یہ کہینگے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہی محفوظ تہے بدین وجہ نہی لا تحزن ان اللہ
معنا کے ظاہری معنے سے ہم بہی عدول کرتے ہین ۔ حاصل کلام قرآن مجید کے آیات اور
احادیث اور اقوال علمای حضرات شیعہ سے بخوبی یہ ثابت ہے کہ حضرت لوط اور نیز حضرت
موسی ایسے نبی کہ اللہ جل شانہ سے باتین کرتے تہے اور حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
جو محبوب خدا اور باعث ایجاد عالم تہے اور حضرت مرتضی امیر المومنین اسد اللہ الغالب
علی ابن ابی طالب سے امام جو خدا کے شیر اور باعتقاد حضرات شیعہ جملہ پیغمبرون سے افضل
تہے مگر ان سب کو خواص بشریت کی وجہ سے قتل وقتال اور عزت اور آبرو کا خوف اور
لاحق حال تہا تو بیچارے ابوبکر رض کو بہی کہ جو نہ نبی تہے اور نہ رسول نہ شیر خدا تہے اور نہ

وصی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نہ اونکے اختیار مین موت اور نہ زندگی تہی نہ فرشتے اونکے فرمان بردار تہے نہ کان و مایکون کا اونکو علم حاصل تہا نہ اونکو اسنی ہزار جن کے قتل کر دینے کی قوت اور طاقت حاصل ہتی اگر خوف اور ڈر ہوا تو کون سے تعجب کی بات ہی ہزار حیرت اور صد ہزار تعجب کی تو یہ بات ہے کہ موافق اصول اور عقاید حضرات شیعہ کے یہ بات ثابت ہے بلکہ ہر ایک شیعہ کا یہی عقیدہ ہے کہ تمام ایمہ کرام از امام اول تا امام مہدی علیہ السلام امام آخر الزمان سب تقیہ کرتے رہے کوی بہی ایمہ اثنا عشر سے ایسا نہین ہوا کہ جسنی ایک لحہ بہی خوف سے مہلت پای ہو آخر تقیہ کی بنا تو یہی خوف ہے اور وہ جزو اعظم ایمان کا قرار دیا گیا ہے اَلتَّقِیَّۃُ دِیْنِیْ وَدِیْنُ آبَائِیْ امامت کا کلمہ مقرر کیا گیا ہے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی وجہ اختفا بہی یہی خوف دشمنان قرار پای ہی حالانکہ حضرات ایمہ علیہم السلام کے اختیار مین موت اور حیات جب تک چاہین زندہ رہین بلکہ بعض حی لا یموت بہی ہین ملائکہ اونکے حکم مین ہین جو چاہین کر گذرین نگاہ مین وہ تاثیر رکہتے ہین کہ اگر بنظر قہر نگاہ گرم پہاڑ کو دیکہین تو وہ پانی ہو کر بہہ جاوی پہٹ جاوے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر روی کے گالے کیطرح اوڑجاوے بازو مین وہ قوت ہے کہ اگر ایک ہاتہ اوٹہا کر ذرا سا اشارہ کر دین تو اسنی ہزار جن ایک دم سے قتل ہو جاوین علم ایسا کہ جو کچہہ ہو گیا اور ہونے والا ہے سب سے مطلع و آگاہ معجزات کی وہ کیفیت کہ اللہ اللہ ادنی یہ کہ اگر عصای مبارک ہاتہ سے زمین پر گرا دین تو فوراً اژدہا ہو جاوے اگر منافقین اور کفار کے طرف اشارہ کرین تو ایک دم مین سب کو لقمہ دہن کر جای باوجود ایسی قوت اور قدرت اور طاقت اور اعجاز کے پہر بہی تمام عمر خوف اور ہراس مین ہین یہان تک خوف کا اثر ہو کہ امامت تک کا اپنی دعوی نکر سکین بخوف جان و ابرو کسی سے سچ بات بہی نہ کہہ اگر اپنے کسی اخص الخواص سے کوی راز کی بات بہی کہنے کو ہون تو پہلے ایدہر اودہر دیکہہ بہال کر کے کیواڑہ اور دروازہ بند کر لین تب چپکے چپکے ڈرتے ڈرتے

اپنے شاگردون کو تعلیم علوم دینی کی دیوین اگر ایک بہی ناصبی سامنے آجاوی تو بس انکار کرجاوین اپنے خاص شاگردون اور مخلص دوستون پر لعنت اور تبرا کرنے لگین تب بہی حضرات شیعہ اونکے خوف وہراس کا کچہہ بہی طعنہ زنی نکرین اور نہ اونکی امامت اور فضیلت مین کوئی شبہ کرین بلکہ اونکے خوف کو بہترین عبادت سے سمجہین اور ائیمہ کرام علیہم السلام کے تقیہ کو دین سمجہین اور حضرت ابوبکر صدیق رض عاشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک شب کے خوف پر کہ وہ بہی بسبب ایذا پہونچنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے تہا اسقدر موشگافیان اور زبان درازیان کرین کہ معاذ اللہ حضرت صدیق اکبر رض کے خوف وہراس کو اونکے کفر ونفاق کی دلیل سمجہین حالانکہ ابوبکر صدیق رض نے جیسے چاری صرف صحابی اور عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہے نہ اونکے اختیار مین موت تہی نہ زندگی نہ ملائکہ اونکے تابعدار تہے اور نہ ماضی اور مستقبل کا اونکو علم تہا نہ انتی ہزار جن کے قتل کی قدرت رکہتے تہے پہر نہین معلوم کہ حضرات شیعہ حضرات ایمہ اور حضرت ابوبکر صدیق رض کے خوف مین کیا فرق نکالتے ہین کہ ایک ہی خوف ائیمہ کرام علیہ السلام کے حق مین فضیلت ہوا اور وہی صرف حضرت ابوبکر صدیق رض کے حق مین نقص وعیب پس سوای تعصب اور عناد کے اور کیا خیال مین آسکتا ہے۔ اگر کوئی شیعہ صاحب زکی الطبع یہ ارشاد فرماوین کہ اچہا ہمنے مانا کہ خوف گناہ نہین ہے اور یہ بہی مانا کہ لاتحزن تسلی کا کلمہ ہے لیکن یہ بہی تو ثابت ہوا کہ ابوبکر رض کو کامل یقین پیغمبر صاحب کے وعدے پر اور خدا کی حفاظت پر نہ تہا ورنہ کسطرح اونکو خوف ہوتا اسکا جواب تو بہت ہی صاف ہی وہ یہ کہ خود حضرات شیعہ کا اقرار ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بار بار ابوبکر رض پر خفا ہوتے تہے اور فرماتے تہے کہ چپ رہو راز کو فاش نہ کرو اور ابوبکر رض نہ مانتے تہے۔ یہ بات تو مثل حضرات شیعہ کے ہر ایک ملحد کہہ سکتا ہے کہ پیغمبر صاحب کو بہی خدا کے وعدہ پر اور اوسکی حفاظت پر یقین نہ تہا نہین تو پیغمبر صاحب کو افشای راز کرنے سے کچہہ گہبراہٹ

نہوتی اور بار بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افشای راز کرنے پر خفا ہوتے کیونکہ جب اللہ کی حفاظت پر بہروسا اور یقین کامل ہوتا تو افشای راز کیا نقصان پہونچا سکتا تھا جو جواب حضرات شیعہ اوس ملحد کو دیوین وہی جواب ہماری طرفسی بھی قبول فرماوین ذرا بھی غور کیا جاوے تو معلوم ہوجاویگا کہ موافق قواعد وعقاید حضرات شیعہ کے حضرت ابوبکر صدیق رض کے نسبت حزن وخوف کا اطلاق ہو ہی نہین سکتا کیونکہ حضرات شیعہ حضرت صدیق رض کے حزن اور خوف کا اقرار کرین تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت صدیق رض کو اپنے جان کا خواہ اپنے اوپر تکلیف پہونچنیکا خوف تھا یا پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا اور مصیبت کا اگر اپنی جان کا خوف تھا تو پہر یہ قول شیعون کا کہ وہ دشمنون سے ملے تھے اور راز فاش کرنا چاہتے تھے باطل ہی کیونکہ یہ بات تو بہت ہی صاف ہے کہ اگر وہ کفار سے ملے ہوتے تو پہر اونکو کفار سے خوف وڈر کیسا۔ اور اگر کفار سے ملے نہ تھے بلکہ اونکو کفار سے خوف ایذا اور ہلاکت کا اپنی ذات پر تھا تو اس سے دو باتین ثابت ہین ایک یہ کہ حضرت ابوبکر رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاے تھے اور اونکے رفیق تھے اسوجہ سے کفار اونسے ایسی دشمنی رکہتے تھے کہ اگر پاوین تو قتل کر ڈالین اور یہی ہمارا مدعا تہا وہ ثابت ہوا دوسری یہ کہ یہ گمان حضرات شیعہ کا کہ ابوبکر صدیق رض کا ارادہ راز فاش کرنیکا تہا بالکل غلط اور باطل ہے کبہی اونکا ارادہ راز فاش کرنیکا نہ تہا اسوجہ سے کہ جن لوگون سے خود حضرت ابوبکر رض کو خوف تہا اور جنکے ڈر سے غار مین جا چھپے تھے اونہین پر اپنا راز ظاہر کرتے اور خواہ مخواہ اپنے کو معرض ہلاکت مین ڈالتے پس یہ قول عقلای شیعہ کا کہ حضرت ابوبکر رض کو اپنی جان اور ایذا کا خوف تہا یا یہ کہ افشای راز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مدنظر رکہتے تھے سراسر باطل ہوگیا اب رہی یہ بات کہ ابوبکر رض کو پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدمہ پہونچنے کا ڈر تہا تو یہ خوف ہزارون درجہ اطمینان سے بہتر ہے اور ایسے عیب پہ ہزار ہنر قربان ہین حضرات شیعہ ایسے خوف کو اگر گناہ خواہ کفر سمجہین تو سمجہا کرین اہل ایمان مجہکو تو

سکے نزدیک تو یہ ہزار ایمان اور بے شمار سچی عبادت سے بہتر ہے بلکہ یہی خوف تو درحقیقت
حضرت صدیق اکبر رضہ کی صدیقیت کا باعث ہے اگرچہ حضرت صدیق رضہ کو حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی جان اور حفاظت پر یقین کامل تہا مگر جب حضرت صدیق رضہ
نے دیکہا کہ شاہ کونین اور سلطان دارین ایک تنگ و تاریک غار مین پوشیدہ ہے جس کا
مقام عرش و کرسی ہے وہ ایک نامناسب اور تنگ جگہہ مین رونق افزا ہے پس یہی حالت
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عاشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل بیتاب کے پارہ پارہ کرنیکو
کافی تہی اسی سے دل اونکا ٹکڑے ٹکڑے تہا اور نہایت بے چین ہتے چنانچہ حضرت ابوبکر عاشق
صادق یار موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اول غار مین خود جانا اور اپنے قبا کو چاک
کرکے سب سوراخون کا بند کرنا اور پہر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر غار کے لیجانا اور
اپنی زانو پر سلانا معہ دیگر معاملات جان نثاری سب اسی پر دال اور شاہد ہین پہر ایسی نازک
وقت اور در دخیز حالت مین جب حضرت صدیق رضہ نے کفار کو در غار پر دیکہا ہوگا تو بخیال
ایذای پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو کچہہ صدمات اونکے دل بیقرار پر ہوی ہونگے اوسکو
وہ ہی خوب جانتے ہونگے یا وہ عاشق صادق مجبور جان سکتا ہے جسکا معشوق محبوب
اوسکے سامنے کسی ایذا و تکلیف مین مبتلا ہوا ہوا اور دشمن روسیاہ اوسکے اوپر حملہ آور
ہوئی ہون اوسوقت کوی اوس عاشق مسکین بیچارہ کی حالت دیکہی کہ اوسوقت اوسکو
اضطراب ہوتا ہے یا وہ چپ چاپ اطمینان سے مزہ سے بیٹہا رہتا ہے حضرات شیعہ بہی
ضرور اسکو ایسا ہی سمجہتے ہونگے مگر کیا کرین مجبور ہین اگر اسکا اقرار کرین تو حضرت صدیق
اکبر رضہ کی صدیقیت کا اقرار کرنا پڑے اور اگر اونکی صدیقیت کا اقرار کرین تو مذہب ہی
ہاتہہ سے جاتا ہے اور اس سرے سے اوس سرے تک سب جہوٹے ٹہرین مجبورانہ کچہہ ڈہنگی
باتین بنا کر جان بچاتے ہین اور نافہمون کو سمہاتے ہین چوتہا اعتراض یہی کہ اصحابہ
سے کوی فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی ثابت نہین اسلیئے کہ قرآن مین اللہ نے

کافر کو مومن کا صاحب کہا ہے جیسا کہ یہ اعتراض اوپر مصرح بیان ہوا ہے۔ اوسکا جواب یہ ہے کہ بے شک اللہ جلشانہ نے آیۂ فقال الصاحبہ وہو یحاورہ مین کافر کو صاحب مومن کا فرمایا مگر اوسیوقت اوس کافر کی اہانت بھی کردی کہ جس سے معلوم ہوگیا کہ وہ کافر ہے فرمادیا کہ اَکَفَرْتَ بِالَّذِیْ خَلَقَکَ مِنْ تُرَابٍ اور اس جگہ جو حضرت صدیق رض کو صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا تو اوسکے ساتھہ ہی وہ کلمے بھی فرمائی جو محبت اور تسلی پر دلالت کرتے ہین اپنے پیغمبر کیطرف فرمایا لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا یعنے نہ غمگین ہو خدا ہماری ساتھ ہے پس دونون آیتون مین جو مناسبت ہے اوسے ادنی ذی علم بھی سمجھ سکتا ہے اور دوسرے ایتہ کا یہ جواب ہے کہ صاحبی السجن مین لفظ صاحب کا سجن کیطرف مضاف ہے نہ حضرت یوسفؑ کیطرف اور آیۂ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ مین لفظ صاحب کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف مضاف ہے رہا ایمان لانا حضرت ابوبکر رض کا بروایات معتبرۂ اہل تشیع کے ثابت ہے چنانچہ مجالس المومنین مین قاضی نور اللہ شوستری نے یہ لکھا ہے کہ۔ خالد بن سعید از سابقین اولین بودہ اسلام او مقدم بر اسلام ابوبکر بودہ بلکہ ابوبکر ببرکت خوابی کہ او دیدہ بود مسلمان شدہ بود و بالجملہ سبب اسلام خالد آن بود کہ در خواب دیدہ بود کہ بر کنار آتشی افروختہ استادہ است و پدر او میخواہد کہ او را در آتش اندازد کہ ناگاہ رسالت پناہ گریبان او گرفتہ بجانب خود کشید و باو گفت کہ بجانب من بیا تا بہ آتش نیفتی خالد ازین خواب ہولناک بیدار شدہ قسم یاد کرد کہ این خواب من صحیح ست و آنگاہ متوجہ خدمت حضرت رسالت گردید و در راہ ابوبکر باو ملاقات نمود و از حال او پرسید خالد صورت واقعہ را باو بیان نمود ابوبکر نیز باو موافقت کرد و بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدند و بشرف اسلام فایز گردیدند انتہی عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ اگرچہ اہل تشیع نے یہ بندش اس غرض سے باندہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رض کے ایمان و اسلام کو بے وقعت کرین مگر بفضلہ تعالی اس سے بہت کچھ فضیلت اور صدیقیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ثابت ہوگئی روایت مذکورہ

خاص نور اللہ شوستری کے دیکھنے والون سے انصاف طلب ہی وہ خود انصاف کرینگے کہ جو شخص اسلام کی سچائی پر بالہام غیبی یقین لایا ہو اور اللہ جلشانہ نے اوسکو بذریعہ رویاے صادقہ کے ایمان کی طرف راغب کیا ہو کیا اوسکی نسبت اہل اسلام کی زبان سے کچہہ نکل سکتا ہی اوسکی شان مین کسیکے منہہ سے نکل سکتا ہی کہ وہ بے بہرہ ایمان سے تہا مگر ہان وہ شخص کہہ سکتا ہی جو خود ایمان سے بے بہرہ ہو اور تماشا دیکھیئے کہ قاضی نور اللہ شوستری ملقب بشہید ثالث تو مجالس المومنین مین فرماتے ہین کہ ابو بکر ببرکت خوابیکہ او دیدہ بود مسلمان شدہ بود اور مجتہد صاحب یہ فقرہ زیب تحریر فرماتے ہین خدا ورسول سے نہین شرماتے ہین کہ (خلیفۂ اول از اول امر از ایمان بہرہ نداشت) باتفاق من العلماء الامامیہ اب قاضی صاحب کے اوس فقرے کو کہ (ابو بکر ببرکت خوابیکہ او دیدہ بود مسلمان شدہ بود مجتہد صاحب کے اس فقرے سے کہ (خلیفۂ اول از اول امر از ایمان بہرہ نداشت) سے ذرا ملاے اور انصاف کیجیے کہ ان دونون مین کون سچا ہی مگر کیا کرین کہ بوجہ کمال عداوت وعناد و بمصداق وعلی ابصارہم غشاوۃ کچہہ سوجہائی بوجہائی نہین دیتا ورنہ ایسے صدیق کے ایمان سے کہ جسکی صدیقیت اور افضلیت از جملہ مومنین بعد از انبیاء کتاب اللہ واحادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم واقوال ائمہ علیہم السلام سے ثابت ہی اور نیز علماء مجتہدین حضرات امامیہ کے یہ بات ثابت ہی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بذریعہ رویاء صادقہ کے مسلمان ہوئے پس کمال ہی تعجب کی بات ہی کہ جسپر اللہ جلشانہ نے رویاے صادقہ کے ذریعے سے ایمان کی حقیقت کہولی ہو ایسے شخص کے ایمان سے انکار کیا جاوے اور اگر کوئی صاحب یہ فرماوین کہ وہ دونون اپنے قول مین سچے ہین اسلیے کہ قاضی نور اللہ صاحب نے اسلام کا اقرار کیا ہی اور مجتہد صاحب ایمان سے انکار کرتے ہین یہ دونون باتین علٰحدہ علٰحدہ ہین اوسکا جواب بچند طرح دیا جاتا ہے اول یہ کہ اس مقام پر ہمکو یہی ثابت کرنا ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت کو

دل سے سچ جانکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت الی الاسلام کو دل سے قبول کیا مجتہد صاحب اس کا جو نام چاہین رکھین ایمان یا اسلام سو یہ بفضل وکرم خداے پاک و بمعجزہ اصحاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقرار قاضی نور اللہ صاحب شوستری کے ثابت ہو گیا مجتہد صاحب نے باین نظر اسلام اور ایمان مین فرق کیا ہے کہ ایمان سے مراد تصدیق بالجنان ہی اور اسلام سے اقرار باللسان ہے اور ایمان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس وجہ سے انکار کیا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغمبر صاحب کی نبوت پر مرتبہ تصدیق قلبی حاصل نہ تہا تو اونکی تردید اور تکذیب کے واسطے اونھین کے عالم علامۂ قاضی نور اللہ شوستری کا اقرار کافی ووافی ہی وہ اقرار یہ ہے کہ (ابوبکر ببرکت خوابیکہ او دیدہ بود مسلمان شدہ بود) ظاہر ہے کہ جب خالد رضی اللہ عنہ کے خواب نے دل مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تاثیر بخشی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دل سے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تب تو مسلمان ہوئے دوسرے یہ کہ اچھا ہمنے تسلیم کیا کہ ایمان اور اسلام مین فرق ہے اور قاضی صاحب کی روایت سے فقط اسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ثابت ہوتا ہے نہ ایمان لیکن مجتہد صاحب و دیگر علماے شیعہ اسکو کیا کرینگے کہ ایمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام کے اقرار سے ثابت ہے وہ یہ کہ علامۂ حلی نے شرح تجرید مین لکھا ہے کہ قال علی عَلَیْہِ السَّلَامُ یَوْمًا عَلَی الْمِنْبَرِ اَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ اَنَا الْفَارُوْقُ الْاَعْظَمُ اَسْلَمْتُ قَبْلَ اَنْ اَسْلَمَ اَبُوْبَکْرٍ وَّاٰمَنْتُ قَبْلَ اَنْ اٰمَنَ فرمایا علی علیہ السلام نے ایکدن منبر پر کہ مین ہون صدیق اکبر اور مین ہون فاروق اعظم اسلام لایا مین پہلے اس سے کہ اسلام لاے ابوبکر اور ایمان لایا مین قبل اس کے کہ ایمان لاے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صاف صاف ہی کہ اب آپ ہی لوگون کے ہاتہ انصاف ہی دیکھیے کہ علامۂ حلی نے اسلام اور ایمان دونون حضرت علی علیہ السلام کی زبان سے ثابت کر دیے - اگر قاضی صاحب کی قول سے مجتہد صاحب کا قول باطل ہوا تہا تو اب حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کے قول سے مجتہد صاحب کا وہ قول کہ (خلیفۂ اول از ایمان بہرہ نداشت) کیسا کچھ باطل ہو گیا بلکہ اس روایت سے ایک بھی

بات ثابت ہوئی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اسلام اور ایمان کی وہ عزت اور شہرت
تھی کہ حضرت علی علیہ السلام نے فخریہ بیان کیا کہ مین اون سے بھی پہلے ایمان اور اسلام
لایا ہون اگر معاذ اللہ منہا حسب اقوال حضرات شیعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منافق
ہوتے یا بالطمع دنیا ایمان لائے ہوتے اور ایمان اور اسلام مین کامل نہوتے تو
حضرت علی کرم اللہ وجہ اون سے پیشتر ایمان لانے پر فخر نکرتے بفضلہ تعالے ان
روایات سے اسلام اور ایمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بخوبی ثابت ہوگیا
اور لِصَاحِبِہٖ کے لفظ سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابیت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی بھی بنص قرآن مجید ثابت ہوگئی تو جو فضائل اور مراتب اصحاب رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین اور علماے شیعہ اوسکو مانتے ہین اوسکے مستحق اور
مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ٹھہرے پس باوجود ثبوت صحابیت
اور افضلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ از نص قرآن جو کوئی اونکے اصحابی
ہونے سے انکار کرے وہ بلاشک منکر نص قرآن ہی اور منکر نص قرآن کے لیے
جو حکم ہے اوسکو سب جانتے ہین - پانچوان اعتراض یہ ہی کہ خداے تعالے نے
اپنی تسلی نبی پر نازل کی ہی نہ ابوبکر رضہ پر اوسکا جواب یہ ہی کہ اگر یہ تسلیم نہ کیا جاوے کہ
خدا نے اپنی تسلی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر نازل فرمائی اور علیہ کی ضمیر حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف راجع نہ سمجھی جاوے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
راجع سمجھی جاوے تو آیت شریف کے معنی یون ہونگے (کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کو خوف و اضطراب ہوا تب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کچھ غم نکرو خدا تمہارے
ساتھ ہی پس خدا نے اپنی تسلی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی پس ہم نہین
سمجھ سکتے کہ اس عبارت بے جوڑ پر کس شخص کو تعجب اور ہنسی لاحق حال نہوگی
کہ خوف اور اضطراب تو ہو حضرت ابوبکر صدیق کو اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

اونکی تشفی کرین اور خدا کی تسلی نازل ہو۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اگر کوئی کہے کہ پیغمبر صاحب کو بھی خوف تھا تو اوسکا یہ جواب ہی کہ خوف ہے کے باعث تو حضرات شیعہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مطعون کرتے ہین پھر اوسی خوف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کس منہہ سے منسوب کرتے ہین۔ خیر اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مخوف ہونا تسلیم بھی کر لیا جاوے اور یہ بھی جان لیا جاوے کہ حضرت پر تسلی کا نزول ہوا تب یہ آیت قابل اصلاح معلوم ہوتی ہے یعنی بجائے اِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ کے یون معنے ہونا چاہیے فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ یعنی پس نازل کی اللہ نے اپنی تسلی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پس فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اپنے صاحب کے مت غم کر۔ مگر ہان جو لوگ قرآن مجید مین اکثر جگہہ تحریف لفظی ومعنوی کے عادی ہین۔ اون کے نزدیک یہ امر کچھ دشوار نہین ہے اور یہ بیچارے تو سنت وجماعت ہین اِن کو ایسی ہمت کہان تمام دنیا کے قرآن مجید ایک سے پائے جاتے ہین کہین کمی بیشی کا وجود نہین ایک حرف بھی اوسمین سے نہ نکال سکتے ہین نہ اوسمین کچھہ بڑھا سکتے ہین یہ بے باکی اور جرأت تو حضرات مومنین پاک پر ختم ہی شیر دل ہین نہ خدا سے ڈرتے ہین نہ رسول سے جہان کچھہ پھنس جاتے ہین ہان تقیہ پہ ٹال دیتے ہین چھٹا اعتراض یہ ہی کہ اللہ تعالی جلشانہ نے جہان کہین مومنین پہ تسلی نازل کی ہی تو پہلے رسول پہ نازل کی ہے بعدہ مومنین پر پس اس جگہہ بھی اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اللہ کو تسلی نازل کرنا منظور ہوتا تو پہلے ضرور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرکے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر فرماتا۔ کیونکہ جب کسی جگہہ فقط مومنین پہ تسلی نازل نہین کی گئی تو کیونکر ممکن ہی کہ آیت غار مین بخلاف قاعدہ مقررہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر فقط ابوبکر رضہ پر تسلی نازل کی ہو گی

تو اس آیت سے عدم ایمان ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ثابت ہوا اگر وہ با ایمان ہوتے تو مشمول پیغمبر
کے ضرور خدا اون پر بہی تسلی نازل کرتا۔ اوسکا جواب یہہ ہی کہ چونکہ اہل تشیع مین ابتدائے حدوث
مذہب سے آج تک تو کسی مومن پاک کو حافظ قرآن ہونا پسند ہی نہین ہوا ہی بلکہ شوق تلاوت
قرآن و ذوق ناظرہ خوانی کا بہی مطلق نہین معلوم ہوتا ہی تمام عمر مین وہ ایک مرتبہ بہی
اول سے آخر تک پڑہنے اور دیکہنے کا شاید اتفاق نہین پڑا ہوگا کیونکہ اگر ایک مرتبہ بہی تمامی
قرآن دیکہہ ہی کے پڑہا ہوتا تو ہرگز ہرگز یہہ پوچ اور غلط اعتراض نکیا جاتا اور قاضی
نور اللہ شوشتری بڑے زور اور شور سے نفرماتے کہ (خدائے تعالی ہرگز درہیچ جا سکینہ
بےکے از اہل ایمان باحضرت بودہ انزال سکینہ نہ نمود) اب اون آیات کا نشان ہم
حضرات شیعہ کو دیتے ہین کہ جہان نزول سکینہ تنہا مومنین پر بلا شمول پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کے ہوا ہی چنانچہ سورۃ انا فتحنا مین دو مقام پر اللہ جلشانہ نے تنہا مومنین پر
انزال سکینہ فرمایا ہی جسکو شک ہو وہ سورۂ انا فتحنا کو قرآن مجید منگا کر دیکہ لیوے
چنانچہ پہلے رکوع مین فرماتا ہی هُوَ الَّذِیٓ اَنۡزَلَ السَّكِیۡنَةَ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ لِیَزۡدَادُوۡٓا
اِیۡمَانًا مَّعَ اِیۡمَانِهِمۡ اور پہر تیسرے رکوع مین ارشاد فرماتا ہی اِذۡ یُبَایِعُوۡنَكَ
تَحۡتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ فَاَنۡزَلَ السَّكِیۡنَةَ عَلَیۡهِمۡ پس اے حضرات شیعہ
دس بیس قرآن مجید عرب اور عجم اور ہندوستان اور ایران سے منگا کر ملاؤ بغور ان آیات کو
دیکہو اور پڑہو کسی قرآن مین یہ تو نہین لکہا کہ هو الذی انزل السکینة فی قلب رسوله
وقلوب المومنین یا فانزل السکینة علی رسوله وعلیهم اگر کسی قرآن مین علی رسوله
کا لفظ ہو تو تم سچے اور تمہارے قاضی و مشایخ و علما و مجتہدین سب سچے اور اگر کسی قرآن مین
دنیا بہر کے ایسے موقع پر اس طرح سے سورۂ انا فتحنا مین موجود نہ ہو تو پہر آپ ہی انکی
اور اپنے اکابرین مذکورین کی نسبت کچہہ تجویز مناسب کیجیے سخت افسوس اور حیرت کی
بات تو یہہ ہی کہ صدہا برس سے یہ مباحثہ برپا ہی مگر آجتک کسی نے بہی سورۂ انا فتحنا نکال کر

نہ دیکھا صرف قاضی ہی صاحب کے بھروسہ قابلیت پر فخریہ بحث کرتے رہے مگر کیا کرین کہ تھوڑی لوگ ایسے ملینگے کہ اونکو کلام اللہ کی سورتون کے نام یاد ہونگے اور چند ہی ایسے نکلینگے کہ انکو بعد سورۂ فاتحہ کے انا انزلناہ اور قل ہو اللہ کے سوائے پانچ چار رکوع حفظ ہون باقی سب کے سب قران مجید سے محض بیخبر اور ناواقف پائے جاینگے مگر باوجود اس ناواقفیت اور بیخبری کے شوخی چشم ایسی کہ اہل سنت وجماعت کے مقابلے مین موشگافیان کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ اس گروہ حقہ کے اکثر ونکو ایک ایک لفظ قرآن مجید کا نوک زبان اور ایک ایک حرف منقش دل وجان ہے پس بلحاظ اس ناواقفیت اور بیخبری کے قاضی صاحب اور اونکی اکابرین قابل رحم اور معذوری ہین اور اب اس سے مجبور ہوکر اگر کوئی صاحب تیز طبع یہ فرماوین کہ فانزل اللہ سکینتہ علیہ مین علیہ کی ضمیر اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیجاوے جیسا کہ اہل سنت کہتے ہین تو تخلل فی الضمائر لازم آتا ہے اسلیے کہ یہان پہلے جتنے ضمیرین ہین اخرجہ اور لصاحبہ وغیرہ مین وہ سب رسول کی طرف راجع ہین اور پھر اوسکے آگے وایدہ مین بھی رسول کی طرف راجع ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ بیچ مین ضمیر علیہ کی ابو بکر کی طرف راجع ہو۔ اس کا جواب منجانب اہل سنت وجماعت یہ ہے کہ اول تو حسب قواعد مقررۂ علم صرف ونحو کے ضمیر کو اقرب مذکورات کی طرف رجوع ہونا چاہیے سو قریب تر اس جگہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہین اسلیے کہ لصاحبہ مین اونہین کی طرف اشارہ ہے دوسرے یہ کہ تخلل فی الضمائر قرآن مجید مین اکثر جگہ ہے جس طرح یہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ مین ہے حسب مصرحات بالا جو اعتراض نزول سکینہ کا بہ نسبت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تھا رد ہوگیا اور تشفی کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ہونا بخوبی ثابت ہوگیا اور ان اعتراضونکی سفاہت اور بیہودگی صرف اہل سنت وجماعت ہی کے نزدیک ثابت نہین ہے بلکہ بعض علماء شیعہ بھی ان اعتراضات کی سفاہت اور بیہودگی کے مقر ہین چنانچہ صاحب مجمع البیان طبرسی نے بھی اپنی تفسیر مین لکھا ہے کہ وَقَدْ ذَكَرَتِ الشِّيْعَةُ فِيْ تَخْصِيْصِ النَّبِيِّ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ بِالسَّكِيْنَةِ كَلَامًا رَأَيْنَا الْاِضْرَابَ

عَنْ ذِکْرِہٖ اٰخِرِی لِئَلَّا یَتَسَبَّبْ نَا سِبٌ اِلَیْ شَیْئٍ اگر شیعون نے اس آیت مین علی کو پیغمبر صاحب کے ساتھ مخصوص ہونے پر ایسی باتین لکھی ہین کہ ہم اونکا لکھنا ہی مناسب سمجھے ہین تاکہ کوئی کہنے والا ہمکو بھی کچھ نکہے ۔ بس اس علامہ اہل تشیع کے ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ جو باتین اس باب مین شیعہ کہتے ہین وہ ایسی لچر اور بیہودہ اور پوچ ہین کہ ہمین اونکے بیان کرنے سے شرم آتی ہے اب بفضلہ تعالیٰ جسطرح ان آیات سے وہ فضائل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جن کا اوپر ہمنے دعوی کیا تھا ثابت ہوئے اوسی طرح مخالفین کے اعتراضات کی بیہودگی بھی ظاہر ہوگئی وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

ذکر خلافت افضل البشر بعد الانبیا بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

بارہوین ربیع الاول ۱۱ھ ہجری یکشنبہ کی شام کو مزاج اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیماری لاحقہ سے کسیقدر درست پایا گیا اور آپنے دروازہ حجرے کا کھلوادیا تھا اور باہر کی طرف دیکھتے تھے حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باین خیال کہ آج مزاج اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم درست ہے اپنے مکان چلے گئے اور نیز جو لوگ وہان جمع تھے وہ سب بھی اسی خیال سے کہ مزاج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اچھا ہے چلے گئے تھے کہ دفعتہً حضرت ابوبکر صدیق رضنے خبر انتقال حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سنی اور بعجلت تمام اپنے گھر سے حجرۂ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے کہ اوسی حجرے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی راہ مین روتے آتے تھے اور کہتے تھے وامحمداہ اسی صورت سے مسجد شریف مین پونہچے دیکھا کہ سب لوگ پریشان حال ہین کسیکی طرف ملتفت نہوئے اور نہ کسی سے بات کی سیدہے اندر حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے چلے گئے اور چادر مبارک چہرۂ اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اوٹھائی اور پیشانی نورانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہ بوسہ دیا اور خوب روئے اور کہا وانبیاہ اور پھر بوسہ دیا اور کہا واصفیاہ

اور پہر سر بلند کرکے خوب روئے پہر تقبیل کی اور کہا واخلیلاہ اور کہا کہ میرے مان اور باپ دونون آپ پر قربان خوش اور پاکیزہ اور خوشبودار ہین آپ حالت حیات اور بہی حالت ممات مین روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ رسول اکرم تو اوس سے بزرگ تر ہے کہ تیرا وصف بیان کرین اور تو اوس سے بلند اور بالاتر ہی کہ تجہپر رو وین - اگر ہماری جان ہمارے اختیار مین ہوتے تو ہم ابھی آپ پر سے فدا کر دیتے اور اگر آپنے ہمکو میت پر رونے سے منع نفرمایا ہوتا تو ہم اسقدر روتے کہ ہماری چشمون سے چشمے جاری ہو جاتے اے ہمارے خدا کے برتر تو ہمارا اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پونہچا دے - اور ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوب خدا آپ ہمکو اپنے پروردگار کے پاس یاد فرمائیے غرضکہ جوکچہ حضرت ابو بکر وحضرت عائشہ وحضرت فاطمہ جملہ اہل بیت وجملہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی حالت رنج وبکا قیامت نما کی تہی وہ کب بیان ہو سکتی ہے نہ طاقت اوسکے بیان کی ہی نہ قوت اوسکے سماعت کی پہر نوع حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب حجرۂ شریف سے باہر آئے اہل بیت اور صحابۂ رضوان اللہ کا رنج وبیتابی سے عجیب حال پریشان دیکہا کہ جسکی انتہا نہین بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عجیب حال تہا اور نہایت سراسیمہ وحیران تھے گویا انکی عقل مسلوب ہوگئی تہی اور حواس معطل ہوگئے تھے بعضون کی زبان بند ہوگئی تہی ہوش ونطق باقی نہ تہا حضرت عثمان بن عفانؓ بہی اسی قبیل سے تھے چنانچہ روایت ہی کہ حضرت عمر رضؓ اونکے سامنے سے گذرے اور سلام علیکم کہا اور حضرت عثمان رضؓ نے سلام کرنا سنا بہی مگر کچہہ جواب نہ دیا بعض صحابہ رضؓ جا ماندہ ہوگئے تھے کہ طاقت جنبش کی بہی نرکہتے تھے جیسا کہ حضرت علی مرتضی علیہ السلام اور ان سب مین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نہایت مضبوط اور اثبت ترین تھے باوجود اسکے یہ حال تہا کہ آنکہون سے آنسو بشدت جاری تہی اور ہر وقت آہ ونالہ لبون پر تہا بعضے اسی رنج وغم مین مریض ولاغر ہوکر جان بحق تسلیم ہوگئے بعض نے خدا سے یہ دعا اور

التجا کی کہ خدایا ہمکو نابینا کردے کہ ہمکو دوسرے کے منھ دیکھنے کی طاقت نہین ہے خدا نے اونکی دعا قبول کرلی چنانچہ عبد اللہ بن زید انصاری صاحب روزن اور مستجاب الدعوات تھے اونھون نے بھی خدا سے دعا مانگی کہ بارالہا میری آنکھون سے روشنی دفع کردے اور مجھے نابینا کر کہ بغیر دیکھے تیرے حبیب کے مین نہین رہ سکتا چنانچہ فوراً دعا اونکی مستجاب ہوئی اور وہ نابینا ہوگئے۔ بہت سے ایسے تھے کہ وہ بغیر دیدار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وہان نہین رہ سکے سکونت وہان کی چھوڑدی مدینہ منورہ سے چلے گئے گھربار چھوڑدیا غربت اختیار کی چنانچہ حضرت بلال رضہ بھی وہان سے شام کی طرف چلے گئے چند مہینے گذرے تھے کہ حضرت بلال رضہ نے خواب مین دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اے بلال کیسی جفا تو نے ہمپر کی کہ ہماری زیارت کو نہین آیا چنانچہ آنکھہ نیند سے کہلتے ہی مدینہ منورہ مین روضۂ اطہر پر حاضر ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تو عشق ومحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب حال ہوگیا اختلاف عقل لاحق حال پر ملال اونکے اوس درجہ ہوا کہ فریاد کرتے تھے اور قسم کہاتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہین ہوئی لیکن صعقہ ہوگیا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کو ہوا تہا اور بعض روایت کے بموجب یہ آپکا بیان تہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہین ہوئے بوعدۂ دیدار الٰہی تشریف لے گئے ہین جیسے کہ حضرت موسیٰ تشریف لے گئے تھی اور کہا کہ مین امید رکھتا ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دنیا مین قیام فرمادینگے کہ دست وزبان منافقین کے کٹ جاوین۔ بعض منافقین کہتے تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہوتے تو وفات نہ پاتے عمر رضہ نے جب یہ بات سنی تلوار کھینچکر درمسجد پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ جو کوئی کہیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اوسکو اسی تلوار سے دو ٹکڑے کرونگا اس بات کے سننے سے لوگون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مین شک وشبہہ ہوگیا۔ اسماء بنت عمیس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دونون بازوون مین ہاتھ دیکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ مہر نبوت

مرتفع ہوگئی پھر بموتت آپکی نہین ہی آواز دی کہ اے لوگو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
دنیاسے جوار رحمت خدامین انتقال فرمایا۔ پس حضرت ابوبکر رض جب اندرون خانہ سے باہر آئی
تو دیکھا کہ حضرت عمر رض لوگون مین کہڑے کہہ رہے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہین ہوے
اور آپ فوت نہونگے جب تک نمار ڈالینگے تمام منافقین کو اور منافقون نے اوسوقت بخیال
فوت ہوجانے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اوٹھایا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رض
سے اکر یہ فرمایا کہ بیٹھو عمر ایسا مت کہو مگر اونہون نے عشق کی بیتابی مین نہ سنا پھر فرمایا ای آدمیو
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور آپ جنت الفردوس کو تشریف لیگئی کیا تونے
نہین سنا کہ باری تعالی جلشانہ نے اپنی کتاب بزرگ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب
ہوکر فرمایا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ بے شک تو مرنے والا ہے اور وہ سب مرنے والے
ہین اور فرمایا۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ [1] اوسوقت
حضرت ابوبکر صدیق رض منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آئی جو لوگ وہان جمع تھے وہ سب حضرت
عمر رض کے پاس سے حضرت ابوبکر صدیق رض کیطرف متوجہ ہوی حضرت ابوبکر صدیق رض نے خطبہ
پڑہا اول حمد خدا کی پاک بیان کی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہا اور فرمایا
کہ بتحقیق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی جو کوی کہ خدای واحد کی پرستش کرتا تہا وہ
حی لایموت ہے یعنے زندہ ہے کبہی اوسکو فنا نہین ہے اور پھر یہ آیت قرآن مجید کی پڑہتے ہے وَمَا مُحَمَّدٌ
إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تا آخر یعنے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم صرف خدا کے رسول تہے اونکے پہلے بہت رسول گذر چکے ہین پہر کیا اگر یہ مرجاوین یا مارے جاوین
تو تم پہر جاوگے دین سے اولٹے پیرون الی آخرہ۔ پس لوگون نے یہ آیتین حضرت صدیق رض سے
جب سنین سب لوگون کے دل قرار پکڑ گئے اور یقین ہوگیا کہ بی شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات ہوگئی اور گلی کوچون مین مدینۂ منورہ کے لوگ یہ آیتین پڑہنے لگے یہ معلوم ہوتا تہا کہ
گویا یہ آیتین آج نازل ہوی ہین اوسکے بعد حضرت عمر رض نے بہی خطبہ پڑہا اور فرمایا ای لوگو وہ

[1] اور نہین بنایا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کے واسطے ہمیشہ رہنا پس اگر تو مرگیا تو کیا وہ ہمیشہ رہنے والے ہین ۱۲

بات کہ مینے کل کہی تہی یعنے یہ کہ نہین وفات پائی رسول اللہ علیہ وسلم نے وہ کہنا میرا نہ کتاب اللہ سے تہا نہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلکہ مین اپنے دل مین یہ امید رکہتا تہا کہ زندہ ہوجاوین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تدبیر فرماوین آپ ہمارے دینی کاروبار کی اور دل ہمارا یہ چاہتا تہا کہ ہم آپکے سامنے مرین پس اختیار کیا اللہ جلشانہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو کچہ اوسکو منظور تہا اور جو کچہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے فرمایا وہ سب بموجب کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اوسکو مضبوط پکڑو اور حق جانو تا راہ راست پاؤ اور اسیطرح پر ہدایت فرمائی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نیز ہدایت کیے گئے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا ابونفیر نے یہ قول حضرت عمر رضہ کا بسبب خوف فتنہ منافقین کے تہا جب دیکہا حضرت عمر رضہ نے قوت یقین حضرت صدیق رضہ کو تسکین ہوگئی اونکے قلب کو اور خود فرمایا حضرت عمر رضہ نے قسم ہے اللہ پاک کی یہ آیت صدیق رضہ کی پڑہنے سے اوسوقت خیال مین آئی گویا نہ سنی تہی ہمنے کبہی جب سنی مینے حضرت صدیق رضہ سے یہ آیت تو لرزہ پڑگیا میرے بدن مین اور گر پڑا مین اپنی جگہہ سے ابن عمر رضہ کہتے ہین گویا ہم سب کے دلون پر پردے پڑے تہی حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے خطبہ سے وہ پردہ اوٹہ گیا اور سب نے یقین جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تب اوسوقت سب نے پڑہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اوسکے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضہ تعزیت اور تسلیہ اہل بیت رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی بجا لائی اور اونسے فرمایا کہ کام غسل اور تجہیز و تکفین کا آپ لوگون سے متعلق ہے آپ لوگ یہان قیام کرین اور غسل اور تجہیز و تکفین مین مشغول ہون اور مین ایک بڑے کام مین کہ وہ اہم مہمات دین و دفع وقوع خلاف و نزاع مسلمین اور باعث انتظام والتیام مہام اسلام ہے مشغول ہوتا ہون یعنے امر خلافت مین سے یہ قصہ یون ہے کہ جملہ اہل بیت و اصحاب کبار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین منزل مقدس مین جمع تہے اور دربارہ غسل و تجہیز و تکفین باخود ہا مشورہ کر رہے تہے کہ اوسیوقت مین مغیرہ بن شعبہ رضہ وہان آئی اور حضرت عمر رضہ سے کہا کہ انصار سقیفہ بنی سعد مین جمع ہوئی ہین اور چاہتے ہین کہ سعد بن عبادہ سے بیعت کرین

اور اونہین کو خلافت پر بٹھا دین یہ سنکر حضرت عمر و ابوبکر صدیق رضہ بمعیت حضرت ابوعبیدہ بن جراح
امین الامتہ معہ اکابرین مہاجرین اور اشراف انصار تقیفہ بنی سعد کیطرف روانہ ہوی اور اس خیال
سے کہ ہنگام مرض بوقت استفسار انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا غسل وغیرہ اہل بیت سے متعلق فرمایا
تھا انہین حضرات کو اس کام کے سرانجام کے لئی یہان چھوڑا اور خود اس نظر سے کہ مبادا شریعت احمدی
اور امورات دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مین کوئی خلل اور فتنہ و رخنہ پیدا ہوجاوی جسکا
تدارک مشکل پڑی خیال فرمایا کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی ہے اور بعض مقامات
پر چند عرب مرتد بھی ہوگئے ہین بلکہ اسود عنسی اور طلیحہ بن خویلد مدعی نبوت بھی ہین اور نہایت
وقت نازک ہے اگر ایسے وقت نازک مین درمیان اسلام مہاجرین اور انصار کے اختلاف پڑا
تو سخت حیرانی اور مشکل پڑیگی پس حضرت صدیق رضہ بجمیعت مذکورہ تقیفہ بنی سعد مین جاکر
رونق افروز ہوئی وہان دیکھا کہ ایک شخص تخت پر تکیہ لگاے بیٹھا ہے اور گرداگرد اوسکے انصار
جمع ہین اور اپنے فضایل بیان کررہے ہین اور خلافت کے خواستگار ہین حضرت ابوبکر صدیق رضہ
نے فرمایا کہ اے کہ انصار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلی علیین بدرگاہ رب العالمین
تشریف لیگئے یعنے وفات پائی پس اگر کوئی مسلمانون کا امیر نہوگا تو امورات دینی مین خلل
کلی واقع ہونگے اس صورت مین لازم ہی کہ سردار خلافت کو تجویز کرین سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو فضایل
انصار کو حاصل ہین وہ دوسرے کو نہین ہین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کرکے ہمارے
شہر مین گھر بنایا ہملوگون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نیز اون کے اصحابونکی بخوبی
حفاظت کی کہ دشمنان اسلام شر و ضرر رسانی سے مجبور و مخذول ہوئی اور اللہ و رسول
کے کام مین ہملوگون نے اپنا جان و مال نثار کیا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے انتقال
فرمایا اس صورت مین سزاوار خلافت سوائے انصار کے دوسرا نہین ہوسکتا انصار کی پھر یہ
رائے ہوئی کہ سردست مہاجرین مین سے کوئی خلیفہ مقرر کیا جاوے مگر بعد اوسکے وفات کے پھر
انصار مین سے خلیفہ مقرر ہو اور اسیطرح یہ قاعدہ ہمیشہ جاری رہے بہت گفتگو کے بعد

بشیر نے کہا کہ اے گروہ مہاجرین مِنَّا اَمِیْرٌ وَّ مِنْکُمْ اَمِیْرٌ یعنے ہمارا امیر ہم مین سے اور تمہارا امیر تم مین سے مقرر کیا جاوے حضرت عمر رض نے فرمایا کہ اس مین بڑا فتور پیدا ہوگا لَا یَصْلِحُ سَیْفَانِ فِی غِمْدٍ وَّاحِدٍ دو تلوارین ایک میان مین نہین رہ سکتین حضرت ابوبکر صدیق رض نے فرمایا کہ اے گروہ انصار کے بہلوگون کو تمہارے فضایل و مناقب مین کوئی کلام نہین ہے تمہارے فضایل کا ہر نوع اقرار ہے لیکن قریش کو بھی جو شرف و منزلت عرب مین ہے دوسرے کو نہین ہے اور عرب ہرگز مطیع و تابعدار نہون گے جب تک کہ کوئی قریش سے متصدی اس امر کا نہوگا پس ایسی حالت مین مناسب یون معلوم ہوتا ہے کہ امارت درمیان قریش کے اور وزارت درمیان انصار کے ہو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے انصار کیا تمنے نہین سنا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ وَّلَا یَکُوْنُ ھٰذَا الْاَمْرُ اِلَّا فِیْھِمْ یعنے آخر وقت مین جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تہا کہ قریش کے واسطے بہی کچھ وصیت فرمائی فرمایا کہ امر خلافت خاص قریش کے واسطے ہی اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ وَّلَا یَکُوْنُ ھٰذَا الْاَمْرُ اِلَّا فِیْھِمْ یعنے خلافت سوا ے قریش کے اور کسیکو نہین ہوسکتی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے با خودہا انصار و مہاجرین کی مکالمت دیکھکر جملہ اصحاب کو بوجہ احسن تسکین دی اور فرمایا کہ اے گروہ انصار بخدا ے پاک کہ شب عقبہ مین جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ بیعت کرتے تھے جملہ اول شرایط سے جو لکھتے گئین تہین ایک یہہ بہی تہی کہ امر خلافت اور حکومت مین منازعت اور مخالفت نکرنا اوس شخص کے ساتھہ کہ جو اہل اوس کام کا ہو انصار نے کہا کہ ہان یہ سچ ہے اور پہر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے سعد بن عبادہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تمنے نہین سُنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وُلَاۃُ اس امر کے قریش ہین سعد نے کہا ہان

بے شک اور درست ہے پس زید بن ثابت انصاری کھڑے ہوئے اور کہا کہ رسول خدا صلعم قوم مہاجر سے ہین آپکا خلیفہ نہین ہوسکتا مگر مہاجرین مین سے اور ہم لوگ انصار خدا کی ہین جسطرح پر کہ انصار خدا کے رسول کے تھے لیے انصار بیعت کرو ساتھ مہاجرین کے فرمایا حضرت صدیق رض نے جزاکم اللہ خیرا یعنے تمکو اللہ تعالے جزاے نیک دیوے بعد اوسکے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا پکڑا اور کہا کہ مین ہر ایک کو ان مین سے لائق خلافت کے جانتا ہون عمر رض نے کہا بلکہ ہم لوگ تمسے بیعت کرتے ہین کیونکہ تم ہم لوگون سے بہتر اور برتر ہو اور ہم سب مین سے تم دوستر ین تھے رسول اللہ صلعم کے نزدیک اور سواے تمہارے کون ہے جس مین یہ فضیلتین جمع ہین آیۃ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا م سے معلوم ہوتا ہے اور ہاتھ حضرت ابو بکر رض کا پکڑا اور اون کے ساتھ بیعت کی اور مہاجرین سے کہا کہ بیعت کرو مہاجرین نے بیعت کی اوسکے بعد انصار نے بہی بیعت کی - پوشیدہ نرہے کہ اختلاف انصار اور مہاجرین کا بنابر عادت عرب کے واقع ہوا کہ اون پر کسی غیر قوم کو حاکم نہین کرتے مگر اوس شخص کو کہ اوسی قوم سے ہو اور اوس وجہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا الائمۃ من قریش سے غافل اور ذاہل تھے جب یہہ بات اونکو یاد دلائی گئی اس اختلاف سے باز آئے - اس مقام پر بسبب جیسی بیان کے کہ انصار و مہاجرین کہ باخود یا رکہتے تھے مؤلف تحفۃ الاحباب کو شبہہ ہوا کیونکہ اونہون نے لکہا ہے کہ یہ مخالفت مہاجرین اور انصار کی صریح دلالت ہے اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دربارۂ خلافت نص ثابت نہین ہوی اگر نص ہوی ہوتی تو یہ مخالفت باخود یا مہاجرین اور انصار کے نہوتی اوسکو دلیل پکڑتے - اور دوسرا فقرہ مین جو مؤلف مذکور نے حضرت امیر المؤمنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے بیعت نکرنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حضرت سعید بن عم کو حضرت

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے غبار تھا وہ یا تو مولف مذکور کی بے توجہی اور عدم تحقیق پر مبنی
ہے یا اہل تشیع کا الحاق ہے کیونکہ صفحہ ۳۲ جلد دوم مین صاحب روضۃ الاحباب تحریر
کرتے ہین کہ حدیث صحیح سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت علی مرتضی نے علی روس الاشہاد حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت مع جماعت کثیرہ کے کی ہے جسوقت کہ حضرت ابوبکر صدیق رض
نے اصحاب کو مع حضرت علی رض کے طلب کیا اور خطبہ پڑہا اور کہا کہ مین حضرت علی بن ابی
طالب کو اپنی بیعت پر الزام نہین دیتا اونکو اختیار ہے اور تمکو بہی اختیار ہے کہ اگر سوا ے
میرے دوسرے کسی شخص کو بہتر جانو اور قصد اوسکے بیعت کا کرو پہلا وہ شخص کہ اوس شخص
تجوزہ سے بیعت کری مین ہونگا پس حضرت امیر المومنین علی رض اور جو اشخاص کہ ہمراہ اونکے
تھے سب نے باتفاق یہی کہا کہ سوا ے تمہارے اور کسیکو ہم لایق اور اولی بخلافت
نہین جانتے کیونکہ رسول خدا صلعم نے امر دین مین تمکو اولی وانسب جانا ہے پس کسکی
مجال ہے کہ اوسکے خلاف کرے اور یہ اشارہ طرف امر امامت کے ہے از روضۃ الاحباب
اور بعض کا یہ قول ہے کہ تاخیر اور عدم حضور علی مرتضی رض بوجہ اشتغال تجہیز و تکفین انحضرت
صلعم کے تھا اور جو لوگ کہتے ہین کہ چھ مہینے تک بیعت مین توقف کیا بعد از فوت حضرت
فاطمہ زہرا رض کے بیعت کے محض غلاف ہے صحیح یہ ہے کہ اوسی روز کے آخر یا دوسرے
روز بیعت شیر خدا کے ساتھ حضرت ابوبکر رض کے بخوشنودی اور رضامندی تمام واقع
ہوئی اور یہ امر بہی قابل غور ہے کہ حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ ہمیشہ مطیع و منقاد امر حضرت
ابوبکر صدیق رض رہے اور نماز جمعہ وعیدین وفرض باقتدا حضرت ابوبکر صدیق رض کے گذارتے
تھے ظاہر ہے کہ اگر حضرت علی رض حضرت ابوبکر رض کو مستحق خلافت نہ سمجھتے اور اونکو ظالم و
غاصب جانتے تو کیونکر ممکن تھا کہ باوجود شیر خدا ہونے کے اونکی اتباع کرتے اور تا مدت
خلافت کسی قسم کا خلاف نکرتے کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی صَاحِبِ الذِّهْنِ السَّلِیْمِ وَالْعَقْلِ الْمُسْتَقِیْمِ
فَافْهَمْ هٰذَا الْمَقَامَ لِاَنَّهٗ مَزِلَّةُ الْاَقْدَامِ اب اگر یہ دریافت کیا جاے کہ مہاجرین انصار

از روضۃ الاحباب جلد ۲ صفحہ ۳۲

بلکہ جملہ اصحاب کبار نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کی خلافت کسوجہ سے اتفاق کیا تو مین عرض کرتا ہون کہ ایام مرض شریف انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ونیز غیر مرض مین انحضرت صلعم نے بخصوصیت وتاکید حضرت صدیق رضہ کی تقدیم وامامت نماز کے لئے حکم محکم فرمایا اور امامت حضرت صدیق رضہ پر قرار پائی لہذا حضرت ابوبکر رضہ کی خلافت پر اجماع امت منعقد ہوا تفصیل اوسکی یہ ہی کہ ایام مرض مین انحضرت صلعم لوگونکو نماز پڑہاتے رہے مگر جب تین روز رہے اور بعض کے نزدیک سترہ نمازین اور جب عشا کی اذان کہی گئی تو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکم کرو ابوبکر رضہ کو نماز پڑہے لوگون کے ساتھہ اور امامت کرے لوگون کی

تعین فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر صدیق رضہ کو اپنے مرض موت مین واسطے امامت نماز کے

حدیث صحیح مین آیا ہی کہ غسل کیا انحضرت صلعم نے سات قریہ سے کہ مہر اونکا بندہا تھا پس آئی بلال رضہ اور اعلام کیا انحضرت صلعم کو جسطرح عادت واسطے نماز کی کہ بعد اذان شریف پر تکبیر نماز کیواسطے اعلام کیا کرتے تھے پس فرمایا انحضرت صلعم نے حکم کرو ابوبکر رضہ کو کہ بامامت خود لوگون کو نماز پڑہا دین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا باپ نہایت رقیق القلب ہے اور اندوہناک نرم دل جب کھڑے ہونگے مسجد مین آپکی جگہ تو نہین پڑہا سکینگے نماز لوگون کو اگر عمر رضہ کو فرمائے تو یہ کام ہو سکتا ہے اس کہنے کے بعد پہر فرمایا انحضرت صلعم نے کہ حکم کرو ابوبکر رضہ کو کہ لوگون کو نماز پڑہا دین پیش امامی کرکے پھر کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہ تم کہو انحضرت صلعم سے کہ یا رسول اللہ ابوبکر مرد نرم دل ہے جب وہ کھڑے ہونگے آپ کی جگہ پر تو نہ پڑھا سکینگے نماز پس فرمایا انحضرت صلعم نے اے گروہ زنان تم صواحب یوسف عم کی باز رکھتے ہو مجھکو حق سے جیسا باز رکھتی تھین عورتین یوسف عم کو حکم کرو ابوبکر رضہ کو کہ نماز پڑھا دین جب کھڑے ہوے نماز پڑہانے کو ابوبکر رضہ تو کسیقدر انحضرت صلعم کو ارام معلوم ہوا پس دو آدمیونکے

مدد سے آپ تشریف لائے مسجد مین ایسی حالت سے کہ پاہای مبارک زمین پر خط کھینچتے آتے
تھے یہان تک کہ پہونچے مسجد شریف مین جب حضرت صدیق رضہ کو آپکا تشریف لانا معلوم
ہوا تو ارادہ پیچھے ہٹنے کا کیا مگر اشارہ فرمایا انحضرت صلعم نے کہ اپنے حال پر رہو پس بیٹھے
آنحضرت صلعم بائین طرف حضرت صدیق رضہ کے اور حضرت صدیق رضہ کھڑے تھے اقتدا
کے حضرت صدیق نے انحضرت صلعم کی اور اقتدا کے جملہ مقتدیون نے حضرت صدیق کی
اور بعض روایت مین آیا ہے کہ ابو بکر رضہ امام تھے اور حضرت صلعم مقتدی اور ایک روایت
مین ہے کہ اذان کہی بلال رضہ نے اور در دولت نبوی صلعم پر کھڑے ہوکر کہا السلام
علیک یا رسول اللہ رحمت کرے تم پر اللہ تعالے پس فرمایا انحضرت صلعم نے کہدوای
بلال ابو بکر رضہ کو کہ نماز پڑہا دین لوگون کو پس باہر آئے بلال پیٹتے اور فریاد کرتے فریاد ہی
فریاد کہ قطع ہو گئی ہماری امیدین اور ٹوٹ گئے ہماری پشت کاش کے ہماری مان نے
ہمکو جنا نہوتا اور جنا تھا تو مین جاتا سو قت کے پہلے دیکھنے سے کہ نہ دیکھتا مین پیغمبر خدا صلعم کا
یہ حال پس آئے بلال رضہ مسجد مین اور کہا ابو بکر رضہ کو کہ رسول خدا صلعم حکم فرماتے ہین
کہ پیش امامی کر کے لوگون کو نماز پڑھاو جب دیکھا ابو بکر رضہ نے خالی ہونا مسجد کا رسول
خدا صلعم سے اور تھے ابو بکر رضہ نہایت رقیق القلب تاب نہ لاسکے بیہوش ہوکر منہہ کے
بل گرے جملہ صحابہ موجود ین مسجد شریف نے ایکبارگی گریہ و فریاد کی انحضرت صلعم شور
گریہ و بکا سے ہوش مین آ گئے پوچھا کہ یہ کیا غل ہے عرض کیا یا رسول اللہ لوگون نے
آپکو مسجد مین نہین دیکھا اس سبب سے فریاد و زاری کر رہے ہین یہ حال مسلمانون کا
دیکھکر حضرت علی و عباس رضہ پر تکیہ کر کے مسجد مین آپ تشریف لائے اور پند و وعظ
و وداعی فرمایا پوشیدہ نرہے کہ تحقیق فرمانا انحضرت کا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت کیواسطے
اور مبالغہ فرمانا اوس مین تباکید یہ ایک دلیل واضح اور روشن ہے اہل سنت و جماعت
کیواسطے اوپر تقدیم حضرت صدیق کے خلافت کے کہ باوجود صحابۂ قریش و حضور علی مرتضے

رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو مقدم فرمایا
اسیوجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے قَدَّمَكَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ فَمَنِ الَّذِیْ یُؤَخِّرُكَ یعنے مقدم کیا تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
پس کون ہے ایسا کہ موخر کرے تمکو۔ اور اَسَدُ الْغَابَۃِ مین حسن بصری رضی اللہ عنہ
نے علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ کہا تقدیم کی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کہ ادا کی اونہون نے بہ پیش امامی خود نماز لوگون کے
ساتھ حالانکہ مین حاضر تہا نہ غائب صحیح تہا نہ مریض اگر چاہتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تقدیم فرماتے میرے پس راضی ہین ہم واسطے دنیا اپنی کے اوس شخص سے کہ راضی ہے
خدا اور رسول اوس سے دین کے واسطے اور نام رکہنا خلافت کا ساتھ دنیا کے باعتبار
ظاہر کے ہے اور شامل ہے امور دین اور دنیا کو اور نماز صرف دین ہے اور ایک مرتبہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانب مسجد قبا کے واسطے اصلاح اور رفع نزاع بنی عمرو کے
تشریف لیگئے جب وقت نماز کا آیا بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے
کہا کہ کیا کہتے ہو وقت نماز کا آگیا اذان کہون شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی تشریف
لا وین اور پہنچ جاوین چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری مین تاخیر
ہوئی جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اوپر پیش امامی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اتفاق
کیا جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کہڑے ہوئے نماز کو ناگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ پیچہے ہٹ آوین اپنی جگہہ سے تاکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم امام ہون مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ بجاے خود
رہو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچہے نماز پڑہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
اس جگہہ سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ متعین اور متقدم تھے عام صحابہ
رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین پر کذا فی مدارج النبوۃ تاریخ الخلفاء مین ابو سعید خدری سے

روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بڑا احسان کرنیوالا مجھپر اور ہردم
کی رفاقت کرنے والا اور خرچ کرنیوالا مال کا البتہ رسول کے کام مین ابوبکر رض ہے۔
سب کے دروازے مسجد نبوی سے بند کردو مگر دروازہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کھلا رہنے دو
اور اگر مین سوائے اپنے رب کے کسیکو اپنا خلیل بناتا تو بناتا مین ابوبکر کو ولیکن وہ بہائی
میرا اسلام کا ہی یہ حدیث بخاری اور مسلم دونون مین ہی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض مین مجھکو کہ بُولا اپنے
باپ اور بہائی کو کہ لکھون مین کتاب کہ مجھکو خوف ہی کہ کوئی آرزو کرے اور کوئی کہے کہ
مین ہون اور نہین ہوگا وہ کہ انکار کرتا ہی اللہ جلشانہ اور سب مومن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے
سوائے غیر کو یہ روایت مسلم کی ہے یعنے ظن غالب یہ ہی کہ چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھ دون پہر فرمایا اللہ تعالی اور سب مومنین ابوبکر رض
کے سوا کسیکو خلافت نہ دیوینگے۔ جبیر ابن مطعم سے روایت ہی کہ آئی ایک عورت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کلام کیا اوسنے کچھ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
پہر آئیو وہ بولی کہ اگر آؤن مین اور نہ پاؤن آپکو یعنے زندہ۔ فرمایا آئیو ابوبکر رض
کے پاس یہ حدیث بخاری اور مسلم کی ہے۔ یہ سب دلائل روشن ہین واسطے اہل سنت
وجماعت کے اوپر خلافت حضرت ابوبکر رض کے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے باوجودیکہ سب صحابہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود اور تندرست تھے مگر حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانیکا حکم دیا اور باوجود منع کے بھی نہ مانا تو اب کیا
اونکی خلافت مین شک رہا اسیواسطے کہا کرتے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا تمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پہر کون ہے کہ موخر کرے
تمکو۔ حضرت حسن بصری رض سے روایت ہی کہ فرماتے تھے حضرت علی رض کہ مقدم کیا ابوبکر رض
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین اور امام بنایا اونکو دین مین اوسوقت مین

حاضر تہا نہ غایب تندرست تہا نہ مریض اگر چاہتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو مجھے امام بناتے لیکن نہ بنایا مجھکو مین راضی ہون جسمین خدا اور رسول راضی ہے - اور دارقطنی اور حاکم اور ابن عساکر نے روایت کی ہی کہ کہا حضرت علی رض نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سوال کیا مینے اللہ تعالی سے کہ مقدم کرون مین تمکو اوپر تین کے پس انکار کیا اللہ تعالی نے اور حکم فرمایا ابوبکر رض کے مقدم کرنے کا - فرمائیے اب تقدیم خلافت حضرت ابوبکر صدیق رض مین کونسا شبہ رہگیا - یہان سے معلوم ہوا کہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رض کی بموجب حکم خدا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ تعین اور مقدم کردی اور یہی وجہ ہے جو حضرت علی رض اونکی خلافت سے راضی رہی حاکم نے روایت کی اور ذہبی نے اوسکو صحیح کیا کہ آئے ابوسفیان طرف حضرت علی رض کے اور کہا کہ اگر کہیے تو بہر دون زمین کو گہوڑون اور آدمیون سے فرمایا حضرت علی رض نے اے ابوسفیان تو ہمیشہ عداوت اسلام مین رہا ہےنے پایا ابوبکر صدیق رض کو اہل خلافت کا اب اس مقام پر اون احادیث کا لکہنا بہی بہت ضروریات سے ہے جنکو حضرات شیعہ بڑے شد ومد سے خلافت بلا فصل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اثبات کے لیے پیش کرتے ہین حالانکہ یہ اونکا محض وہم وخیال ہی پہلی حدیث غدیر خم ہی جسکو حضرات شیعہ نہایت زور وشور سے حضرت علی رض کی خلافت بلا فصل کے ثبوت مین بیان کرتے ہین

بیان غدیر خم

واضح ہو کہ منزل غدیر خم نواحی جحفہ سے ہی جو درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے واقع ہی بعد فراغ حجۃ الوداع کے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے طرف مدینہ منورہ کے تشریف فرما ہوئے تو راہ مین اس منزل مین قیام فرمایا (اس حج کو حجۃ الوداع اس وجہ سے کہتے ہین کہ یہ حج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیری ہوا اور آپنے اسمین جو نصائح وپند فرمائے اوسمین اپنے انتقال کی بہی اس عالم سے خبر دی)

بہرحال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منزل مین نزول فرمایا تو اپنے یارون
کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ
یعنے کیا نہین جانتے تم لوگ کہ مین محبوب تر اور بڑھ کر مددگار ہون مومنین کا اون کے
نفوس ذاتیہ سے جیسا کہ اللہ جلشانہ قرآن مین فرماتا ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ
اَنْفُسِہِمْ یعنی نبی محبوب تر ہی مومنون کا اون کے نفسون سے۔ یعنی نبی جو مومنین کو کسی
امرونہی کا حکم دیتا ہی وہ سراسر مومنین کے حق مین دین ودنیا کے واسطے نیک اور بہتر
ہوتا ہے اور دنیا وآخرت مین اوس حکم کی تسلیم سے خیریت اور نجات ہے بخلاف اونکے
نفسون کے کہ وہ اکثر انکو شروفساد کی طرف متوجہ کیا کرتے ہین اوسکے جواب مین جملہ یاران
واصحاب نے عرض کیا کہ ہان سچ ہے یارسول اللہ بے شک آپ نزدیک تر اور محبوب تر
مومنین کے ہین اون کے نفسون سے اور ایک روایت مین ہی کہ گویا مجھکو اوس عالم بالا
مین بلایا ہے اور مینے قبول کیا پس تمکو معلوم ہو کہ مین تمہارے درمیان دو چیزین عظیم
چھوڑتا ہون کہ اون مین ایک دوسرے سے بزرگ تر ہے یعنے قرآن اور میرے اہل بیت
دیکھو اور احتیاط کرو کہ بعد میرے اونکے ساتھ کسطرح سلوک کروگے اور یہ دونون چیزین
آپسمین جدا نہون گی یہان تک کہ میرے پاس پونہچین حوض کوثر پر۔ اوسکے بعد فرمایا
کہ خدا میرا مولا ہے اور مین مولا جمیع مومنین کا ہون اوسکے بعد حضرت علی رض کا ہاتھ
پکڑکر فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ یعنے جنکا مین مولا ہون پس علی اونکا مولا ہے
اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ اے میرے اللہ دوست رکھ
اوسکو جو دوست رکھے علی علیہ السلام کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے
علی علیہ السلام کو اور ایک روایت مین اسقدر اور زیادہ آیا ہے وَانْصُرْ
مَنْ نَصَرَہُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہُ وَدَارِ الْحَقَّ حَیْثُ دَارَ اے خدا
مدد کر اوسکی جو مدد کرے علی علیہ السلام کی اور نیچا دکھا اوسکو جو نیچا دکھائے

علی کو اور پہیر دے حق کو ادہر جسطرف علی ہو۔ اور ایک روایت مین آیا ہی کہ بعد اس قضیہ کے حضرت عمر رضہ حضرت علی رضہ سے ملاقی ہوئے اور فرمایا کہ خوش ہو اے ابن ابی طالب کہ صبح کی تمنے اور شام کی تمنے اس حال مین کہ ہوگئے مولا ہر مومن مرد اور عورت کے اس حدیث کو احمد نے براء بن عازب اور زید بن ارقم سے روایت کی ہی کذا فی المشکات اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعلی درجے کی فضیلت اور بزرگی خاص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ثابت ہی اور مومنین اور مومنات کو حرص اور رغبت دلائی گئی ہے محبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اونکو احتیاط اور پرہیز بتایا گیا ہے بغض و عداوت حضرت علی رضہ سے جیسا کہ دوسری حدیث مین آیا ہی کہ دوست نہین رکہتا حضرت علی رضہ کو مگر مومن اور دشمن نہین رکہتا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مگر منافق اما امیہ کہتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالی کے حکم کی دوبار مخالفت کی غدیر خم مین دو بار وحی آئی کہ علی کو خلیفہ کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس وحی کو بخوف اپنے اصحاب کے رد کیا اور استعفا دیا تیسری مرتبہ جب سخت عتاب آیا اوسوقت قبول کیا اور شیخ اوراون کے مجتہد مسمی محمد بن نعمان نے روضہ وغیرہ مین روایت کی ہی کہ حق تعالی نے جبرئیل ع کو طرف پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے بہیجا وقت فراغت حجۃ الوداع اور متوجہ ہونے طرف مدینہ کے راہ مین پس جبرئیل ع نے کہا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمکو اللہ سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ علی رضہ کو قایم کرو امامت پر پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اے میرے بہائی جبرئیل حق تعالی جانتا ہے بغض میرے اصحاب کا جو علی کے ساتھ ہے اور مین اپنے اصحاب سے ڈرتا ہون کہ وہ لوگ میرے ضرر رسانی پر متفق ہو جاوینگے پس میری طرف سے پروردگار کی جناب استعفاء داخل کرو پس جبرئیل ع پروردگار کے پاس واپس گئے اور جواب آپکا عرض کیا پس پہر بہیجا حق تعالی نے جبرئیل ع کو اور کہا جیسا کہ پہلے کہا تہا پہر معافی چاہی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے تعمیل حکم سے جیسے کہ پہلے معافی چاہی تہی پہر جبرئیل ع خدا کے پاس گئے

اور مکرر جواب عرض کیا پس حق تعالی نے جبرئیلؑ کو سخت عتاب کے ساتھ تیسری بار
بھیجا اور یہ آیت نازل فرمائی یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ (فِیْ عَلِیٍّ)
وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ یعنے اے رسول
پونہچا دے اوس چیز کو جو اوتاری گئی طرف تیرے رب سے علی کے حق مین اور اگر نکرے گا
ایسا پس نہین پونہچایا تو نے اپنی رسالت کو اور اللہ تجھکو بچاوے گا آدمیون سے
پس جب حضرت جبرئیل تیسری مرتبہ یہ آیت لیکر نازل ہوئے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب حق تعالی ضامن ہوا نگاہ رکھنے سے اس جماعت سے پس تبلیغ کرینگے ہم
پس جمع کیا پالانہائے شتران کو اور بعض کو بعض پر رکھکر منبر بنایا اوس موضع مین
جسے غدیر خم کہتے ہین اور وہ درمیان مکہ و مدینہ کے ہے اور اوس منبر پر بیٹھکر پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو علی امیر المومنین اور خلیفہ رب العالمین ہے
نہین پونہچتا کسیکو کہ ہو خلیفہ بعد میرے سوائے علی کے مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ
اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ اور علی بن جعفر نے محمد باقر سے مانند اسکے
روایت کی ہے اور کلینی نے کافی مین بعض اوس سے روایت کی ہے۔ اور کتاب مجمع البحرین
فی ادلۃ الفریقین مطبوعہ عظیم آباد ۱۲۹۴ھ ہجری مصنفہ حکیم سید احمد حسین کے صفحہ ۴۸
مین لکھا ہے کہ در کشف الغمہ مسطور ست کہ حضرت شفیع الامۃ بعد از وصول بغدیر خم
از ان موضع کہ بسبب فقدان آب و علف قابلیت نزول نداشت فرود آمد و اہل اسلام
لوازم متابعت بتقدیم رسانیدند و سبب نزول در ان منزل آن بود کہ قبل از ان حضرت
مقدس نبوی کہ بموجب وحی سماوی مامور شدہ بود کہ جناب ولایت مآب مرتضوی را
بخلافت خویش نصب فرمایند و آنحضرت اظہار این صورت بجہت دریافت بعضے مہام
در تاخیر انداختہ بود۔ اگرچہ مصنف مجمع البحرین یا کشف الغمہ نے اصل بات کو کسی مصلحت سے
چھپایا ہے پھر بھی تاخیر تعمیل حکم آلہی کو تسلیم کیا ہے لیکن اسی مضمون کو محمد بن نعمان نے

درجہ تاخیر مین بیان کیا ہی چنانچہ ابھی مذکور ہوچکا عاقل کو اشارہ کافی ہے - پس اس مقام پر حضرات ناظرین کو بغور ملاحظہ فرمانا چاہیے کہ ان روایات مین حضرات مومنین پاک نے کیسے کچھہ شنائع اور قبائح آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب کئی ہین جنکی مدح اللہ جلشانہ یون فرماتا ہے قولہ تعالی یُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللّٰہِ وَیَخْشَوْنَہٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ یعنے ہمارے پیغمبر ایسی ہین کہ اللہ پاک کی احکام کی تبلیغ کرتے ہین اور اللہ ہی سے ڈرتے ہین اور کسی سے نہین ڈرتے - پس اہل تشیع نسبت حضرت سرور پیغمبران محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یون کہتے ہین کہ آپنے بخوف اپنے اصحاب کے اس حکم کے تبلیغ وتعمیل نہین کی اور دو مرتبہ وحی کو رد کیا کسقدر مقام استعجاب ہے کہ ابتداء اسلام مین باوجود تنہائی اور نہ ہونے کسی یار ومددگار ومونس وغمخوار کے اور غلبہ اور ایذارسانی کفار کے ترک تبلیغ نفرمائی اور جبکہ دین کامل ہوا اور نعمت الہی تمام ہوی وآیۃ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ نازل ہوی اور مخلوق دین اسلام مین فوج در فوج داخل ہوی اور اسد اللہ الغالب من کل غالب اور تمام اہل بیت مع اپنے طرفداروں کے مددگار حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود اوس پر بہی بسبب خوف چند آدمیون کے حکم الہی کی تعمیل نہ کی اور دو تین بار حکم خدا کو واپس کیا اور خدا کے غضب سے نہ ڈرے ہٰذَا بُہْتَانٌ عَظِیْمٌ مگر یہ حضرات شیعہ ہی کا دل اور گردہ ہے کہ ایسی نامردی ایسی اولو العزم نبی کے نسبت تجویز کرتے ہین - حق تعالی تو حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب کرکے یہ فرمائے - کُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا - یعنے ہمارا احسان تو یاد کرو کہ تم پہلے ایک دوسرے کے دشمن تہے اور اب خدا کے فضل سے ہوگئی بہائی بہائی دوسری جگہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمائے - لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّا اَلَّفْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَہُمْ یعنے اگر تم ساری دنیا کا مال خرچ کرتے تب بہی آپسمین محبت والفت نہ پیدا کرسکتے مگر خدا تعالی نے اپنے فضل سے ایسی آپس مین الفت پیدا کردی - ایکجا جگہہ اللہ تعالے فرماتا ہے -

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ یعنے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے ساتھ والے کافرون سے بسختی پیش آتے ہین مداہنت اور نامردی
نہین کرتے اور آپسمین نرمی برتتے ہین پہر آگے اونکی صفت مین فرماتا ہے يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا
مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اللہ کے مرضی کی تلاش و جستجو مین رہتے ہین
اور حضرات شیعہ یہ فرمائین کہ علی رضی اللہ عنہ اور تمام اہل بیت سے صحابہ دشمنی رکھتے تھے آپسمین
محبت و الفت نہ تھی دلون مین عداوت تھی کافرون پر سختی نکرتے تھے بلکہ مسلمانان اہل بیت
پر سختی کرتے تھے خدای تعالی کی مرضی کے خلاف جو دل مین آتا تہا کیا کرتے تھے اوسکی مرضی کی کچھہ
پروا نکرتے تھے اہل انصاف غور فرمائین کہ یہ خیال حضرات شیعہ کا صحابہ کے حق مین کسقدر غلط
ہے اور کہلم کہلا تعصب ہے علامہ ابن مُطہر حلی جو حضرات شیعہ کے نزدیک محقق و مستند سمجھے جاتے
ہین وہ فرماتے ہین۔ اَلْجَبَانُ لَا يَسْتَحِقُّ الْاِمَامَةَ یعنے بزدل آدمی لایق امامت کے نہین ہوتا
اور جب بزدل لایق امامت کے جو ادنی درجہ نبوت سے ہے نہین ہوتا تو وہ لایق نبوت کے
جو اعلی درجہ کا کمال ہے کیونکر ہوگا اس صورت مین بقول علما حضرات شیعہ انحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم لایق نبوت کے نہین ٹہرینگے نعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ الفاسدۃ۔ اہل انصاف
غور فرمائین کہ آن سرور کائنات اور شیر خدا اور جمیع اہل بیت کو نامرد و بزدل بتانا اور احکام
خداوندی کا بخوف آدمیون کے چھپانا اور اہل بیت کا بزعم شیعہ تمام عمر نماز و روزہ و حج و
زکوۃ و جہاد خلاف حکم خدا اور رسول کے کرتے رہنا اور اوس پر خلفا کی تعرفین بر سر منبر کے
پکار کر کرنی جیسا کہ کتاب نہج البلاغت سے معلوم ہوتا ہے حالانکہ خود صاحب لشکر صاحب حکومت
تھے اور خلفا انتقال فرما چکے تھے اور اس بزدلی و غلط بیانی پر آپکو مستحق ثواب سمجھنا یہ عقیدہ
اچھا ہے یا یہ عقیدہ اچھا ہے جو اہل سنت رکھتے ہین کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیل حکم
الہی مین کبھی کسیکی پروا نہین کی مدتون اہل مکہ و طائف وغیرہ سے تکلیفین اوٹھائین یہان
تک کہ وہ لوگ جان کے دشمن ہوگئے قتل و قمع پر مشورہ کرنے لگے بلکہ آمادہ ہوگئے اوسوقت

زبان کا کام باقی نہ رہا حجت تمام ہوگئی موقع ہاتھ پاؤن کا آیا موافق حکم الٰہی لشکر کی تیاری اور
مددگارون کی تلاش مین عزیز و اقارب سے موہنہ موڑ وطن چھوڑ بہزار دشواری مدینہ طیبہ مین
پہونچے اور اپنے مددگار تلاش کرکے ایک ایسا لشکر بہادرون کا تیار کیا جس نے بدر مین کفر وجہل کی
گردن توڑی ابو جہل اور اوسکے لشکریون پر فتح نمایان حاصل کی اور بالآخر مکہ معظمہ کو فتح کرکے
اسلام کا سکہ و خطبہ جاری کیا سچ ہے سہ ہر کہ شمشیر زند خطبہ بنامش خوانند + اسیطرح اہل سنت
شیر خدا اور حسنین رضی اللہ عنہم کے نسبت عقیدہ رکھتے ہین کہ وہ کبھی کسی سے نہین ڈرے ظاہر
و باطن اونکا ایک سا تہا نامرد و بزدل نہ تھے بے غیرت بے شرم نہ تھے ہمیشہ حضرات خلفا رضی اللہ عنہم کی
دربار مین بطور وزارت کام کرتے رہے کبھی اونھون نے تقیہ نہین کیا جو نماز خلفا کے پیچھے
پڑھتے تھے وہ نماز ریاکی نہ تھی اگر بزعم شیعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بے بس تھے تو جیسے بہت
سے صحابہ ملک حبش مین نجاشی کی سلطنت مین چلے گئے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی چلے گئے
ہوتے کیا مدینہ مین آپکی جاگیر تھی کہ اوسکو چھوڑنا دشوار معلوم ہوا کیا دنیا ہی دون کی ایسی
محبت تھی کہ وطن کو نچھوڑ سکے ایمان چھوڑ دیا نعوذ باللہ ننگ و ناموس مین دھبہ لگا یا کچھ غیرت
نہ آئی یہ شیعون کے ہی دل و گردے ہین کہ ایسے عیب اہل بیت پر لگاتے ہین اور پھر مستحق جنت
کے اپنے آپکو سمجھتے ہین الحق دوستی بے خرد خود دشمنی ست حضرات شیعہ حدیث غدیر خم کو بہت
طمطراق سے اپنی کتب مین مذکور کرتے ہین اور اوسکو نص قطعی خلافت بلافصل حضرت علی
کرم اللہ وجہہ مین جانتے ہین اور کہتے ہین کہ اس حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ
مین مولی بمعنے اولی بالتصرف ہے اور اولی بالتصرف ہونا عین امامت ہے ہم اہل سنت و جماعت
اسکا جواب یون دیتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ خطبہ فرمایا اوسکا سبب
مورخین اور اہل سیر باتفاق یون بیان کرتے ہین کہ بحکم آنحضرت ایک جماعت صحابہ
رضوان اللہ عنہم کی ہمراہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ملک یمن جانے کو متعین کی گئی
مثل بریدۂ اسلمی رض اور خالد رض ابن ولید وغیرہ کے پس یہ جماعت ہمراہ حضرت علی رض

ملک مین گئے وقت واپسی کے اوس سفر سے جماعت مذکور نے شکایت کسی وجہ سے موافق اپنے
زعم کے کہ درحقیقت وہ زعم صحیح نہ تہا حضرت امیرع کی حضور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مین کی
پس یہ شکایت بیجا حضرت امیر رض کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار معلوم ہوئی پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال فرمایا کہ اگر دو ایک آدمی کو جو اس شکایت سے
منع کرونگا تو محمول علاقہ قرابت پر کرینگے اسواسطے یہ خطبہ عام فرمایا اَلَسْتُ اَوْلیٰ بِکُمْ
مِنْ اَنْفُسِکُمْ قَالُوْا بَلٰی یعنے کیا نہین ہون مین دوست تر نفسون تمہارے سے کہا
اونہون نے کیون نہین قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ
وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ یعنے فرمایا جو شخص کہ ہون مین دوست اوسکا پس علی ہے
دوست اوسکا اے اللہ دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو
جو دشمن رکھے علی کو پس سبب اس خطبے کے فرمانیکا صریح دلالت اس بات پر کرتا ہی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امیرم سے لوگون کو دوستی و محبت رکھوانا منظور نظر
تہا لہذا ایسی رغبت و تحریص مین یہ خطبہ فرمایا۔ اور سخت تعجب تو یہ ہی کہ مخالفین اس
حدیث کو کتب اہل سنت و جماعت سے ثابت کرتے ہین مگر معنے اوسکے اپنی طبع زاد دل سے
گڑہتے ہین۔ مخالفین نے مولی کے معنے اولی بتصرف بیان کیے ہین حالانکہ یہ معنے
کسی لغت سے ثابت نہین اسواسطے کہ لغت مین لفظ مولی کا یا اسم مفعول ہے باب
ولی یلی سے بمعنے محبوب کے یا مصدر میمی ہے بمعنے اسم فاعل اور اسم مفعول کے مستعمل ہے
لغت مین اس لفظ کے معنے آزاد کنندہ اور غلام آزاد کردہ شدہ اور غلام اور یاری و بندہ
اور خداوند اور مہتر اور ہمسایہ اور یار کے ہین اور یہ اسم مفعول کا صیغہ اس طرح پر ہے کہ
اصل مین مولی مولوی تہا مفعول کے وزن پر چونکہ واو اور یا ایک کلمے مین جمع ہوئے
اور اول ساکن بموجب قاعدۂ مقررہ واو یا کے ساتھ بدل کیا اور یا کو یا مین ادغام
کیا اور ضمۂ لام کو کسرہ سے بدل کیا واسطے مناسبت کے بعد اوسکے یائے اول کو واسطے

تخفیف کے حذف کیا اور کسرہ فتح سے بدل گیا پس یا رمتحرک ماقبل وسکے مفتوح پاکر یا
کو الف سے بدل کیا مولوی سے مولیٰ ہو گیا۔ مگر کتابت مین یا کے ساتھ لکھتے ہین
چنانچہ اکثر نحویون نے یہی تقریر لفظ معنی مین بیان کی ہے بعض ناواقفین مخالفین
نے لکھا ہی کہ مولی کے معنے اولی بتصرف ہین بسبب ماقبل حدیث کے اتنا نہین جانتے
کہ بضرورت قرینے کے معنے لغت کے اپنی طرف سے ایجاد نہین کیے جاتے ہین بلکہ کوئی معنے
مناسب معنون لغویہ سے موافق قرینے کے پائی جاوین مثلاً لفظ مولیٰ کا کہ بہت سے
معنون مین مشترک ہے اس صورت مین اس جگہہ قرینہ ملحوظ ہوگا پس قرینہ یہ ہے کہ
حدیث مابعد یعنے اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ صریحی دال ہے اس پر کہ
معنے مولی کے محبت کے ہون کیونکہ مابعد حدیث مین آپنے فرمایا ہے۔ خدایا دوست رکھ تو
اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو۔ پس نادان سے
نادان بہی سمجھہ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوستی و دشمنی کا ذکر فرمایا
تو یہ صریحی دلالت کرتا ہے کہ مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبول کرانا دوستی
حضرت امیرع کا اور بچانا دشمنی حضرت امیرع سے ہے نہ بحث تصرف اور عدم تصرف
سے پس ازانجا کہ معنے مولی کے محبوب کے بہی تھے اور اس جگہہ قرینہ بہی یہی چاہتا ہے
پس بسبب قیام قرینہ یہی معنے مناسب جانے گئے۔ دوسرے معنے مولی کے کہ غلام اور ہمسایہ
وغیرہ کے تھے اون سب کو اس جگہہ ترک کردہ۔ حاصل کلام یہ کہ تخطیۂ تمسک مخالفین ظاہر و
باہر ہے کہ اگر معنے مولی کے اولی ہوتے تو لازم آتا کہ بجاے فلان اولی منک کے مولیٰ منک
کہہ سکتے اور یہہ بالاجماع باطل یقینی ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ معنے مولی کے اسجگہہ محبت
کے ہین نہ غیر پس ثابت ہو گیا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو یہہ منظور تہا کہ اس کلام سے
بے تکلف مفہوم ہو جاوے کہ محبت علی رض کی مثل محبت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر مومن
و مومنہ پر فرض ہے اور اوسیطرح دشمنی علی رض کی مثل دشمنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے

ہر ایک اہل ایمان اور مسلمان پر حرام ہے پس الحمد للہ کہ یہی مذہب اہل سنت وجماعت کا ہے اور مطابق اسی مذہب اہل سنت وجماعت کے ہی عقیدہ اہل بیت نبوی علیہ السلام کا ہے چنانچہ ابو نعیم نے امام زادے حضرت حسن مثنی بن امام حسن رضہ سے روایت کی ہے کہ پوچھا کہ حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ حضرت علی رضہ کی خلافت پر نص ہے فرمایا کہ اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ اس حدیث کے خلافت کا ارادہ فرماتے تو ضرور مسلمانون کی فہم کے واسطے وضاحت اور تصریح کے ساتھ فرماتے جیساکہ نماز حج و زکوۃ و روزہ وغیرہ ادنی ادنی واجبات کو بلکہ سُنن تو کیا آداب قیام وقعود اور اکل وشرب کو نہایت توضیح سے صاف طور پر کہ بخوبی سمجھہ مین آجاوے ارشاد فرمایا ہی کہ جو معانی وہان مقصود الفاظ سے ہین وہ اچھی طرح ہر ایک حاضر وغائب کی فہم مین بے تکلف آجاتے ہین اس حدیث مین بہی ایسے ہی ارشاد فرماتے کہ معنے مقصود اوسکے ہر ایک حاضر اور غائب کی فہم مین بے تکلف آجاتے مثلاً اسطرح فرماتے کہ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ عَلِیًّا وَالِیَ اَمْرِکُمْ مِنْ بَعْدِیْ وَالْقَائِمُ عَلَیْکُمْ بِاَمْرِیْ فَاسْمَعُوْا لَہٗ وَاَطِیْعُوْا انتھی یعنے اے لوگو مقرر علی کارگزار تمہارے کام کا ہے بعد میرے اور حاکم ہے تمپر میرے حکم سے پس سنو اوسکی بات اور اطاعت کرو گو یہ حدیث اہل سنت کی کتاب مین ہی اور پہر اسکی راوی وہ حضرت حسن مثنی ہین جنکو شیعہ برا بہلا کہتے ہین مگر چونکہ استدلال موافق مقتضائے عقل کے ہے اسلیے کسی شیعہ کو اگر وہ علم وعقل و انصاف رکہتا ہو انکار کی مجال نہین اور اسی مضمون کی تائید یہ دو حکایت کرتی ہین **حکایت** اول یہ ہی کہ ایک روز احول نے امام زادہ حضرت زید شہید سے کہا کہ حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ دلیل صریح اوپر خلافت بلا فصل حضرت علی رضہ کے ہے حضرت زید شہید نے فرمایا کہ اے احول بقول تیرے اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضہ کو امام کردیا تو اس صورت مین یہ ثابت ہوا کہ زمانہ واحد مین دو ولایتین مجتمع ہوئین جمیع اوقات مین جمیع وجہون سے اور

ظاہر ہے کہ شرکت علی رضی اللہ عنہ کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تصرف مین بہ عین حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممتنع تہی پس اسی اصول تجھکو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس حدیث سے مراد وجوب محبت علی رضی اللہ عنہ کا ہے کیونکہ دو محبت کے مجتمع ہونے مین کوئی قباحت نہین ہے اور دو تصرف کا اجتماع زمان واحد مین ممتنع ہے اور اس مین بہت قباحتین ہین حکایت دوسری یہ ہے کہ ایک لڑکا کسی مسلمان کا ملا عبداللہ مشہدی سے پڑہتا تہا ایکدن ملا صاحب مذکور نے اوس لڑکے سے کہا کہ حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ سے حضرت امیر علیہ السلام کی امامت بلا فصل ثابت ہے طفل مذکور نے ملا صاحب سے پوچھا کہ لفظ مولی کے کیا معنے ہین ملا صاحب نے فرمایا کہ اولی بالتصرف پہر اوس لڑکے نے پوچھا کہ اولی بتصرف سے کیا مراد ہے ملا نے کہا کہ امامت اوس لڑکے نے کہا کہ امامت کسکو کہتے ہین ملا صاحب نے فرمایا کہ نائب پیغمبر کو جو بعد وفات پیغمبر کے اوسکا قائم مقام ہو اوس لڑکے نے کہا کہ ملا صاحب تمہاری تقریر سے ثابت ہوا کہ پیغمبر ہی نائب پیغمبر ہین اور یہ بالاجماع باطل ہے کیونکہ من کنت مولاہ مین پیغمبر مولی ہوئی اور مولی کے معنے تمہارے نزدیک اولی بالتصرف ہین اور اولی بالتصرف سے مراد بقول تمہارے نائب پیغمبر ہے پس پیغمبر نایب پیغمبر ٹہرے یہ باطل ہے ملا صاحب بیچارے لاجواب ہوگئی۔ اور نیز اس حدیث خم غدیر پر خوارج و نواصب یہ اعتراض کرتی ہین کہ یہ حدیث خم غدیر حدیث ذیل سے منسوخ ہے وہ حدیث یہ ہے اِنَّ آلَ اَبِیْ طَالِبٍ لَیْسُوْا لِیْ بِاَوْلِیَاءَ وَاِنَّمَا وَلِیِّیَ اللّٰہُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنے مقرر آل ابیطالب کے نہین ہین واسطے میرے دوست اور سوا اسکے نہین کہ دوست میرا اللہ ہے اور نیک مسلمان۔ یہ تقریر خوارج کی ہے جو نقل کی گئی اسکا جواب اہل سنت کی طرف سے یہ ہے کہ یہ حدیث کسی کتاب مین اہل سنت وجماعت کے کہین موجود نہین اور روایت خوارج و نواصب کی اہل سنت وجماعت پر حجت نہین ہوسکتی دوسرے حدیث جسکو شیعہ درباب خلافت حضرت علی کے نص قطعی کہتے ہین یہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر

کو غزوۂ تبوک مین اپنے اہل بیت پر خلیفہ کیا اور خود طرف غزوے کے متوجہ ہوئی حضرت امیرؑ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تُخَلِّفُنِیْ فِی النِّسَآءِ وَالصِّبْیَانِ یعنے کیا پیچھے چھوڑے جاتے ہین آپ مجھے عورتون اور لڑکون مین۔ در جواب اسکے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنے کیا نہین راضی تو اسپر کہ ہو تو مجھسے بمنزلۂ ہارون کے موسی سے مگر بے شک نہین ہے کوئی نبی بعد میرے۔ اس مقام پر مخالفین کہتے ہین کہ لفظ منزلت اسم جنس مضاف ہی ہارون کیطرف کہ وہ علم ہے پس عام ہے جمیع مراتب کو بصحت الاستثناء اور جبکہ مرتبہ نبوۃ کو استثناء کیا تو باقی تمام مرتبے باقی رہے اور ہارون خلیفہ حضرت موسی علیہ السلام کے تھے کہ اونکی اطاعت فرض تھی پس یہی مرتبہ حضرت امیر علیہ السلام کو بھی حاصل ہونا چاہیے پس اس سے امامت حضرت امیر علیہ السلام ثابت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو بمقابلہ خوارج کے پیش کیا تہا حضرت امیرؑ کی فضیلت اور خلافت پر اپنے وقت مین پس خوارج نے اسکا جواب یون دیا کہ یہ خلافت خاص واسطے خبر گیری عورتون اور بچون اور مال ومتاع کے تھی چنانچہ حدیث کے الفاظ صریح اس مضمون کو ادا کر رہے ہین نہ وہ خلافت کبری جو بعد وفات آن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوسکتی ہے اور یہی خلافت محل نزاع ہے اور اسکا اشارہ بھی اس حدیث مین نہین کیونکہ یہ خلافت خاص چند دنون کی واسطے تھی جب آنحضرتؐ جنگ تبوک سے واپس آگئے تو یہ خلافت حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے تمام ہوگئے اور یہ امر بھی بیچ الفاظ حدیث پر غور کیجیے علاوہ ازین اہل تاریخ کے نزدیک باجماع ثابت ہے کہ محمد بن سلمہ کو مدینہ منورہ کا صوبہ دارا اور سباع بن عرفطہ کو کوتوال مدینہ اور ابن ام مکتوم کو امام نماز مسجد کا کیا تہا پس علی ہذا القیاس یہ خلافت صبیان اور زنان بھی اوسی قبیل سے ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سپرد ہوئی پس ایسی خلافت کا سپرد ہونا خلافت کبری کی استحقاق کا باعث نہین ہوسکتا کیونکہ اگر ایسا ہو تو لازم آویگا کہ محمد بن سلمہ اور سباع بن عرفطہ اور ابن

ام مکتوم بھی مستحق خلافت کبریٰ کے ہوں اور یہ باطل ہے ۔ پس معلوم ہوا کہ یہ خلافت حضرت
علی رضؓ کی محض امور خانگی میں اہل وعیال کی خبرداری کیواسطے تھی ۔ چونکہ ایسی کام انہیں
اشخاص سے متعلق اور بوجہ احسن انجام پا سکتے ہیں جو مستورات سے نسبت محرمیت کی رکھتے
ہیں پس ضرور ہوکہ جو اشخاص اس کام کیواسطے متعلق ہوں وہ اولاد اور داماد یا امثال انکے
ہوں لہذا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہ محرم تھے اس کام پر متعین
فرمایا پس یہ تعین فرمانا دلیل استحقاق خلافت کبریٰ کی نہیں ہوسکتی کیونکہ اس حدیث میں کنایہ
اشارۃ بھی خلافت کبریٰ کا ذکر نہیں حضرت امیر کو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قایم مقام چند
دنوں کیواسطے اپنے اہل وعیال کی خبرگیری کے لیے مقرر کیا تھا جب واپس تشریف لائے
تو قایم مقامی تمام ہوگئی جو مخالفین نے کہا ہے کہ جمیع منازل حضرت ہارون علیہ السلام کے
حضرت امیر علیہ السلام میں ثابت ہیں یہ بالکل غلط ہے اسلئے کہ منجملہ منازل ایک یہ ہے کہ حضرت
ہارون عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے ۔ دوسرے یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
سے فصیح تر تھے ۔ تیسرے یہ کہ نبوت میں شریک تھے ۔ چوتھے یہ کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ
کے حقیقی بھائی تھے یہ سب منازل بالاجماع حضرت علی رضؓ میں ثابت نہ تھے ۔ پس اگر منزلت
کو عموم پر حمل کریں تو کلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں کذب لازم آ ویگا عیاذاً باللہ یہ نہیں
ہوسکتا ۔ اور یہ جو کہا ہے کہ منجملہ اون منازل کے صحت امامت ہی بعدالموت یہ بھی غلط ہے
علاوہ اسکے حضرت ہارون علیہ السلام خلیفہ بعدالموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
کہاں ہوئی ہیں کیونکہ مورخین متفق ہیں کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اول وفات ہوئی
پس اگر یہ تشبیہ تام ہو تو کذب لازم آتا ہے وہو ظاہر پس معنی صحیح اس حدیث کا اہل سنت
کے نزدیک یہ ہیں کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام وقت تشریف لیجانے کوہ طور کے
حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا قایم مقام فرما گئے تھے واسطے انجام دینے بعض امور
ضروری کے اسیطرح آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غزوۂ تبوک میں مدینہ میں چھوڑ گئے تھے

اسواسطے کہ اگر بعد حضرت موسی ع کے حضرت ہارون زندہ رہتے تو بہی مستقل ہوتے تبلیغ
احکام مین نہ امام اور یہ مرتبہ نبوت کا کبہی حضرت ہارون علیہ السلام سے زائل نہوتا
اور ظاہر ہے کہ نبوت خلافت سے منافی ہے کیونکہ خلافت کیا چیز ہے وہ نیابت ہی
نبی کے سب جان سکتے ہین کہ اصالت کو نیابت کے ساتھ مناسبت ہی کیا ہی پس معلوم
ہوگیا کہ اسطور کا استدلال حضرت امیر ع کی خلافت پر راست نہین آسکتا۔ قطع نظر
ان سب باتون کے اس حدیث مین خلفاء ثلثہ پر کون چیز دلالت کرتی ہے جس سے
مدعا اور مطلب شیعہ کا ثابت ہو انتہا درجہ یہ ہے کہ استحقاق امامت حضرت امیر ع کا
بعض وقت مین اوقات سے ثابت ہوسکتا ہی پس یہ عین مذہب اہل سنت وجماعت
کا ہے **سوال مسقطی** یعنے خارجی کہتے ہین کہ حدیث مذکور الصدر سے عدم استحقاق
خلافت کبریٰ علی رض کا ثابت ہے بدلیل اسکے کہ جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے علی رض کو حضرت
ہارون کے ساتھ تشبیہ دی ہے پس اس سے لازم آتا ہی کہ علی رض بہی خلیفہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہون بقید حیات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیبت کے جیساکہ خلافت صبیان
اور زنان کے علی رض کو نصیب ہوئی اور بعد وفات پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم علی رض خلیفہ
نہون بلکہ اور اشخاص خلیفہ ہون جیساکہ شیخین خلیفہ ہوئے پس اس صورت مین
تشبیہ بہی کامل ہوسکتی ہے ورنہ تشبیہ ناقص کلام پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مین حمل کرنا
کمال بی ادبی ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت ہارون بہی بحالت حیات حضرت موسی ع بغیبت
حضرت موسی ع خلیفہ ہوئے اور بعد وفات حضرت موسی کے یوشع بن نون اور کالب
بن یوقنا خلیفہ ہوئے ہین اسیطرح بموجب حدیث شریف کے یہ بات حضرت علی رض کو
نصیب ہوئی کہ بحالت حیات پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم زنان وصبیان کی خلافت علی رض
کو سپرد ہوئی اور بعد وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے شیخین رضی اللہ عنہما خلیفہ
ہوئے غرض کہ ثابت ہوا کہ ہونا علی رضی اللہ عنہ کا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے بمنزلہ

ہارون من موسیٰ کی قرابت مین ہے (انتہی کلامہم) **حدیث** تیسری یہ ہے
اِنَّہٗ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ بَعْدِیْ
یعنے فرمایا علی مجھسے اور مین ہون علی سے اور وہ ولی ہی سب مومنون کا بعد میرے
جواب یہ حدیث باطل ہے اس لیے کہ اسکی اسناد مین اجلح ہے اور وہ شیعہ تھا اور
جمہور نے اوسکی تضعیف کی ہے پس حدیث اوسکی لایق حجت کے نہین ہے اور نیز لفظ
ولی کا بہت معنون مین مشترک ہے یعنے یہ لفظ الفاظ مشترک سے ہے کیا ضرور ہی
کہ اولی بالتصرف مراد ہو اور نیز غیر مقید ہے ساتھ وقت کے یعنے کسی وقت اول و
آخر کے قید نہین ہے اور مذہب اہل سنت کا بھی یہی ہے کہ بعد وفات پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کے بیچ ایک وقت کے اوقات سے حضرت امیر ع امام مفترض الطاعۃ تھے
علاوہ ازین اس روایت موضوعہ سے یہہ حدیث صحیح تر ہے حق مین حضرت صدیق
اکبر کے کہ فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اَبُوْبَکْرٍ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَاَبُوْبَکْرٍ اَخِیْ فِی
الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَخْرَجَہُ الْاَسْلَمِیُّ یعنی ابوبکر مجھسے اور مین ہون ابوبکر سے اور ابوبکر
بھائی میرا ہے دنیا و آخرت مین بیان کیا اسکو اسلمی نے **حدیث** چوتھی روایت
انس بن مالک کی ہے اِنَّہٗ کَانَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَائِرٌ قَدْ طُبِخَ لَہٗ
اَوْ اُھْدِیَ اِلَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ائْتِنِیْ بِاَحَبِّ النَّاسِ اِلَیْکَ یَاْکُلُ مَعِیَ ھٰذَا الطَّیْرَ
فَجَاءَ عَلِیٌّ یعنے مقرر تھے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس ایک چڑیا کہ پکائی گئی
تھے واسطے آپ کے یا ہدیہ مین آئی تھے واسطے آپ کے پس فرمایا حضرت نے ای اللہ

پس نکاح کیسے ہوا اور بعض وجوہ متعین نہین فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ۱۲
علیہما السلام حضرت علی کے صاحبزادی ہون عشق نا سے نہین
بر سبیل فرض لازم آتا ہے کہ حضرت فاطمہ
من کل الوجوہ ہی یا من بعض الوجوہ متحد ولی بداہۃً غلط ہے اور
نہین ہو سکتا جواب اس مغالطہ کا یہ ہے کہ اتحاد ہوگا
امام نہین ہو سکتا حضرت علی کے روبرو ہی
سکے ہو سکے پس جب آپ کے روبرو کوئی
پس علی علم مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نہین کہ یہ لفظ موضوع ہے واسطے اتحاد
وہ اومنی سے استدلال کرتے
اور بعض کہتے ہین انا منہ
سلمہ

لا تو میرے پاس محبوب تر اپنا لوگون مین سے کہ کہائے میرے ساتھ اس چڑیا کو پہر آئے
علی آپ کے پاس **جواب** اس حدیث کو بہی صاحب تلخیص نے موضوعات سے
لکہا ہی اور جو بالفرض حدیث صحیح بہی ہو جب بہی مفید مطلب مخالفین نہین ہے
اسواسطیکہ قرینہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ کہانا کہانے مین ساتھ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے مراد ہو بلا شک اس صفت مین حضرت امیر اَحَبُّ النَّاسِ تھے
طرف خدا کے اسواسطے کہ ہم پیالہ وہم نوالہ ہونا قریب و داماد کا باعث دوچند لذت طعام
ہوتا ہے ۔ اور اگر احب مطلق مراد ہو تب بہی مفید مدعا نہین ہے اسواسطیکہ اَحَبُّ الْخَلْقِ
اِلَی اللّٰہِ کو لازم نہین ہے کہ صاحب ریاست عام ہو اسلیئے کہ بہت انبیاء عالیقدر کہ
اَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ ہوتے ہین اور صاحب ریاست عام نہین ہوئی ہین مانند حضرت
زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے بلکہ حضرت شمویل کہ انکے زمانے مین طالوت
بنص قرآنی ریاست عامہ رکہتے تھے قولہ تعالی اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰہُ عَلَیْکُمْ وَزَادَہٗ بَسْطَۃً
فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ **حدیث** پانچوین روایت جابر
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا یعنے فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے مین ہون شہر علم کا اور علی ہے دروازہ اوسکا **جواب**
یہ روایت بے اصل اور موضوع ہے کَمَا قَالَ ابْنُ الْجَوْزِیْ فِیْ مَوْضُوْعَاتِہٖ اِنَّہٗ مُنْکَرٌ
وَلَیْسَ لَہٗ وَجْہٌ صَحِیْحٌ یعنے مقرر وہ حدیث منکر ہے اور نہین واسطے اوسکے کوئی وجہ صحیح
اور ترمذی نے کہا اِنَّہٗ مُنْکَرٌ غَرِیْبٌ یعنے مقرر وہ حدیث منکر غریب ہی (منکر اور
صحیح اور حسن اور مرفوع وغیرہ اصطلاح محدثین مین اقسام حدیث سے ہین)

معہذا یہ روایت مفید مطلب شیعون کے نہین ہے کیونکہ جو کوئی باب علم مدینہ ہوا تو یہ
لازم اور ضرور نہین ہے کہ وہ صاحب ریاست عام سے ہو بلا فصل بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم غایت درجہ یہ کہ منجملہ شرایط امام کے ایک شرط اوسمین متحقق ہوئی اور ایک شرط کے
پائے جانے سے مشروط کا وجود لازم نہین آتا ہے باوصف اسکے کہ ایسی شرطین اور اصحاب
مین بھی حسب روایات اہل سنت وجماعت کے ثابت ہوئی ہون مثل لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ
لَكَانَ عُمَرُ یعنے اگر ہوتا میرے بعد کوئی نبی تو ہر آئنہ ہوتا عمر رض پس مناسب اور انصاف تو یہ
ہے کہ اگر اہل سنت وجماعت کی روایت کا حضرات شیعہ اعتبار کرتے ہین تو ہر جگہ کرنا چاہیے والا اکی الزام کا قصد نکرنا
چاہیے چاہیے وہی جو حضرات شیعہ نے روایت کی ہے حدیث اَنَّهٗ قَالَ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى اٰدَمَ
فِيْ عِلْمِهٖ وَاِلٰى نُوْحٍ فِي التَّقْوَاهُ وَاِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فِيْ حِلْمِهٖ وَاِلٰى مُوْسٰى فِيْ بَطْشِهٖ وَاِلٰى
عِيْسٰى فِيْ عِبَادَتِهٖ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ یعنے جو دیکھا چاہے علم آدم کا اور
تقوی نوح کا اور بردباری ابراہیم کی اور ہیبت موسی کی اور عبادت عیسی کی پس چاہیے
کہ وہ دیکھے طرف علی ابن ابی طالب کے۔ حضرات شیعہ کہتے ہین کہ اس حدیث سے مساوات
حضرت امیر ع کے انبیاء کے ساتھ پائی جاتی ہے اور انبیاء افضل البشر ہین افراد بشر مین
اور یہ قاعدہ مقرر ہے کہ افضل کا مساوی افضل ہے اور افضل کے ہوتے غیر افضل امامت
کے واسطے متعین نہین ہوسکتا پس حضرت امیر ع امام بلا فصل متعین ہوئے جواب اسکا
کئی طرح سے ہے اوّل یہ کہ حدیث مذکور کا اہل سنت وجماعت کے کتب مین کہین پتہ
نہین ہے ابن مطہر حلی کہ شیعہ مذہب کے مجتہد کلان ہین اونہون نے اپنی کتاب مین
لکھا ہے اور مجتہد صاحب موصوف نے کبھی تو اس روایت کو بیہقی اور کبھی بغوی کی
طرف منسوب کیا ہے حالانکہ ان دونون حضرات کی تصنیفات مین کہین حدیث مذکور کا
ذکر نہین ہے سراسر بہتان اور افترا بندی کر کے اہل سنت وجماعت پر الزام دینا چاہا ہے
لیکن الحمد للہ کہ یہ افترا اہل سنت وجماعت پر حجت نہین ہوسکتا ہے اہل انصاف کو اس

موقع پر انصاف ضرور ہے انصاف کو کار فرماوین اور تصنیفات بیہقی و بغوی موجود ہین ذرا تکلیف فرماکر اسکو ملاحظہ فرمائین اور افترا بندی مجتہدین مخالفین کا تماشا کرین اور باقی افترا بندیون کو بھی اسی پر قیاس فرماوین **جواب** دوسرا یہ ہی کہ افضیلت موجب خلافت نہین ہے کیونکہ حضرت شمویل افضل تھے طالوت سے لیکن اللہ جلشانہ نے طالوت کو خلیفہ کیا باوجودیکہ حضرت شمویلؑ موجود تھے چنانچہ قرآن مجید فرقان حمید مین اللہ جلشانہ فرماتا ہے قولہ تعالی إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَا مَنْ يَشَاءُ **حدیث** ابوذر غفاری سے روایت کرتے ہین کہ مَنْ نَاصَبَ عَلِيًّا فِي الْخِلَافَةِ فَهُوَ كَافِرٌ یعنے جو دشمن ہوا علیؑ کا خلافت مین وہ کافر ہوا **جواب** اول تو اس حدیث کا کتب اہل سنت وجماعت مین کہین پتہ اور نشان بھی نہین البتہ ابن مطہر حلی نے کہ وہ نقل احادیث مین بڑے دیانت دار ہین اونہون نے اپنی کتب مین اس حدیث کی نسبت اخطب خوارزم کی طرف کی ہے مگر اوسکی کتاب مناقب امیر المومنینؑ مین جو دیکھا گیا تو کہین بھی اس حدیث کا پتا اور نشان نہ ملا یہ کذب اور بہتان بزرگان مخالفین بھی قابل ملاحظہ حضرات ناظرین ہے جب ایسے بزرگان اور مجتہدان مذہب سے ایسے امور سرزد ہون تو بجز اسکے کیا کہنا چاہیے کہ ع چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی یعنے جب پیشوایان دین کا یہ حال ہو تو پیرو کارون کا کیا ٹھکانا ہے - اور بالفرض اگر یہہ حدیث اوسکی کتاب مین ہو بھی تو معتبر نہین ہو سکتی اسواسطے کہ یہ مخالف ہے اون احادیث کے کہ حضرات شیعہ کے یہان احادیث صحاح مین موجود ہین چنانچہ نہج البلاغت مین کہ حضرات شیعہ کے نزدیک وہ کتاب بہت معتبر و اصح الکتب ہے اوسمین روایت حضرت علیؑ کی بحق اہل شام محاربین حضرت امیر علیہ السلام کے موجود ہے

بشیخین علیہما السلام کو عطا نہ ہو وکون تعجب ہے ۱۲ بلکہ علیہ السلام سے باوجود مساوی حضرت سے بڑکر ہیں اور کسی امام علیہ السلام کی اور عطا فقد صنیعہ نشر بیت فرماوین کے پہلے علیہ السلام کر اسطاط مین حضرت امام مہدی علیہ السلام علاوہ اسکا حضرت

قَالَ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَصْبَحْنَا نُقَاتِلُ اِخْوَانَنَا فِی الْاِسْلَامِ عَلٰی مَا دَخَلَ فِیْہِ مِنَ الزَّیْغِ وَالْاِعْوِجَاجِ یعنے فرمایا علی علیہ السلام نے کہ صبح کی ہمنے کہ لڑتے ہین ہم بہائیون مسلمانون سے اسپر کہ داخل ہوئے اسلام مین کدورت اورکجی سے

حدیث حضرات شیعہ کہتے ہین کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُنْتُ اَنَا وَعَلِیُّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اٰدَمَ بِاَرْبَعَۃَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ قَسَّمَ ذٰلِکَ النُّوْرَ جُزْئَیْنِ فَجُزْءٌ اَنَا وَجُزْءٌ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ یعنے فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تہا مین اور علی ابن ابی طالب نور سامنی خدا کے قبل پیدا ہونے آدم کے چودہ ہزار برس پہر جب کہ پیدا کیا اللہ نے آدم کو تقسیم کیا اس نور کو دو جزء پہ ایک جزء مین ہون اور ایک جز علی ابن ابی طالب **جواب** یہ حدیث موضوع ہے اور اسناد اسکے محمد بن خلف المروزی سے ہے قَالَ یَحْیٰی اِبْنُ مُعِیْنٍ ھُوَ الْکَذَّابُ وَقَالَ الدَّارُقُطْنِیْ مَتْرُوْکٌ وَلَمْ یَخْتَلِفْ اَحَدٌ فِیْ کِذْبِہٖ یعنے یحیی ابن معین نے اس راوی کی نسبت کہا کہ وہ کذاب ہے اور کہا دارقطنی نے متروک ہے اور نہین اختلاف کیا کسی نے اوسکے جہوٹے ہونے مین اور دوسری روایت اس حدیث کی سند دوسری سے ہے اور اوس سند مین جعفر ابن احمد ہے اور وہ رافضی غالی کذاب تہا حال وسکا یہ ہی کہ اوسنے اکثر حدیثین قدح اور سب شیخین رضی اللہ عنہما مین وضع کی ہین اور یہ حدیث دوسری روایت کے معارض ہے کہ وہ صحیح ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکو اپنی اسناد مین سے روایت کیا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اِنَّہٗ قَالَ کُنْتُ اَنَا وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اٰدَمَ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اَسْکَنَنَا ظَھْرَہٗ وَلَمْ یَزَلْ نَنْتَقِلُ فِی الْاَصْلَابِ الطَّاھِرَۃِ حَتّٰی نَقَلَنِیَ اللّٰہُ اِلٰی صُلْبِ عَبْدِ اللّٰہِ وَنَقَلَ اَبَابَکْرٍ اِلٰی صُلْبِ اَبِیْ قُحَافَۃَ وَنَقَلَ عُمَرَ اِلٰی صُلْبِ الْخَطَّابِ وَنَقَلَ عُثْمَانَ اِلٰی صُلْبِ عَفَّانَ وَنَقَلَ عَلِیًّا اِلٰی صُلْبِ اَبِیْ طَالِبٍ

ترجمہ مقرر فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تہا مین اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور
علی اللہ کے روبرو قبل پیدا ہونے آدم کے ہزار برس پہر جب پیدا کیا آدم کو ٹھہرایا ہمکو
پیٹھ اوسکی مین اور ہمیشہ منتقل ہوتے رہے ہم پشتون طاہرہ مین یہان تک کہ نقل کیا ہمکو
اللہ نے طرف پشت عبد اللہ کے اور نقل کیا ابی بکر کو طرف پشت ابی قحافہ کے اور نقل کیا
عمر کو طرف پشت خطّاب کے اور نقل کیا عثمان کو طرف پشت عفّان کے اور نقل کیا علی کو
طرف پشت ابی طالب کے اور اگر ہم اس فقرا کو بہی تسلیم کرلین جب بہی تو یہ حدیث مدعاے
مخالفین پر دلالت نہین کرتے کیونکہ نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت سے وجوب امامت
بلا فصل لازم نہین آتا پس قرب نسب حضرت امیرؑ مین بحث نہین ہے بحث تو سمین
ہے کہ یہ قرب موجب امامت بلا فصل کا ہے یا نہین ہے اگر مجرد قرب نسب باعث تقدم
امامت تسلیم کیا جاوے تو ضرور ہے کہ حضرت عباس رضؓ اولی بامامت وخلافت ہون کہ وہ خود
عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور ابن عم سے عم کو قرب اتم ہے عرفاً وشرعاً پس اگر
حضرات شیعہ کہین کہ حضرت عباس رضؓ کو بسبب محرومیت شرکت نور لیاقت امامت کی
حاصل نہین ہوئی اسلیے کہ نور عبد المطلب کا منقسم ہوا عبد اللہ اور ابو طالب مین دوسرے
لڑکے عبد المطلب کے اوس نور سے محروم وبے نصیب ہی تو ہم کہینگے کہ جس صورت
مین مدار تقدم امامت شرکت نور پر ٹھہرا پس حسنین علیہما السلام اولی اور احق ہونگے
امامت مین حضرت امیرؑ سے اسواسطیکہ حضرت حسنین علیہما السلام نور محمدی اور مرتضوی
کے جامع تھے اور حضرت امیرؑ کو ایک نور ابو طالب کا حاصل تہا۔ اسپر اگر مخالفین کہین
کہ حضرت حسنین علیہما السلام بعد وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صغیر السن تہے امامت
کیواسطے بلوغ شرط ہے تو ہم اسکا یہ جواب دینگے کہ حضرات شیعہ کے نزدیک بلوغ شرط
نہین ہے کیونکہ امام محمد تقی علیہ السّلام بعد وفات حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے
صغیر سن تھے اور صاحب الزمان بہی بعد فوت اپنے پدر کے صغیر السن تھے۔

پس یہ دونون حضرات نابالغ امام تھے اور امام بھی کیسے کہ صاحب الزمان اگر بلوغ شرط ہوتا تو یہ حضرات مخالفین کے نزدیک امام نہ قرار پاتے پس معلوم ہوا کہ مخالفین کے نزدیک امامت مین بلوغ شرط نہین ہے **حدیث** روایت عمر بن خطابؓ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یعنے مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن جہاد خیبر کے البتہ دونگا مین نشان کل کے دن ایک ایسے مرد کو کہ دوست رکھتا ہے وہ اللہ و رسول کو اور دوست رکھتا ہے اوسکو اللہ اور رسول فتح کریگا اللہ اوسکے ہاتھ پر **جواب** یہ حدیث بہت صحیح اور قوی ہے روایت مین اور اس حدیث کو اہل سنت وجماعت واسطے دفع اقوال خوارج ونواصب کے پیش کرتے ہین لیکن حضرات شیعہ کا مدعای دل اس سے حاصل نہین ہوسکتا اسواسطے کہ درمیان محبت خدا و رسول اور محبوبیت خدا و رسول کے اور درمیان امامت بلافصل کے یا خود ہا کچھ ملازمت نہین ہے کہ ایسا شخص امام بلافصل ہو اور نیز اثبات ان دو صفتون کا واسطے کسی شخص کے کلام مین نفی ان دونون صفتون کی نہین کرتا دوسرے شخص سے اور کیونکہ ہو کہ خدائے تعالیٰ نے حق مین ابو بکر صدیق اور اون کے رفیقون کے فرمایا ہے یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ یعنے دوست رکھتا ہی اللہ اونکو اور دوست رکھتے ہین وے اللہ کو اور فرمایا ہے خدای تعالی نے حق مین اہل بدر کے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا الیٰ اٰخِرِہٖ یعنے اللہ تعالیٰ اون لوگون کو دوست رکھتا ہی جو خدا کی راہ مین صف باندھکر لڑتے ہین اور نیز اللہ تعالیٰ اہل مسجد قبا کی شان مین فرماتا ہے فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَھَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ یعنی اوسمین وہ لوگ ہین جو پسند کرتے ہین پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہی ستھرائی والون کو اور حدیث شریف مین آیا ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ لَا یَجْتَمِعُ حُبُّھُمْ فِیْ قَلْبِ مُنَافِقٍ وَلَا یُحِبُّھُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ یعنے فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چار شخص ہین کہ نہین جمع ہوتے دوستی اونکی قلب منافق مین اور نہین دوست رکھتا اونکو مگر مومن وے چار شخص خلفاء اربعہ ہین اگر مخالفین کہین کہ جب محب ومحبوب ہونا خدا اور رسول کا دوسرے اشخاص مین پایا گیا پس تخصیص حضرت علی رضہ کی نہ رہی اور اس مقام پر تخصیص درکار ہے۔ ہم کہین گے کہ کلام عرب بلکہ کلام انام مین دستور یہہ ہے کہ پہلے تمہید کرتے ہین کسی چیز کے ساتھ اور مقصود اوسکا مابعد ہوتا ہے جیسے کہین زید مرد عاقل ہے حالانکہ اثبات مردی کا واسطے زید کے مقصود نہین ہے مقصود اثبات عاقلیت ہے پس اس حدیث مین بھی مقصود بالتخصیص مضمون یفتح اللہ ہی اور یحب اللہ ورسولہ و یحبہ اللہ ورسولہ تمہید محض ہے حدیث رحم اللہ علیا اللھم ادر الحق معہ حیث دار یعنی رحم کرے اللہ علی پر اے اللہ پھیر تو حق کو ساتھ اوسکے جدہر پھرے وہ جواب یہ حدیث بھی بسر وچشم قبول اہل سنت وجماعت ہے لیکن حضرات مخالفین کا مدعا امامت بلافصل اس سے ثابت نہین ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت عمار بن یاسر کے بھی حق مین حدیث الحق مع عمار حیث دار اور حضرت عمر رضہ کے حق مین بھی یہہ حدیث مشہور ہے اور صحیح ہے الحق بعدی مع عمر حیث کان یعنے حق بعد میرے ساتھ عمر کے ہے جدہر ہو وہ۔ بلکہ یہ حدیث جو بحق حضرت عمر رضہ کے ہی وہ خبر دیتی ہے کہ حق عمر رضہ کے ساتھ لازم ہے اور حضرت حیدر کرار رضہ کی حدیث مین اللھم کرکے دعا ہی ادارت حق کی ساتھ علی رضہ کے اور ظاہر ہے کہ اخبار اور دعا مین فرق ہے اور حضرات شیعہ استجابت دعاء پیغمبر کو لازم بھی نہین جانتے روی ابن بابویہ القمی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا ربہ ان یجمع اصحابہ علی محبۃ علی الی اخرہ یعنی روایت کی ابن بابویہ قمی نے مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی رب اپنے سے یہ کہ جمع کرلے آپکے اصحاب کو محبت علی رضہ پر۔ اور حضرت عمر رضہ کے حق مین لفظ بعدی کا ہی اور بعض ظرفای

اہل سنت وجماعت نے بمقابلہ حضرات شیعہ کے حدیث اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَیْثُ دَارَ سے تمسک کیا ہے صحت خلافت حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق وحضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہم اجمعین پر لِاَنَّ عَلِیًّا کَانَ مَعَهُمْ حَیْثُ بَایَعَهُمْ وَتَابَعَهُمْ وَصَلّٰی مَعَهُمْ فِی الْجُمُعَةِ وَالْجَمَاعَاتِ وَتَکَلَّمَهُمْ فِی اُمُوْرٍ تَتَعَلَّقُ بِرِیَاسَتِهِمْ یعنے اسواسطے کہ علی تھے تینوں خلیفوں کے ساتھ اسطرح سے کہ بیعت کی اونکی اور پیروی کی اونکی اور نماز پڑہی اونکی ساتھ جمعہ اور جماعتوں مین اور خیرخواہ رہے اونکی خلافت کے کاموں مین۔ پس قیاس مساوات کا درست ہوتا ہے کہ اَلْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ وَعَلِیٌّ مَعَ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ یعنے حق ساتھ علی کے ہے اور علی ساتھ ابوبکر اور عمر اور عثمان کے ہے اور مقدمہ اجنبیہ کہ مدار صحت نتیجہ کا اس قیاس مین ہوتا ہے صادق ہے لِاَنَّ مُقَارِنَ الْمُقَارِنِ مُقَارِنٌ یعنے مقرر نزدیک ہونے والا نزدیک ہونی والے سے نزدیک ہے ساتھ نزدیک والے کے

حدیث [١١] روایت ابوسعید خدری کی ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِیٍّ اِنَّكَ مُقَاتِلٌ عَلٰی تَاْوِیْلِ الْقُرْاٰنِ کَمَا قَاتَلْتُ عَلٰی تَنْزِیْلِهٖ یعنے مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے علی کے مقرر تو لڑیگا اوپر تاویل قران کے جیسا لڑا مین اوپر نزول قرآن کے جواب یہ روایت بھی مدعاے مخالفین سے کچھ مساس نہین رکھتی ہے اسواسطے کہ مفاد حدیث کا یہ ہے کہ تو کسی وقت مین اوقات سے تاویل قرآن پر قتال کریگا اور یہی مذہب اہل سنت وجماعت کا ہے کہ حضرت علی اپنے مقاتلات مین حق پر تھے اور اونکے مخالفین خطا پر تھے لیکن خطای اجتہادی سے تھے۔

حدیث [١٢] اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ یعنے مقرر چھوڑتا ہون مین تم مین دو بڑی چیزین اگر چنگل مارو تم ساتھ اون دونون کے ہرگز نہ گمراہ ہوگے تم بعد میرے ایک اون دونون سے بڑا ہے دوسرے سے یعنے کتاب اللہ کی اور اولاد واقارب میرے جواب [١] یہ حدیث بہت صحیح ہے لیکن مخالفین کے مدعا سے کچھ بھی مساس نہین رکھتی کیونکہ امر بالتمسک جمیع خلفای راشدین رضی اللہ عنہم کے حق مین وارد ہوا ہے کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ مِنْ بَعْدِیْ
تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ - یعنے لازم کرو اپنے اوپر سنت میری اور سنت
خلفاء راہ پانے والون ہدایت پائے ہوونکی بعد میرے چنگل مارو اوسکے ساتھ اور پکڑو اوسکو
کچلیون سے اور دوسری حدیث یہ ہے اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ فَاِنَّھُمَا
حَبْلُ اللّٰہِ الْمَمْدُوْدُ وَمَنْ تَمَسَّکَ بِھِمَا فَقَدْ تَمَسَّکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ
لَھَا اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ یعنے پیروی کرو اون دو شخصون کی کہ بعد میرے
ہونگے وہ ابی بکر اور عمر ہین پس مقرر وہ دونون رسی دراز ہین اللہ کی جس نے تمسک کیا
اون دونون سے تمسک کیا اوسنے ساتھ رسی مضبوط کے نہین ہے ٹوٹنا واسطے اوسکے

جواب۲ عترت کے معنے لغت مین اقارب کے ہین پس اگر یہ حدیث امامت پر دلالت
کرے تو لازم آویگا کہ جمیع اقارب امام ہون خصوصاً مثل عبداللہ بن عباس اور محمد بن
حنفیہ اور حضرت زید شہید اور حسن مثنی اور اسحق بن جعفر صادق وغیرہ اور ارشاد نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ اہل سنت وجماعت سمجھتے ہین حق ہے وہ یہ کہ مسلمانون کو
ضرور ہے کہ جیسا مجھکو محبوب سمجھتے ہین ویسا ہی علی رض کو بھی سمجھین یعنے محبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کی جزو ایمان کامل ہے اور یہی مذہب اہل سنت وجماعت کا ہے کہ محبت حضرات
خلفاء اربعہ راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی جنمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی داخل
اور شامل ہین جزو ایمان کامل ہے اب شیعہ بھائیون کو مناسب بلکہ انسب ہے کہ وہ اپنے علما
اور مجتہدین کے قول کی شرم رکھین اور منازعت حدیث غدیر خم سے باز رہین کہ اوس سے
اونکا مطلب خلافت بلا فصل حضرت امیر علیہ السلام نہین نکل سکتا ہے ورنہ جناب ملا باقر
مجلسی اخوند اصفہانی اور ابن بابویہ قمی بلکہ خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے
قول کی تکذیب لازم آویگی - اور اگر حدیث غدیر خم کا مطلب حسب عقیدہ اہل تشیع
اثبات خلافت بلا فصل حضرت امیرع مین تسلیم کیا جاوے اور نیز روایت نزول ستارہ

کی تصدیق کیجا وے تو سخت اشکال لازم آویگا اسواسطے کہ ارشاد حدیث غدیر سم بعد فراغ حجۃ الوداع قبل از علالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقوع مین آیا تہا پس جب عالت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل از علالت منزل غدیر خم مین جسب گمان اہل تشیع خلافت بلا فصل حضرت امیر ع کی تصریح فرما چکے تھے تو پہر بحالت مرض الموت بحضور نبی مقدس اہل بیت و اصحاب کا سوال دربارۂ تعیین خلافت کہ آپ کے بعد کون آپکا خلیفہ اور جانشین ہوگا کیا معنے رکہتا ہے اور اس استفسار کے کیا حاجت تہی اور اس تحصیل حاصل سے کہ ممتنع ہے کیا حاصل تہا۔ علاوہ اسکے اگر حدیث غدیر خم مین خلافت بلا فصل ارشاد ہو چکے تھے تو پہر روایت نزول ستارہ مین اس ارشاد کے کیا معنے جو کہ اہل بیت و اصحاب کے مکرر سکرر سوال کے جواب مین فرمایا کہ (فردا ستارۂ از آسمان بخانۂ یکی از اصحاب من نازل خواہد شد او خلیفہ و جانشین من خواہد بود) چنانچہ چوتھے روز ستارہ آسمان سے جدا ہوکر دامن حضرت امیر ع مین اوترآیا پس روایت مذکورہ سے یہ بیان مشرح صدر بخوبی ثابت ہوگیا کہ حدیث غدیر خم مین خلافت حضرت امیر ع مقصود نہین ہے خیر یہ امر تو طے ہوگیا۔ اب یہ امر بہی قابل گذارش ہے کہ بملاحظۂ روایت نزول ستارہ ایک سخت حیرت اور استعجاب لاحق حال ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بوقت استفسار اس امر کے کہ آپ کے بعد آپکا جانشین اور خلیفہ کون ہوگا اصحاب اور اہل بیت دونون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچہ جواب ندیا اس توقف دو روزہ سے صاف ثابت ہورہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انتظار وحی تھا اس سبب سے کچہ جواب نہین دیا جب وحی آگئی تب تیسرے روز آپنے فرمایا کہ فردا ستارہ از آسمان بخانۂ یکے از اصحاب من نازل خواہد شد او خلیفہ و جانشین من خواہد بود یعنے کل ایک ستارہ آسمان سے میرے اصحاب مین سے ایک کے گہر مین نازل ہوگا وہی میرا خلیفہ اور جانشین ہوگا حضرات مومنین محبین اب یہ مقام انصاف ہے تمہین انصاف کرو اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو چیستان اور پہیلی نہ خیال کرو دیکھو کس طرح سے تعیین خلافت کا اصحاب مین صاف صاف ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہا ہے اس جگہ ذکر اہل بیت کا اشارۃً و کنایۃً بھی نہین ہے اس سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ سوال کرنے مین تعیین خلافت کے بالاتفاق اہل بیت اور اصحاب دونون موجود تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مطابق حکم آلٰہی کہ بذریعہ وحی پونہچا تھا صاف فرمادیا کہ میرے اصحاب مین سے وہ شخص میرا خلیفہ اور جانشین ہوگا جسکے گھر مین ستارہ آسمان سے نازل ہوگا پھر آگے اوسی روایت مین لکھتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ چوتھے روز اصحاب منتظر نزول ستارہ تھے کہ ستارہ روشن آسمان سے دامن مین حضرت امیرؑ کے نازل ہوا اور حضرت امیر علیہ السلام اہل بیت مین داخل ہین پس اسجگہ سخت حیرت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تھا کہ میرے اصحاب مین سے ایک کے گھر مین ستارہ نازل ہوگا وہی میرا خلیفہ اور جانشین ہوگا اور ستارہ اہل بیت کے دامن مین نازل ہوا یہ امر خلاف وحی اور ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکر ہوا اور پھر اجماع امت بھی واسطے خلافت صحابی کے یعنے حضرت صدیق اکبر رضؓ کے ہوا اہل بیت سے کیسکے واسطے ہوا التعجب ہوتا ہے کہ لوگون نے نزول ستارہ بھی دیکھا اور اسکا حکم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پایا کہ جہان نزول ستارہ ہو وہی ہمارا خلیفہ اور جانشین ہے پھر کیون اوسکے خلاف سب نے اجماع کیا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بموجب وحی آلٰہی کے اصحاب مین سے ایک کی نسبت خلیفہ اور جانشین ہونے کی بشارت دی اور موافق ارشاد پیغمبری اور ارادۂ آلٰہی کے کہ کنجی قلوب کی خدا کے دست قدرت مین ہے امت نے بھی واسطے خلافت اور جانشینی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے حضرت صدیق اکبر رضؓ کو منتخب کر کے اجماع اور اتفاق کیا۔ اور سیاق روایت بھی اسی پر دال ہے کہ بجاے دامن حضرت صدیق اکبر رضؓ دامن حضرت امیرؑ غلطی کاتب سے سہواً یا بالارادہ وقوع مین آیا ورنہ

پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز وحی الٰہی کے خلاف لازم آتا ہے جو ہم اہل اسلام کے نزدیک خلاف ہی ہے۔ اور روایت حضرت امام جعفر صادق ع سے جسکو ملا باقر مجلسی نے کتاب حیات القلوب کی تیسرے حصے کے صفحہ ۲۶۲ مین لکھا ہے) صاف صاف ثابت ہے کہ حدیث غدیر خم مین خلافت حضرت امیر ع کی مقصود نہین ہے۔ وہ کتاب مذکور مین لکھتے ہین اصل عبارت اوسکی یہ ہے کہ ابن بابویہ قمی در امالی از امام محمد جعفر صادق ع روایت کردہ است کہ چون حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را مرض عارض شد جمع شدند نزد آنحضرت اہل بیت و اصحاب آنحضرت گفتند ترا عارضہ موت حادث شدہ کہ خلیفہ تو خواہد بود در میان ما حضرت جواب نفرمود روز دوم ہم ہمین سوال کردند جواب نفرمود روز سوم فرمود کہ فردا ستارہ از آسمان بخانہ یکی از اصحاب من نازل خواہد شد او خلیفہ و جانشین من خواہد بود چون روز چہارم شد ہر یک از اصحاب بمور حجرۂ خود نشستہ انتظار نزول ستارہ میکشیدند کہ ناگاہ ستارہ از آسمان جدا شد کہ عالم را روشن کرد و در دامن حضرت امیر ع در آمد پس منافقان گفتند واللہ این مرد گمراہ شد در محبت پسر عمش و انچہ میگوید بخواہش خود میگوید۔ انتہی۔ ترجمہ ابن بابویہ قمی نے امالی مین امام جعفر صادق ع سے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض عارض ہوا جمع ہوئے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور اصحاب آنحضرت کے اور بالاتفاق حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین عرض کیا کہ آپ کو مرض موت حادث ہوا کون خلیفہ آپکا ہوگا درمیان ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نفرمایا دوسرے روز بھی یہی سوال کیا جواب نفرمایا تیسرے روز فرمایا کہ کل ایک ستارہ آسمان سے ہمارے اصحاب مین سے ایک کے گھر مین نازل ہوگا وہی خلیفہ اور جانشین ہمارا ہوگا جب چوتھا روز ہوا ہر ایک اصحاب اپنے اپنے حجرون کے دروازے پر منتظر نزول ستارہ کے بیٹھے کہ ناگاہ ایک ستارہ آسمان سے جدا ہوا

جس نے عالم کو روشن کیا اور دامن مین حضرت امیر المؤمنین علی ع کے در آیا پس منافقین نے کہا واللہ یہ شخص گمراہ ہوا ہے محبت مین اپنے چچا کے بیٹے کے اور جو کچھ کہتا ہے بخواہش اپنے کہتا ہے۔ تمام ہوا ترجمہ عبارت ملا باقر مجلسی مندرجۂ کتاب حیات القلوب صفحہ ۲۶۲۔ پس ملا باقر مجلسی اور ابن بابویہ قمی خود کوئی عوام مین سے نہین ہین بلکہ اخص الخواص اور بہت بڑے عالم اور مجتہد مذہب شیعے کے ہین ان حضرات کا قول خود ہی بہت وقعت نزدیک حضرات شیعہ کے رکھتا ہی اوس پر مستزاد یہ کہ اس روایت مذکورہ کو اونہون نے حضرت امام صادق ع سے نقل کیا ہے اس سبب سے بہت بڑی معتمد اور معتبر ہو گی مگر اسمین بھی کوئی شک اور شبہہ باقی نہین رہا کہ اس روایت نزول ستارہ کی تیزی روشنی سے مضمون اعتقادی جو حدیث غدیر خم سے حضرات شیعہ سمجھتے تھے وہ بالکل گم شد ہو گیا اور اس روایت نے جھگڑا ہی حدیث غدیر خم کا جو کہ لفظ مولی کی نسبت واقع تہا کہ معنے اوسکے اولی بالتصرف ہین یا محبوب پورا پورا طے اور ختم کر دیا یعنی اس روایت نزول ستارہ سے بوجہ اتم ثابت ہو گیا کہ مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث غدیر خم سے وہی تہا جو اہل سنت وجماعت سمجھتے ہین اب اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ کی کسیقدر تشریح بیان کر کے اتمام اور اختتام حجت در بارۂ تصفیہ و فیصلۂ حقیت مذہب کیا جاوے۔ واضح رہے کہ حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ متفق علیہ سنی وشیعہ ہین۔ حضرات شیعہ یہہ دلیل کرتے ہین کہ شیعہ تابع اور مقلد محبت اہل بیت کی ہین علاوہ اونکے کل مذہب والے غیر اہل بیت کے مقلد اور تابع ہین اور نیز اہل بیت کی افعال واقوال کے خلاف کرتے ہین پس چاہیئے کہ مذہب تشیع حق اور شیعہ ناجی یقین ہون اور دوسرے فرق ناری پس اسی قول پر اپنی حدیث سفینہ کو دلیل پکڑتے ہین۔ اور اہل سنت وجماعت اسکے جواب مین کہتے ہین کہ در حقیقت اتباع

تحقیق حدیث سفینہ و ثقلین

اور تقلید اہل بیت کی موجب نجات ہے چنانچہ ہم اہل سنت وجماعت کی کتب مین صدہا احادیث
سے یہ امر ثابت ہے لیکن انصاف شرط ہے برای خدا انصاف کو ہاتھہ سے ندو اور اپنی آنکھون
کو سرمۂ انصاف سے بینا کرو اور چشم تعصب مین نیل کی سلائی پھیر کے دیکھو اور بغور ملاحظہ
کرو کہ کون فرقہ تابع اہل بیت ہے اور کون فرقہ طریقہ اہل بیت سے منحرف ہے پس انصاف پکا
پکار کر یہی کہتا ہے کہ شیعہ کسی صورت سے تابع اہل بیت نہین ہوسکتے صرف زبانی ادعا سے
کام نہین چلتا کہنا امر دیگر ہے اور کرنا امر دیگر دیکھو کہ مشرکین مکہ اپنے تئین پیرو اور تابع ملت
ابراہیمہ کہتے تھے اور مسلمانون کو ملقب بلقب صبابی کرتے تھے مگر یہ صرف اونکا زبانی دعوی تھا
(نئے دین والے ۱۲)
درحقیقت تبع ملت ابراہیمہ کی نہ تھی۔ پس بنظر انصاف احق باتباع مذہب اہل سنت وجماعت کا
ہے کہ جناب امیر اور دوسرے ایمۂ اطہار اسی مذہب پر تھے جس پر کہ اہل سنت وجماعت ہین
چنانچہ حضرات ایمہ مخالفین اس مذہب کو اپنی مجلس سے نکلوا دیتے تھے۔ اور راویان مذہب
تشیع کا یہہ حال ہے کہ کتب معتمدہ اہل تشیع سے ثابت ہے کہ سرگروہ اس مذہب کے زمانۂ
حضرت امام سجاد و امام باقر اور امام صادق رضی اللہ عنہم اجمعین مین ہشام بن الحکم اور ہشام
بن سالم اور ابو البختری وہب بن وہب قرشی اسدی اور مومن طاق اور زید بن جہم ہلالی
اور ابو ربیع سابی اور زرارہ بن ایمن اور حکم بن عتبہ وغیرہم تھے کہ ان ہرسہ امامون کی روایات
انہین لوگون کی وساطت سے کتب شیعہ مین مندرج ہین اور یہی لوگ ادعا روایات کا ان
تینون امامان معصومین موصوفین سے رکھتے ہین اور ان راویون کے حالات کتب شیعہ
سے یون ثابت ہو رہے ہین کہ یہ تینون امام کسان مذکورۂ بالا سے سخت بیزار تھے اور ہمیشہ
بیزار رہے اور اونکے عقاید کو رد فرماتے رہے اور برابر اونکی روایات کی تکذیب کرتے رہے
مگر یہ لوگ براہ ابلہ فریبی کے لوگون سے یہی اظہار کرتے رہے کہ امام صاحبو نکی سرزنش ہماری
ساتھہ بسبب خیرات تورہ یعنے تقیہ کے ہے اصل مین جو کچھہ رسائی اور خصوصیت ہم لوگون کو
حضرات ایمہ سے ہے وہ دوسرون کو نہین ہے سب کے سامنے ہمسے بیزاری ظاہر کرتے ہین

مگر تنہائی مین کہدیتے ہین کہ ایسا ہی کرو ہم تمسے خوش ہین معاذ اللہ امام صاحب ہی پہلے درجہ کے دنیا دار ٹہرے کہ مصلحت وقت سمجھکر لوگون کے سامنے اونکو برا بہلا کہدیتے تہے مگر تنہائی مین مداح رہتے تہے۔ اور تماشا تو یہ ہے کہ کلینی اور دیگر امامیہ اپنی کتب صحاح مین ان لوگون یعنے راویان مذکور کی مذمت حضرات ایمہ سے نقل کرتے ہین وہ عبارت یہ ہے کہ۔ اَلشِّيْعَةُ كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ عَلَى الْاَئِمَّةِ وَهُمْ قَدْ تَاَدَّوْا مِنْهُمْ پہرانہین لوگون کی روایات کو صحیح جانکر اونکو اپنا قبلہ وکعبہ سمجھتے ہین لہذا چند روایات ایمہ معصومین کی کہ ان لوگون کے مذہب مین ہین اور اونکو مجتہدان اور پیشوایان شیعون نے نقل کیا ہے انکی کتابون سے مثل کافی کلینی وغیرہ کی اس مقام پر لکہتے ہین تا ہمارے شیعہ بہائی اپنے پیشواؤن اور بزرگون کی ہوشیاری اور چالاکی کو ملاحظہ فرماوین اور یقین ہے کہ اگر دیدۂ انصاف سے ملاحظہ فرماوینگے تو بخوبی نا انصافی اور زیادتی روشن ہوجاویگی اور حق وباطل کا پردہ اوٹھ جاوے گا کھوٹا کہرا صاف نظر آویگا۔ رَوِيَ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ غَضِبَ عَلٰى شِيْعَتِهٖ وَقَالَ لَوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ مَا اَقُوْلُ لَا قْرَرْتُ اَنَّكُمْ اَصْحَابِيْ هٰذَا اَبُوْحَنِيْفَةَ لَهٗ اَصْحَابٌ وَهٰذَا الْحَسَنُ الْبَصَرِيُّ لَهٗ اَصْحَابٌ وَاَنَا اَمْرُءٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَلَدَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَعَلِمْتُ كِتَابَ اللّٰهِ وَفِيْهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ۔ اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ ان لوگون پر حضرات ایمہ نے غضب فرمایا ہی ایضًا رَوِيَ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ ع قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ اِنَّ اَحَبَّ اَصْحَابِيْ اِلَيَّ اَوْرَعُهُمْ وَاَفْقَهُهُمْ لِحَدِيْثِنَا وَاِنَّ اَسْوَءَ هُمْ عِنْدِيْ حَالًا وَاَمْقَتَهُمْ لَلَّذِيْ اِذَا سَمِعَ الْحَدِيْثَ يُنْسَبُ اِلَيْنَا وَيُرْوٰى عَنَّا وَهُوَ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّ الْحَدِيْثَ مِنْ عِنْدِنَا خَرَجَ پس اس روایت مین اشارہ یہ ہے کہ یہ لوگ اقوال ایمہ کو راہ غلطی سے احادیث مرفوعہ کرکے روایت کرتے ہین از انجملہ ابو ربیع شامی ہے کہ کلینی مین اکثر روایات اوسکی مندرج ہین حالانکہ خود صاحب کلینی اوسکے حق مین لکہتے ہین کہ حضرت امام باقر نے اوسکو سرزنش

کی ہے اور معلوم کرنا چاہیے کہ کتب انکے مذہب کی بہت ہین لیکن چار کتابین نزدیک ان کے
نہایت معتبر ہین ایک کافی کلینی دوسری تہذیب تیسری استبصار چوتھی من لا یحضرہ الفقیہ
پس مدار اس مذہب کا ان چار کتابون پر ہے اور مباحث امامت کے انہین چار کتابون سے
اخذ کرتے ہین اور اکثر راوی ان چار کتابون کے ہشام بن سالم اور ہشام بن حکم اور صاحب الطاق
اور زرارہ بن اعین اور بکیر بن اعین اور میثمی اور سلمان جعفری اور محمد بن مسلم اور ابو بصیر
ہین پس یہ راوی ان چار کتابون مذکورہ کے وہ راوی ہین کہ جنکی روایات کی ائمہ معصومین
نے تکذیب کی ہے رَوَی الْکُلَیْنِیُّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْخَزَّازِ وَ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ
قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی اَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقُلْنَا اِنَّ هِشَامَ وَالْمِیْثَمِیْ وَصَاحِبَ
الطَّاقِ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَجْوَفُ اِلَی السُّرَّةِ وَالْبَاقِیْ صَمَدٌ فَخَرَّ لِلّٰهِ سَاجِدًا ثُمَّ
قَالَ سُبْحَانَكَ مَا عَرَفُوْكَ وَلَا وَحَّدُوْكَ فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ وَصَفُوْكَ
یعنے کلینی کہ بہت بڑے معتبر راوی شیعون کے ہین وہ روایت کرتے ہین ابراہیم بن محمد اور محمد
بن حسین سے کہ بیان کیا ان دونون نے کہ داخل ہوئے ہم پاس ابو الحسن رضا کے اور کہا ہمنے
کہ ہشام اور میثمی اور صاحب الطاق کہتے ہین کہ اللہ تعالی کھوکھلا ہے ناف تک اور باقی سپند یعنے
ٹھس ہے پس اوسوقت حضرت امام موصوف سجدہ مین گرے اور فرمایا پاک ہے تو نہین پہچانا
اونہون نے تجھکو اور نہ پایا تجھکو اسی سبب سے وصف کیا تیرا آدم بر بطلب وہ حدیث سفینہ اور
ثقلین کی جسکو اہل سنت وجماعت ومخالفین اپنے اپنے دعوی محبت اہل بیت اور عترت نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم پر دلیل لاتے ہین یہ ہے۔ **حدیث سفینہ** عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اَهْلِ بَیْتِیْ کَمَثَلِ سَفِیْنَةِ نُوْحٍ
مَنْ رَکِبَهَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ رَوَاهُ الْحَاکِمُ وَالْاَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ فِیْ صَحِیْحِهِمْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
وَابْنِ الزُّبَیْرِ **ترجمہ** مثل اہل بیت میری کے مثل کشتی نوح کے ہے جو شخص کہ سوار
ہوا اوسمین نجات پائی اور جس نے تخلف کیا اوس کشتی سے وہ ہلاک ہوا۔ روایت کیا اوسکو

حاکم نے اور روایت کیا اوسکو احمد اور بزار نے اپنے صحیح مین حسین بن عباس اور ابن زبیر سے اور حدیث ثقلین یہ ہے عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ترجمہ زید بن ارقم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کی کہ فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتحقیق مین چھوڑنے والا ہون تم مین دو بڑے چیز کتاب اللہ اور اپنی عترت اور ایک روایت مین یہ ہے کہ بتحقیق مین چھوڑنیوالا ہون تم مین وہ چیز کہ اگر تمسک کرو تم ساتھہ اوسکی ہرگز نہ گمراہ ہوگی کتاب اللہ اور میری عترت پس اسمین کوئی شک وشبہہ نہین ہے کہ اس حدیث سفینہ اور ثقلین کی پوری پوری تعمیل اہل سنت وجماعت کرتے ہین اور بوجہ اکمل اتباع اور تقلید اہل بیت او رعترت اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتی ہین اور بموجب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اوس سے محبت رکہتے ہین بلکہ اونکی محبت کو جزو ایمان حقیقی اور باعث نجات اخروی جانتی ہین اور ہر ایک کو اونمین سے موافق اون کے درجے کے مانتے ہین اور کتاب اللہ کو بہی بحیثیت کتاب اللہ جانتے اور مانتے ہین اور بخوبی پہچانتے ہین کہ یہ وہی کتاب ہی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تہے اسمین ایک لفظ کی بہی کمی وبیشی نہین ہوئی اور نہ ہوسکتی ہی کیونکہ خدائے برتر خود اوسکا حافظ اور نگہبان ہی پس کسکی مجال ہی کہ باوجود نگہبانی خدائے غالب کے اوسمین کمی وبیشی کرسکے بالکل دار ومدار ایمان اور نجات آخرت کا اہل سنت وجماعت کتاب اللہ پر سمجھتے ہین پس اہل سنت وجماعت اوسی کشتی پر سوار ہین جس سے بیڑا پار ہے کسیطرحکا خوف ہلاکت نہین اور ثقلین کو ایسا مضبوط پکڑا ہی جس سے حسب الارشاد نبوی اونکو ہرگز خوف گمراہی باقی نہین - ہان مخالفین کا دعوی نسبت محبت وتقلید اہل بیت وعترت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز تسلیم و پابندی کتاب اللہ کی قولاً ہی فعلاً بالکل نام کو نہین پس دعوی محبت اہل بیت اور عترت پیغمبر علیہ السلام اور اونکی اتباع کا جو مخالفین

کرتے ہین وہ محض غلط اور باطل ہے کیونکہ اہل بیت عبارت ہی زنان اور فرزندان اور دیگر
اقربا سے اور اسی طرح عترت عبارت ہی نسل سے کسی مرد یا کسی قوم کے اور اوسکے عشیرہ سے
اور مخالفین کو اظہار اور دعوی محبت نہین ہے مگر اہل بیت اور عترت مین سے چند لوگون
کے ساتھ کیونکہ ظاہر ہے کہ مخالفین نسب حضرت زینب اور حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم
سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیان ہین انکار کرتی ہین [له] اور اکثر اولاد فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا سے عداوت رکھتے ہین اور اونکی تکذیب کرتے ہین چنانچہ زیدیہ حضرت محمد باقر
اور اونکی اولاد امجاد سے انکار کرتے ہین اور اثنا عشریہ زید بن علی بن حسین اور اونکے
بیٹے حضرت یحیی اور ابراہیم بن موسی اور جعفر بن موسی کی کہ یہ سب عالم اور متقی اور صاحب
ظاہر اور باطن تھے تکفیر اور تفسیق کرتے ہین اور جعفر بن موسی کا جعفر کذاب نام رکھا ہی
اور یہی اسیطرح جعفر بن علی برادر حسن عسکری کی تکذیب کرتے ہین اور حسن بن حسن مثنی
اور اونکے بیٹے عبداللہ اور اونکے بیٹے ملقب بنفس زکیہ اور ابراہیم بن عبداللہ اور زکریا بن
محمد الباقر اور محمد بن عبداللہ بن الحسین بن الحسن اور محمد بن قاسم بن حسین اور یحیی
بن عمر احفاد زید بن علی بن الحسین بن الحسن سے ہین اور شیخ عبدالقادر جیلانی اور
انکے سوا ایک جماعت کثیرہ کو علما اور اولیا اور شرفا سادات سے کافر جانتے ہین اور
مخلد فی النار کہتے ہین اور ایک جماعت امامیہ مین سے ان سبکو اعراف مین بتاتے ہین
اور بہت تھوڑے لوگ ہین امامیہ مین سے کہ اوس جماعت اہل بیت کو عقیدے مین گمراہ
جانکر اس بات کے قائل ہین کہ ایک مدت دراز تک یہ لوگ دوزخ مین رکھے جاوینگے
بعد اسکے بہشت مین جائین گے - پس یہ حال ہی حضرات شیعہ محبین کا اولاد حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا اور نیز دیگر اہل بیت کے ساتھ اولاد و ازواج اور عصبات پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے

تفصیل کا یہ محل المقام ۱۲
لہ حسین و فی المقام
بیٹیاں فرما دین پوشیدہ
اہل فطانت پر ہرگز نہ ہی
ہین داخل ہین جیسا کہ
کہ ازواج یا اہل بیت
سیاق سے بخوبی ہویدا ہی
آیت تطہیر کے سیاق و
اہل بیت نہین سمجھتے حالانکہ
ازواج مطہرات کو داخل
سلہ اسیطرح

جب یہ حال ہے تو دعوی محبت اور تقلید و تابعیت اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم منجانب حضرات شیعہ محض لغو اور باطل ہے صرف زبانی ادعا ہے اور سپر طرہ یہ کہ انہین حالات پر مذہب تشیع کو حق اور شیعہ کو ناجی یقین جانتے ہین کیا حدیث سفینہ اور ثقلین کا یہی مطلب ہے کہ بعض اہل بیت کو امام برحق مانو اور بعض بلکہ اکثر کو کافر اور فاسق اور کذاب کہو۔ البتہ اہل سنت وجماعت کا دعوی محبت اور اتباع اہل بیت صحیح اور حق ہے اسلیے کہ وہ تمامی اہل بیت اور عترت اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھتے ہین اور سب کی اطاعت کرتے ہین اس باب کے تو امامیہ بھی معترف ہین کہ مجتہدین اہل سنت وجماعت رہ نے حضرات ایمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اخذ علم کیا ہے چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت امام جعفر صادق ع سے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے بھی حضرت امام جعفر ع سے علم سیکھا ہے اور نیز ربیعہ سے اور ربیعہ نے عکرمہ سے اور عکرمہ نے ابن عباس سے اور اونہون نے علی بن ابی طالب ع سے ۔ اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے اون لوگون سے اخذ علم کیا ہے جنکے سلسلے روایت کے حضرات اہل بیت تک پونہچتے ہین کذا ذکر ابن المطہر الحلی فی النہج والمنہج ۔ اور نیز حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جناب حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی اور اونہون نے زیدؒ بن علی رض سے اور حضرت امام باقر و حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما دونون حضرات نے حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو اجتہاد کی اجازت دی ابی ادیس سے مروی ہے کہ مینے سنا ربیع بن یوسف سے کہ داخل ہوئے ابو حنیفہ رح پاس خلیفہ ابو جعفر منصور کے پس پوچھا منصور نے کہ اے نعمان تمنے کس سے علم سیکھا ہے پس کہا ابو حنیفہ نعمان کوفی رح نے کہ مینے اصحاب علی بن ابی طالب رض اور اصحاب بن عباس رض سے اخذ علم کیا ہے یہ سنکر منصور نے کہا کہ تمنے اپنا کام محکم کیا ہے ۔ مروی ہے کہ حضرت ابو حنیفہ رح ایک مرتبہ مسجد حرام مین بیٹھے تھے اور گرد اون کے خلقت کا اژدحام تھا اور مسائل شرعی بیان کر رہے تھے

اور جواب مسائل دیرہی تہے کہ اسی اثنا مین حضرت امام جعفر صادق رض آکر اونکے سرپہ
کہڑے ہوگئے جب ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس حجرے سے خبردار ہوئے کہ آپ کہڑے ہین فوراً
تعظیم کو کہڑے ہوگئے اور کہا اے ابن رسول اللہ اگر مجھکو پہلے سے آپکی تشریف آوری معلوم
ہوتی تو مین بیٹہا نہ ہتا حضرت امام جعفر صادق ع نے فرمایا بیٹہو اے ابو حنیفہ اور لوگون
کو جواب دو اور اسے کام پر پایا ہی ہمنے اپنے اجداد امجاد کو یعنے یہی کام ہمارے جد بزرگوار
بہی کرتے تھے ۔ اور ابو المحاسن حسن بن علی نے باسناد خود ابی بختری سے روایت کی
ہے کہ جعفر صادق ع نے جب ابو حنیفہ رح کو دیکہا کہا گویا کہ مین دیکہتا ہون طرف تمہارے
کہ میرے جد کی سنت کو زندہ کرتے ہو بعد کہنہ ہونے اوسکے کے اور ہو تم جاے فرار
ہر مظلوم کے اور فریاد رس ہر غمزدہ کی تمسے راہ پاوین متحیر لوگ جب کہ عاجز ہون اور
تم راہ دکہاؤ اون لوگون کو راہ واضح جبکہ وہ حیران ہون پس ہو تمکو خدا سے مدد اور
توفیق تاکہ طالبان تمہاری راہ پر راہ چلین (یعنے جو لوگ کہ طالب رضای خدا و دین
حق کے ہین وہ تمہاری پیروی کرین) رہا یہ دعوی مخالفین کا کہ باوجود اسکے کہ ابو حنیفہ رح
نے حضرات ایمہ اہل بیت رض سے اخذ علم کیا لیکن اونسے مخالفت کی یہ دعوی اونکا محض
بے دلیل ہے اگر ابو حنیفہ رح نے حضرت امام جعفر صادق رض کی مخالفت کی ہوتی تو ہرگز حضرت
امام جعفر صادق ع اونکی ایسی مدح نفرماتے اور قاضی ابو یوسف اور محمد بن حسن رحمہما اللہ
واسطے زیارت حضرت امام موسی کاظم رض کے جاتے تھے چنانچہ اس بات کو صاحب مقبول
نے کہ امامیہ مین سے ہین کہا ہی کہ جسوقت کہ ہارون الرشید نے حضرت موسی کاظم کو
قید کیا تہا یہ لوگ اوسی جگہہ اونکے پاس جاتے تھے ۔ از سیف المسلول پس حدیث سفینہ اور
ثقلین سے حسب مضمون بالا بخوبی ثابت ہوگیا کہ اہل سنت وجماعت قولاً وفعلاً وتعمیلاً محبت
تمامی اہل بیت اور عترت رسول اللہ علیہ وسلم کی اور نیز اصحاب رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
[کی] رکہتی ہین پس چاہیے کہ یہی ناجی بالیقین ہون اور مخالفین صرف قولاً بعض اہل بیت کی

محبت کا دعوی کرتے ہین وہ اس یقین سے علیحدہ ہون۔ پس حال محبت واطاعت مخالفین کا عترت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اوپر معلوم ہو چکا کہ قولاً ہی مگر فعلاً و معنےً نام کو بہی نہین بلکہ بجاے محبت واطاعت کے معنےٰ بغض و عداوت ولعن وطعن ہی گو بعض کے ساتہ سہی مگر جبکہ حدیث عترت مین کسی نام کے ساتہ عترت واہل بیت مخصوص نہین کئے گئے تو نہین سے بعض کے ساتہ عداوت رکہنا اور لعن وطعن کرنا گویا سب سے ہی رہی تابعداری اور اطاعت اور عظمت خدمت وکتاب اللہ کی اوسکی یہ کیفیت ہے کہ قرآن مجید پر مخالفین اعتماد نہین رکہتے کہتے ہین کہ قرآن مین صحابہ رض نے تحریف کر دی ہی اور جو کچہ کہ متواتر ہے عثمان رض سے متواتر ہی نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور نیز جو حدیثین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ رض سے مروی ہین وہ اونکے نزدیک معتبر نہین ہین کیونکہ اونکا قول ہی کہ بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سب کے سب مرتد ہو گئے مگر چار آدمی پس اجماع صحابہ بہی اس صورتمین مخالفین کے نزدیک حجت نہین ہو سکتا مگر یہ نہین کہلتا کہ پہر جو مخالفین یہ مذہب لائے ہین اور اس مذہب کی نسبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرتے ہین وہ کہان سے کرتے ہین مگر اس موقع پر کہینگے کہ ہمنے اپنا مذہب ایمہ ع سے اخذ کیا ہی تو یہ دعوی مخالفین کا کئی وجہ سے باطل ہے۔ اول یہ کہ پہلے امامت کو ثابت کرو پیچہے یہ دعوی کرو کیونکہ امامت فرع نبوت کی ہے جس حالت مین نبوت خود ہی بخبر متواتر صحابہ رض ثابت ہوئی جیساکہ کہ ہو چکا پس امامت کیونکر ثابت ہوگی اور جس حالت مین تم لوگ قول جماعت بیشمار کا کہ وہ صحابہ اور تابعین ہین معتبر اور مفید علم نہین جانتے اور ان لوگون کے اتفاق کو کذب پر حمل کرتے ہو تو ظاہر ہے کہ قول علی و دیگر ایمہ ع کا کہ ہر قرن مین زیادہ ایک شخص سے امام نہین ہے کیونکر معتبر اور مفید یقین ہوگا اب رہا دعوی عصمت کہ مصحح اون کے قول کا ہو اسکا ثبوت محال ہی۔ اور نیز عصمت فرع امامت کی ہے جب امامت ہی ثابت نہین ہے تو عصمت کہان سے ثابت ہوگی۔ دوسرے یہ کہ اگر امامت حق ہوتی امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ اپنے

بیٹے محمد بن حنفیہ کو اوس سے مطلع کرتے ایسی خبر کو کہ اصول دین سے ہو اور اوسپر اسلام مبنی ہو کبھی اوسکو مہمل نچھوڑتے اور محمد بن حنفیہ کو کبھی ایسی خبر سے غافل نچھوڑتے اگر ضرور اگر جاتے تو محمد بن علی کو علی ابن الحسین سے دربارۂ امامت جھگڑا نہوتا جیسا کہ مخالفین کا گمان ہے کہ امامت مین محمد ابن حنیفہ نے علی بن الحسین سے جھگڑا کیا اور حجر اسود کو حکم بنایا الی آخر افترؤ اور پھر اسیطرح علی بن الحسین اپنے بیٹے زید کو مطلع کر دیتے تاکہ زید امامت سے محمد باقر کے انکار نکرتے۔ حالانکہ کلینی نے کافی مین ابان سے روایت کی ہے کہ ہشام واَحول نے کہا کہ مجھسے زید بن علی نے کہا کہ تو میرے ساتھ رہ تاکہ جہاد کرین اَحول نے جواب مین کہا نہین تب زید نے کہا کہ تو اپنی جان کو ہمسے عزیز رکھتا ہے احول نے کہا کہ مین ایک جان رکھتا ہون حق تعالی کے واسطے زمین مین حجت ہی یعنے محمد باقر امام برحق ہین پس میرا تمھارے ساتھ رہنا اور نرہنا برابر ہی زید نے کہا کہ میرے باپ مجھسے ایسی محبت رکھتے تھے کہ ہمیشہ لقمہ سرد کر کے میرے منھہ مین دیا کرتے تھے کیونکر گوارا کر سکتے کہ مجھکو آتش دوزخ مین ڈالتے یعنے اگر محمد باقر امام برحق ہوتے تو میرے باپ مجھے ضرور اطلاع دیتے۔ تیسرے یہ کہ امامت مین مخالفین کے نزدیک نص جلی شرط ہی اور یہ امر یقینی ہے کہ اگر امامت اصول دین سے ہوتی تو ضرور ہے کہ شارع اوسکو ہرگز مہمل نچھوڑتے اور اگر امامت مین نص بطریق احاد کے کافی متصور کرین تو یہ امر جائز نہین ہو سکتا کیونکہ روایت آحاد کی موجب علم کی نہین ہے اور بنا عقائد کی اوسپر ہو نہین سکتی پس واجب ہی کہ نص متواتر ہو اور اسیوجہ سے مخالفین دعوی تواتر کا کرتے ہین مگر دعوی تواتر اونکا باطل ہے کیونکہ اگر تواتر ہوتا تو اسقدر اختلاف امامت ایمہ مین واقع نہوتا اسلیے کہ متواترات مین اختلاف محال ہے جبکہ اختلاف بسیار امامیہ ایمہ مین واقع ہی یہانتک کہ اصحاب ایک امام کے کہ ہر ایک دعوی اخذ علم اوسی امام سے رکھتا ہے باہم مختلف ہین پس تواتر کہان رہا چنانچہ جعفر صادق ؑ کے اصحاب عمر بن سعید مدائنی وغیرہ کہتے ہین کہ امام بعد جعفر کے اونکے بیٹے عبد اللہ ہین اور علی بن ابی حمزۂ سالم اور

علی ابن ریاح وغیرہ کہتے ہین کہ امام بعد جعفر کے موسی ہین اور موسی پر امامت ختم ہوئی اور
ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ امام بعد موسی کے اونکے بیٹے علی ہین اور یہی اسیطرح سے
موسی ؑ کے اصحاب مین اختلاف ہی احمد بن ابی بشر سراج ابی جعفر و حسین بن مہران
و محمد بن ابی نصیر سکونی و عثمان بن عیسی ابو عمرو عامری و صفوان بن یحیٰی ابو محمد علی کہتے
ہین کہ امامت موسی پر ختم ہوئی اور دیگر اصحاب موسی کے کہتے ہین کہ امام بعد موسی کی علی ہے
اسیطرح کے بہت اختلاف درمیان اصحاب ہر امام کے واقع ہوئے ہین اور یہ اختلاف
دلیل کذب کی ہے اور موجب اضطراب اور نادرستی کا ہے احادیث احاد مین چہ جائیکہ
متواترات مین کما لایخفی چوتھے یہ کہ امامت کا دعوی ایمہ سے متعارض آیا ہے مثلاً محمد باقر
اور زید دونون بیٹے علی بن الحسین کے ہین اور دونون عالم اور متقی اور متصف باوصاف
کمال اور مخالفین دونون سے دعوی امامت نقل کرتے ہین زیدیہ زید سے اثنا عشریہ
و باقریہ محمد باقر سے پس ایک کی تصدیق کرنا اور دوسرے کی تکذیب کرنا ترجیح بلا مرجح ہے
وَاِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا یعنے جب دونون متعارض ہوئے دونون ساقط ہوئے۔ اور نیز بعض
لوگ اصحاب ایمہ مین سے چنانچہ حسن بن علی بن وصال اصحاب امام رضا و جواد سے
منکر امامت دونون کے تھے اور اوس شخص کی تکذیب کرتے تھے کہ جو اونکو امام واجب الطاعت
جانے۔ اور سماعت بن مہران حضرمی اصحاب صادق اور کاظم سے اور عثمان بن عیسے
اصحاب کاظم اور رضا سے منکر امامت رضا کے تھے پس ظاہر ہی کہ تا بیچہ تکاذب تعارض
درمیان احوال ایمہ و اقوال اصحاب ایمہ امامت کیونکر ثابت ہوسکتی ہے۔ یہ تھوڑے سے
وجوہات بطلان دعوی مخالفین پر مشتی نمونہ از خرواری اس رسالہ مختصر مین لکھے گئے
پورے طور پر تشریح کے ساتھ دیکھنا ہو تو جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی
رحمہ اللہ کی کتاب سیف المسلول کے برہان ثامن مقالہ اولی ابطال مذہب مخالفین
ہین ملاحظہ کیجیے۔ یہ حال ہے مخالفین کا کتاب اللہ اور احادیث و عترت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ پس جس حالت مین مخالفین کتاب اللہ کو تحریف کردہ صحابہ رضی اللہ عنہ اور احادیث
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کہ بروایۃ صحابہ رض مروی ہین غیر معتبر سمجھتے ہین اگرچہ وہ متواترات
سے ہین۔ پس اس صورت مین اگر مذہب مخالفین کا صحیح سمجھا جاوی تو نہ نبوۃ ثابت ہوتی ہے
اور نہ جو کچھ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خدا کے یہان سے نازل ہوا بلکہ تمامی متواترات
سے وثوق جسکا نام ہے وہی اوٹھا جاتا ہے اور متواترات کے انکار سے سفسطہ لازم آتا ہی
اسلیئے کہ ہمنے نہ تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور نہ حضرت ابوبکر وحضرت علی کو اور نہ پیغمبر
صاحب کی معجزی کو دیکھا ہے نہ جبرئیل عم کو اور نہ ہمارے سامنے قرآن نازل ہوا بلکہ ہمنے قرآن
کو پایا اور بخبر متواتر دریافت ہوا کہ یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل ہوا تھا اور بڑے
بڑے فصحای عرب نے قاطبتہ اوسکا معارضہ کیا اور سب کے سب باوجود اسکے کہ جم غفیر اور
جماعت کثیر تھے اور مدت دراز تک معارض رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف
سے یہے تحدی رہے کہ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ پس لاؤ تم کوئی سورۃ بھی مانند
اوسکے مگر معارضہ سے عاجز رہے اور محمد صاحب ایک مرد امی تھے قریش سے دعوی نبوت
کا کیا اور یہی قرآن جواب موجود ہے پڑھا اور لوگون کو اسکے طرف بولایا اوسوقت محمد صاحب
صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ کوی رفیق تھا اور نہ کوئی آپکی پاس فوج تھی نہ حشم بلکہ احد من الناس
تھے یہ بات محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی وضیع وشریف اہل مکہ کو کہ اپنے دین ابای سے
سخت مالوف تھے ناگوار گذری اس سبب سے وہ لوگ محمد صاحب کی عداوت پر مستعد
ہوگئے جب محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر معجزات باہرہ نے ظہور پکڑا اور اللہ پاک
کے کلام نے لوگون کے دلون مین اثر کیا بقدر استعداد لوگون نے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قبول کیا سب سے پہلے جو ایمان لائے ابوبکر رضی اللہ عنہ یا علی رضی اللہ عنہ تھے پھر ایک جماعت
قلیل مسلمان ہوی عمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ بھی اوسی جماعت سے تھے اوسکے
بعد روز بروز آفتاب ہدایت الہی نے قوت پکڑی اور تاریکی کفر دور ہوی ادہر کفار

بھی محمد صاحب اور آپکی اصحاب کے عداوت اور آپ کی دین کے برہم کرنے مین کوہی قصور نہین
کرتے ستی جو مسلمان کہ تابع محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوگئے تھے وہ لوگ محبت وتابعد
محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم اور دین محمدی مین جان ومال تصدق کر دینے مین تقصیر کرنا
نہین چاہتے تھے ہمہ نوع مستعد اور کمربستہ اطاعت تھے یہان تک کہ دور دراز بلاد وقوم کے
لوگ جو دوسرے دین سے الفت رکہتے تھے حقیقت دین محمدی دریافت کر کے ہر جانب سے
آتے تھے اور حسب مضمون یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا داخل دین
محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے تھے ۔ اوسوقت بخطاب اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ
لَکُمْ دِیْنَکُمْ سے مبشر ہوئے ۔ اور آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحکم اِذَا فَرَغْتَ
فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ کے ندا اَلرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی کی بلند کی ۔ بعد وفات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ اصلی آپکی حیات مین ساعی فی الدین تھے اوسیطرح سے
بعد وفات آپکی بھی ترویج دین مین سعیان وکوشش کرتے رہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
نے بنی حنیفہ وغیرہ قبائل عرب سے کہ مرتد ہوگئی تے جہاد کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
اسقدر بلاد کفر کو نور اسلام سے منور کیا کہ کسری وقیصر کو بھی برہم کر دیا ۔ پس یہ سب خبرین
ہمکو بذریعہ اخبار متواترہ کے معلوم ہوئین ہین اگر یہ سب خبرین متواترہ موجب علم یقین کے
ہین تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی مسلم اور قرآن بھی مسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کا حق بھی ہم مسلمانون کے گردنون پہ مسلم کہ یہ سب رنج اوٹھا کر اور کوششین فرما کر ہم
لوگون کو تاریکی کفر سے نکال کر نور اسلام سے آپنے مشرف فرمایا اور جنت کی راہ دکہائی
اور اسیطرح حق ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وغیرہم رضی اللہ عنہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا
بھی ہم لوگون یعنے اہل اسلام کے گردنون پر ثابت اور متحقق ہے کہ یہہ سب حضرات ممد ومعین
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان سب رنج کشیون اور سعیون مین شریک اور رفیق تھے
لیکن یہ حقوق ان حضرات کے برابر نہین ہین بلکہ متفاوت درجات ہین چنانچہ حق تعالے

فرماتا ہے لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ
فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ
وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ
مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

ترجمہ نہین برابر ہوتے بیٹھ رہنے والے مسلمانون سے سوائے ضرر والے یعنے اندہے لنگڑے بیمار اور جہاد کرنے والے بیچ راہ اللہ کے ساتھ مالون اپنے کے اور جانون اپنے کے بزرگی دی اللہ نے جہاد کرنے والون کو ساتھ مالون اپنے کے اور جانون اپنے کے اوپر بیٹھ رہنے والون کے درجون مین اور ہر ایک کو وعدہ دیا اللہ نے اچھا اور فرمایا اللہ تعالی نے نہین برابر تم مین سے وہ شخص کہ جس نے خرچ کیا تھا پہلے فتح مکہ سے اور لڑائی کی تھی یہ لوگ بڑے ہین درجون مین اون لوگون سے کہ خرچ کیا اونھون نے پیچھے سے اور لڑائی کی اور ہر ایک کو وعدہ دیا اللہ نے اچھا ختم ہوا ترجمہ دونون آیتون کا۔ پس بنظر حالات بالا نادان سے نادان بھی سمجھ سکتا ہے کہ مذہب مخالفین باطل ہے اور مذہب اہل سنت وجماعت برحق وثابت اور اگر یہ سب خبرین متواتر کچھ مفید علم ویقین مضامین بالا ہین نہین ہین تو لازم آویگا کہ یہ سب لاکھون مرد وعورت کہ عرب وعجم کے باشندہ تھے مختلف قبایل سے تھے دور دراز ملکون کے رہنے والے تھے مختلف المزاج تھے انہین لوگون نے اپنا آبائی دین چھوڑ کر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کیا تھا اور نیز اون لوگون نے ہر طرح کی رنج اور تکالیف جان اور مال کی برداشت کر کے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مستحکم کیا تھا اور اون سبھون نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبتین پائین تھین مگر صحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو کچھ فائدہ نہ کیا سبھون نے بپاس خاطر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ کے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برباد کیا اور قرآن منزل من اللہ کو معدوم کر کے قرآن عثمان رضی اللہ عنہ کو خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب کر کے متواتر روایت کیا اور ایک دوسرا دین علاوہ

دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے تراش کرکے ہم لوگون تک پہونچایا ۔ پس ایسی
حالت مین کہ خبر متواتر قابل اعتماد و وثوق کے نہ سمجھی جاوے تو محمد صاحب صلی اللہ علیہ
وسلم کے وجود اور آپکی معجزات پر علم کہان سے اور کیونکر حاصل ہو سکتا ہے بلکہ تمامے
متواترات سے وثوق اوٹھا جاتا ہے کیونکر جائز ہے یہ کہ کوفہ و بصرہ و بغداد و مصر و نجف اشرف
و کربلا وغیرہ جہان مین موجود نہون لوگون نے جھوٹ پر متفق ہوکر اون کی موجودگی کی خبر
متواتر ہم تک یعنے اون لوگون تک جنہون نے اون مقامات کو دیکھا نہین پہونچا دی ہو اور
یہ درحقیقت سفسطہ ہے اور یہ دعوی کرنا کہ اس خبر متواتر سے علم موجود اور ثبوت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کا حاصل ہوتا ہے (باطل ۱۲) اور علم باحسان و اسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کبار کا
حاصل نہین ہوتا یہ دعوی ہے محض بے دلیل اور تفریق ہے بلا فارق کما لا یخفی ۔ سیف المسلول
برہان شایع و شامن پس جب حسب تشریحات بالا بخوبی ثابت ہوگیا کہ حدیث غدیر خم مَنْ کُنْتُ
مَوْلَاہُ مین مخالفین جو لفظ مولی کو بمعنی اولی بامامت کہتے ہین وہ مفہوم اونکا سراسر باطل
اور غلط ہے اور ملا باقر مجلسی کہ بہت بڑے عالم اور مقتدا مذہب اہل تشیع کے ہین اونہون نے
مفہوم مخالفین کو جو حدیث موصوف سے سمجھتے تھے بتصدیق حدیث نزول ستارہ کہ اسکی
بھی تصریح معہ نام و نشان کتاب و صفحہ گذر گئی ہے بیخ و بن سے کھود ڈھایا اور بآواز بلند
کہدیا کہ غدیر خم مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حضرت علی کرم اللہ وجہ کو اپنا خلیفہ
نہین فرمایا تھا ورنہ حدیث نزول ستارہ چہ معنی دارد بلکہ بعض علمای قدیم نے مخالفین
مین سے بلا سوچے اور سمجھے و اندیشۂ انجام کار کے جو حدیث خم غدیر کو آڑ پکڑ کر اذان مین
اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰهِ وَوَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَلِیْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ کو داخل
کر دیا ہے اوسکو اونہین کے علمای معتمدین و معززین متقدمین نے عقل لطیف کو کام
فرماکر اور انجام کار سے اندیشہ کرکے بخیال مضحکہ غلط قرار دیکر صاف لکھدیا اور بدلائل
کتب حدیث و فقہ اذان کے صرف اٹھارہ کلمے حصر ہین یہ کلمات نہین ہین ثابت کرکے جائز

رکہی اور لکہدیا کہ علاوہ اٹھارہ کلمہ مصرحہ حدیث وفقہ کے یہ کلمۂ مذکورہ خواہ مثل اوسکے اذان مین کہنا ناجایز وحرام وبدعت ہے اور اون لوگونکو جنہون نے کلمات مذکورہ کا اذان مین ایجاد کیا ہے اپنے زمرے سے خارج کردیا اور اونکا فرقہ مفوضہ لعنہم اللہ نام رکھا اور حکم لگادیا کہ یہ فرقہ مفوضہ جہوٹی حدیثین بناتا ہے اور اذان مین کلمہ ایجادی زیادہ کرتا ہے چنانچہ الہ آباد مین اذان مین کلمات مذکور کے کہنے پر درمیان اہل سنت وجماعت وشیعہ کے تکرار ہوئی تہی اور وہ مقدمہ عدالت منصفی مین دایر تہا پس منجانب اہل سنت وجماعت جو ثبوت اور استفتائے علماے شیعہ بتاریخ ۱۵ جولائی ۱۸۷۰ء عیسوی بمقدمۂ مذکورہ کہ نمبر اوسکا ۵۳۵ تہا داخل ہوا ہی بجنسہ اوسکا اس موقع مین درج کرنا خالی از دلچسپی نہین ہے لہذا بلفظہ اسمقام پر درج کیا جاتا ہے

مراسلات

اڈیٹر کا ہر ایک مراسلت سے متفق الرائے ہونا ضروری امر نہین ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ جناب قبلہ وکعبہ شیعان سید محمد ابراہیم صاحب مجتہد لکہنؤ کے اجتہاد کی خوبی کہ قبل اسکے ایک شخص نے مجتہد موصوف سے الفاظ کلمۂ اذان مذہب شیعہ کے نسبت استفتا کیا تہا اور اندنون ایک دوسرے شخص نے بہی اوسی باب مین استفتا کیا مجتہد موصوف نے دونون کا جواب مخالف یکدیگر لکہا دونون کی نقل یہ ہے۔ نقل فتواے سابق۔ سوال از جناب مستطاب مولانا سید محمد ابراہیم صاحب مجتہد العصر دام فیوضکم۔ مَا قَوْلُکُمْ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اس مسئلے مین کہ ایک شخص جو پکا مقلد ہے اور لیاقت اجتہاد کی نہین رکہتا ہے اذان مین جملۂ اَشْہَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِہٖ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ کو یہ سمجہکر کہ شرعاً ارکان اذان مین ہی اور کہنا اوسکا اذان مین لازم ہے کہتا ہے تو شرعاً اوس شخص کی نسبت کیا حکم ہے اور اس کہنے کی بابت شرعاً کیا حکم ہے بینوا مَعَ سَنَدِ الْکِتَابِ وَتُوْجَرُوْا عِنْدَ اللّٰہِ الْوَہَّابِ

جواب صورت مذکورہ مین وہ شخص خاطی وگنہگار ہوگا واللہ یعلم۔ ہو العالم

نقل عبارت لفافہ ڈاک فتوای مذکورۃ الصدر — بعونہ تعالی لفافہ ہذا در شہر الہ آباد دایرہ شاہ اجمل مکان غلام ثامن صاحب رسیدہ بمطالعۂ ساطعۂ والا منزلت عالی مرتبت معدن لطف ومحبت سید غلام حسین صاحب زاد مجدہم موصول باد (السید ابراہیم عفی عنہ ۱۷ ماہ صیام ۱۳۰۲ھ ہجری بیرنگ از لکھنو

نقل فتوائے حال مجتہد موصوف

کیا فرماتے ہین علمائے فرقۂ شیعہ اس مسئلے مین کہ اذان مین اَشْهَدُ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ وَوَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ کہنا جزو ایمان اور مستحب ہے یا نہین اور کہنے والا ... مستحق ثواب ہوگا یا نہین۔ **جواب** کلمۂ مذکور کا کہنا اور اعتقاد کرنا جزو ایمان ہی اور اذان مین کہنا باعث اجر وثواب عظیم ہے علاوہ برین اسکے کہنے سے شیعہ لوگ سمجھتے ہین کہ یہ اذان ہی شیعہ کی اور یہ سنکے معلوم کرتے ہین کہ اب نماز ہمارے مذہب کا پیش نماز ادا کیا چاہتا ہے اپنی مسجد مین اور جو مسافر وارد ہوتے ہین شیعہ یا کوئی اپنے کاروبار مین مصروف ہوتا ہے وہ اوسکو ترک کرکے حاضر ہوتا ہے واسطے نماز کے جسطرح اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ خاص اہل سنت کی نماز صبح کی اذان کے واسطے معین کیا گیا ہے تاکہ جو لوگ سوتے ہین وہ مطلع ہو جاوین اور معلوم کرین کہ یہ اذان اہل سنت کی نمازیون کی ہے اور اپنی مسجد اور نماز کی طرف سعی کرین واللہ یعلم۔ ہو العالم محمد ابراہیم عفی عنہ۔ بتاریخ ۱۵ جولائی ۱۸۸۶ع عدالت منصفی درجہ اول شہر الہ آباد مین بمقدمہ نمبری ۲۵ ۱۸۸۶ع داخل ہوا واضح ہو کہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ معتبر حدیث شیعہ مین اور کتاب حدیث شیعہ استبصار اور کتاب حدیث شیعہ تہذیب الایمان مین کہ یہ تینون کتابین معتبر کتب حدیث شیعہ کی ہین اٹھارہ کلمے اذان مین لکھے ہین یہ کلمہ اونمین نہین اور کتب فقہ معتبر فرقۂ شیعہ مثل شرح لمعہ وشرایع وجامع رضوی وغیرہ مین بھی یہ کلمے نہین ہین بلکہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ مین

اٹھارہ کلمہ اذان کی نسبت لکھے ہین کہ یہی اذان صحیح ہے نہ زیادہ کیا جاویگا اوسمین اور نہ کم کیا جاویگا اوس سے اور فرقہ مفوضہ نے کہ لعنت کرے اونکو اللہ جہوٹی حدیثین بنائی ہین اور زیادہ کیا ہے اون کو اعتبار سے اذان مین محمد و آل محمد خیر البریہ دو مرتبہ اور اونکی بعض روایت مین ہے بعد اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ دو مرتبہ اور او نہین مفوضہ سے ہے جو شخص کہ روایت کی اوسنے بدلے ہین اوسکے اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا دو مرتبہ اور بے شک عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ ہین اور تحقیق کہ وہ امیر المؤمنین ہین اور تحقیق محمد و آل محمد خیر البریہ ہین لیکن نہین ہے یہ اصل اذان مین خاصکر مینے ذکر کیا اس مضمون کا اسلیے کہ پہچانے جائین اس زیادہ کرنے سے وہ لوگ جو متہم ہین ساتھ مذہب تفویض کے یعنی مُفَوِّضَه لَعَنَهُمُ اللّٰهُ جو چہپائے ہوئے ہین اپنے کو ہمارے فرقے مین انتہی ترجمہ۔ اور کتاب مسمی بشرح لمعہ مین ہے پس ہو گا داخل کرنا اوسکا یعنے تشہد۔ بولایۃ العلی علیہ السلام وغیرہ کا اذان مین بدعت اور نئی شرع کا پیدا کرنا جیساکہ اگر زیادہ کرے نماز مین ایک رکعت یا قعود یا مثل اوسکے عبادات سے اور بالجملہ یہ احکام ایمان سے ہے نہ کہ کلمات اذان سے کہا صدوق رح نے کہ تحقیق داخل کرنا اسکا اذان مین حدیث بنالینے فرقہ مفوضہ سے ہے اور فرقہ مفوضہ ایک گروہ غلات روافض سے ہے غلات کو شیعہ کافر سمجھتے ہین اور کتاب مسالک یون ہی ہے یعنی کلمے کا اذان مین کلمات مذکورہ سے حرام لکھا ہے اور کتاب جامع رضوی مین ہے (اذان عبادتی ست متلقی از شارع و زیادہ کردن چیزے یا کم کردن چیزے از ان بدعت و ہر بدعت ضلالت ست) محدثین اور فقہاء کی کتب معتبرہ مین جو کچھ لکھا تہا وہ تو آپنے دیکھا کہ جسمین اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ کی نسبت حرام اور بدعت اور ضلالت اور نئی شرع کا بنا لینا لکھا ہے اور اوسکو شعار اور پہچان فرقہ مفوضہ کا قرار دیا ہے اور لَعَنَهُمُ اللّٰهُ کا لفظ اونکی نسبت لکھا ہے کلمہ خَلِيْفَةٌ بِلَا فَصْلٍ کا تو کہین ذکر بہی نہین ہے یہ کلمہ تو مفوضہ پر بہی حاشیہ لگاتا ہے تعصب کی سلامتی کی دعا فرمائی جاوے افسوس کہ حضرت مجتہد نے ان روایات اور عبارات صحیحہ کا کچھ لحاظ نفرمایا

اور اپنے فتوائے سابقہ محررہ ۱۷ رمضان شریف ۱۲۹۲ہجری کو بہی بقول حافظ نباشد نظر انداز فرماکر بعض متعصبین کی خاطر سے نیا اجتہاد فرمانیکا ارادہ فرمایا بنیاد فساد کو مثل مفوضہ کے جنکی نسبت ۔۔۔۔۔۔ اوپر مذکور ہے بجائے اجتہاد کے ایجاد کیا سبحان اللہ کبہی فتوائے خطا و عصیان اور کبہی فتوای اجر و ثواب و ادخال فذان جزو ایمان ہے بہبین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ یہ بہی خیال فرمانے کی بات ہے کہ ادلۂ احکام فقہیہ نزد فرقۂ امامیہ چار ہین ایک کتاب اللہ دوم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ عبارت ہے حدیث نبوی و احادیث ائمہ علیہم السلام سے تیسرے دلیل احکام فقہیہ کے ثبوت کی اجماع ہے جو عبارت ہے اتفاق جمیع اہل حل وعقد امت مصطفوی سے اور اوسکی تین قسمین ہین اول اجماع جمیع فرق اسلام جسکی مخالفت کفر ہے۔ دوسرے اجماع جمیع علمائے فرقۂ امامیہ جسکی مخالفت سے شیعہ ہونے سے خارج ہو جاتا ہے تیسرے دلیل عقل ہے جو قیاس سے بہی عام ہے۔ بدین وجہ مجتہد کو چار امرین کامل ہونا ضروریات سے ہے اول قرآن دانی دوم حدیث دانی و مہارت علم اصول حدیث سوم علم تواریخ بصحت و اقوال علما و احوال علمائے مجتہدین سابقین او اونکی ادلہ کی واقفیت تامہ۔ چہارم سلامت عقل و صحت حواس و صحت بدنی و قوای ظاہری و باطنی۔ اب اس فتوای حال کو ملاحظہ فرماکر دیکہیے کہ کس دلیل شرعی پہ مبتنی ہے اول کتاب دوم سنت سوم اجماع کو حسب مضامین عبارات کتب سابقہ کے کچہ تعلق اس فتوی سے نہین ہے باقی رہی چہارم عقل جسکا مقتضی یہ ہے کہ ہر مسلمان کو خوف خدا اور مستعدی امور دینی مین لازم ہے جسکی کیفیت ان دونون فتوون پر بغور لحاظ کرنے سے ظاہر ہوتی ہے فتوای اول جو نادانستہ آدمی نے طلب کیا تہا اور اوس سے کوئی غرض متعلق نہ تہی کیسی بے پروائی سے اوسکا دو لفظی جواب دیا حالانکہ وہ سائل عبارت کتاب کا بہی طالب تہا اوس سے بہی دریغ فرمایا گیا بلکہ شق ثانی سوال (یعنے اس کہنے کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے) کا بنظر سہل انکاری و بے پروائی جواب بہی دینا بار خاطر

قرار پاکر اوسکا جواب بہی نہ دیا گیا اور فتوای حال جو ایک رئیس اہل دولت کی خاطر سے لکہا گیا فتوای سابق کے خلاف۔ یعنے عبارت سے کہ وقت اعتراض کچہہ توجیہ بارد گرنے کی جگہہ ہو اور مکنون خاطر سائل بہت صراحت کے ساتہہ بیان کیا جاوے گو خلاف کتب معتبرہ حدیث وفقہ کے بہی ہو جائی (کیا پروا ہے) اب جواب حال کو بغور دیکہئے کہ کسقدر عقل صحیح پر مبنی ہے جسکا مختصراً ذیل مین حوالہ دیتا ہون عبارت فتوی: ہی کلمہ مذکور کا کہنا اور اعتقاد کرنا جزو ایمان ہے ۔ یہ عبارت فتوی بالکل غلط ہے اذان مین کہنا اور اعتقاد رکہنا ہرگز جزو ایمان نہین ہے بلکہ جزو اذان بہی نہین ہے اور اگر اس عبارت سے حکم خارج از اذان مقصود ہو تو سوال از آسمان کا جواب از ریسمان ہے۔ برین عقل و دانش بباید گریست حالانکہ خارج از اذان بہی اسکا کہنا اور اعتقاد کرنا جزو ایمان نہین ہے بلکہ یہ کلمہ بالکل غلط اور خلاف کلام حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے ہے کما فی نہج البلاغۃ دیکہیے ترجمہ کتاب مذکور مندرجہ خط حضرت علی علیہ السلام جو بنام معاویہ رض کے ہے کہ تحقیق بیعت کی میری اوس قوم نے جس نے بیعت کی ابوبکر وعمر وعثمان سے اوسی قرار پر جس پر بیعت کی اون لوگون نے اونکی یہ ہوگا کہ موجود تو قبول کرے اور جو موجود نہو انکار کرے اور مشورہ[سلہ] مہاجرین اور انصار کا ہے پس اگر اتفاق کرین کسی شخص پر اور اوسکو امام نام زد کردین تو ہو جائیگا یہ اتفاق رضامندی اللہ کی پس اگر باہر ہو اوسکے حکم سے کوئی باہر ہونے والا بسبب طعن یا بدعت کے پہیرو اوسکو طرف اوس چیز کے جس سے وہ خارج ہوا ہے پس اگر انکار کرے قتال کرو اوس سے بہ سبب پیروی کرنے اوسکے کو ایسی راہ کی جو نہین ہے راہ ایمان والون کی) عبارت خط مذکور سے بصراحت ثابت ہے کہ حضرات خلفاے ثلثہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین قبل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلیفہ ہوگئے تھے لہذا معنے صریحی اس کلمے کے بالکل غلط قرار پاگئی اب رہا مدلول التزامی اس کلمے کا

[سلہ] یعنی راجع ہے ... مشورہ کی طرف

جو در حقیقت طعن اور سبّ صحابہ مین داخل ہے یعنے بظاہر گو خلیفہ ہوئے تھے لیکن نعوذ باللہ اونکی خلافت خلافت حقہ نہ تھی بلکہ خلافت حقہ بلافصل خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تھی جو بجبر حضرت موصوفین رضی اللہ عنہم نے غصب کر لی تھی اس معنے کا لازم بیّن طعن اور سبّ ہی اسے خط حضرت مرتضوی رضوان اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ سے بطلان اس دعوی کا بھی ثابت ہے (یعنے بالکلیۃ ۱۲) جیساکہ عبارت خط مذکور سے ظاہر ہے اس خط شریف مین یہ عبارت جو مندرج ہے (بسبب پیروی کرنے اوسکی ایسی راہ کے جو نہین ہے راہ ایمان والون کی) یہ امر آیت شریف قرآنی سے بھی ثابت ہی کہ حضرت باری عز اسمہ نے اپنے کلام پاک مین انحصار مسلمانونکا تین گروہ مین فرمایا ہے اول مہاجرین دوسرے انصار تیسرے وہ لوگ جو اونکے بعد ہونگے اور اونکو اچھا کہین گے نہ کہ وہ لوگ جنکا جزو ایمان خلاف اسکے ہو (دیکھو آیت للفقراء المہاجرین الی اخر الایۃ) ابن حدید شارح کتاب نہج البلاغت نے جو اس خط مولی المومنین جناب امیر علیہ السلام کو محمول تقیہ پر کیا ہے قیاس مع الفارق ہے حضرت اشجع المسلمین یعسوب الدین اسد اللہ الغالب حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو اپنے عہد خلافت مین کیا خوف تھا جسکی جہت سے تقیہ فرماتے اور خود عبارت خط مذکور منافی امر تقیہ ہے بلکہ اوس سے اظہار صولت اور امر قتال بحالت نافرمانی ظاہر و ثابت ہے یہ امر بھی متفق علیہ حضرات شیعہ ہے کہ حضرات ایمہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین منجانب اللہ مخیر تھے کہ جب تک چاہین زندہ رہین اور جب چاہین انتقال فرمائین پھر خوف کیا بالجملہ خوف کا احتمال کر کے نسبت تقیہ کے طرف حضرت موصوف سلام اللہ علیہ و آلہ کے سوء ادب سے خالی نہین ہے نعوذ باللہ من ذلک شاید حضرات شیعہ آیہ کریمہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِلٰی اٰخِرِہٖ کو بھول گئے جسمین خلیفہ کے خوف سے مامون ہونیکا وعدہ ہے

ط
بطلان شبہ
سبب خوف سے
نصب تقیہ
سے نمود ابن ابی
الحدید علی اسد اللہ
الغالب ۱۲

یا جناب باری عز اسمہ کے وعدہ کے کچھ قدر نہ سمجھی - فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ صادق الوعد ہے کہ نہیں اور یہ وعدہ خداوند کریم نے پورا کیا یا نہیں اور اگر پورا کیا تو بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے وعدہ پورا کیا وہ اپنے اوقات خلافت مین حضرت خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے یا نہیں اور اسصورت مین کسی وقت مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کیا ضرورت تقیہ کی تہی نعوذ باللہ درصورت خلافت بلا فصل حضرت علی کرم اللہ وجہ کی وہ وعدہ کسطرح وفا ہوسکتا ہے اور امن من الخوف کہان رہا کہان تک آیات قرآنی اور احادیث کا حوالہ دون شاید طوالت باعث ملالت ہو آیندہ اگر کسیکو طالب پاؤنگا تو اور بہی عرض کرونگا اسوقت اسی قدر پر اختصار کرتا ہون عبارت فتوی (اور اذان مین کہنا باعث اجر اور ثواب عظیم ہے) - یہ عبارت فتوی تو دعوی بلا دلیل ہے مین دلایل اولیہ یعنے کتاب اور سنت اور اجماع تو شاہد اس دعوی کے نہین ہین باقی رہی دلیل چہارم عقل سو اسکی سلامتی کا حال آگے معلوم ہوگا فتوائے سابق کا لفظ " وہ شخص خاطی اور گنہگار ہوگا " - بہی قابل ملاحظہ ہے اور عبارت ہای سابقہ کتب حدیث وفقہ اس مقام پر قابل ملاحظہ ہے " - عبارت فتوی (بلکہ اسی کے کہنے سے شیعہ لوگ سمجھتے ہین الی آخرہ) یعنے فتوی کی عبارت اخیر تک دیکہی جاے - سبحان اللہ حضرت نے یہان دلیل چہارم یعنے عقل کو خرچ فرمایا ہے اوسکی نسبت اسیقدر مختصر اً عرض کرنا کافی ہے کہ لفظ (اسی) کلمہ حصری کو ذرا غور کرکے دیکہہ لیجئے آیا سوائے اس کلمہ کے اور کوئی کلمہ اذان شیعہ مین ایسا نہین ہے جس سے فرق درمیان اہل سنت اور امامیہ کے سمجہا جاے واہ کیا خوب آپکو کلمہ (حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ) اذان شیعہ کا بہول گیا اور شاید یہ بہی یاد نہ رہا ہو کہ اخیر اذان امامیہ مین کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ دو مرتبہ کہا جاتا ہے شاید آپکی عقل نے اس فرق کو کچھ فرق نہ سمجہا بلکہ ایسی مخالفت یہ

کمر باندہی کہ گومفوضہ مین داخل ہون یا جو کچہہ ہو فرق ور فرق کرتے جایئن مکروہ یا حرام یا تشریع کا کچہہ لحاظ نفرمائین انسان دوسرے کی بدشگونی چاہنے مین کچہہ تو اپنے چہرے بگڑنے کا خیال رکھے - اب لیجیے اگر ایساہی فرق منظور ہے تو سنیونکی خدا و رسول و کعبہ کو بہی چہوڑ دیجیے خصوصًا کعبہ بالضرور اس دلیل عقلی سے چہوڑ دینگی لائق ہے کہ سنیون کی اذان کو اوسنے منظور کیا ہے جسپر سیکڑون حضرات شیعہ جو وہان تشریف لیگئے ہین شاہد ہین کہ وہان بالالتزام علی الاستمرار یہی اذان اہل سنت ہوا کرتی ہے بلکہ سنیون کے پیشوا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو چہوڑکر دوسرے کو ڈہونڈہین جسنے خط مندرجہ کتاب نہج البلاغۃ نہ لکہا ہو اور حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام مقتدای اہل سنت کو چہوڑکر کسی ایسے کو اختیار کیجیے جسنے ترک منصب خلافت پہ صلح نکی ہو اور شواہد بہی عرض کرتا لیکن بخوف طوالت اسیقدر پر اختصار کرتا ہون فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْہُدٰی وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

سطلبہ شیعہ صنالی اٹاوا اور مثل الہ آباد کے لکہنؤ مین بہی اپریل سنہ ۹ء سے اذان مین کلمہ خلیفہ بلافصل حضرات شیعہ نے بہ نسبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کہنا شروع کیا اور اسی ضمن مین کچہہ آپس مین تکرار ہوئی چنانچہ چند اہل تشیع ماہ جون سنہ ۹ء مین قید شدید کے سزایاب ہوئے اوسپر شیعی اڈیٹر اخبار تہذیب نے جو کچہہ اذان قبنا زعم کے جاری رکہنے اور مستحسن ہونے کی نسبت بمقابلہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اذان صبح اہل سنت وجماعت کے اپنے اخبار نمبر ۔ مین لکہا ہے اور اوسکا جواب فاضل اوحد نورالانوار نے اخبار نورالانوار نمبر ۸ مین تحریر فرمایا ہے اور اذان مین کلمہ تنازعہ خلیفہ بلافصل کا کہنا کتب امامیہ سے ناجائز و حرام و بدعت و اختراع جدید ہونا ثابت کردیا ہے اوسکا بہی کتاب ہذا مین درج کرنا خالی از لطف نہوگا لہذا اوس تحریر کو جسے حافظ محمد عبدالحمید خانصاحب منیجر مطبع نظامی نے اخبار سے علیحدہ

باسم ضمیمہ چھاپا ہے بجنسہ درج کتاب ہذا کرتا ہون

(ضمیمۂ اخبار نور الانوار)

(مراسلات)

مخدومنا اڈیٹر اخبار نور الانوار مدظلہ تسلیم۔ آپنے اپنے اخبار نمبر آٹھ مین جو مضمون بعنوان ہدیۂ تہذیب لکھا اوسکو عاجز دیکھکر بکمال مسرور ہوا واقعی آپنے نہایت متانت و انصاف سے کلمات متنازعہ کا کہنا ناجائز و اختراع جدید ثابت کیا ہے مجھکو یقین تھا کہ ہر انصاف پسند اوسکو پسند کریگا مگر تہذیب نمبر دس ۱۰ مین تحریر اڈیٹر صاحب نامہ نگار صاحب موسوم بہ انصاف پسند دیکھکر کمال تعجب ہوا کہ یہ حضرات اون امور کا جنکا جواب مفصل نور الانوار نمبر آٹھ مین درج ہوچکا ہے پھر اعادہ فرماتے ہین اور جس امر مین بحث پیش ہے اوس سے قطع نظر کرکے وہ امور پیش کرنا چاہتے ہین جنکو اس بحث سے کچھہ تعلق نہین بہرحال بکمال ادب سے آپکی خدمت عالی مین یہ عرض ہیکہ تحریر جواب نامہ نگار صاحب تہذیب کی تکلیف آپ نفرمائی اور یہ خدمت میرے سپرد فرمائی مجھکو آپ کے الطاف سے امید ہے کہ میری اس التجا کو منظور فرماکے ذیل کی تحریر کو درج اخبار فرماکے ممنون کیجیے

درستی تہذیب کے لیے

جناب انصاف پسند صاحب یہ امر کہدینا کہ مفہوم غلط سمجھا اور امر حق کو چھوڑدیا آسان ہے مگر بلا ثبوت انصاف کے بالکل خلاف ہے آپ لکھتے ہین کہ معاملہ صرف یہ تھا کہ اظہار ولایت حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا وقت اذان کہنے کے امر جدید ہے یا دستور قدیم۔ اول تو اظہار ولایت دوسرے وقت اذان کہنے (حالانکہ مذہب امامیہ مین یہ بھی ضرور نہین) پر بحث نہین بلکہ بحث تو یہ ہے کہ درمیان اذان کے حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کی شان مین (معاذ اللہ) خلیفہ رسول اللہ بلا فصل کہنا جائز ہے یا نہین اور دستور قدیم اہل تشیع کا ہے یا جدید چنانچہ فاضل اڈیٹر اخبار نور الانوار نے کتب

مذہب امامیہ سے بخوبی ثابت کردیا کہ یہ جائز نہیں اور اختراع جدید ہے یہ تاویل آپکی
کہ ہم کلمات اذان سمجھ کے نہیں کہتے مگر وہ کلمہ جزو ایمان ہے لہذا ہم لوگون مین اظہار
اس کلمے کا تکملہ اظہار ایمان کے لیے قدیم سے برابر چلا آتا ہے دعوی بے دلیل ہے
فقہاے امامیہ نے بتصریح لکھدیا ہے کہ اذان مین کوئی کلمہ سوای کلمات موظفہ کے کہنا بدعت
ہے کہین تخصیص نہین کہ اظہار جزو ایمان سمجھکر جائز ہے۔ دوسرے سوائے کلمہ متنازعہ کے
اور بہی تو جزو ایمان ہین اونکو بہی تکملہ مین شامل فرمائیے۔ تیسرے اختراع جدید ہونا اسکا
بخوبی ثابت ہے دیکھیے اخبار نور الانوار نمبر آٹھ صفحہ ۸۹ کالم ۳ قوی ثبوت اسکا یہ ہی
کہ جدید تصنیفات مطبوعہ مین بہی یہ کلمہ درج نہین ہے جناب خلافت۔ ولایت۔ امامت
وصایت کی تعریف اپنی کتب معتبرہ مین دیکھیے اور پہر اوسکو حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
کی شان مین بلا فصل جزو ایمان سمجھنے کو یا اذان مین کہنے کو دیکھیے اور انصاف فرمائیے
ان سب کی تشریح ہم بہی آیندہ کرینگے خلاصہ یہ ہی کہ تحقیق مذہب کے موافق کتب امامیہ
سے بہی خلافت و امامت وغیرہ بلا فصل حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی شان مین
ثابت نہین ہوتی نہ جزو ایمان ہونا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس بارہ مین علامۂ اجل
فاضل اکمل حضرت مولانا محمد عبد القادر صاحب متوطن ہوگلی مدظلہ العالی نے کتب مذہب
امامیہ سے ایک رسالہ احقاق الالزام تحریر فرمایا ہے مختصراً یہان دو ایک روایات
درج ہوتے ہین اپنی کتاب نہج البلاغۃ کو ملاحظہ فرمائیے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ خلافت
کی نسبت کیا ارشاد فرماتے ہین عبارت کتاب مع ترجمہ درج ذیل ہو اِنَّہٗ بَایَعَنِی
الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰی مَا بَایَعُوْھُمْ عَلَیْہِ فَلَمْ یَکُنْ
لِلشَّاھِدِ اَنْ یَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ یَّرُدَّ فَاِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ
فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَسَمَّوْہُ اِمَامًا کَانَ ذٰلِکَ لِلّٰہِ رِضًا فَاِنْ خَرَجَ مِنْ
اَمْرِھِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ اَوْ بِدْعَۃٍ رَدُّوْہُ اِلٰی مَا خَرَجَ مِنْہُ ترجمہ تحقیق بیعت کی

مجھسے اون لوگون نے جنھون نے بیعت کی حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے
اوس بات پر کہ بیعت کی اونسے اوس پر پس نہین جائز حاضر کو کہ اختیار کرے اور
نہ غائب کو کہ رد کرے اور مشورہ مہاجرین و انصار کے لیے ہی پس اگر جمع ہو جاوین
کسی شخص پر اور اوسکا امام نام رکہین ہو گا یہ واسطے اللہ تعالی کے رضا پس اگر نکلے
امر اون کے سے کوئی نکلنے والا ساتہہ طعن یا بدعت کے تو لوٹا دین اوسکو طرف اوس
چیز کے کہ نکلا ہے وہ اوس سے - دیکھیے اس کلام بلاغت انضمام مین کیسے صاف طور
پر حقیقت امامت کی اور حقیت امامت حضرات خلفاے کرام رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین کو حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا ہے اب فرضیت امامت حضرت
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی جو آپ کے محققین تحریر فرماتے ہین اوسکو بہی ملاحظہ فرمائیے
کہ کتاب منہج المقال مین فاضل استرابادی شیعے تحریر فرماتے ہین کَانَ (عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَبَا)
اَوَّلَ مَنْ شَہَرَ بِالْقَوْلِ بِفَرْضِيَّةِ اِمَامَةِ عَلِيٍّ اِنْتَهٰى بِقَدْرِ الْحَاجَةِ مطلب عبد اللہ
ابن سبا یہودی نے اول مشہور کیا فرضیت امامت حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو - کیا
اسی بنا پر آپ فرما رہے ہین کہ اظہار امامت جزو ایمان ہے - چونکہ یہ بحث بہت طویل ہے
مناسب ہے کہ آپ بہی لکھنو مین تشریف لائیے اور عاجز بہی حاضر ہو اور ایک جلسہ
مناظرہ موافق اصول کے قرار دیا جاوے اور اوسمین حکام عربی دان کو بہی شرکت کی
تکلیف دیجاوے اور بالمشافہ کتب مذہب امامیہ سے ثبوت ہو جاوے اگر آپکو منظور ہے
تو تاریخ معین فرمائیے اور بذریعہ اخبار تہذیب مطلع کیجیے کہ اشتہار دیا جاوے اور
شائقین کو مطلع کرکے بلایا جاوے اور عاجز بہی لکھنو مین حاضر ہو - آپ لکھتے ہین کہ اذان
صبح مین اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ - کہنا آپ کے کتب اعتقاد مین آپ کے علمانے بدعت
لکہا ہے اے حضرت پہلے یہ تو کسی سے پوچھ لیا ہوتا کہ کتب اعتقاد مین کیا مباحث ہین اور یہ
مسئلہ کس علم کا ہی خدارا کسی کتاب اعتقاد کا حوالہ لکھیے جسمین یہ مسئلہ لکھا ہو - یہ تو بات ایسی ہوئی

کہ یہہ خوش گفت است الخ کیون صاحب اسی تحقیق پر تحریر جواب فاضل اڈیٹر نور الانوار
کا شوق اذان صبح مین الصلوٰۃ خیر من النوم کا کہنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے آپ کس بنا کی
سے اوسکو بدعت تحریر کرتے ہین ایسی جرارت کو کام نہ فرماہی تراویح بہی سنت حضرت
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الہ واصحابہ کی ہے دیکھیئے غایۃ التنقیح فی اثبات التراویح
آپ لکھتے ہین کہ بہرکیف مذہبًا یا اعتقادًا کسی کلمہ سے آپکا دل دکھے یا ہمارا دل دکھے چونکہ اوس
کلمہ کا کہنا زمانہ سابق سے چلا آتا ہے (نہین بلکہ جدید ہے جیسا اوپر ثابت کیا) اسکو اس
ملک ہند مین نہ ہم روک سکتے ہین نہ آپ۔ کیون صاحب اگر خوارج باعلان اظہار کرین کہ
(معاذ اللہ) حضرت معاویہ خلیفۂ بلا فصل ہین تو اس سے کیا نفی خلافت علی مرتضی اور اونکے
اعتقاد کی نسبت انتقال ذہن سامع کا ہوکر ہمارا اور آپکا دل نہ دکھے گا ہمکو تو ضرور جس
طرح آپ کے کلمۂ اختراعی سے تکلیف ہوتی ہے اوسیطرح تکلیف ہوگی۔ جسطرح آپ کو روک
رہے ہین اونکو بہی ہم روکین گے مگر شاید آپ اپنے مسلمہ قاعدہ کے موافق اونکو اجازت
دیدیجیگا۔ اور گورنمنٹ عالیہ انشاء اللہ تعالی آپکے کلمۂ اختراعی کو بہی جلد موقوف کرائیگی
اور اگر کوہی اور وجہ اس قسم کی ایجاد کیجیئے گا تو اوسکو بہی روکی گی۔ ہمکو بہی سخت ناگوار
ہے کہ مذہبی کوہی بحث شروع کیجاوے اسکو جلد تحقیق کرکے ختم نہ کیا جاوے اور بذریعہ
اخبارات کے اوسکو اشاعت ہو۔ پس ان دونون سے بچنے کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ایک جلسہ
مباحثہ مقرر کرکے اوس مین امور متنازعہ کو طی کر لیا جاوے۔ راقم منصف عظیم آبادی
قل جاء الحق۔ اڈیٹر نور الانوار نے بجواب تہذیب جب کتب معتبرۂ مذہب امامیہ سے
کلمۂ مخترعہ خلیفہ بلا فصل کو کامل طور پر بدعت ثابت کر دیا تو اوس لاجواب تحریر کے جواب مین
اڈیٹر تہذیب نے یہ جملہ لکھکر اپنے دل کی تشفی کر لی کہ سنیون کی اذان صبح مین جو الصلوٰۃ
خیر من النوم کہا جاتا ہے اوس سے شیعون کی دل شکنی متصور ہے اول تو یہ کلمہ نبی صاحب کے حکم سے
برابر کہا جاتا ہے یہ کوہی نئی بات نہین کہ اوس کلمۂ مخترعہ بلا فصل کے مقابل ہو دوسری عقلاً الصلوٰۃ خیر من

النوم کیطرح شیعون پر کیا موقوف ہی کسی فرد بشر کا دل نہین دکہہ سکتا کیونکہ ہر فرقہ کے لوگ اپنے خدا کی عبادت کو خواب سے افضل جانتے ہین ہان شاید اڈیٹر تہذیب اور نامہ نگار اونکے اپنے خواب کو نماز سے افضل جانتے ہونگی جب الصلوۃ خیر من النوم کے کہنے سے اونکا دل دکہتا ہے اب خلاف اسکے نعوذ باللہ منہا اگر النوم خیر من الصلوۃ کہا جاوی تو اڈیٹر صاحب تہذیب اور اون کی نامہ نگار صاحب خوش ہوسکتے ہین سچ ہے سب... راوی کی گل ہر سیتا لی راقم حق گو شمس

کلمہ حق زبان پہ جاری ہے

آڈیٹر اخبار تہذیب کہتی ہین کہ آذان مین خلیفۂ بلا فصل کے کہنے سے تبرا نہین مفہوم ہوتا حالانکہ اونکے نامہ نگار صاحب جو ایک سچی آدمی ہین خلیفۂ دوم اور حضرت مرتضیٰ علی کو اخبار نمبر دس مین خلیفہ چہارم ہونیکا اقرار فرماتے ہین اَللّٰہُ اَلْمُوَفِّقُ بِالْحَقِّ وَالصَّوَاب پہر اتنا ہی نہین سمجہتے کہ خلیفہ چہارم کو بلا فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ کہنا صریح حق پوشی اور اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کا نعوذ باللہ منہا انکار کرتا ہے۔ اور اسیکا نام تبرا ہے اب تو اونکی نامہ نگار کی تحریر سے تبرے کا مفہوم ثابت ہوگیا ۱۲ منہ

التماس بخدمت آڈیٹر تہذیب میرے معزز ہمعصر آپ مہربانی کرکے اشتہار مندرجہ ذیل کو اپنے اخبار مین درج فرمائی کیونکہ لطف ناظرین کو جب ہی ہوتا ہی کہ جانبین کی تحریر کو ملاحظہ فرمائین

اشتہار واجب الاظہار

ہمنے التزام کرلیا ہے کہ جو کچہہ جواب معزز اخبار تہذیب کا اخبار نور الانوار مین لکہا جاے اوسکا ضمیمہ علیحدہ ہوا اور اوسکی فردین زیادہ چہپوائی جاوین انشاء اللہ تعالیٰ لہذا ناظرین اخبار تہذیب کی خدمت مین التماس ہے کہ اگر ملاحظہ فرمانا اوسکا منظور ہو تو صرف محصول ڈاک ارسال کرنے سے وہ فردین مفت نذر کی جاوینگی (المشتہر حسن جان آڈیٹر اخبار نور الانوار کانپور مطبوعہ مطبع نظامی کانپور) ہمارے ناظرین ہمنے اپنے اخبار نمبر آٹہہ مین ایک مضمون جسکا عنوان ہدیۂ تہذیب ہے باصرار معزز اڈیٹر تہذیب ہدیۂ درج کیا تہا جسکو ہمارے معزز ناظرین نے غالباً دلچسپی سے ملاحظہ فرمایا ہوگا ہمکو اسکے بعد اپنے معزز ہمعصر کی

کی انصاف پسندی سے امید تھی کہ وہ ہماری اوس دوستانہ او منصفانہ تحریر کو ملاحظہ فرماکے خاموش رہینگے اور ایسی تحریر جسمین اونہین کے مذہب کی کتب معتبرہ کا ٹھیک ٹھیک حوالہ دیا گیا ہے قلم اوٹھانا سوء ادب سمجھین گے مگر افسوس کہ وہ ہمارا گمان ہی گمان تھا اڈیٹر موصوف نے اپنے اخبار نمبر ۵ مین گویا اپنے خیال مین اوس لاجواب دوستانہ تحریر کا جواب خود بھی لکھا اور ایک نامہ نگار صاحب کو بھی شریک کر لیا اور اپنی خاص تحریر مین تاویل رکیک یعنے یہ کہ ہمکو پہلے توجیہ کے علاوہ اسلیے بھی کہ خلفاے برحق مین ایک نام کے کئی معصوم ہین حضرت امیر المومنین کو وصی بلافصل کہنی کی تو ہی ضرورت ہے (نہ ضرورت ہی نہ ضرورت رفع ہوئی) لکھکر میری دوستانہ التماس کو اک گونہ تسلیم تو فرمایا مگر اپنے قول ماسبق سے جسکو اونہون نے اپنے اخبار نمبر پانچ مین تحریر فرمایا تھا اعتراف نکیا اور وہ جملہ یہ ہے تحقیق سے بھی اکثر قطع نظر کرلیجاتی ہے عالم ہون یا جاہل سب اپنے آبا ئی طریق پر چلتے ہین (یہ تو آبا ئی بھی نہین بلکہ اختراعی ہے) میرے معزز ہمعصر آپنے میری تحریر حقہ کا جو کچھہ جواب لکھا ہے اوسکو آپکا انصاف پسند دل سمجھہ سکتا ہے کہ کس وزن کا جواب ہے بہرکیف آپنے اس کلمہ مخترعہ جدیدہ خلیفہ بلافصل کو بدعت تو مان لیا مگر اب تک اوسکے کہنے سے استغفار نفرمایا انشاء اللہ تعالی آیندہ ہمکو امید ہے کہ آپ پر حقیقت میری تحریر کی ظاہر ہوجائیگی اور آپ اس بدعت سے محفوظ رہین گے اور اپنے دوسرے ہم مذہبون کو بھی ہدایت فرمائینگے ۔ میرے مکرم ہمعصر اگر شوق مناظرہ ہے تو پہلے آداب سعینہ دیکھیے اصول مناظرہ ملاحظہ فرمائیے پھر مناظرہ کی طرف توجہ کیجیے ۔ قاعدہ ہے کہ جب ایک دعوی کیا جاوے اور کوئی شخص اوسکا جواب دے تو مدعی کو جواب الجواب لکھنا چاہیے ۔ نہ کہ جو دعوی کیا ہے اوسی کو کہے چلا جاوے اور جو جی مین آوے لکھکر دل کو سمجھالے کہ جواب ہوگیا مین نہین کہسکتا کہ ایسی تحریر کی وقعت کہانتک واقفین علم مناظرہ کرین گے ۔ دوسرے جس مسئلہ پر بحث پیش ہے

تا اختتام جہانتک جواب وسوال ہون اوسی کے متعلق ہون نہ کہ اور امور مین بحث
چہیڑ دیجاوے اگر دوسری بحث بہی شامل کردیجاوے گی تو بہت بڑی بڑی کتابین
مباحثۂ سُنی وشیعہ مین چہپ چکی ہین رفتہ رفتہ اون سب کے مضامین کا اس بحث
مین آنا ممکن ہے - پس ضرور ہے کہ جس امر مین بحث ہو رہی ہے اوس سے باہر قدم
نہ رکہا جاوے - تیسرے ضرور ہے کہ ہر فریق کے مقتدا اور پیشوا کی تعظیم قایم رکہی جاوے
تاکہ مناظرہ ہی کی حدتک یہ بحث رہے مکابرہ کی صورت نہ پیدا ہو - چوتھے اگر کسی فریق
کی کتب کی عبارت نقل کیجاوے تو بقدر ضرورت بلاکمی وبیشی نقل ہو نہ کہ اپنی طرف سے
کمی بیشی کرکے بیکار کے اعتراض کئے جاوین - اب آپ چشم انصاف سے اپنی تحریر کا جواب
ملاحظہ فرمایئے - آپنے جو وجہ اوخال اس کلمے کی ارشاد فرمائی ہے آب زر سے لکہنے کے
قابل ہے اے صاحب اگر آپ اسی اعتقاد کو کہ حضرت امیر علیہ السلام اول ایمۂ اثنا عشر
واب الاوصیا ہین ظاہر فرمانا چاہتے تھے تو اسکا اظہار تو دوسرے عنوان سے بھی
نہایت مناسب طور سے (اگرچہ اذان مین کہنا یہ بہی بدعت ہے) کرسکتے تھے مثلاً
اَشْهَدُ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيًّا اَوَّلُ الْاَئِمَّةِ الْاِثْنَيْ عَشَرَ وَاَبُوْهُمْ یہ وہ عنوان
ہے جس سے آپکا اعتقاد نہایت تصریح کے ساتھ ظاہر ہوسکتا ہے اور بندگان خدا کو
صدمہ بہی نہ پونہچے بلکہ جو عنوان آپنے تجویز فرمایا ہے اور اوسکو اعتقاد مذکور پر دال قرار
دیا ہے وہ تو از قبیل المعنے فی بطن الشاعر ہے اور آپنے شاید سنا ہو کلامی کہ محتاج
بیفنے باشد لایعنی ست - مین خیال کرتا ہون کہ اس عنوان کی دلالت اس معنے پر ایسی
خفی ہے کہ جب تک اوسکے ساتھ ہی اوسکی تفسیر نہ کیجاے ہرگز اوس سے مفہوم نہین
ہوسکتا یقین ہے آپ بہی اپنے دل مین انصاف فرماوینگے اگرچہ ظاہر فرمانے سے شرماوینگے
اور دوسری توجیہ سے شاید آپنے کسی جاہل کو بہکانا چاہا ہوگا - سچ سمجہیے نحو میر پڑہنے والے
بہی اسپر ہنستے ہین ہمکو نہایت عار آتی ہے کہ ہمارے مخاطب ایسے عالم ہین جو فنون عربیہ مین

نہ صرف واقفیت بلکہ مہارت وحذاقت تامہ رکھتے ہین ای حضرت جس اشتباہ کے رفع کے لیے آپنے بلا فصل کہنے کی حاجت سمجھی ہے وہ اشتباہ تو ابھی باقی ہے اسلیے کہ یہ تو اب بھی نہ معلوم ہوا کہ کونسے حضرت علی کو خلیفہ بلا فصل کہہ رہے ہین جانب خبر مبتدا اسکے لیے قید وممیز واقع نہین ہوسکتے ورنہ اہل نحو کے نزدیک جیسا نکرۂ مخصصہ کا مبتدا واقع ہونا جائز ہے نکرۂ صرفہ کا بھی جائز ہوتا کیونکہ خبر سے تو تخصیص حاصل ہوہی جاتی اول مبتدا کا تعین ضرور ہے بعد اسکے اوسپر خبر محمول کیجاتی ہے

اب خیال فرمایئے اس فقرے مین جانب مبتدا مین کونسی تخصیص وتمیز حاصل ہوگئی کیونکہ خَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ خبر واقع ہوئی نہ قید مبتدا کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی طَالِبِ النَّحْوِ فَضْلًا عَنْ عَالِمِہٖ بلکہ اگر غور کیجیے تو آپ کے اعتقاد کے موافق اسکے بڑہانے سے ایک خرابی پیدا ہوگئی یہ تو اول ثابت ہوچکا کہ جانب مبتدا غیر متعین وبغیر متمیز ومحتمل للاشتراک باقی ہے پس بدون بڑہانے اس کلمے کے اگر کوئی شخص حضرت علی رض سے خلافت مقصود بھی سمجھتا تو کوئی ایمان مین خرابی نہ تھی کیونکہ ہر بزرگ مسلے بدین اسم اس صفت کے ساتھ موصوف ہین بخلاف صورت زیادت کے کہ اگر بوجہ احتمال اشتراک کے کوئی شخص دوسرے حضرت علی کو اسکا مصداق سمجھ کر اونکے نسبت یہ اعتقاد کرے تو ضرور ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی مرتضی رض سے نفی اوسکی ہوگی پھر فرمایئے ایمان کہان باقی رہا واہ صاحب خوب ممیز بڑہایا جس سے ایمان رخصت ہونیکا احتمال ہے۔ آپنے اخبار تہذیب نمبر دس۱۰ مین جو مضمون ہدیۂ تہذیب مندرجۂ اخبار نور الانوار نمبر آٹھ کے جواب کے متعلق صرف اسقدر لکھا ہے۔ (کتب اثنا عشریہ کی عبارات جو لکھی اوس سے قدامت اس کلمے کی نکل کر آپکا دعویٰ فعلیت بالکل غلط ہوگیا اور ہمارے قول کے مصداق ہے شرح لمعہ کی عبارت کا اخیر فقرہ دیکھیے وَلَوْ فَعَلَ ھٰذِہِ الزِّیَادَۃَ اَوْ اَحَدَھَا بِنِیَّۃِ اَنَّہٗ مِنْہُ اَثِمَ فِیْ اِعْتِقَادِہٖ صاف کہ رہا ہے کہ بہ نیت جزئیت اگر کوئی اذان مین کہیگا تو گنہگار ہوگا

جواب معلوم ہوا کہ علم ادب و معانی مین جناب کو خوب دخل ہے یا تجاہل عارفانہ فرمایا ہے
لیے جناب عبارت شرح لمعہ کو ملاحظہ فرمائیے اوسمین دو حکم بیان ہین ایک یہ کہ اعتقاد کرنا
کہ سوائے کلمات موظفہ کے اور بہی کلمات اذان مین ہین جایز نہین ۔ دوسرے داخل کرنا
سوائے کلمات موظفہ کے کسی کلمے کا جایز نہین۔ عبارت یہ ہے (بعد نقل اذان و اقامت)
فہذہ جملۃ الفصول المنقولۃ شرعاً (پہلا حکم) وَلَا یَجُوْزُ اِعْتِقَادُ شَرْعِیَّۃِ غَیْرِ ہٰذِہِ
الْفُصُوْلِ فِی الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ کَالتَّشَہُّدِ بِالْوِلَایَۃِ الْعَلِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا
وَّاٰلِہٖ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ اَوْ خَیْرُ الْبَشَرِ وَاِنْ کَانَ الْوَاقِعُ کَذٰلِکَ (دوسرا حکم) فَمَا کُلُّ وَاقِعٍ
حَقًّا یَجُوْزُ اِدْخَالُہٗ فِی الْعِبَادَاتِ الْمُوَظَّفَۃِ شَرْعًا اَلْمَحْدُوْدَۃِ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی
فَیَکُوْنُ اِدْخَالُ ذٰلِکَ فِیْہَا بِدْعَۃً وَّتَشْرِیْعًا (مثال) کَمَا لَوْ زَادَ فِی الصَّلٰوۃِ
رَکْعَۃً اَوْ تَشَہُّدًا اَوْ نَحْوَ ذٰلِکَ مِنَ الْعِبَادَاتِ - **ترجمہ** (بعد الفاظ اذان و اقامت
کے) پس یہ وہ کلمے ہین جو شرعاً منقول ہین - (پہلا حکم) اور جایز نہین ہے مشروع سمجھنا
سوائے کلمات کے اذان و اقامت مین جیسے گواہی دینا حضرت علی علیہ السلام کی ولایت
کی اور گواہی اس امر کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی آل تمام جہان یا تمام آدمیون سے
سے بہتر ہین اگرچہ واقع مین یون ہی ہے (دوسرا حکم) یہ ضرور نہین ہے کہ جو سچی بات ہو
اوسکو داخل کرنا جایز ہو اون عبادات مین جو خدائے تعالی کی طرف سے مقرر اور محدود
ہو گئی ہون پس ان کلمات کا داخل کرنا اذان مین بدعت اور نئی شریعت پیدا کرنا ہے -
(غور سے دیکھ لیجیے کہ اسمین کسی طرح ہو اذان مین سوائے الفاظ محدودہ کے داخل کرنے کو
بدعت اور نئی شریعت بنانا لکھا ہے اور مصنف علامہ نے کس تصریح کے ساتھ اوسکی مثال
دی ہے) - (مثال) جیسے کوئی نماز مین ایک رکعت یا ایک تشہد یا ایسی ہی کوئی عبارت
بڑھا دے (اب کیا آپ یہ کہہ سکتے ہین کہ نماز مین بجائے چار رکعتون کے پانچ رکعت کسی
نیت سے پڑھ سکتے ہین یا وہ الفاظ کہ جو نماز مین نہین کسی اور نیت سے داخل کر سکتے ہین

ہرگز نہین) صدوق مرحوم نے کہاہے کہ سوائی کلمات موظفہ کے اور کسی کلمہ کا داخل کرنا
اذان مین طریقہ مفوضہ کا ہے جو ایک گروہ ہے غلاۃ سے (یہان بہی عام ہے کہ کسی نیت
سے داخل کرے پس یہ تاویل آپکی کہ ہم کلمات اذان سمجہ کر اسکو داخل نہین کرتے کسیطرح چل
نہین سکتی کیونکہ فقہای مذہب امامیہ نے بالتصریح زیادہ کرنے والون کو خواہ کسی نیت سے
ہو بدعتی لکہا ہے) عبارت من لایحضرہ الفقیہ ملاحظہ فرمای - قَالَ مُصَنِّفُ هٰذَا الْكِتَابِ رَحِمَهُ اللّٰهُ
هٰذَا هُوَ الْاَذَانُ الصَّحِيْحُ لَا يُزَادُ فِيْهِ وَلَا يُنْقَصُ فِيْهِ وَالْمُفَوِّضَةُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ قَدْ وَضَعُوْا اَخْبَارًا وَزَادُوْا
فِي الْاَذَانِ الی اخرہ (ترجمہ کیا اس کتاب کے مصنف رحمہ نے یہی اذان صحیح ہے نہ اس مین زیادہ
کیا جاوے نہ مین کم کیا جاوے اسکو بہی ملاحظہ فرما لیجیے کہ اس مین بہی صاف لکہا ہے کہ جن کلمات کا اوپر
بیان ہوچکا ہے اونکے سوا کم زیادہ کسی نیت سے نہین ہوسکتا آگی دیکھیے مصنف کس
تشدد سے زیادہ کرنے والون کی خبر لیتے ہین اور کن الفاظ سے اونکو یاد کرتے ہین)
فرقہ مفوضہ نے - لعنت کرے اون لوگون پر اسد بنائی ہین اخبار اور زیادہ کیا (اگر
آپکے قیاس کے موافق جایز ہوتا کہ سوائی کلمات اذان کے اور کلمات بہی اذان مین سمجہکر
کہے جاوین کہ یہ کلمہ اذان کا نہین تو مصنفین قدیم کا زیادہ کرنے والون پر لعنت کرنا بیجا
ہوگا اسلیی کہ جنہون نے زیادہ کیا اونکو تو یقین تہا کہ یہ کلمہ اذان مین نہین ہے ہمنے زیادہ کیا ہے
اذان مین محمد و آل محمد خیر البریۃ دو بار اور بعض اونکی روایتون مین بعد اشہد ان محمدا رسول اللہ
کے اشہد ان علیا ولی اللہ دو بار اور بعض اون مین وہ ہین کہ اسکے بدلے کہا ہے اشہد
ان علیا امیر المؤمنین حقا دو بار اور اس مین کوئی شبہہ نہین ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ ولی اللہ
ہین اور بے شک وہ امیر المومنین ہین یقینا اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل آپکی
بہترین مخلوق ہین لیکن نہین ہے یہ اصل اذان مین (اصل اذان دیکہہ کر ذرا عجلت کو کام
نہ فرمائیگا آگی زیادہ کرنے والون کی کیا پہچان لکہتے ہین دیکہہ لیجیی) یہ مینی اسلیی ذکر کر دیا
تاکہ پہچانے جائین بسبب زیادتی کے وہ لوگ جو متہم ہین تفویض کے ساتہہ اور اپنے کو ہم مین

ملا ہی ہوئے ہین (یہان بہی زیادتی عام ہے چاہے کسی نیت سے ہو اور مسالک کو بہی دیکھہ
لیجیئے کہ جس مین - فالزیادۃ فیھا تشریع محرم ترجمہ پس اذان مین بڑہانا (کسی نیت سے
ہو) اپنی طرف سے شریعت بناتا ہے اور یہ حرام ہے - پس آپکا یہ ارشاد کہ عبارات کتب
مذہب امامیہ ہمارے قول کی تائید کرتے ہین کہان تک سچ ہے آپ خود ملاحظہ کرلین گی اور
ناظرین بہی چشم انصاف سے معاینہ کرین گے - عبارت تہذیب شیعہ جزو ایمان سمجھکر اس
کلمہ کو تبرعًا کہتے ہین - جواب ایک جواب ہم اس کا پہلے لکھہ چکے ہین کہ جو چیز حق ہے اور جزو
ایمان ہے ضرور نہین ہے کہ وہ ملا ہی جاوے عبادات موظفہ اور محدودہ کے ساتہہ - دوسرے
فقہا بالتصریح لکہتے ہین کہ اسکا داخل کرنا اذان مین بدعت ہے کسی نیت سے ہو - تیسرے
یہ تبرع اب آپکو معلوم ہوا حضرات فقہاء قدیم نے اسکو بدعت لکہا ہے آپکی سمجہنے سے تبرع
نہین ہو سکتا اسکی بعد جناب نے اپنے زعم مین ایک عمدہ نظیر بسم اللہ کہنے کی تحریر فرمائی
ہے ایک عمدہ نظیر (برعکس نہند الخ) ہم دکہاتے ہین حضرات حنفیہ الحمد کے سوا (غلط ہے)
بسم اللہ کو وجوبًا جزو کسی سورۃ کا نہین جانتے آپ تو ماشاءاللہ حافظ ہین اگر ہر سورہ پر
بسم اللہ نہین پڑہتے تو تارک سنت اور پڑہتے ہین تو اپنے قیاس کے موافق (معاذاللہ)
بتدع ہین (واہ رے علم واہ رے عقل ہمنے کب قیاس کیا کہ کوئی امر جس حیثیت سے سنت
ہے اوسی طور سے اوسکو کرنا معاذاللہ بدعت ہے جناب من (علاوہ اسکے جو آپنے نقل
مذہب حنفیہ مین غلطی فرمائی ہے مگر مقصود سے خارج ہونے کی وجہ سے ہمنے اوس سے
تعرض نہین کیا) یہ آپکا قیاس سراپا غلط ہے قبل اسکی کہ آپکی اس نظیر کا جواب دین ہم
آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین کہ آپنے شرف حفظ قرآن شریف و تلاوت کلام مجید
کو ہمارے طرف نسبت فرمایا الحمدللہ ہم بہی اس نعمت کے حصول پر نہایت شکر ادا کرتے ہین
کہ یہ نعمت ہمارے خصائص مین سے ہے جزاکم اللہ وہداکم اللہ - اب جواب سنئے حضرات اول
تو گفتگو عبادات موظفہ محدودہ مین ہے کہ اوس مین کسی طرح سے زائد کرنا جایز ہے

یا نہین تلاوت قرآن مجید کی عبادات موظفہ سے نہین ہے بلکہ ادب تلاوت سے ہے کہ آیت رحمت پر دعا اور آیت عذاب پر استغفار کرے اور درمیان مین گفتگو کرنا بضرورت جائز ہے بخلاف اذان کے کہ عبادات موظفہ سے ہے اور کمی زیادتی اوس پر بعض فقہای مجتہدین شیعہ حرام و بدعت کما ہین غیر مرۃ فافہم اور اگر بالفرض والتقدیر جب شریعت سے ممانعت ثابت ہوا ور بسم اللہ کہنا وقت تلاوت کلام مجید کے ہر سورت پر زمانہ شارع علیہ السلام والتحیۃ سے اب تک متوارث و متعارف ہے بلا انکار منکر و نزاع منازع چنانچہ آپ اس فقرہ) کہ اگر نہین پڑہتے تو تارک سنت ہوسے) مین خود اسکی ثبوت عن الشارع ع کے معترف ہین پس جب شارع سے زیادتی ثابت ہے پہر فرمای عدم جواز کی کیا وجہ البتہ جس طرح سے شارع سے ثبوت ہے اوس سے بڑہا دینا بدعت ہے یعنے اوسکو جزو قرآن سمجہ جانا اور مطلقاً زیادتی بوجہ ثبوت عن الشارع کے جائز ہوگی بخلاف اذان کے کہ اوس مین زیادتی ثابت نہین بلکہ منہی عنہا ہے فکیف القیاس مع قیام الفارق اسکی توضیح ہم ایک مثال سے کرتے ہین مثلاً نماز فرض کہ عبادات موظفہ سے ہے اور ارکان اوسکے مثل قراءت و قیام و رکوع و سجدہ وغیرہا منضبط ہین مگر مطلقاً زیادۃ ممنوع نہین ہے بلکہ جس زیادتی کی شارع ع نے اجازت دی ہے جیسی قراءت مقدار فرض سے زائد پڑہنا ونحو ذلک وہ جائز ہوگی مگر اوس مقدار کو فرض سمجنا ممنوع نہین ہوگا البتہ جو زیادۃ کہ شارع سے ثابت نہو جیسے ایک رکعت زاید کر دینا یہ البتہ حرام ہوگا پس اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ جو زیادتی عبادات موظفہ مین جس مرتبہ مین شارع سے ثابت ہوا اوس مرتبہ مین اوسکا کرنا جایز ہے اور جو ثابت نہ ہوا اوسکا کرنا حرام اب تو آپ کو کلمہ ختر عیہ اذان و بسم اللہ کہنے مین فرق معلوم ہوگیا حق پوچہئے تو الصلوۃ خیر من النوم آپکی اذان مین بدعت ہے (غلط ہے) جس سے ہمارا دل دکہتا ہے اپنے علما کے اقوال ملاحظہ فرمائیے (علما کے اقوال مین اپنے ایسی کمی بیشی کی ہے جس سے اصل مطلب بدل گیا) اور پہر جو آپنے حق تبلایا ہے اوس سے آپکی حق پرستی

کا اندازہ بخوبی ہوگیا سبحان اللہ کیا خوب حق ظاہر فرمایا ہے اگر اسیکا نام حق ہے تو باطل
کسکو کہتے ہونگے اب ذرا انصاف سے اپنے حق کو دیکھیے کہ آپنے اوسکا کیا حق ادا فرمایا ہی
جو موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اِنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ اِلٰی عُمَرَ رضی یُؤْذِنُہٗ لِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ
فَوَجَدَہٗ نَائِمًا فَقَالَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فَاَمَرَہٗ اَنْ یَّجْعَلَھَا فِیْ نِدَاءِ الصُّبْحِ یعنے موذن نے یہ
کہکر کہ نماز بہتر ہے سونے سے خلیفۂ دوم کو جگایا تو خلیفۂ دوم نے حکم دیا کہ اسی بہی اذان صبح
مین ملاوے (چشم بد دور یہ کتنا صحیح ترجمہ ہے) فرمائی اس سے آپکی کیا مطلب برآری
ہوئی خدا کے واسطے نقل عبارت یا ترجمہ مین تو امانت کو کام فرمایا کیجیے آپکو یجعلہا کے معنے
ملا دینے کے کس نے پڑہائے ہین یا آپنے کسی معتبر کتاب لغت مین دیکہا تہا اگر کوئی سند ہو
تو پیش فرمائیے حضور اول تو اس مقام پر یہ متعین نہین کہ جعل بسیط ہے جو مقتضی مفعول
واحد کو ہے ممکن ہے کہ جعل مرکب ہو اور دوسرا مفعول اسکا محذوف ہو یعنے باقیۃً اور معنے
کلام کے یہ ہون کہ ای بلال اسکو اذان صبح مین باقی رکہنا کبہی ترک مت کرنا اور باقی کا مفعول
ثانی صحیح الوقوع ہونا استعمال قرآنی سے بہی ثابت ہے کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَعَلَھَا کَلِمَۃً
بَاقِیَۃً فِیْ عَقِبِہٖ الاٰیۃ اور اگر جعل بسیط ہے ہوا اور ایک مفعول پر اکتفا مسلم ہو تب بہی
آپکا مقصود حاصل ہونا بخیر ہے بلکہ معنی کلام کے یہ ہین کہ ای بلال اس کلمہ کو صبح کی اذان
ہی ہین رکہو دوسرے محل مین استعمال مت کرو کیونکہ شارع علیہ السلام نے اسکو جزو اذان صبح
گردانا ہے دوسری جگہہ اسکو استعمال کرنا خلاف ادب ہے اب دیکہیے اس سے حضرت
عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا کیا اتقا و تورع و ادب و حفظ حدود و رعایت احکام شرعیہ
ثابت ہوتا ہے کہ اگر انصاف ہو تو اونکے نام مبارک پر جان فدا کر دیجا وے۔ دیکہیے
یہ بہی گوارا نہ ہوا کہ کلمۂ اذان کو دوسرے موقع مین دوسری غرض سے استعمال کیا
جاوے اور بحمد اللہ اب تک اہل سنت کے یہان یہ پاس ادب چلا آتا ہے کہ الفاظ قرآن مجید
و احادیث شریف بے محل اور اپنے کلام کی جگہہ استعمال نہین کرتے فقہا نے تصریح فرمائی ہے

کہ اگر کوئی شخص مسمّی بہ یحییٰ کو کتاب دینے کے وقت کہے یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ یا کسی پیالہ
لبریز کو دیکھکر کہے وکاساً دہاقاً اوسکے زوال ایمان کا خوف ہے - اب تو آپکا دل بہت
خوش ہوا ہوگا کہ سنیون کو بدعتی بنایا تہا یہ تو برعکس ونکا تتبع سنت بدرجہ کمال ہونا
ثابت ہوگیا ؎ مین الزام اونکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا + اسکے بعد جو حوالہ مظاہر حق
کا دیا ہے - مظاہر حق مظہر ہے کہ حضرت علیؑ نے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کو اچہا نہین سمجہا
(کتنا صحیح ہے) اور اوسکے کہنے والے کو مسجد سے نکلوا دیا - عاقل کو اسی سے کہٹکا پیدا
ہوگیا کہ کیا وجہ عبارت مظاہر حق کی نقل نہ فرمائی بلکہ مظہر کہکر ٹال دیا اب اپنے اظہار کو
دیکہیے کیا خوب اظہار ہی برلے خدا یہ تو خیال کرنا تہا کہ مظاہر حق کسی دوسرے شخص کے
پاس بہی ہے اور دوسرون کو بہی اُردو پڑہنا آتا ہے نہ معلوم کس بہروسے پر اتنی بڑی
جرأت فرمائی - جناب من مظاہر حق کی عبارت مختصر منقول ہوتی ہے جس سے حقیقت
امر منکشف ہو جاویگی - تثویب کی کتنی قسمین ہین ایک تو یہ کہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ
کہنا اذان فجر مین - یہ تثویب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے زمانے مین
تہے اور سنت یہی ہے بعد اسکے بعض علمانے بعد اذان وقبل تکبیر کے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہنا
احداث کیا بعد اونکے ہر قوم نے کچہہ کچہہ موافق عرف کے نکالا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
سے انکار اسکا منقول ہے کہ فرمایا اَخْرِجُوْا ھٰذَا الْمُبْتَدِعَ مِنَ الْمَسْجِدِ - انتہی مختصراً اب
چشم حق بین کہول کر ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے اس تثویب محدث
کا انکار ثابت ہے یا اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنے کا جو اذان صبح مین مسنون ہے -
دیکہیے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تو بعد اذان کے بہی کوئی کلمہ جدید جو حضرت شارع علیہ السلام
سے ثابت نہین ہے کہنا گوارہ نفرماوین اور آپ اذان مین اختراع جدید گوارہ کرین
ع ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا - بعد اسکے ترمذی شریف - صحیح ترمذی مین ہے
(حضرت) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ سنکر مسجد سے

(معاذ اللہ) پھرا (بی تہذیبی کی کوئی انتہا ہے علاوہ اسکے یہ ترمذی شریف کا نہ ترجمہ ہے نہ مطلب آختراعی مضمون ہے) یہ حوالہ اس سے زیادہ حیرت انگیز و تعجب خیز ہے۔ جنابمن یہ کونسی لفظ ترمذی کا ترجمہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم سنکر مسجد سے پھرا الخ (عیاذاً باللہ یہ ترجمہ علاوہ خلاف واقع ہونے کے کسقدر ناشائستہ ہے۔ آپکو بحیثیت ناقل ہونے کے عبارت کتب اہل سنت کا ایسا ترجمہ لکھنا چاہیے تھا جو ایک مترجم سُنّی لکھتا کیا سنی اپنے پیشوائے دین کو یہی لفظ خلاف ادب لکھتا کہ پھرا۔ پھر آپنے داب تہذیب سے کیون قطع نظر فرمائی آیندہ اسکا لحاظ رہے ورنہ مناظرہ سے نوبت بہ مشاتمہ پونہچنے کا احتمال ہے آمدم بر سر مطلب جس عبارت کا یہ ترجمہ ہے اوسکو نقل فرمادیجیے ہم آپ کے ممنون ہونگے۔ چونکہ ہم جانتے ہین کہ قیامت تک آپ نقل نہ فرماسکینگے اب ہم ہی نقل کرتے ہین۔ وَرُوِیَ عَنْ مُجَاہِدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رض مَسْجِدًا وَقَدْ اُذِّنَ فِیْہِ وَنَحْنُ نُرِیْدُ اَنْ نُّصَلِّیَ فِیْہِ فَثَوَّبَ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ رض مِنَ الْمَسْجِدِ وَقَالَ اُخْرُجْ بِنَا مِنْ عِنْدِ ھٰذَا الْمُبْتَدِعِ وَلَمْ یُصَلِّ فِیْہِ وَاِنَّمَا کَرِہَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ رض اَلتَّثْوِیْبَ الَّذِیْ اَحْدَثَہُ النَّاسُ بَعْدُ ترجمہ مجاہد سے مروی ہے کہ مین عبد اللہ بن عمر رض کے ساتھ ایک مسجد مین داخل ہوا اور اوسمین اذان ہوچکی تھی اور ہم اوسمین نماز پڑہنا چاہتے تھے (ذرا ناظرین اس لفظ کو یاد رکہین کہ اذان ہوچکی تھی جس سے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کو جو اثنای اذان صبح مین کہا جاتا ہے کوئی مس نہین) پس تثویب کہی موذن نے پس باہر کو چلے عبد اللہ بن عمر رض اور فرمایا لے چلو ہمکو اس بدعتی کے پاس سے اور اوہون نے اوسمین نماز نہ پڑہی۔ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے اوسی تثویب کو ناپسند فرمایا جو لوگون نے بعد مین ایجاد کی تھی۔ ختم ہوا ترجمہ کیا افسوس ہے کہ باوجود تصریح ترمذی کے کہ اِنَّمَا کَرِہَ الخ کیا جرأت کو کام فرمایا اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کو ترجمے مین متعین فرمایا۔ اور لیجیے عبارت مذکورہ سے ایک سطر اوپر

یہ عبارت موجود ہے وَرُوِیَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اِبْنِ عُمَرَ رض اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ یعنے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے منقول ہے کہ آپ نماز صبح کی اذان مین اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فرماتے تھے بھلا جب عبداللہ بن عمر رض کا خود معمول تھا وہ اوسکو بدعت کیسے فرماتے۔ آپنے عجب طرز اختیار فرمایا ہے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ فرماکر وَاَنْتُمْ سُکَارٰی کو حذف فرمادیا ہی ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ جنابمن حقیقت اپنی دلایل کی معلوم ہولی جس بناپر آپ سنیون کو بدعتی کہتے ہین اب ہم سے دلایل اسکی سنیت کی سنئے ترمذی مین ہے۔ عَنْ بِلَالٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُثَوِّبَنَّ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الصَّلٰوۃِ اِلَّا فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ۔ وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ بِلَالٍ اَنَّہٗ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُؤْذِنُہٗ بِصَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَقِیْلَ ھُوَ نَائِمٌ فَقَالَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فَاُقِرَّتْ فِیْ تَاذِیْنِ الْفَجْرِ۔ وَرَوَی اَبُوْدَاؤُدَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَۃَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلِّمْنِیْ سُنَّۃَ الْاَذَانِ قَالَ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَاْسِہٖ وَقَالَ تَقُوْلُ الخ وَفِیْ اٰخِرِہٖ فَاِنْ کَانَ صَلٰوۃُ الصُّبْحِ قُلْتَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلْحَدِیْثَ تَبَارَکَ ذرا نکھ ملا کے اپنے پیشوایے دین کیا کہہ رہے ہین معلوم ہوا کہ فرصت سیر کتب نہین (پیشوایان دین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے ارشاد مین کمی بیشی کرکے سند پیش کرنا اور پھر آنکھ ملانیکو تیار رہنا آپ ہی کا کام ہی واقعی ہمکو فرصت تحریف کتب کی نہین) پس جناب اسی پر آنکھ ملانیکو تیار ہین یَلِقُ ھٰذَا الْوَجْہُ شَمْسَ نَھَارِنَا اِلَّا بِوَجْہٍ لَیْسَ فِیْہِ حَیَاءٌ واقعی ایسی سیر کتب کی ہمکو فرصت نہین کہ لکھا ہو بال اور پڑھین لٹھہ۔ خدا آپ ہی کو ایسی سیر اور فرصت مبارک فرماوے۔ شاید آپکا اسپر عمل ہے کہ بلا آنست کہ چپ نباشد۔ عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست۔ اب آپ اس تحریر کو بچشم انصاف ملاحظہ کرکے مومنین کو بدعت سے محفوظ رکھنے کی سعی فرمائی ایک

جدید فتنہ انگیز کلمے سے جو دوسری جماعتون مین مومنین کی تفرقہ پڑ رہا ہے اسکو رفع کیجیۓ جواب اوسیکا لکھنا چاہیے جسکا کچہ جواب بہی ہو میرے معزز ہم عصر ہمنے جو کچہ اپنے اخبار نمبر آٹھ مین لکھا تہا وہ آپ ہی کی کتب معتبرہ کی عبارت اور آپ ہی کے مقتدایان دین کی تحقیق تہی میرا گمان تہا کہ آپ اسپر قلم اوٹھانا سوء ادب سمجھینگے اور اپنے اسم گرامی کا لحاظ فرماوینگے مگر ؎ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم + پہر بہی ہم دوستانہ سمجھاتے ہین کہ احکام خدا ورسول مین نفسانیت سے درگذر کرنا اور امور حق کا مان لینا تہذیب حقیقی ہے آیندہ آپکو اختیار ہے ؎ حافظ وظیفہ تو دعا گفتن ست وبس + در بند این مباش کہ نشنید یا شنید + راقم محمد حسن خان سہسرامی اڈیٹر اخبار ہذا۔ مطبع نظامی محمد عبد الرحمن خان واقع کانپور مین حافظ محمد عبد الحمید خان منیجر مطبع کے اہتمام سے چھپا مسئلہ باہتمام سید عابد علی

مالک مطبع اثنا عشری لکھنؤ محلہ فراشخانہ مین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین جناب حجۃ الاسلام آیۃ اللہ فی الانام اعلم العلماء الاعلام وافقہ الفقہاء الکرام سیدنا السند ومولانا المستند جناب السید علی محمد صاحب اس مسئلہ مین کہ اکثر لوگ کہتے ہین کہ آپ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے اس مسئلے مین کہ اَشْهَدُ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيًّا حُجَّةُ اللّٰهِ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِلَا فَصْلٍ کا کہنا جائز نہین ہے اذان مین کیونکہ جزو اذان نہین ہے پس آیا یہ صحیح ہے یا نہین اور بنا براسکے صحیح ہے تو اسکو تصریح سے بیان فرمایئے کہ مراد اس سے آپکی کیا ہے اور اوس رسالے کا جسمین اس مسئلہ خاص کا ذکر ہی کیا نام ہے اور کہان مطبوع ہوا ہے اور یہ تحریر فرمایئے کہ اس کلمۂ طیبہ حقہ کا اس شہر مین بلکہ اور بلاد ہند مین بلکہ عراق مین بہی کہنے کا رواج تہا اور ہے یا نہین اور جو شخص کہ اسمین کسی طرح سے اعانت کرے اور شریک ہو اور مصر ہو اسپر کہ یہ کلمۂ حقہ کہا جاوے آیا وہ مثاب وماجور ہوگا یا نہین اور بلا فصل بلکہ کل کلمۂ طیبہ مین کہین لالت

صریح یا اشعار تبرے پر ہے یا نہیں ہے بینوا و توجروا

جواب باصواب

کلمہ طیبہ اَشْھَدُ اَنَّ اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ عَلِیًّا حُجَّۃُ اللہِ وَوَصِیُّ رَسُوْلِ اللہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ کا اذان مین کہنا عبادت ہے اور منع کرنا اسکا اسلئے مستلزم توہین حضرت ہے تو قطعًا ناجایز ہے اور جزو اذان ہونا مستلزم ترک کو نہین اسلئے کہ جب یہ جزو ایمان ہے اور ذکر خیر حضرت جزو ہی نماز کا ہے چنانچہ صدر نماز مین تصریح نام نامی حضرت کی کیجاتی ہے حضرت ابراہیم ع و حضرت جناب رسالت مآب ع کے اسم گرامی کیطرح تو اذان کا جزو قرار دینے کی کیا ضرورت ہے کہ اذان مقصود بالذات نہین بلکہ مقدمہ نماز ہے اور نماز مقصود بالذات ہے اور میرا کوئی رسالہ مطبوع یا غیر مطبوع معاذ اللہ اسکی ممانعت مین نہین ہے یہ خبر بالکل غلط بلکہ اتہام ہے اور قدیمًا و حدیثًا ہند وغیرہ کے شیعون مین پشت در پشت سے یہی شعار شیعون کا رہا کہ وہ بلکہ اونکی عورتین بلکہ اونکے لڑکے مساجد و اماکن مین برابر باعلان کہتے رہے بلکہ مخالفین بلکہ عیسائی بلکہ ہنود ع شیخ الطایفہ اعلی اللہ مقامہ سے برابر شہادت ولایت اذان مین مذکور ہوا کرتے ہے ولایت و ہندوستان سب مین خصوصًا لکہنو مین اور خود کہا کرتا ہون اور جن مساجد مین نماز پڑہاتا ہون برابر اون مین باعلان یہ کلمہ طیبہ اذان مین کہا جاتا ہے علی رؤس الاشہاد اور فتوی بہی میرا یہی ہے کہ یمن و برکت اور اعلان ایمان کے لئے ضرور یہ اذان مین کہا جاے بطور استنباط شرع ایسی حدیثون سے استنباط کرکے کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب ذکر خیر حضرت سید المرسلین ہو تو اوسکے ساتھ ذکر خیر جناب سید الوصیین ع بہی ہونا بطور تشریع آور برابر یہی فتوا ہم لوگونکا رہا اور جو کوئی اعانت و شرکت کرے اس کلمہ طیبہ کی اذان مین باعلان کہے جانے کی وہ مثاب و ماجور ہوگا اور جو پہلو تہی کریگا وہ ملام و مذموم ہوگا اور یہ کلمہ طیبہ مین تو لاہے نہ تبرا اور فرق تولا اور تبرا مین کسی

ع علامت یہ لفظ یہاں سے نہیں لکہا (واقفیت میں کمی) ۱۲

عاقل پر پوشیدہ نہین مگر یہ کہ جاہل یا متجاہل زبان عرب سے ہو۔ الغرض کسیطرح کی دلالت
اسکی تبرے پر نہین لیکن مطابقت وتضمن پس صریح البطلان ہے اور لیکن التزام پس اسوجہ
سے کہ اس مین لازم ہونا شرط ہے اور اس فقرۂ طیبہ کو نفی خلافت خلفاء اہل سنت لازم
نہین بلکہ یہ احتمال نفس کلام مین ضرور رہتا ہے کہ دونون خلیفہ بلا فصل ہون ایک شیعون
کے اونکے اجماع سے دوسرے سنیون کے اونکے اجماع سے اور یہ بہی ممکن کہ دونون مین
مصالحہ ہو ایک بخوشی متوجہ عبادت وغیرہ رہے ہون اور ایک متوجہ انجام وہی مہم
مملکت پس اس فقرہ سے تفضیل حضرت امیر علیہ السلام پر بہی تو دلالت نہ کی جسکے قائل تفضیلے
ہین کہ جو ایک مشہور فرقہ اہل سنت کا ہے حالانکہ تفضیل تک تو کبہی توہین خلفاء ثلاثہ
کی سمجہی نہ گئی پہر یہ بہی تو موزون نہین کہنا کہ بعد رسول اللہ یا علی جمیع الائمہ پس احتمال
ہے کہ وہ حضرت کی خلافت بتوکیہ کا ذکر اظہار فضیلت حضرت کے لئے کرتا ہو اور یہ فریقین
کا مسلمہ ہے کہ واقعہ تبوک مین حضرت نے اپنے اہل بیت پر جناب امیر کو اپنے طرف سے بلا فصل
خلیفہ اور جانشین کیا جیسا کہ صحیح مسلم وترمذی وغیرہ مین مصرح ہے پس جب یہی احتمال
ہوا تو اس فقرۂ پاک کو تبرا کیونکر لازم ہوا کہ اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ
جب آیا احتمال تو باطل ہوگیا استدلال رہا یہ کہ قرینۂ اعتقاد موذن سے تبری کا مطلب
بٹہانا تو یہ دوسرا امر ہے یون تو شیعہ کی صورت ہے تبرا سمجہی جا سکتی ہے پہر اسکا کیا
علاج ہے باقی اس کلام مین کسیطرح کی دلالت تبرے پر نہین اور یہ تو ہر مذہب کی بنا ہے
کہ ہین سچا اور باقی سب مذہب دنیا بہر کے جہوٹے پس اگر یہی توہین سمجہی جاوے تو کوئے
مذہب اس سے خالی نہو گا پس اعلان اُسکا ناجائز ہوگا قانون کی راہ سے اور یہ ایک
شر عام ہے کہ کبہی کسی حکومت مین جاری نہین ہو سکتا الغرض یہ تو لا ہے اور تبرا نہین
مثلاً ہم ملکہ معظمہ کو شاہنشاہ کہین تو یہ محبت وخصوصیت کی بات ہے اس گورنمنٹ سے باقی
زار روس یہ نہین کہہ سکتے کہ یہ میری توہین یا میری شاہنشاہی کی نفی ہوئی تا وقتیکہ ہم

اُسکی تصریح نکرین بلکہ انکی شاہنشاہی مسکوت عنہ رہے گی کہ پہلی بات سے ملکہ معظمہ کے بارہ
مین شاہنشاہی روس کا نہ اقرار سمجھا جائیگا نہ انکار الغرض یہ ہرگز ہرگز تبرا نہین ورنہ ایک
دن بھی سنی اسکے کہے جانے پر راضی نہوتے اور پہلے ہی انگریزی مین اسکی تسدید کردیتے
جیسی فی الفور تبرے کی تسدید مین کوشش کی جو دستور قدیم شیعیان لکھنؤ وغیرہ کا تھا
پس ابھی تک تو یہ کبھی تبرا نہ تھا آج اتنے برسون کے بعد یہ تبرا ہوگیا واہ یہ عجب انصاف ہے
پس صاف ظاہر ہے کہ یہ انکی حیلہ حوالے ہین باقی وہ خود تو ہین حضرت کے لئے انکا نام مٹانا
چاہتے ہین اور اپنے مذہب کی ہو بہو پابند ہنا اور یہ بخبر ہے اپنے روم مین جو چاہین ظلم کرین
باقی ہندوستان مین کہ جہان گورنمنٹ کے حسن انتظام سے سب رعیت آزاد ہے ایسے خیال
کرنا عبث ہین خلاصہ یہ کہ یہ جب تبرا نہین تو مزاحمت انکی بے جا ہے اور موقع دست اندازی
حکام عالی مقام سے بھی باہر ہے اگرچہ ہم اُسے خلاف شرع ہی کرتے ہون اسلئے کہ ہمارے امور ذاتی
مین سرکار سے ہمین ازادی ہے اور غیر فرقے ہمارے آتالیق نہین کہ ہمارے متعرض حال ہون اگر
کوئی معاذ اللہ حضرت امیر علیہ السلام کو خدا بھی کہی اور خلاف اپنی شرع کے بھی کرے تو
کسیکو کیا جیسا کہ بہت باتین خلاف مسند مذہبی بلکہ خلاف شرع اکثر فریقین سے ظاہر ہوتی
ہین لیکن کوئے اُن مین مزاحم نہین ہوتا ہے۔ **سید علی محمد**

جواب از جانب مولانا وبالفضل اولانا حضرت مولانا اشرف علی صاحب فاروقی دام افضالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ونصلی علی رسولہ الکریم   اَلْقَوْلُ الْفَاصِلُ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلْ
بعد الحمد لاہلہ والصلوٰۃ علی اہلہا گذارش ہے کہ یہ چند ورق ہین درباب حقیقت کلمہ خلیفہ
بلافصل کے جو آج کل اکثر شیعہ خلاف دستور قدیم اذان مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
نام مبارک کے ساتھ بڑھا کر اہل سنت کے دلون کو ایذا پہونچاتے ہین اور اوس مین
طرح طرح کے حیلہ بہانے کرکے چاہتے ہین کہ حکام وقت سے اسکی اجازت ہوجاوے مگر بجز

اپنے ایران مین جو چاہین ظلم کرلین اس سلطنت مین کہ سب کو ایک نظر سے دیکھا جاتا ہے ممکن نہین کہ ایسی شر عام کی اجازت دیجاوے ۔ پس جاننا چاہیے کہ منشاء دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کا یہ ہے کہ کسیکی مذہبی خیالات کو صراحۃ یا اشارۃ رنج پہونچانا موجب جرم ہے ۔ پس اسکی تفتیش باقی رہی کہ یہ کلمہ خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے حق مین صراحۃً یا کنایۃً طعن ہے جو موجب ایذا رسانی مذہب اہل سنت ہے یا نہین ۔ کسی عاقل پر پوشیدہ نہین کہ کلمہ خلیفہ بلا فصل کے معنے لغوی یہ ہین کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ برحق حضرت علی رضی اللہ عنہ بلا فصل کسی دوسرے خلیفہ کے ہین پس نفی خلافت خلفا کی تو اس سے ظاہر ہے جیساکہ مدلول لفظ بلا فصل کا ہے ۔ اب رہا یہ کہ امر کہ نفی خلافت خلفاء ثلثہ کے آیا وقوعاً ہے یا استحقاقاً دو ہی احتمال ہین احتمال اول باتفاق فریقین منفی ہے کیونکہ کذب صریح ہے شیعہ بہی اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئی پہر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو نفی وقوع کی اونکی مراد ہو نہین سکتی کیونکہ ایسے کذب صریح کو جسکو خود بہی دروغ محض جانتا ہو اور بموجب قول آلہی لعنۃ اللہ علی الکاذبین سبب لعنت کا سمجھتا ہو داخل اذان نہین کرسکتا پس ضرور احتمال ثانی متعین ہوگیا کہ اس کلمے کے معنے یہی ہین کہ خلفاء ثلاثہ خلافت کا استحقاق نہ رکہتے تھے جب لیاقت کی نفی ہوئی اسکی نقیض ثابت ہوگئی یعنے معاذ اللہ منہا نا لائق تھے ایک طعن تو یہ ہوا پہر جب اوسکے مستحق نہ تھے اور خلیفہ بن بیٹھے تو ضرور کسی مستحق کا حق غصب کرکے خلیفہ ہوئے تو غاصب ٹھہرے اور فریقین کے نزدیک غاصب ملعون و مستوجب لعن ہوتا ہی اگرچہ ادنی مسلمان کا حق غصب کرے قال اللہ تعالی (وَلَا تَاکُلُوا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ الْاٰیۃ) چہ جائیکہ کوئی شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حق غصب کرے جو داماد ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بقول شیعہ اونکی خلافت منصوصۂ رسول ہے اور حق بہی کتنا بڑا کہ تمام ملک کی حق تلفی جس مین لاکہون مسلمانون کے حقوق ضایع

ہوئی لابد ایسے حق کا غاصب اعلیٰ درجے کا ملعون ہوگا یہ دوسرا طعن ہوا۔ پھر غاصب ظالم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ظالمین کے حق مین فرماتا ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ پس بوجہ ظلم کے ملعون ہونا لازم آتا ہے یہ تیسرا طعن ہوا علیٰ ہذا القیاس یہ کلمہ مطاعن کثیرہ کو مشتمل ہے جسکی تفصیل طویل ہی رہا یہ امر کہ یہ معنے اس کلمہ کے مدلول حقیقی و مطابقی ہین یا مجازی و التزامی۔ دونون احتمال صحیح ہو سکتے ہین لیکن حقیقۃً پس تعریف حقیقت کی اہل عربیۃ کے نزدیک یہ ہی اَلْحَقِيْقَةُ الْكَلِمَةُ الْمُسْتَعْمَلَةُ فِيْمَا وُضِعَتْ لَهٗ فِيْ اِصْطِلَاحٍ بِهِ التَّخَاطُبُ هٰكَذَا فِيْ تَلْخِيْصِ الْمِفْتَاحِ لِلسَّكَّاكِيْ یعنے حقیقت وہ کلمہ ہے کہ استعمال کیا جاوے ایسے معنے مین کہ اوس معنی کے لئے اوس کلمے کو ٹھہرایا ہوا اور یہ ٹھہرانا باعتبار اوس اصطلاح کے ہو جسمین خطاب و کلام ہے انتہی اور ظاہر ہے کہ کلمہ بلافصل اصطلاح و عرف خاص اہل التشیع مین موضوع واسطے نفی خلافت خلفائے ثلثہ کے اور اظہار مطاعن خلفا کے ہے جیسا کہ پوشیدہ نہین پس یہ صاف گالیان ہین جنکا تحمل ہرگز کسی شخص کو نہین ہو سکتا اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ دلالت اسکی ان مطاعن پر التزامی ہے یعنے اسکے ترجمے سے مطاعن خلفا مفہوم ہوتے ہین کیونکہ التزامی کے لیے لزوم عقلی ضرور نہین جب بعض ناواقفون کا گمان یا تجاہل ہے بلکہ لزوم مطلقاً کافی ہے خواہ عقلاً ہو یا عرفاً کما فی التلخیص و انما اللتہ بالالتزام و شرطہ اللزوم الذہنی و لو لاعتقاد المخاطب بعرف و غیرہ انتہی۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کلمہ بحسب اعتقاد متکلم و مخاطب ذہن کو منتقل کرتا ہے طرف نفی خلافت خلفا و مطاعن اونکے کے۔ بالاضطرار اہل سنت کا مشوش ہو جانا دلیل اس انتقال ذہنی کی ہے جیسا کہ حکام پر پوشیدہ نہین کہ کئی بار یہ نزاع و شورش برپا ہو چکی ہے ورنہ شیعہ اور فرائض مذہبی اپنے برابر ادا کرتے ہین سنی کبھی تعرض نہین کرتے اور خاص کر ایسی حالت مین کہ سنیون کو کسی قسم کی ثروت و عزت و وجاہت ظاہری نہین اور یہ بیچارے حتی الوسع بہت چشم پوشی کرتے ہین ایسی حالت مین برہم ہونا علامت ہی اس امر کی کہ اس کلمے سے

نہایت درجے کا آزار اونکے قلب کو پہونچا ہوگا کہ نوبت حکام عالیمقام تک پہونچی کہ اوسوقت
بجز اسکے کوئی چارہ نہین اس امر سے واضح ہے کہ اس کلمے کے اس مطاعن پر دلالت التزامی
و بالکنایہ ہے جو حقیقت سے بہی ابلغ ہے کما فی التلخیص طبق البلغاء علی ان المجاز
والکنایۃ ابلغ من الحقیقۃ والتصریح اتم جیسا ملکہ معظمہ کے بڑے صاحبزادے ولیعہد
ہون اور ایک گروہ اپنے ظن باطل مین اونکو لایق ولیعہدی وجانشینی کے نہ جانتا ہو تو
جب اوس گروہ کا اور کوئی شخص اونکے چہوٹے صاحبزادے یا صاحبزادی کو کہنے لگے کہ آپ
بلا فصل ملکہ معظمہ کے ولیعہد ہین تو کیا یہ بڑے صاحبزادے کو اوسکے ظن باطل کا خیال
یہ کلمہ سنکر ہوگا یا رنج نہ پہونچیگا یہ ملکہ معظمہ سے بغاوت نہین اور کیا یہ صاحبزادہ
کلان کو رنج رسانی نہین بے شک ہے بے شک ہے یا کوئی شخص کہے کہ بعد موسیٰ علیہ السلام
کے نبی صاحب شریعت مستقلہ بلا فصل جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ ہین تو کیا یہ نفی رسالت
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نہین اور کیا اسکا اعلان موجب رنج دہی قوم عیسائیون کا
نہین ضرور ہے ضرور ہے یا کوئی شخص کسی کے چہوٹے لڑکے کو اکلوتا بیٹا کہے تو کیا دوسرے
بڑے بیٹون کے نسب کی نفی نہین اور کیا اون کو مثل حرامزادے کہنے کے بلکہ اس سے زیادہ
نہین بے شک ہے ضرور ہے۔ بلکہ عادۃً مشاہدہ ہوتا ہے کہ کہلم کہلا کہنے کی نسبت چہیڑ چہاڑ سے
سخت رنج پہونچتا ہے پس ہر طرح سے ظاہر ہو گیا کہ یہ کلمہ تبرا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
جنکے نام پر یہ لوگ اپنے زعم مین قربان ہوتے ہین جب اون کے زمانے مین بعض لوگون نے
آپکو حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دی تو آپنے فرمایا کہ جو کوئی ایسا کریگا اوسکو
اسی درے لگاونگا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اہل لسان تہے وہ صیغۂ تفضیل سے سمجہے کہ
کہ اون کے حق مین طعن ہے اسوجہ سے کہ ایک امر غیر واقع کو مشتہر کرنا بجز ایذا رسانی
ہوا خواہان شیخین اور کیا سمجہا جا سکتا ہے اگر یہ حضرات شیخین کے حق مین مثل گالی کے نہ تہا تو
اسی درے کی حد شرعی کیون اوسکے ساتھ وعید فرماتے جب ایسے خفیف کلمے پر اسقدر

دہمکایا چہ جائیکہ یہ کلمہ ثقیل آپ اسپر تو نہین معلوم کیا سزا تجویز فرماتی پس معلوم ہوا کہ جب اہل لسان کے نزدیک اس سے خفیف کلمہ طعن ہے تو یہ ضرور اشد واحی کا طعن ہوگا پس جب یہ معنی ایسے متبادر ہین اسکے التزامی ہونے مین کیا کلام ہے حدیث صحیح مین وارد ہی کہ آپ کے زمانے مین ایک یہودی نے ایک مسلمان کے روبرو قسم کہائی کہ قسم اوس ذات کی جسنے موسیٰ علیہ السلام کو سب بشر پر فضیلت دی اوسی وقت مسلمان نے اوسکے منہہ پر ایک طپانچہ مارا یہان تک کہ آپکی خدمت مین اسکی نوبت پونہچی آپنے فیصلہ فرمایا کہ انبیا مین ایک کو دوسرے پر فضیلت مت دو الحدیث خیال کرنیکا مقام ہے کہ باوجودیکہ اہل اسلام یہودیون کے کفر پر بہی تعرض نکرتے تھے مگر اس کلمے نے اوس مسلمان کو ایسا جوش دلایا کہ اوسکو مار بیٹھا معلوم ہوا کہ ذوق لسانی سے اوسکو اس کلمے سے مفہوم ہوا کہ یہ آپکی تحقیر ہے اور اوس سے برداشت نہ ہوئی اور اسی لیے آپنے یہ فیصلہ فرمایا کہ ایک کو دوسرے پر فضیلت مت دو مطلب یہی ہے کہ ایسے طور سے فضیلت مت دو کہ دوسرے کی تحقیر لازم آوے معلوم ہوا کہ اس قسم کے کلمات تحقیر پر صاف دلالت کرتے ہین شاید کوئی شخص شبہ کرے کہ جب یہی بات ہے کہ ایک کی فضیلت سے دوسرے کی تحقیر لازم آتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت دینے سے موسیٰ علیہ السلام کی تحقیر ہوا ور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت دینے سے حضرت علی کرم اللہ وجہ کی تحقیر ہو جواب یہ ہے کہ مطلقاً کسی کو کسی پر فضیلت دینا موجب تحقیر مفضول نہین جو یہ اعتراض لازم آوے بلکہ اوسوقت ہے کہ جب مفضل مفضول کو اپنے عقیدے مین برا سمجھتا ہو اوسیوقت مین مخاطب کو جوش ہوتا ہے پس یہودی کہ منکر نبوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیعہ کہ منکر خلافت خلفاء ثلثہ ہین یہ لوگ اگر موسیٰ علیہ السلام کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا حضرت علی کرم اللہ وجہ کو حضرات خلفاء ثلثہ پر فضیلت دین ضرور تحقیر مفضول کی ہوگی اسیوجہ سے مسلمان کو یہودی پر غصہ آیا اور اسی وجہ سے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابن سبا کے توابع کو دہمکایا سنجات اسکی کہ اگر مسلمان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت دی یا سنی حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کو فضیلت دے چونکہ وہ منکر رسالت موسیٰ علیہ السلام کا اور یہ منکر فضیلت
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نہین اسلیٔ تحقیر نہ لازم آئیگی البتہ اگر خارجی حضرات شیخین
کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر فضیلت دیگا تو بے شک اس مین تحقیر حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کی ہے جس کی وجہ سے سنی اوسکے خون کے پیاسے ہوجائینگے زیادہ شیعہ سے فافہم
فَاِنَّہٗ مِنَ الْھَامَاتِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور اگر کوئی روباہ حیلہ یہ کہے کہ مراد میری اس
کلمہ سے وہی معنے ہین جو بالکل دروغ ہین اور مین اپنی اذان مین جہوٹ بولکر ملعون
بنتا ہون تمکو اس سے کیا بحث اوسکو کہا جاوے گا کہ اگر تمکو ملعون بنتا ہو اپنے مین گہر بیٹھ
کر ملعون بنو جب ایسی کلمے کا اعلان کروگے جو باعتبار معنے بتبادر کے رنج رسان ہو
ضرور منع کئے جاوگے ورنہ منشاء دفعہ ٢٩٨ کا بالکل ہوا جاتا ہے یون تو کوئی کسی کے
پیشوایان مذہب کو گالیان دیتا پہرا کرے اور کہدے کہ مین جہوٹ بولکر ملعون بنتا
ہون تمکو اس سے کیا۔ یا کہدے کہ یہی نام دوسرے لوگون کے ہین مین تو انکو برا کہتا
ہون کیا کوئی عاقل اس عذر کو مسموع کرے گا۔ چند سال کا قصہ ہے کہ ایک قصبہ مین
ایک رئیس کے مکان مین ایک شخص رہتا تہا اوس رئیس نے کسی وجہ سے دوکان
خالی کرانی چاہی چونکہ وہ کرایہ پیشگی دے چکا تہا بدون انقضای مدت کیونکر نکل سکتا تہا
تہا اوس شخص نے اپنے بہائیون بیٹون کے نام اوس رئیس کے خاندان پر مقرر کرلئے جب
اونمین سے کسی کو دیکہتا وہی نام لیکر بلا تہذیب پکارتا اور کبہی چلم وغیرہ بہرنے کی فرمائش
کرتا تاکہ اوس رئیس کو رنج پہنچے انجام یہ ہوا کہ خوب درستی ہوئی۔ بہلا کوئی عاقل اُس
وہمنیے کے اس عذر کو سن سکتا ہے کہ صاحب مینے اپنے بیٹے بہائیون کے نام جہوٹ موٹ
مقرر کر لیے ہین مین تو اون کو کہتا ہون تمکو اس سے کیا بحث ہرگز کسی کے نزدیک یہ عذر لا

دہمکایا چہ جائیکہ یہ کلمۂ ثقیل اسپر تو نہین معلوم کیا سزا تجویز فرماتی پس معلوم ہوا کہ جب اہل لسان
کے نزدیک اس سے خفیف کلمہ طعن ہے تو یہ ضرور اشد واحی کا طعن ہوگا پس جب یہ معنی
ایسے متبادر ہین اسکے التزامی ہونے مین کیا کلام ہے حدیث صحیح مین وارد ہے کہ آپ کے
زمانے مین ایک یہودی نے ایک مسلمان کے روبرو قسم کہائی کہ قسم اوس ذات کی جسنے
موسیٰ علیہ السلام کو سب بشر پہ فضیلت دی اوسی وقت مسلمان نے اوسکے منہہ پر ایک
طپانچہ مارا یہانتک کہ آپکی خدمت مین اسکی نوبت پونہچی آپنے فیصلہ فرمایا کہ انبیا مین
ایک کو دوسرے پر فضیلت مت دو الحدیث خیال کرنیکا مقام ہے کہ باوجودیکہ اہل اسلام
یہودیون کے کفر پر بہی تعرض نکرتے تھے مگر اس کلمے نے اوس مسلمان کو ایسا جوش
دلایا کہ اوسکو مار بیٹہا معلوم ہوا کہ ذوق لسانی سے اوسکو اس کلمے سے مفہوم ہوا کہ یہ آپکی
تحقیر ہے اور اوس سے برداشت نہوئی اور اسی لیے آپنے یہ فیصلہ فرمایا کہ ایک کو
دوسرے پر فضیلت مت دو مطلب یہی ہے کہ ایسے طور سے فضیلت مت دو کہ دوسرے کی
تحقیر لازم آوے معلوم ہوا کہ اس قسم کے کلمات تحقیر پر صاف دلالت کرتے ہین شاید کوئی
شخص شبہ کرے کہ جب یہی بات ہے کہ ایک کی فضیلت سے دوسرے کی تحقیر لازم آتی ہے تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت دینے سے موسیٰ علیہ السلام کی تحقیر ہوا اور حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت دینے سے حضرت علی کرم اللہ وجہ کی تحقیر ہو جواب
یہ ہے کہ مطلقاً کسی کو کسی پر فضیلت دینا موجب تحقیر مفضول نہین جو یہ اعتراض لازم
آوے بلکہ اوسوقت ہے کہ جب افضل مفضول کو اپنے عقیدے مین برا سمجہتا ہو اوسیوقت
مین مخاطب کو جوش ہوتا ہے پس یہودی کہ منکر نبوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
شیعہ کہ منکر خلافت خلفاء ثلثہ ہین یہ لوگ اگر موسیٰ علیہ السلام کو جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر یا حضرت علی کرم اللہ وجہ کو حضرات خلفائے ثلثہ پر فضیلت دین ضرور
تحقیر مفضول کی ہوگی اسیوجہ سے مسلمان کو یہودی پر غصہ آیا اور اسی وجہ سے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابن سبا کے توابع کو دہمکایا بخلاف اسکی کہ اگر مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت دی یا سنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فضیلت دے چونکہ وہ منکر رسالت موسیٰ علیہ السلام کا اور یہ منکر فضیلت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نہین اسلئی تکفیر نہ لازم آئیگی البتہ اگر خارجی حضرات شیخین کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر فضیلت دیگا تو بے شک اس مین تحقیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہے جس کی وجہ سے سُنی اوسکے خون کے پیاسے ہو جائینگے زیادہ شیعہ سی فافہم فَاِنَّهٗ مِنَ الْهَامَاتِ سَابِّ الْعَالَمِيْنَ اور اگر کوئی روباہ حیلہ یہ کہے کہ مراد میری اس کلمہ سی وہی معنے ہین جو بالکل دروغ ہین اور مین اپنی اذان مین جھوٹ بولکر ملعون بنتا ہون تمکو اس سے کیا بحث اوسکو کہا جاوے گا کہ اگر تمکو ملعون بنتا ہو اپنے مین گھر بیٹھ کر ملعون بنو جب ایسی کلمے کا اعلان کروگے جو باعتبار معنے متبادر کے رنج رسان ہو ضرور منع کئی جاوگے ورنہ منشاء دفعہ ۲۹۸ کا بالکل ہوا جاتا ہے یون تو کوئی کسی کے پیشوایان مذہب کو گالیان دیتا پھرا کرے اور کہدے کہ مین جھوٹ بولکر ملعون بنتا ہون تمکو اس سے کیا۔ یا کہدے کہ یہی نام دوسرے لوگون کے ہین مین تو انکو برا کہتا ہون کیا کوئی عاقل اس عذر کو مسموع کرے گا۔ چند سال کا قصہ ہے کہ ایک قصبہ مین ایک رئیس کے مکان مین ایک شخص رہتا تھا اوس رئیس نے کسی وجہ سے دوکان خالی کرانی چاہی چونکہ وہ کرایہ پیشگی دے چکا تھا بدون انقضای مدت کیونکر نکل سکتا تھا اوس شخص نے اپنے بھائیون بیٹون کے نام اوس رئیس کے خاندان پر مقرر کر لئے جب اونمین سے کسی کو دیکھتا وہی نام لیکر بلا تہذیب پکارتا اور کبھی چلم وغیرہ بھرنے کی فرمایش کرتا تاکہ اوس رئیس کو رنج پونہچے انجام یہ ہوا کہ خوب درستی ہوئی۔ بھلا کوئی عاقل اُس وہنیے کے اس عذر کو سن سکتا ہے کہ صاحب مینے اپنے بیٹے بھائیون کے نام جھوٹ موٹ مقرر کر لیے ہین مین تو اون کو کہتا ہون تمکو اس سے کیا بحث ہرگز کسی کے نزدیک یہ عذر

قابل اعتبار نہین ہر شخص ضرور اوسکو قابل سزا کہیگا اسیطرح یہ کہنا کہ اس کلمے کے معنے مین
یہ احتمال ہی کہ خلافت اجماعی شیعہ مراد ہو اور وہ بلا فصل حضرت علی کرم اللہ وجہ کو حاصل
ہے اور خلفاء ثلاثہ کی خلافت باجماع اہل سنت تھی صرف حیلہ بازی ہے - اول تو ان
صاحبون کے نزدیک تمام اہل بیت شیعہ تھے وہ وقت خلافت خلفای ثلاثہ تشریف رکھتے
تھے جسمین حضرت علی کرم اللہ وجہ بہی داخل ہین وہ بہی اس اجماع مین تھے پس اونکی
خلافت بہی باجماع شیعہ ہے اگر عذر تقیہ کا ہو تو اول تو اونکی شیر مردی کے خلاف دوسرے
یہ لوگ بہی تقیہ کیون نہین کرتے کہ سنت اہل بیت ہی اور اگر کہیے کہ اوسوقت شیعہ مصطلحہ جو صحابہ
کو گالیان دیتے ہون نہ تھے بعد مین پیدا ہوئے اور حضرت علی کی خلافت پر اجماع کیا تو یہی
غلط ہے حضرت علی کرم اللہ وجہ کی انعقاد خلافت کے وقت ایک شخص بہی گالیان دینے والا
اصحاب کا بیعت مین داخل نہ تہا اگر کہیے کہ بعد انعقاد خلافت کے گالیان دینے والے یعنے
اصحاب عبد اللہ بن سبا آئے اور اونہون نے اجماع کیا یا اور پیچھے کے لوگ جو ہر زمانے مین
پیدا ہوتے رہے اونکا اجماع مراد ہے تو اول تو اجماع خلافت پر وقت انعقاد خلافت معتبر ہے
اور یون تو اب کوئی جماعت اشقیا یزید کی خلافت پر اجماع کرکے اپنی اذان مین اوسکو خلیفہ
رسول اللہ بلا فصل باعتبار اپنے اجماع کے کہنے لگے تو کیا حضرات شیعہ اوسکو سب و شتم حضرت علی
رضی اللہ عنہ کی شان مین نہ سمجھینگے اور کیا اس اجماع کو معتبر جانینگے ہرگز نہین علاوہ اسکے
یہ اجماع اون لوگون کا اس قبیل سے ہے کہ جیسے کوئی طالبعلم کہتے تھے کہ آجکل ہم بیاہ کے
بادشاہ زادی سے نکاح کرنے کی فکر مین ہین کسی نے حال پوچھا کہنے لگے کہ آدھا معاملہ تو
ہو گیا ہے اور آدھا باقی ہے کسی نے تفسیر پوچھی فرمایا ہم تو راضی ہین وہ راضی نہین وہی مثل
اس اجماع کی ہے کہ خود مَنْ لَہُ الْاِجْمَاعُ ان سے راضی نہین تھے اور برابر ایسے لوگون کو
ڈرایا تے دہمکاتے رہے پہر انکی اجماع کو کون پوچھتا ہے قطع نظر سب سے یہان بہی وہی جواب
منتشر کیا ہے کہ اس اجماع کو گہر مین بیٹھکر گائے اور بسبب معنی تبادر کسیکا دل نہ دکہائے

ورنہ دفعہ ۲۹۸ موجود ہی - اسیطرح یہ کہنا کہ دونون خلیفہ بلافصل ہون اور مصالحہ ہو یہ بہی
دروغ محض ہے زمان خلفاے ثلاثہ مین کسیطور حضرت علی رض کی خلافت ثابت نہین پہر اگر ہہی
تہا تو حضرات شیعہ خلفا کو غاصب کیون قرار دین بلکہ وہ موہوب لہ تہے علاوہ اسکے جواب مشترکہ
مشترک ہے اسیطور یہ کہنا کہ شاید خلافت تبوکیہ مراد ہو محض لچر ہے اول تو وہ ایسی بڑی فضیلت
نہین جسکو اعلان کیا جاوے پس مقتضاے حال و قرینہ مقام آپ صلعم اس ارادے سے ہے
دوسرے خلیفہ بلا فصل کے معنے عرف مین یہ ہین کہ خلیفہ تو متعدد ہوئے مگر یہ بلا فصل اور
دوسرے بفصل پس سفر تبوک کے وقت کتنے شخص بتعاقب خلیفہ ہوئے تہے کہ جنہین حضرت علی
خلیفہ بلا فصل تہے بلکہ کئی صحابہ مختلف خدمات پر ایک ساتہہ مامور تہے منجملہ اونکے حضرت علی رض
کی خلافت محض امور خانگی مین اہل و عیال کی خبرداری کے واسطے تہے اور محمد بن سلمہ کو مدینہ منورہ
کا صوبہ دار اور صباع بن عرفطہ کو کوتوال مدینہ اور ابن ام مکتوم کو امام نماز مسجد کا کیا تہا پس
یہ معنے محض باطل ہین اور اگر یہی مراد سہی تو وہی مشترک جواب یہان بہی ہے کہ چونکہ معنے متبادر
اسکے رنج رسان ہین اعلان نفرمایئے ورنہ دفعہ مذکور موجود ہے غرض ایسے احتمالات سے
برارة نہین ہوسکتی ورنہ کوئی شخص مجرم نہ ٹہریگا ایسی روباہ بازیان تو ہر شخص کر سکتا ہے
منشاء سیاست مدینہ کا یہ ہی کہ شر عام نہ پہیلے یہی وجہ ہے کہ تبرا باوجودیکہ بزعم شیعہ عبادات
مین سے ہے مگر حکام نے اوسکے اعلان سے منع کیا کہ فتنۂ عام تہا اور اوسکا انسداد ضروری
تہا اور ہر سلطنت مین اسکا لحاظ رہا ہمارے فقہا و قضاة مین سے بعض نے ساب الشیخین
کے کفر و قتل کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ توبہ اوسکی مقبول نہین اور قتل سے نجات
نہ پائیگا حالانکہ کفر سے توبہ کرنا مخلصی بخش قتل ہے - مگر یہ قتل بوجہ انتظام ملکی اور دفع
شر عام کی ہے - جیساکہ ساحر کی توبہ کو غیر مقبول کہا ہے کہ اوس سے احتمال فتنۂ عام کا ہی
فافہم رہا شبہ کہ اگر یہ کلمہ تبرا ہے اور واجب الانسداد تو ہر وقت تبرا ہونا چاہیے پس مناظرہ
کا باب مسدود ہونا چاہیے حالانکہ فریقین مین ہمیشہ سے رد و قدح و مناظرہ چلا آیا ہے

نہ شرعاً مناظرہ ممنوع نہ قانوناً - جواب اوسکا یہ ہی کہ وقت مناظرہ مین مقصود تحقیق اصل امر ہوتا ہے تحقیر مقصود نہین ہوتی اور دوسرا فریق جو مناظرہ پر مستعد بیٹھا ہے وہ اس امر کی دلالۃً اجازت دیتا ہے کہ تم بلافصل کہو ہم اسکا جواب دینگے اور اوسکو وہ جواب سُننا پڑتا ہی اور یہ نہین کہہ سکتا ہے کہ ہم تمسے جواب نہین سنتے ہمتو یہی کہینگے تمہارا اجارہ نہین ہے نہ ہٹ دہرمی اور تعصب سمجھا جائیگا اور پھر تبرا ہو جائیگا - پس بوجوہ مذکورہ وہ تبرا نہین بخلاف اوسوقت کی کہ کسیکے ساتھ مخاطبہ بھی نہین اور اگر کوئی جواب دینے پر مستعد ہو اور الزام دیکر ساکت کرنا چاہے تو اوسکو بھی منظور نہ کیا جاوے صرف اپنی مُرغی کی ایک ٹانگ گائے جائے اور بیجا اوسکا اعلان براہ تحکم کرے بیشک اِن قراین سے وہ اوسوقت تبرا ہو گا کما لا یخفی علے العاقل پس اسکا تبرا ہونا بوجہ احسن ثابت ہوگیا پس اگر بالفرض والتقدیر یہ کلمہ جزو اذان کیا بلکہ جزو ایمان بھی ہوتا تب بھی حکام اسکو بند کرنے کی تجویز فرماتے جیسا کہ نظیر مقدمہ مجوزہ باجلاس مسٹر پیٹ الیف بی پیرسن صاحب جج الہ آباد مشہور ہے وہ فیصلے مین لکھتے ہین کہ اگر شیعہ اپنے اوپر واجب سمجھتے ہین کہ دوسرے کے مذہبی خیالات کو بذریعہ تلفظ یا اشارات کے رنج پونہچانا فرض ہے تو اسکا اجر شاید آخرت مین ملے لیکن اس دنیا مین دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کا نتیجہ خواہ مخواہ اونکو اوٹھانا پڑیگا الخ - چہ جائیکہ جزو اذان بھی نہ ہو بلکہ کہنا ممنوع اونکے مذہب مین بھی ہو پھر اذان مین اعلان کرنے سے بجز ایذاے اہل سنت کیا منظور ہے اسوقت مناسب ہے کہ کتب معتبرۂ شیعہ سے کیفیت اذان کی ثابت کیجائے تاکہ حقیقت حال منکشف ہوجاوے کتاب شرایع الاسلام کتاب الصلوۃ رکن اول مقدمۂ سابعہ مین مرقوم ہے -

وَالْاَذَانُ عَلَی الْاَشْهَرِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ فَصْلًا اَلتَّکْبِيْرُ اَرْبَعًا وَالشَّهَادَةُ بِالتَّوْحِيْدِ ثُمَّ بِالرِّسَالَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ ثُمَّ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ثُمَّ حَیَّ عَلٰی خَيْرِ الْعَمَلِ وَالتَّکْبِيْرُ بَعْدَهٗ ثُمَّ التَّهْلِيْلُ کُلُّ فَصْلٍ مَرَّتَانِ - وَالْاِقَامَةُ فُصُوْلُهَا مَثْنٰی مَثْنٰی وَيُزَادُ فِيْهَا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ مَرَّتَيْنِ وَيَسْقُطُ فِی التَّهْلِيْلِ فِیْ اٰخِرِهَا مَرَّةً وَاحِدَةً اَخِرْ ترجمہ اذان مشہور مذہب کے موافق

اٹھارہ کلمہ ہیں چار بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور توحید کے شہادت یعنے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو بار پھر
رسالت کی شہادت یعنی اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دو بار حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ دو بار
کہے پھر حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ دو بار کہے پھر کہے حَیَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ دو بار پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ دو بار پھر
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو بار (اور اقامت کے کلمے دو دو بار ہیں مگر قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ دو مرتبہ
پڑھا وے اور آخر میں ایک مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کم کروے فقط) اور کتاب روضۃ البہیہ
فی شرح اللمعۃ الدمشقیہ کتاب الصلوۃ فصل ثالث میں ہے وَيُكَبِّرُ اَرْبَعًا فِىْ اَوَّلِ الْاَذَانِ
ثُمَّ التَّشَهُّدَانِ بِالتَّوْحِيْدِ وَالرِّسَالَةِ ثُمَّ الْحَيْعَلَاتُ الثَّلٰثُ ثُمَّ التَّكْبِيْرُ ثُمَّ التَّهْلِيْلُ
مَثْنٰى مَثْنٰى فَهٰذِهٖ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ فَصْلًا وَالْاِقَامَةُ فِىْ جَمِيْعِ فُصُوْلِهَا وَهِىَ فُصُوْلُ الْاَذَانِ
اِلَّا مَا يُخْرِجُهُ وَيَزِيْدُ بَعْدَ حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ مَرَّتَيْنِ وَيُهَلِّلُ
فِىْ اٰخِرِهَا مَرَّةً وَّاحِدَةً فَفُصُوْلُهَا سَبْعَةَ عَشَرَ تَنْقُصُ مِنَ الْاَذَانِ ثَلٰثَةً وَيَزِيْدُ
اِثْنَيْنِ فَهٰذِهٖ جُمْلَةُ الْفُصُوْلِ الْمَنْقُوْلَةِ شَرْعًا وَلَا يَجُوْزُ اعْتِقَادُ شَرْعِيَّةِ غَيْرِ هٰذِهِ
الْفُصُوْلِ فِى الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ كَالتَّشَهُّدِ بِالْوِلَايَةِ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا
وَّاٰلَهٗ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ اَوْ خَيْرُ الْبَشَرِ وَاِنْ كَانَ الْوَاقِعُ كَذٰلِكَ فَمَا كُلُّ وَاقِعٍ حَقًّا يَجُوْزُ
اِدْخَالُهٗ فِى الْعِبَادَاتِ الْمُوَظَّفَةِ شَرْعًا الْمَحْدُوْدَةِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيَكُوْنُ اِدْخَالُ
ذٰلِكَ فِيْهَا بِدْعَةً وَّتَشْرِيْعًا كَمَا لَوْ زَادَ فِى الصَّلٰوةِ رَكْعَةً اَوْ تَشَهُّدًا اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ
مِنَ الْعِبَادَاتِ بِالْجُمْلَةِ فَذٰلِكَ مِنْ اَحْكَامِ الْاِيْمَانِ لَا مِنْ فُصُوْلِ الْاَذَانِ
قَالَ الصَّدُوْقُ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّ اِدْخَالَ ذٰلِكَ مِنْ وَضْعِ الْمُفَوِّضَةِ وَهُمْ
طَائِفَةٌ مِّنَ الْغُلَاةِ وَلَوْ فَعَلَ هٰذِهِ الزِّيَادَةَ اَوْ اَحَدَهَا بِنِيَّةِ اَنَّهَا مِنْهُ اَثِمَ فِىْ
اِعْتِقَادِهٖ بِقَوْلِهٖ وَيَكُوْنُ اِعْتِقَادُهٗ ذٰلِكَ لَا جَرَمَ وَفِى الْمَبْسُوْطِ اَطْلَقَ عَدَمَ
الْاِثْمِ بِهٖ وَمِثْلُهُ الْمُصَنِّفُ فِى الْبَيَانِ اِلٰى اٰخِرِهٖ یعنے اول اذان میں چار مرتبہ کہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ
پھر دونوں تشہد یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

پھر تینوں حیعل یعنے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلْ پھر اللّٰہُ اَکْبَر پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دو مرتبہ پس یہ اٹھارہ کلمے ہین اور تکبیر مین سب کلمہ دو دو بار ہین اور اسکے وہی کلمات ہین جو اذان کے ہین مگر کچھہ کم ہین اور تکبیر مین بعد حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلْ کے دو بار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہے اور آخر مین ایک بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے پس اسکے سترہ کلمے ہوئے اذان سے تین کم ہوگئے اور دو بڑھ گئے پس یہ وہ کلمات ہین جو شرعاً منقول ہین اور جایز نہین مشروع سمجھنا سوا ے ان کلمات کے اذان اور اقامت مین جیسے گواہی دینا حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کی اور گواہی اس امر کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل تمام جہان یا تمام آدمیون سے بہتر ہین گرچہ واقع مین یون ہی ہی مگر یہ ضرور نہین کہ جو سچی بات ہو اکرے اوسکا داخل کرنا جایز ہو اون عبادات مین جو خدا یتعالی کی طرف سے مقرر اور محدود ہوگئے ہون۔ پس ان کلمات کا داخل کرنا اذان مین بدعت اور نئی شریعت پیدا کرنا ہی جیسے کوئی نماز مین ایک رکعت یا ایک تشہد یا ایسی کوئی عبادات بڑھاوے حاصل یہ ہے کہ یہ احکام ایمان سے ہی نہ کلمات اذان سے۔ صدوق مرحوم نے کہا ہی کہ اسکا داخل کرنا اذان مین طریقہ ہے فرقہ مفوضہ کا جو ایک گروہ ہے غلات سے۔ اور اگر کسی نے ان کلمات زائدہ کو یا انہین سے بعض کو اذان مین کہا اس نیت سے کہ یہ اذان مین داخل ہے وہ اپنے اعتقاد مین گنہگار ہوگا) اور اذان باطل نہ ہوگی اور بدون اعتقاد کے گناہ نہ ہوگا اور مبسوط مین مطلقاً کہا ہے کہ گناہ نہ ہوگا او اور مصنف نے بیان مین یہی کہا ہی فقط اور کتاب من لایحضرہ الفقیہ کے باب الاذان والاقامت مین لکھا ہے وَالْمُفَوِّضَۃُ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ قَدْ وَضَعُوْا اَخْبَارًا وَزَادُوْا فِی الْاَذَانِ مُحَمَّدٌ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ وَفِیْ بَعْضِ رِوَایَاتِہِمْ بَعْدَ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْہَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَّلِیُّ اللّٰہِ مَرَّتَیْنِ وَمِنْہُمْ مَنْ رَّوٰی بَدَلَ ذٰلِکَ اَشْہَدُ اَنَّ عَلِیًّا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حَقًّا مَرَّتَیْنِ وَلَا شَکَّ فِیْ اَنَّ عَلِیًّا وَّلِیُّ اللّٰہِ

وَاِنَّہٗ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حَقًّا وَاِنَّ مُحَمَّدًا وَاٰلِہٖ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ وَلٰکِنَّ لَیْسَ ذٰلِکَ فِی اَصْلِ الْاَذَانِ اٰخر یعنے فرقہ مفوضہ نے اللہ اونپر لعنت کرے اپنی طرف سے اخبار گھڑے ہین اور اذان مین مُحَمَّدٌ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ بڑھایا ہے اور اونکی بعضی روایتون مین بعد اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ دوبار ہے اور اونمین سے بعضون نے اسکا بدلہ یہ کہا ہے کہ اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حَقًّا دوبار اور اسمین کچھہ شک نہین کہ حضرت علی اللہ کے ولی ہین اور بے شک امیرالمومنین ہین اور محمد اور اونکی اولاد بہترین مخلوق ہین لیکن یہ اصل اذان مین نہین فقط صاحب مسالک نے لکھا ہی لَفْظُ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ ثَابِتَانِ مُتَلَقَّیَانِ مِنَ الشَّرْعِ کَسَائِرِ الْعِبَادَاتِ فَالزِّیَادَۃُ فِیْھِمَا تَشْرِیْعٌ مُحَرَّمٌ کَمَا یُحَرَّمُ زِیَادَۃُ مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ اول یعنے اذان واقامت دونون شرع سے ثابت اور ماخوذ ہین جیسے اور عبادتین پس اونمین بڑھانا اپنی طرف سے شریعت بنانا ہے یہ حرام ہے جیسا مُحَمَّدٌ وَاٰلِہٖ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ کا زاید کرنا حرام ہے فقط۔ اور صاحب نہایہ نے لکھا ہے فَاَمَّا مَا رُوِیَ فِیْ شَوَاذِّ الْاَخْبَارِ مِنْ قَوْلِ اِنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ وَاٰلَ مُحَمَّدٍ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ فَمِمَّا لَا یُعْمَلُ عَلَیْہِ فِی الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ فَمَنْ عَمِلَ بِہٖ کَانَ مُخْطِیًا انتہی یعنے بعض شاذ الاخبار مین جو یہ کہنا منقول ہے اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ وَاٰلُ مُحَمَّدٍ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ اسپر اذان اور اقامت مین عمل نکرنا چاہیئے اور اگر عمل کریگا گنہگار ہوگا فقط ان پانچ معتبر کتب امامیہ کی عبارات سے علی قدر مشترک یہ بات ثابت ہوگئی کہ اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ وَنَحْوُ ذٰلِکَ اذان مین کہنا حرام اور گناہ اور بدعت اور طریق فرقۂ ملعونہ کا اور نئی شریعت ایجاد کرنا ہے اور مرتکب اسکا خاطی اور مبتدع اور ملعون ہے اگر کسی کا اختلاف بھی ہے تو وہ مرجوع ہے اور مخالفین خطا پر ہین ایسے اختلاف کا اعتبار نہین ۔ پس ثابت ہوگیا کہ خود امامیہ کے نزدیک یہ جزو اذان نہین اور کہنا موجب گناہ ہی ہرگاہ

ایسی کلمات کا کہنا جن کا مضمون صحیح ہے اور کسی کے ایذا اور رنج کا سبب نہین نزدیک
اُنکے حرام ٹھرا چہ جائیکہ یہ کلمہ بلافصل کہ مضمون بھی غلط اور باعث ایذای اہل سنت ہے
اسکا کہنا کیسی جائز ہوگا۔ پس ایک امر موجب گناہ کو اپنی اذان مین داخل کرنا واسطے
ایذای اہل سنت کے مصداق اس مثل ہندی کا ہے کہ پرای بدشگونی کے واسطے اپنی
ناک کاٹنا۔ اگر ایذا دہی مقصود نہین تو کیا ہے چنانچہ خود مجتہد صاحب نے اپنے فتوے
محررہ ۱۷ ماہ رمضان ۱۳۰۹ ہجری مین اسکے کہنے والیکو خاطی و گنہگار فرمایا ہے اگر کوئی
عذر کرے کہ اس کلمہ کو اسلئے کہتے ہین تاکہ اذان اہل سنت سے فرق ہوجاوے اور شیعون
کو معلوم ہوجاوے کہ اب ہمارا امام نماز ادا کیا چاہتا ہے پس اول تو فرق کے دوسرے
وجوہ موجود ہین انکی اذان مین حَیَّ عَلیٰ خَیْرِ الْعَمَلْ ہے سنیون کی اذان مین نہین اور
انکی اذان مین اخیر مین دو بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے سنیونکی اذان مین ایک بار
یہ کیا فرق نہین اور اگر اس فرق پر قناعت نہین تو اس کلمہ کی کیا تخصیص ہے جب شریعت
سے ثابت نہین پھر یہ اور جمیع کلمات برابر ہین بدون بلافصل کے بھی فرق ہوسکتا ہے
بعد فراغ اذان کے ہذا اذان الشیعۃ علی الاعلان کہدینا موجب فرق ہوسکتا ہے اور اگر
شریعت سے بھی ثابت ہوتا تو اس شریعت پر اپنے گھر مین عمل کرنا چاہیے اعلان کر کے اہل سنت
کو کیون دکھ پہونچاتے ہو اور سزاوار دفعہ ۲۹۸ کے ہوتے ہو۔ بالجملہ تحریر بالا سے ثابت
ہوا کہ کلمہ مذکورہ علی کلا المذہبین گناہ اور حرام ہے اور مطابق اصول اہل سنت و ذوق
اللسان عربی بے شک تبرا ہے جو شرعًا و قانونًا واجب الانسداد ہے اور جسقدر عذرات
اسکے متعلق ہین سب لچر و پوچ ہین اگر فرصت زاید ہوتی تو بعد تتبع کتب کچھہ زیادہ لکھتا
مگر انشاء اللہ تعالی یہ قدر ضروری بھی کافی ہوگی اہل ایمان پر واجب ہے کہ اس بدعت
شنیعۃ قبیحہ کے رفع مین جہان تک ممکن ہو سعی فرماوین ورنہ دنیا مین بے عزتی کا دھبہ اور
آخرت مین مشارکت اس فرقہ کا الزام سر پر لینا پڑیگا واللہ الموفق

٦-جمادی الاخری روز پنجشنبہ ۱۳۰۰ھ ہجری ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم و احیینا علی حب نبیک محمد وآلہ وخلفائہ واصحابہ وازواجہ وثبتنا علی الصراط المستقیم واجعل ھذہ السطور تائیداً للدین القویم وتسدیداً للزیغ والعوج الذی یامر بہ الشیطان الرجیم انک انت القدیم الکریم وتب علینا انک انت التواب الرحیم

یعنے یہانتک بدلائل واضحہ اور ساطعہ ثابت کیا اور یہ بھی اہل حق پر ظاہر کر دیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل کہنا اور خلفای ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کو غاصب خلافت کا قرار دینا محض غلط اور باطل و بہتان ہے اب مناسب معلوم ہوا کہ خلافت کی تعریف اور ضرورت اور ثبوت خلافت واسطے خلفای ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کا بیان کیا جاوے اگرچہ جناب حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنی کتاب ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا مین خلفائے ثلثہ کی خلافت کو اس زور شور سے بیان اور ثابت کیا ہے کہ مخالف اوسکے مقابل مین دم نہین مار سکتا ہے اور کسی منصف مزاج کو بجز تسلیم کے چارہ نہین ہے میرے بیان کرنیکی ضرورت نہین ہے مگر مجملا کتاب موصوف سے خلافت کا کچھ بیان حال نقل کر دینا خالی از فائدہ نہین ہے تاکہ خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کی خلافت کا ثبوت مجملاً اہل حق پر ظاہر ہو جاوے لہذا مختصراً بیان خلافت درج ذیل کیا جاتا ہے — بیان معنی خلافت عامہ وخاصہ کے اور اوسکی شرطون کے اور جو کچھ اوسکے متعلق ہے اور ان حضرات رض کے خلافت پر دلائل اور اس اختلاف کا حل کہ خلافت از روی نص کے تھی یا اجتہاد سے

اول بیان خلافت عامہ کا

خلافت عامہ کی تعریف یہ ہے ھی الریاسۃ العامۃ فی التصدی لاقامۃ الدین باحیاء العلوم الدینیۃ واقامۃ ارکان الاسلام والقیام بالجہاد وما یتعلق بہ من ترتیب الجیوش والفرض للمقاتلۃ واعطائہم من الفیء والقیام بالقضاء

وَاِقَامَۃِ الحُدُوۡدِ وَدَفۡعِ الۡمَظَالِمِ وَالۡاَمۡرِ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَالنَّہۡیِ عَنِ الۡمُنۡکَرِ نِیَابَۃً عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ۔ اس تعریف کی تفصیل یہ ہی کہ ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات سے یقینی معلوم ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے خلق اللہ کے مبعوث ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگون کے ساتھ معاملات فرمائے اور تفرقات کیے اور ہر معاملے کے واسطے نائب متعین فرمائے اور ہر معاملہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام عظیم مبذول فرماتے تھے۔ پس جبکہ ہم ان معاملات مین تجسس اور تلاش کرتے ہین اور جزئیات سے کلیات کی طرف اور کلیات سے ایک ایسے کلی کی طرف جو سب کو شامل ہو منتقل ہوتے ہین تو جنس اعلی اونکی اقامت دین پاتے ہین جو جمیع کلیات کو شامل ہے اور اوسکے نیچے دوسرے اجناس ہین کہ ایک انہین سے زندہ کرنا علوم دین کا ہے تعلیم قرآن اور سنت اور تذکیر اور نصایح سے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ ۵ ترجمہ اللہ تعالی ایسا ہی جسنے بھیجا عرب کے ناخواندہ لوگون مین ایک پیغمبر اونہین مین سے جو پڑہتا ہے اونپر اسکی آیتین اور اونکو پاک کرتا ہے اور سکہاتا ہے اونکو کتاب اور حکمت فقط اور مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبرگیری کرتے تھے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتہ تذکیر اور موعظت کے دوسرے جنس اقامت ارکان اسلام ہے اسواسطیکہ مستفیض ہوا کہ امامت جمعون اور عیدون اور جماعت کی خود فرماتے تھے اور ہر محلے مین امام نصب فرماتے تھے اور زکوۃ لیتے تہے اور اوسکا صرف مصارف پر کرتے تھے اور عمال کو اس لینے کے واسطے قائم کرتے تھے اسیطرح رویت ہلال رمضان اور عید کی شہادت سنتے تھے اور بعد ثبوت شہادت کے حکم روزہ اور افطار کا کرتے تھے۔ اور واسطے حج کے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت فرمائے اور سال نہم مین کہ تشریف آوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ مین متحقق نہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو بہیجا تا اقامت حج کی کرین۔ اور قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

واسطے جہاد اور نصب امرای اور بعثت جیوش اور سرایا اور واسطے دینے حکم کے خصومات مین اور نصب قاضیون کی بلاد اسلام مین اور واسطے اقامت حدود اور امر معروف اور نہی منکر کی مستغنی اوس سے ہے کہ تنبیہ کی احتیاج رکھتا ہو۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیق اعلی مین انتقال فرمایا تو واجب ہوا کہ اقامت دین کی اوسی تفصیل سے کہ گذری کیجاوے پس اقامت دین موقوف ہوئی ایسے شخص کی نصب پر جو اس امر مین اہتمام عظیم فرماوے اور اطراف و آفاق مین اپنے نائب بھیجے اور اونکے حالات پر مطلع رہے اور نائبین اوسکے حکم سے تجاوز نکرین اور اوسکے اشارہ کے موافق جاری ہون پس وہ شخص خلیفہ اور نائب مطلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا پس کلمہ ریاست عامہ سے خارج ہوئے علماے اسلام کہ تعلیم علوم دینیہ مین مشغول ہون اور قضاۃ امصار اور امرای جیوش کہ بامر خلیفہ اس تعیین مین اقامت کرین اور عصرا دل مین موعظت اور تذکیر ضمیمہ خلافت تھی قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُصُّ اِلَّا اَمِيْرٌ اَوْ مَاْمُوْرٌ اَوْ مُخْتَالٌ یعنے نہین وعظ کہتا مگر حاکم یا جسکو حاکم نے حکم کیا ہو یا متکبر اور لفظ فی التصدی لاقامۃ الدین سے وہ شخص نکل گیا تا کہ اہل آفاق پر ریاست و غلبہ پیدا کرے اور اہتمام کرے محصول لینے کا بدون وجہ شرعی کے جیسے شاہان جابر و متغلب اور لفظ تصدی سے نکل گیا وہ شخص کہ قابلیت دین کی ہر وجہ کمال رکھتا ہو اور اپنے اہل زمان سے افضل ہو لیکن بالفعل اوسکے ہاتھ سے کوئی چیز ان امور سے ظاہر نہ ہوئی ہو پس خلیفہ مختفی اور غیر متصدی و غیر متسلط نہوگا اور قید نیابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خارج کرتی ہے مفہوم خلیفہ کو انبیاء علیہم السلام سے ہر چند کہ قرآن مجید مین حضرت داؤد علیہ السلام خلیفہ کہے گئے ہین کیونکہ گفتگو خلافت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اور حضرت داؤد خلیفۃ اللہ تھے اسلیے مستثنی ہوگئے یہی وجہ ہے کہ ابو بکر صدیق رض باسم خلیفۃ اللہ کے راضی نہین ہوے فرمایا کہ مجھکو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرو مسئلہ مسلمانون کو یوم القیام تک نصب کرنا خلیفہ مستجمع شروط کا

واجب بالکفایہ ہی کئی وجہ سے اول یہ کہ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نصب اور
تعیین خلیفہ مین پیش از دفن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متوجہ ہوئے پس اگر شرع سے
وجوب نصب خلیفہ ادراک نکرتے تو اس امر عظیم پر مقدم نرکہتے اور یہ وجہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے دلیل شرعی کا اثبات کرتی ہے بروجہ اجمال۔ دوسرے یہ کہ حدیث مین وارد ہوا
مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً جو شخص مرا اور نہین ہے اوسکے
گردن مین بیعت مرا وہ موت جاہلیت کی۔ اور یہ نص شرعی ہے تفصیلاً۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالے
جلشانہ نے جہاد اور قضا اور احیاء علوم دین اور اقامت ارکان اسلام اور دفع کفار کا
احاطۂ اسلام سے فرض کفایہ گردانا ہے اور وہ سب بدون نصب امام کے صورت پذیر نہین
ہوسکتا اور مقدمۂ واجب واجب ہی کبار صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے اس قصے پر تنبیہ
فرمائی۔ (**مسئلہ شروط خلافت مین**) اور اصل اس مسئلے مین یہ ہی کہ جو مضمون
یعنے خلافت مین گذرا شامل ہے احیاء علوم دین اور اقامت ارکان اسلام اور امر معروف
اور نہی منکر اور قیام بامر جہاد اور قضا اور اقامت حدود کو پس جو کچھ کہ شرط ہی ایک ان
امور سے ہوگی شرط خلافت کی بہی اور اوس سے زائد ایک شرط دوسری بمقتضاے
حدیث مشہور کے ہی وہ قریشیت ہی جب اصل اسکی معلوم ہوئی تو تفصیل مین خوض کرنا
چاہیے منجملہ شروط خلافت سے یہ ہی کہ مسلمان ہو اسواسطے کہ مسلمانون کی ریاست کے
واسطے مسلمان ہی لایق ہے کما قال اللہ تعالی وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
سَبِيْلًا ترجمہ اور ہرگز نکریگا اللہ تعالی واسطے کافرون کے مسلمانون پہ کوئی راہ
اور یہ ظاہر ہی کہ یہ معانی غیر مسلمان سے سر انجام نہین پا سکتے اور اگر خلیفہ کافر ہو العیاذ باللہ
واجب ہوا وسپر خروج پس نصب کافر کا اولاً بدرجۂ اولی درست نہ ہوگا وانجملہ یہ ہی
کہ عاقل اور بالغ ہو اسواسطے کہ مجنون اور سفیہ اور صبی محجور رہین اپنے تصرفات جزیہ سے
قال اللہ تعالی وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمْ ترجمہ اور مت دو بیوقوفون کو مال اپنے

جبکہ وہ لوگ اپنے ہی مال پر قدرت نہین رکہتے تو مسلمانون کے اموال اور رقاب پر البتہ تسلط ان لوگون کا صحیح نہوگا اور کارہای مطلوبہ استخلاف اس جماعت سے یقیناً سرانجام نہونگی ازانجملہ یہ ہے کہ مرد ہو یا عورت نہو اسواسطے کہ حدیث بخاری مین آیا ہے مَا اَفْلَحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ اِمْرَأَةً جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا کہ اہل فارس نے دختر کسریٰ کو اپنا بادشاہ بنایا ہے فرمایا فلاح نہین پاسی اوس قوم نے جس نے اپنا والی امر عورت کو کیا کیونکہ عورت ناقص عقل اور دین ہے اور جنگ وپیکار مین بیکار اور قابل حضور محافل اور مجالس نہین ہین پس اون سے کارہای مطلوب نہین نکل سکتے ازانجملہ یہ ہے کہ حُرّ ہو کیونکہ غلام قابل شہادت خصومات کے نہین ہے اور لوگون کی نظر مین حقیر اور بے عزت ہے اور غلام پر واجب ہے کہ اپنے مولی وسید کی خدمت مین مشغول رہے ازانجملہ یہ ہی کہ متکلم اور سمیع اور بصیر ہو اسواسطے کہ لازم ہے خلیفہ پر اسطرح سے حکم کرنا کہ اوسکے مقصد مین اشتباہ واقع نہو اور مدعی اور مدعا علیہ اور مقر اور مقرلہ اور شاہد اور مشہود علیہ کی معرفت حاصل ہو اور اس جماعت کے کلام کو سنے۔ اور اوس پر واجب ہے قضاۃ امصار کی تولیت اور نصب عمال اور عساکر کو حکم کرنا جو کچھ کہ جہاد مین پیش آوے یہ سب باتین بدون سلامت اعضا کے متحقق نہین ہو سکتین اور مقدمہ واجب واجب ہی اور ازانجملہ یہ ہی کہ شجاع ہو اور جنگ اور صلح اور عقد ذمہ اور تعین سپاہیان اور امرا وعمال مین صاحب رای ہو اور راحت اور تن آسانی کو دوست نرکہتا ہو اور نا گروہ کار نہو کہ امور مین خبط کرے اور مہمات کو سرانجام ندے سکے اسواسطے کہ جہاد بجز شجاع اور صاحب رای کافی کے صورت پذیر نہین ہو سکتا اور وہ مطلب اعظم ہے مطالب خلافت سے اور ازانجملہ یہ ہے کہ عدل ہو یعنے کبائر سے مجتنب ہو اور صغایر پر مصر نہو اور صاحب مروت ہو نہ ہرزہ گرد نافرمان کہ کسی کی بات ہے نہ سنے اور رسانی اسواسطے کہ قاضی اور شاہد اور راوی حدیث مین یہ معانی شرط ہین تو ریاست عامہ مین کہ زمام خلق کی اوسکی ہاتہ مین ہے بطریق اولی

ان شرطون کا وجود ہونا چاہیے اللہ جلشانہ فرماتا ہے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ
اور پسندیدہ ہونا مُفَسَّر ہے ساتھ عدالت اور مروت کے ازانجملہ یہ ہے کہ مجتہد ہو اسواسطے کہ
خلافت شامل ہے قضا اور احیاء علوم دینیہ اور امر معروف اور نہی منکر کو اور یہ سب
امور بدون اجتہاد نہین ہوسکتے اور اصل معنے اجتہاد کے یہ ہین کہ کلیات فقہ بادلہ تفصیلہ
کتاب وسنت واجماع وقیاس ور ہر حکم کو اوسکی دلیل سے وابستہ جانتا ہو اور ظن قوی
اوس دلیل کے ساتھ حاصل کیا ہو پس اس زمانے مین مجتہد نہین ہوسکتا مگر وہ شخص کہ
کہ جمع کئے ہون اوسنے پانچ علم۔ علم کتاب اللہ ازروی قراءۃ اور تفسیر کے اور علم سنت معہ
اوسکے اسانید اور شناخت صحیح اور ضعیف وغیرہ کے اور علم اقاویل سلف مسایل مین
تا اجماع سے تجاوز نکرے اور وقت اختلاف قولین کے قول ثالث اختیار نکرے
اور علم عربیت لغت اور نحو وغیرہ سے اور علم طرق استنباط اور وجوہ تطبیق بین المختلفین
اوسکے بعد مسائل جزئیہ مین فکر کرے اور ہر حکم کو اوسکی دلیل سے وابستہ پہچانے
اور لازم نہین ہے کہ مجتہد مستقل ہو مثل ابی حنیفہ وشافعی رحمہما اللہ کے بلکہ مجتہد
منتسب کہ تحقیق سلف کو پہچانکر اور استدلال سلف کو سمجھکر ہر مسئلے مین ظن قوی بہم پہنچاوے
کافی ہے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ اجتہاد تفسیر قرآن بھی بغیر ان علوم پنجگانہ کے میسر نہین
ہے لیکن اوس جگہہ احادیث اسباب نزول اور مناسب اوسکے اور آثار سلف دربابِ
تفسیر اور حفظ وقوت فہم سیاق وسباق اور توجیہ اور مانند اوسکے معتبر ہین اور جمیع فنون
دینیہ کو علم تفسیر پہ قیاس کرنا چاہیے واللہ اعلم۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ بزمان حضرات
صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین یہ شرطین لازمی نہ تھین صرف معرفت قرآن اور
حفظ سنت درکار تھی کیونکہ عربیت تو خود اونکے زبان تھی بغیر سیکھے نحو کے کلام عربی
کو اچھی طرح سے سمجھتے تھے اور اوس زمانے تک احادیث متعارضہ بھی ظاہر نہوئین تھین
اور سلف کا اختلاف بھی ظہور پذیر نہ تھا۔ ازانجملہ یہ ہے کہ قریشی ہو باعتبار نسب

ابا ہی خود۔ کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے انصار کو خلافت سے اس حدیث سے باز رکھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ ائمہ قریش سے ہین اور حضرت ابوہریرہ وجابر رض روایت کرتے ہین اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فِیْ ھٰذَا الشَّاْنِ ترجمہ لوگ فرمانبردار واسطے قریش کے ہین اس شان ہین۔ اور ابن عمر رض روایت کرتے ہین لَا یَزَالُ ھٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ مَا بَقِیَ مِنْھُمْ اثْنَانِ ہمیشہ رہیگا یہ امر قریش ہین جب تک کہ باقی رہیگا وین اونمین سے دو اور سوا ے ان طرق کے دوسرے طرق سے بہی یہ حدیثین ثابت ہین لیکن اسجگہ بنظر اختصار اسی مقدار پر اکتفا کیا گیا اور اشتراط کتابت مین اختلاف کیا ہے ایک جماعت نے اوسکو ثابت کیا ہے باین خیال کہ اکثر کام دین کے موقوف ہین معرفت خط پر علم کتاب اللہ اور سنت اور انشا م احکام اور ناموں سے اور بعضون نے اسکو رد کیا ہے باین دلیل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے اور حق یہ ہی کہ دوسرون کو اس امر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا نچاہیے۔ اسوقت معرفت دین کی موقوف ہے پہچاننے اور جاننے علم خط پر اور بہت سے مصالح دین کے وابستہ ہین لکھنے پر۔ حاصل کلام یہ کہ جب یہ شرائط کسی شخص مین موجود ہون تو وہ مستحق خلافت ہے اور اگر اوسکو خلیفہ کرین اور خلافت کو اوسکے واسطے منعقد کرین تو وہ خلیفہ راشد ہے۔ اور جسمین یہ شروط نہ جمع ہون اگر اوسکو خلیفہ کرین تو ساعیان خلافت اوسکے عاصی ہون گے لیکن اگر وہ کسی طرح مسلط ہو جاوے تو اوسکا وہ حکم جو شرع کے موافق ہونا فذ ہو گا باین ضرورت کہ اوٹھا دینا اوسکا مسند خلافت سے امت مین اختلاف پیدا کریگا اور اس سے ہرج اور مرج ظہور پذیر ہو گا۔

(مسئلہ طرق انعقاد خلافت مین)

انعقاد خلافت چار طریق سے واقع ہوتا ہے۔ طریق اول بیعت اہل حل وعقد کی ہے علما اور قضاۃ اور امرا اور وجوہ ناس سے یعنے جنکا حاضر ہونا ممکن ہو۔ اور

یعنے معززین خلق ۱۲

اور اتفاق اہل حل وعقد جمیع بلاد اسلام کا شرط نہین ہے کیونکہ یہ امر ممتنعات سے ہے اور دو ایک آدمیون کی بیعت کچہہ مفید نہین ہوسکتی اسواسطے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ کے آخر مین فرمایا ہے فَمَنْ بَایَعَ رَجُلًا عَلٰی غَیْرِ مَشُورَۃٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَا یُبَایَعُ هُوَ وَالَّذِی بَایَعَهُ تَغِرَّۃً اَنْ یُّقْتَلَا اور انعقاد خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اسی طریق سے ہے **طریق دوسرا** استخلاف خلیفہ کا ہے مستجمع شروط کو یعنے خلیفۂ عادل بمقتضای نصح مسلمین کے کسی شخص کو مستجمعین شروط خلافت مین سے اختیار کرے اور لوگون کو جمع کرکے اوسکے استخلاف کا اظہار کرے اور اوسکی اطاعت اور فرمانبرداری کی وصیت کری پس اس شخص کو تمام مستجمعین مین خصوصیت ہے قوم کو لازم ہے کہ اوسی شخص کو خلیفہ کرین انعقاد خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا اسی طریق سے تہا **طریق تیسرا** شوری ہے اور وہ یہ ہے کہ خلیفہ شایع کری خلافت کو مستجمعین شروط مین سے اور کہی کہ اس جماعت مین سے جسکو خلافت کے لئے انتخاب کرکے اختیار کرلین گے وہی خلیفہ ہوگا پس بعد موت خلیفہ کے باہم مشورہ کرکے ایک کو اوس جماعت مجوزہ مین سے خلافت کے واسطے تعین کرین۔ اگر خلیفہ واسطے اختیار کے ایک شخص یا جماعت کو معین کرے تو اختیار اوسے شخص یا جماعت کا معتبر ہوگا چنانچہ انعقاد خلافت حضرت ذی النورین عثمان بن عفان جامع القران رضی اللہ تعالی عنہ اسی طریق سے تہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے خلافت کو چہہ شخصون مین شایع فرمایا اور آخر مین عبدالرحمن بن عوف واسطے تعین خلیفہ کے مقرر ہوئے اور عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو خلافت کیواسطے اختیار کیا **طریق چوتہا** استیلا ہے یعنے غالب ہونا جب خلیفہ مری اور کوئی شخص متصدی خلافت ہو بغیر بیعت اور استخلاف کے اور سب کو اپنے حلقۂ اطاعت مین جمع کری بایتلاف قلوب یا قتال سے خلیفہ ہوجاوی تو ایسے صورت مین لوگون کو لازم ہے کہ جو کچہہ موافق شرع کے ہو اوس مین اوسکے فرمان کا اتباع

کرین اور یہ طریق دو طرح پر ہے ایک یہ کہ وہ مستولی مستجمع شروط کا ہے اور منازعین کو بصلح وتدبیر باز رکھے بغیر ارتکاب کسی امر محرم کے یہ قسم جائز ہے اور رخصت چنانچہ انعقاد خلافت امیر معاویہ بن ابی سفیان رح بعد حضرت مرتضی علی علیہ السلام اور بعد صلح حضرت امام حسن علیہ السلام کے اسی نوع سے تہا۔ دوسرے یہ کہ وہ مستجمع شروط کا نہو اور منازعین کو بقتال اور ارتکاب محرمات کے باز رکہتا ہے یہ جائز نہین اور اسکا فاعل عاصی وگنہگار ہے لیکن واجب ہے کہ جو احکام اوسکے موافق شرع کے ہون وہ قبول کئے جاوین اگر اوس کے عمال رقم زکوۃ کی وصول کرینگے تو ارباب اموال کے ذمہ سے زکوۃ ساقط ہو جاویگی اور جو اوسکے قضاۃ حکم جاری کرینگے وہ نافذ ہونگے اور اوسکے ساتھ جہاد کر سکتے ہین مگر اس قسم کا انعقاد بنا بر ضرورت کے ہے اسلئے کہ اوسکے معزول کرنے مین مسلمانون کی جان ضایع ہوگی اور ظہور ہرج مرج شدید کا لازم آتا ہی اور یقینی معلوم نہین کہ ان شدائد کا نتیجہ صلاح ہو یا نہو۔ احتمال ہی کہ دوسرا پہلے سے بہی بدتر غالب ہو پس ایک مصلحت موہوم اور محتمل پر یہ آفتین کہ قباحتین اونکی یقینی ہین کیون اختیار کیجاوین چنانچہ انعقاد خلافت عبد الملک بن امروان اور اول خلفاے بنی عباس اسی نوع سے تہا۔ حاصل کلام یہ کہ اگر کوئی شخص شروط خلافت مین بزمان خود متفرد ہو یا کوئی جماعت شروط خلافت سے متصف ہو اور یہ شخص سب سے افضل ہو تو منعقد نہوگی خلافت اوسکی بغیر ایک کے ان طرق مذکور سے۔ اسواسطیکہ جو صفت وہ رکہتا ہی صرف اوس سے بدون تسلط یا بیعت کے مخالفت منقطع نہوگی اور فتنہ ساکن نہوگا۔ اور اسیواسطے ایک جماعت نے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے بعد انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلدی کی بیعت حضرت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ مین اور اکتفا نہ کیا صرف اونکی افضلیت پر اور اہل علم نے کلام کیا ہے اس امر مین کہ خلافت حضرت علی مرتضی علیہ السلام کی کس طریق سے طرق مذکورہ مین سے واقع ہوئی۔ مقتضای کلام اکثر کا یہ ہی کہ حسب بیعت مہاجرین اور انصار کے جو مدینے مین

حاضر تھے خلیفہ ہوئے اور اسپر اکثر نامے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے جو اہل شام کو لکھے ہین گواہ ہین۔ اور کچھ لوگون نے یہ بہی کہا ہی کہ انعقاد خلافت حضرت مرتضی علیہ السلام مشورے سے ہوا۔ کیونکہ مشورہ اس بات پر قرار پایا تہا کہ خلیفہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہون یا علی علیہ السلام جبکہ عثمان رضہ باقی نہ رہے تو علی ع متعین ہوگئے مگر یہ قول ثانی ضعیف ہے اسلیے کہ استقرار مشورہ کسی شخص پر کسی وقت مین مستلزم صحت اوسکی خلافت کا دوسرے وقت مین نہین ہوسکتا خصوصاً جبکہ استقرار مشورہ احد الشخصین پر لا علی التعین ہو بعد اسکے ایک کو ترجیح دیکر خلیفہ کیا ہو۔ ذیل مین اس مسئلے کے ایک نکتہ قابل سمجھنے کے ہے کہ اس جگہہ ایک سوال پیدا ہوتا ہی وہ یہ کہ تم کہتے ہو کہ خلافت حضرت شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کی بنص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تہی پس انعقاد خلافت حضرت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ بہ بیعت اہل حل وعقد وانعقاد خلافت حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ باستخلاف تمہارے قول پر کیونکر درست آتا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ مقصود ہمارا یہ ہی کہ بنص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لازم ہوا خلیفہ کرنا حضرت صدیق وحضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کا زمان مخصوص مین اور متوجہ ہونا طرف اونکے اور عقد خلافت باندہنا اونکے ساتہہ اور اونکے حکم کے فرمانبرداری کرنا اون امور مین جو خلیفہ کے ساتہ متعلق ہین۔ لیکن وجود خلافت بالفعل یعنے ظہور خلافت کا انہین دو طورسے ہوا یعنے بہ بیعت اہل حل وعقد یا باستخلاف۔ (مثل اسکے کہ نماز فرض ہوئی زید پر کلام ازلی مین اور بنص شارع اور تعلق حکم وجوب بالفعل کا وابستہ ہوا ساتہہ دخول وقت کے) پس باعتبار حکمت اسباب اور علل کے نسبت کیا جاتا ہی انعقاد خلافت کو طرف بیعت اہل حل وعقد یا استخلاف کے (اسیطرح ہم یقینی جانتے ہین کہ شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے نص فرمایا ہے اس امر کا کہ متصل زمان قیامت کے حضرت امام مہدی پیدا ہونگے اور وہ عند اللہ اور عند الرسول امام برحق ہین اور زمین کو عدل وانصاف سے بہر دینگے جیسا کہ اونسے پہلے جور اور ظلم سے پر ہوئی ہوگی پس باین کلمہ افادہ فرمایا ہے

استخلاف امام مہدی عم کا اور واجب ہوا اونکا اتباع اون امور مین جو خلیفہ سے متعلق ہین جب اونکی خلافت کا وقت آوے لیکن یہ معنے بالفعل نہین ہین مگر نزدیک ظہور امام مہدی عم اور بیعت ساتھ اونکے درمیان رکن اور مقام کے) پہر مشورہ کرنا قوم کا واسطے حضرت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے یا اپنا خلیفہ کرنا حضرت صدیق رض کا حضرت عمر فاروق رض کو اور قصد کرنا عبدالرحمن بن عوف کا واسطے حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالی عنہ کو مستلزم اسکا نہین ہی کہ یہان کوئی نص نہو بلکہ ظاہر ہی کہ ان بزرگون نے کوئی نص یا اشارہ شارع سے دست آویز اپنا کیا ہی۔ اور لوگون مین ان بزرگون کی طرف نسبت مشہور ہوگئی جیسا کہ کہتے ہین کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے اسکو واجب کہا ہی یا امام شافعی رحمہ اللہ نے اسکو واجب کہا ہے یا کہین کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اسکو حلال کہا ہے حالانکہ ان بزرگون نے بغیر نص یا اشارہ شارع کے وجوب اور حلت کا حکم معین نہین فرمایا مگر لوگون مین انہین حضرات کی طرف اوسکی نسبت مشہور ہی

بیان مین اوس چیز کے جو خلیفہ پر واجب ہی

(اجرائے مصالح مسلمین سے) اصل اس مسئلہ مین نظر کرنا ہے یعنے خلافت پر اور جاننا مقدمات امامت دین کا کہ بغیر اون مقدمات کے امامت دین کی متصور نہین ہوسکتی اور مکملات خلافت کا کہ بدون اون مکملات کے امامت دین کامل طور پر نہین ہوسکتی واجب ہے خلیفہ پر نگہداشت دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس صفت سے کہ سنت مستفیضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوکر اجماع سلف صالح کا اوسپر منعقد ہوا ہو اور نگہداشت کے یہ معنے ہین کہ اوسکی خلافت پر انکار کرے انکار اسطرح پر ہو کہ مرتدین اور زنادقہ کو قتل کرے اور مبتدعہ کو زجر کرے۔ دوسرے امامت ارکان اسلام کی کرنا جمعہ اور جماعات اور زکوۃ اور حج اور روزے سے اسطرح سے کہ اپنی جگہہ مین بذات خود اقامت کرے اور مواضع بعیدہ مین ائمہ مساجد اور مصدقون کو مقرر کرے اور امیر الحج متعین کرے اور جسقدر میسر ہو احیاء علوم دین کی بذات خود کرے اور ہر شہر و دیار مین مدرسون کو مقرر کرے جیسا کہ حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود کو مع ایک جماعت کے کوفہ مین مقرر کیا اور معقل بن یسار
اور عبداللہ بن معقل کو بصرہ مین بہیجا اور خلیفہ پر واجب ہے کہ اہل خصومت کے معاملات کو
فیصل کرے یعنے اونکے دعوون مین حکم کرے اور قضاۃ مقرر کرے اور بلاد اسلام کو کفار کے
شر سے محفوظ رکھے اور نیز رعایا کو ڈاکوؤن اور زبردستون سے بچاوے اور سرحدہاے
دارالسلام کو افواج اور آلات جنگ سے پُر اور درست رکھے اور جہاد کرے اعداء اللہ کے
ساتہ ابتداءً اور دفعاً اور لشکرون کی ترتیب کرے اور تعین روزینے کا کرے واسطے
جنگ کنندگان کے اور اخذ جزیہ اور خراج اور اوسکی تقسیم غزوہ کنندگان پر عمل مین
لاوے اور عطاہاے قضاۃ و مفتیان و مدرسان و واعظان و ایمۂ مساجد کی تعین باختیار
خود کرے بغیر کمی و بیشی کے اور ابنا ر عدول اور نیک خواہون کو کامون مین نائب مقرر
کرے اور متلاشی امور اور متجسس حالات رعایا اور افواج اور امراے امصار اور لشکریان
غزاۃ اور قضاۃ وغیرہم کا رہے تاکہ کوئی خیانت اور ظلم ہونے پاوے اور مسلمانون کے
کامون کو کفار کے سپرد کرنا بالکل درست نہین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسکی
مخالفت سخت فرمائی ہے یہ مختصر بیان ہے جو کچھہ کہ واجب ہے خلیفہ پر

بیان مین اسکے کہ جو واجب ہے رعایا پر اطاعت خلیفہ سے

مسئلہ جو کچہہ کہ خلیفہ مصالح اسلام سے حکم فرماوے اور وہ حکم خلاف شرع کے نہو عام
اس سے کہ خلیفہ عادل ہو یا جابر اوسمین اطاعت واجب ہی اگر قوم فروع مذاہب مین
مختلف ہون اور خلیفہ حکم فرماوے امر مجتہد فیہ کا بغیر مخالفت کتاب اللہ اور سنت مشہورہ
اور اجماع سلف اور قیاس جلی کے جو کہ اصل واضح الثبوت پر مبنی ہو تو مسلمانون کو لازم
ہے خلیفہ کی بات سُننا اور ماننا اور موافق اوسکے حکم کے چلنا اگرچہ وہ حکم موافق مذہب
محکوم علیہ کے نہو۔ اور ایسے بادشاہ پر جسکو مسلمانون نے باتفاق رائے خود اپنا سلطان

تسلیم کیا ہوا اوسپر خروج حرام ہے اگرچہ وہ سلطان مستجمع شروط نہو مگر ہان جسوقت
اوس سلطان سے کفر علانیہ سرزد اور ظہور پذیر ہو تو اسی حالت
مین اوس پر خروج جائز ہے اور خلیفہ پر تین طرح سے خروج ہو سکتا ہے ایک یہ کہ خلیفہ
کافر ہوجاوی اور ضروریات دین سے منکر وَالعِیَاذُ بِاللّٰہِ اس صورت مین خلیفہ پر خروج
کرنا اور اوس سے قتال کرنا واجب ہے اور یہ قتال اعظم انواع جہاد سے ہی تاکہ اسلام ضعیف نہو
اور کفر غالب نہوجاوی دوسرے یہ کہ خروج کری واسطے لوٹنے اور غارت کرنے
اموال اور قتل نفوس اور تحلیل خروج کے بغیر تاویل شرعی کے تلوار کو حکم کری تو قانون
شرع کو اس جماعت کا حکم قطاع الطریق کا ہے ان لوگون کا دفع کرنا اور انکی جماعت کو
متفرق کرنا واجب ہے تیسرا یہ کہ خروج کرے بہ نیت اقامت دین کے اور ثابت کرے
خلیفہ اور اوسکے احکام مین کسی شبہ کو پس اگر وہ تاویل قطعاً باطل ہے تو اوسکا کچھہ
اعتبار نہین مثل تاویل اہل ردت اور مانعین زکوۃ کے بزمان خلافت حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ تعالی عنہ مین اور معنے قطعیت بطلان تاویل کے یہ ہین کہ مخالف ہو نص
کتاب یا سنت مشہورہ یا اجماع یا قیاس جلی کے اور اگر وہ تاویل مجتہد فیہ ہے نہ قطعی
البطلان تو وہ قوم باغیون کی کہلاویگی اور زمان اول مین حکم اس قوم کا حکم مجتہد خاطی
کا تہا اِنْ اَخْطَاءَ فَلَہٗ اَجْرٌ یعنے اگر خطا کرے تو اوسکے واسطے ایک اجر ہے جب حدیث منع
بغی کہ صحیح مسلم وغیرہ مین مستفیض ہے ظاہر ہوی اور اجماع امت منعقد ہوا تو اب
حکم عصیان باغی کا کیا جاویگا۔ اگر خلیفہ سے جور صریح صادر ہو یا شرع کے خلاف حکم
کری اور اوس مسئلہ مین کوی دلیل منجانب شرع ہمارے پاس موجود ہو (اور معنے
برہان یعنے دلیل کے وہی ہین جو ہم تقریر کرچکے تو جایز ہے قیام واسطے دفع ظلم
مظلمہ کے اپنے سے اور ترک فرمان برداری اوسکی اور جو جماعت کہ رفیق سلطان
کی ہو واسطے اوسکے ایذا دہی کے وہ جماعت عاصی ہوگی اور اگر اوس مسئلہ مین

کوئی برہان منجانب شرع کے نہو تو صبر کرے اور جو آفتین اوسپر گذرین اونکو آفات آسمانی سمجھے اور جنگ سے باز رہے اور اعظم انواع جہاد سے ہی امر کرنا خلیفہ کو ساتھ معروف کے اور نہی کرنا اوسکو منکر سے بغیر خروج بالسیف کے اور چاہیئے کہ یہ حکم بلطف ہو نہ بسختی تنہائی اور خلوت مین ہو نہ جلوت مین تا فتنہ نہ برپا ہو جاوے جب معنی خلافت اور شروط خلیفہ اور متعلقات خلافت معلوم ہو گئے تو اب اصل مقصد کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

اثبات خلافت عامہ کا واسطے خلفاے اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے

حضرات خلفا کی ثبوت خلافت بدیہی ہین اسلیے کہ جب مفہوم خلیفہ اور اوسکی شروط کو ذہن مین تصور کرتے ہین۔ اور حالات خلفای اربعہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو جو کچھ کہ مستفیض ہوا یاد کرتے ہین تو بالبداہت ثبوت شروط خلافت اور ظہور مقاصد خلافت علی وجہ الکمال ان بزرگون مین پایا جاتا ہے اگر خفا ہے تو اسوجہ سے ہے کہ خلافت کے مفہوم مین وہ امورات داخل کرتے ہین جو واقع مین داخل نہین جیساکہ شیعہ عصمت اور وحی باطنی کو امام مین شرط کرتے ہین و الا وجود اسلام اور عقل اور بلوغ اور حریت اور ذکورۃ اور سلامت اعضا اور قرشیت ان بزرگان دین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین مین کسی عاقل کے نزدیک محل بحث نہین ہو سکتا اور کوئی عاقل انکار نہین کر سکتا کہ مقاتلہ اہل ردت اور فتح بلاد عجم اور بلاد روم اور مدافعت جیوش کسری اور قیصر بتدبیر اور حکم انہین حضرات مقدسین رضی اللہ تعالی عنہم کے تہا و فی ہذا کفایۃ لمن اکتفی۔ اسکے تو خود ہی شیعہ قائل ہین کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما نے خلافت کو حضرت علی مرتضی علیہ السلام سے بغصب چھین لیا تہا اور ظاہر ہے کہ یہ امر متصور نہین ہو سکتا مگر بکمال جرأت اور تدبیر اور ائتلاف مردان دانشمند کے پس اس سے تو بخوبی ثابت اور ظاہر ہو گیا کہ اہل تشیع بھی ان حضرات رضی اللہ عنہما کی شجاعت اور بزرگی اور کفایت کے قائل ہوئے

اب باقی رہی شرط اجتہاد اور عدالت کے اسکی نسبت اقوال خلفاء رضی اللہ عنہم مین تامل
نظر کرنا چاہیے اور اِن حضرات رض کے قضایا اور مناظرات مین خوض کرنا چاہیے تا ان
حضرات مقدسین کا اجتہاد اظہر من الشمس ہو جاوے اور آج تک کسی ایک شخص نے
بھی مخالفین مین سے اوسپر دامن پاک اِن حضرات رض کے فسق ظاہر نہین باندہا اور
جو کچھہ ژاژخائی کی گئی ہے مرجع اوسکا امر مختلف فیہ ہے کہ جمہور اسلام اوسکو نہین جانتا او
مانتا مگر یہی فرقہ عاملھم اللہ بعدلہٖ پس اثبات خلافت واسطے اِن حضرات خلفاء
رضی اللہ عنہم اجمعین کے معنی مذکور مین مستغنی ہے بربان سے اور جو کچھ کہ اس باب مین
مطلوب ہو وہ خالص کرنا ہو اوسکے معنے کا زوائد اور معنی دیگر سے اور تحریر شروط خلافت
اور بیان مقاصد نصب خلیفہ کا ہو یہ سوائے اسکے اور یہ انشاء اللہ اسجگہہ بیان کیا جاویگا

بیان لوازم خلافت خاصہ

صحیح حدیث مین وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ کچھہ دن نبوت
اور رحمت ہو گی بعد اوسکے خلافت اور رحمت اوسکے بعد ملک عضوض اوسکے بعد جبریت
اور عتو- اور بعض روایت مین خلافت اوپر منہاج نبوت کے واقع ہوئی ہے
اور نیز ثبوت کو پہونچا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْخِلَافَةُ بَعْدِي
ثَلٰثُوْنَ سَنَةً یعنے خلافت بعد میرے تیس ۳۰ برس ہے - اور خدائے پاک عزوجل نے کتنی ہی
آیات مین قرآن عظیم کے اوصاف اور علامات اوس خلافت کے کہ کمال رضا اور محبوبیت
مین ہی تلویح اور تصریح فرمائی ہے ازانجملہ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ترجمہ وہ لوگ کہ اگر
ہم اونکو قدرت دین ملک مین تو اچھی طرح نماز پڑہین اور زکوۃ دین اور بھلے باتونکا حکم
کرین اور بری باتون سے منع کرین (اور آیت) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ ترجمہ تم مین سے جو ایمان لائے اور نیک کام کیے

اون سے اللہ نے وعدہ کیا کہ بلاشبہ اونہین ملک مین حاکم بنائیگا (و آیت) مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ ترجمہ محمد اللہ کے رسول ہین اور اونکے ساتھ والے کافرون پر سخت ہین (اور آیت) يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ ترجمہ اے ایمان والو جو کوئی تم مین سے اپنے دین سے پہریگا تو اللہ آگے لاویگا ایک قوم کہ اونہین چاہتا ہو اور وہ اللہ کو چاہتے ہونگے (اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْاٰيَاتِ) اسکے علاوہ بہت سے آیات ہین مگر بنظر اختصار کے اسی مقدار پر کفایت کی گئی ۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نے بوقت مشاورت کے تعین خلیفہ مین ساتھ بعض اوصاف کی گویائی کی ہی جیساکہ کہا ہی اَحَقُّ بِهٰذَا الْاَمْرِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ ترجمہ زیادہ حقدار اس کام کو وہ لوگ ہین کہ وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالانکہ آپ اون سب سے راضی رہے اِسْتَقْرَأَ اَيْ اَدِلَّہ سے چند وصف زیادہ اہن اوصاف سے کہ خلافت عامہ مین بیان ہوئے حاصل ہوتے ہین اون مین سے چند اس جگہ بیان کئے جاتے ہین اور ثبوت اونکا خلفائی اربعہ رضوان اللہ تعالی عنہم اجمعین ہین بیان کیا جاتا ہے اور چونکہ خلفا مین باوجود قریشی ہونیکے لوازم خلافت خاصہ مجتمع تھے اس لئے تابعین ... سے قتادہ نے جو اہل بصرہ کے شیخ تھے خلفا کو حواری قرار دیا اور حواری کی تفسیر یہ کی کہ جو خلافت کے لایق ہون قَالَ مَعْمَرٌ قَالَ قَتَادَةُ الْحَوَارِيُّوْنَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَحَمْزَةُ وَجَعْفَرُ وَاَبُوْعُبَيْدَةَ وَعُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ معمر نے قتادہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کل قریشی تہی اور وہ حواری ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور حمزہ اور جعفر اور ابوعبیدہ اور عثمان بن مظعون اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد ابن ابی وقاص اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالی عنہم ہین اور وَفَسَّرَ قَتَادَةُ فِيْمَا رَوٰى عَنْهُ رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ الْحَوَارِيُّوْنَ الَّذِيْنَ تَصْلُحُ لَهُمُ الْخِلَافَةُ كَذَا فِي اِسْتِيْعَابِ ابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ

روح ابن قاسم نے قتادہ سے حواری کی تفسیر اسطرح نقل کی ہے کہ حواری وہ لوگ ہین خلافت
کی صلاحیت رکھتے ہون اسیطرح ہے کتاب استیعاب ابن عبد البر مین - اور اصل اعتبار
مین ان اوصاف کے تین نکتے ہین پہلا نکتہ یہ ہے کہ نفوس قدسیہ انبیاء علیہم السلام کے
درجہ غایت صفا اور علو فطرت مین پیدا کئی گئی ہین اور حکمت الہی مین اوسی صفا اور علو
فطرت کے سبب سے مستوجب وحی کے ہوسے ہین اور ریاست عالم کی اون حضرات علیہم السلام
کو سپرد کی گئی ہے قال اللہ تعالی اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ اور امت مین
سے ایک ایسی جماعت مین کہ اونکا جوہر نفس قریب بجوہر نفوس انبیاء علیہم السلام کے مخلوق
ہوا ہے اور یہی جماعت اصل فطرت مین انبیا کے خلفا ہین مثلاً آئینہ آہنی افتاب سے
وہ اثر قبول کرتا ہے جو خاک اور چوب اور سنگ کو میسر نہین ہے اسی طرح سے یہ فریق کہ
خلاصہ امت کے ہین نفس قدسیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتہہ ایسے وجہ کے متاثر ہوتے ہین
کہ دوسرون کو میسر نہین آتا جو کچہہ کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے وہ شہادت
دل سے لیا ہے گویا ان حضرات رض کے دلون نے اون چیزون کو اجمالاً معلوم کیا تہا اور
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام نے اوس معانی اجمالی کی شرح اور تفصیل فرمائے بعد
اس جماعت کے دوسری جماعت ہین پایہ بپایہ فروتر یہانتک کہ نوبت عوام مسلمین کی
پہونچی - پس خلافت خاصہ وہ ہے کہ یہ شخص جیسا کہ ظاہر حال مین رئیس مسلمانون کا ہو بحسب
وضع طبعی کے کہ مراتب استعدادات افراد بنی آدم کے ہین صفا اور علوی فطرت مین الامثل
فالامثل کے بہی رئیس امت کا ہونا ریاست ظاہری ہمدوش ریاست باطنی کے ہو
اور یہ جماعت کہ بوضع طبعی خلفای انبیا علیہم السلام کے ہین شریعت مین انکا نام صدیقین
اور شہدا اور صالحین ہے - اور یہ مضمون مفاد ہوتا ہے ان دو آیات کریمہ سے قال اللہ تعالی
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یعنے دکہا ہمکو راہ سیدہی وہ راہ
کہ انعام کیا تو نے اون پر - و قال تبارک و تعالی اُولٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ

علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا
پس ان دونو آیتون مین افادہ فرمایا کہ مطلوب اور مسئول مسلمانون کا اپنے نماز و دعا مین
اور مقصود ان لوگون کے ہمتون کا سلوک مراتب قرب مین جماعت منعم علیہم کے موافقت ہے
اور مراد منعم علیہم سے یہ چار فرق ہین نبیین صدیقین شہداء صالحین اور
دوسری جگہہ اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے چنانچہ فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا من
یرتد منکم عن دینہ الی ان قال انما ولیکم اللہ یعنے عام مسلمانون کے ولی
انہین کے وہ بزرگ ہین کہ باوصاف امامت صلواۃ اور محبت اور محبوبیت وغیرہ سے متصف
ہین ۔ اور اس معنے کو عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا ہے اخرج ابو عمر فی خطبۃ الاستیعاب
عن ابن مسعود قال ان اللہ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد صلی اللہ علیہ
وسلم خیر قلوب العباد فاصطفاہ وبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد بعد
قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلہم
وزراء نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم یقاتلون عن دینہ ۔ اور بیہقی نے بہی مثل اسکے
ذکر کیا ہے مگر یہ کہ کہا بیہقی نے فجعلہم انصار دینہ ووزراء نبیہ فمارآہ المومنون
حسنا فہو عند اللہ حسن وما رآوہ قبیحا فہو عند اللہ قبیح ۔ ترجمہ تحقیق اللہ نے
نظر کے قلوب بندگان مین پس پایا قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین قلوب بندگان کا
پس برگزیدہ کیا آپ کو اور مبعوث کیا ساتہ اپنی رسالت کے پہر نظر کی قلوب عباد
مین بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پایا قلوب اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین قلوب
عباد سے پس گردانا اللہ نے اصحاب کو وزرا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ لڑتے تھے دین کے
لیئے اور بیہقی نے بہی مثل اوسکے ذکر کیا ہے مگر اتنا زیادہ کیا ہے کہ گردانا اللہ نے اصحاب کو
انصار اپنی دینکا اور وزرا اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پس جو چیز مسلمانون کے نزدیک
اچہی ہے وہ اللہ کے نزدیک بہی اچہی ہے اور جو چیز اون کے نزدیک بری ہے وہ اللہ کے

نزدیک بہی بری ہے - اور جیساکہ اولویت اس فریق کے خلافت مین متحقق ہے اوسیطرح اجتہاد اس فریق کا اولی اور راجح ہے دوسرون کے اجتہاد سے - اور ہر وصف اوصاف مذکورہ سے علامات اور خواص رکہتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان مناقب صحابہ رضی اللہ عنہم مین کبہی نص فرمایا ہے باثبات اوصاف اِن حضرات رضی اللہ عنہم کے جو اُنمین موجود تھے اور کبہی اثبات علامات اور خواص مین اشارہ فرمایا اسلیے کہ اشارہ ابلغ ہو صراحت سے - اور **نکتہ دوم** یہ کہ خلیفہ حقیقی پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل نَے کے ہین کہ نے نواز اوسکو اپنے آواز بلند کرنیکو اپنے مونہہ پر رکہتا ہے اور پیدا کرنا نغمہ کا اور تعین کیفیت کی راجع ہے نے نواز کی طرف اسیطرح سے جو کچہ تقاسیم رحمت الٓہی سے نصیب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے قبل ملنے رفیق اعلی کے ہمیشہ کسی نہ کسی وجہ سے بطور سببیت اور نیابت کے اون امور کے خلفاء کے ہاتہ سے مکمل فرمایا ہے مگر درحقیقت وہ سب راجع ہین طرف پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اور یہ حضرات مثل جوارح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین لاغیر پس خلافت خاصہ وہ ہی کہ خلیفہ کے ہاتہ سے وہ امور سرانجام پاوین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ تہا اور قرآن مجید و حدیث قدسی مین آپکی طرف منسوب ہین - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی نیابت کو صراحۃً اور اشارۃً بہت مرتبہ فرمایا ہو - تاکہ وہ سب کام حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے نامۂ اعمال مین لکہے جاوین اور اِن حضرات صحابہ رض سے شرف وساطت حاصل کیا ہو چنانچہ آیت ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ الی اخر الایہ اور حدیث قدسی بہی اوسکی شاہد ہے إِنَّ اللهَ نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِأَبْتَلِيَكَ وَأَبْتَلِيَ بِكَ رواہ مسلم اور یہ قصہ اوس کے مانند ہے کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ السلام اپنی نہایت علو ہمتی سے مسجد اقصی کے بنانے کی طرف متوجہ ہوئے مگر وہ کام اونکے ہاتہہ سے سرانجام نہوا حق تعالی سے اِس کام کے سرانجام کے لیے ایک فرزند طلب کیا تاکہ اوسکے

ہاتھ سے یہ کام سرانجام پائے اور اس فرزند کے علاقہ سے یہ حسنات حضرت داؤد علیہ السلام کے جریدہ اعمال مین ثبت ہو کہ حضرت داؤد علیہ السلام بانی مسجد اقصیٰ کے ہین **نکتہ سوم** یہ کہ خلافت امر عظیم ہے اور نفوس بنی آدم پیدا کیئے گئے ہین اتباع ہوا و ہوس پر اور شیطان مجرا خون بنی آدم مین جاری ہی جب خلافت کسی شخص کے واسطے مستقر ہو تو احتمال ہوتا ہے کہ وہ شخص ظلم اختیار کرے اور مقاصد خلافت مین تہاون صریح عمل مین لاوے اور اوسکا خلیفہ بنانا زیادہ مضر ہو اوسکے خلیفہ نہ بنانے سے اور یہ احتمال کثیر الوقوع ہے یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ سب بادشا الاماشاء اللہ اس بلا مین گرفتار ہوئے ہین اور ہوتے ہین تا وقتیکہ یہ احتمال دور نہ کیا جاوے (خواہ وعدہ الٰہی کے وجہ سے یا اوصاف کے سبب سے جسکے حصول کے وقت ظلم اور تہاون ممتنع عادی ہو اور ظن قوی اوسکے انصاف اور امور مذہبی کے قایم کرنے کا ہو اوسوقت تک اوسکا خلیفہ بنانا خیر محض نہوگا اور لوگون کو اوسکے خلافت سے اطمینان نہوگا اور جو شخص خلفت کا رہنما اور اونکے علم ظاہر اور باطن کا مربی ہو احتمال رکہتا ہے کہ خود اپنے علم اور حال مین غلط کرتا ہو اور دوسرے لوگون نے بعض قرائن سے متمسک ہو کر اوسی غلط کو رواج دیا ہو اور کیا خوب حضرت مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی ؎ ای بسا ابلیس آدم روے ہست + پس بہر دستی نباید داد دست + لہذا جب تک کہ شخص کے علم و حال پر مشہور حدیث نبی برحق اور اوسکی اشارات کی وجہ سے اعتماد حاصل نہو تو اوسوقت تک کام ناتمام ہوگا پس خلافت کاملہ وہی ہے کہ ہم اوسکے صاحب پر بنص اور اشارات شارع کے وثوق رکہتے ہون اور خلافت عامہ وہ ہی کہ مجرد عدالت خلیفہ اور اوسکے علم پر اکتفا کرین ۔ جبکہ یہ نکات ثلثہ ظاہر و مبین ہوگئے تو اب ہمکو تفصیل مین فکر کرنا ضرور ہے پس معلوم ہوا کہ از جملہ لوازم خلافت خاصہ یہ ہی کہ خلیفہ مہاجرین اولین سے ہو اور حاضران حدیبیہ اور حاضران نزول سورۂ نور اور حاضران دیگر مشاہد عظیمہ مثل بدر و تبوک سے ہو کہ شرع مین رفعت شان اون مشاہد کے اور وعدہ جنت کا واسطے حاضران اون مشاہد کے مستفیض ہوا ہے اور یہ امر کہ

خلیفہ مہاجرین اولین سے ہو باین جہت مطلوب ہی کہ اللہ جلشانہ نے مہاجرین اولین کے
شان مین فرمایا ہے اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ترجمہ اجازت دیگئی اون کو
لڑنے کے اسوجہ سے کہ اونپر ظلم کیا گیا بعد اوسکے اللہ پاک فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ
دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ وہ لوگ نکالی گئی اپنے گھرون سے ناحق بعد اوسکے پھر فرمایا اَلَّذِيْنَ
اِنْ مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ
حاصل معنے ان آیات کے یہ ہین کہ اللہ تعالی درباب مہاجرین اولین کے کہ اذن قتال کے واسطے
ان لوگون کے دیا گیا تعلیق فرماتا ہے کہ اگر ہم انکو زمین پر قدرت دینگے یعنے رئیس بنائینگے تو یہ لوگ
نماز قائم کرینگے اور زکوۃ دینگے اور امر بالمعروف اور نہی منکر عمل مین لائین گے اور
نہی منکر شامل ہے اقامت جہاد کو اسواسطے کہ اشد منکرات کا کفر ہے اور اشد نہی کا قتال
اور نہی منکر شامل ہے اقامت حدود کو اور رفع مظالم کو اور امر معروف شامل ہے احیاء علوم دینیہ
کو پس بمقتضاے اس تعلیق کے لازم ہوا کہ جو شخص مہاجرین اولین سے ملک کا حاکم ہوا وسکے
ہاتھ سے مقاصد خلافت کے سرانجام پاوین اور ظاہر ہے کہ وعدہ آلہی مین خلف نہین ہے پس
خلیفہ اگر مہاجرین اولین سے ہوگا تو امن حاصل ہو ویگا اوسپر اور اطمینان قلب متحقق ہوگا اوسکے
خلافت سے اور یہ خصلت نمونہ اوس عصمت کا ہی کہ واسطے انبیاء علیہم السلام کے ثابت ہے
اور نیز اللہ تعالی فرماتا ہی فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ
وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور پھر ارشاد فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ
اور پھر کسی جگہہ یہ فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ
اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ اور خلیفہ کا اہل
حدیبیہ سے ہونا اس جہت سے مطلوب ہی کہ خدا تعالی اونکے حق مین ارشاد فرماتا ہے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ ترجمہ محمد اللہ کے رسول ہین اور
اونکے ساتھ والے کافرون پر سخت ہین اور پہر اونکے اثر پر فرماتا ہے ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىةِ
وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔہٗ فَاٰزَرَہٗ حاصل معنے ان آیات کے یہ ہین کہ
جو گروہ ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعہ مبارکہ مین حاضر تہا اونکے ہاتہ سے
اظہار دین اور اعلاء کلمۃ اللہ ہوگا پس جب یہ وصف خلیفہ مین ثابت ہوا تو اعتماد متحقق ہوا
کہ مقاصد خلافت اوس سے سرانجام ہونگے اور قرآن عظیم مین خدا تعالی کی رضامندی اس
فریق کی ثابت ہے چنانچہ اللہ تعالی جلشانہ نے فرمایا لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ
یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ اور حدیث مین آیا ہی جابر رض سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے لَنْ یَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ شَھِدَ بَدْرًا وَالْحُدَیْبِیَةَ وَعَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ مَنْ بَایَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔ ترجمہ یعنے جو شخص کہ
بدر اور حدیبیہ مین حاضر تہا دوزخ مین نجائیگا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نہ داخل ہوگا دوزخ مین کوئی جسنے بیعت کی نیچے درخت کے اور خلیفہ کا حاضران نزول
سورہ نور سے ہونا اس وجہ سے مطلوب ہے کہ اللہ تعالی جلشانہ اون کے حق مین فرماتا ہے
وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ
الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ پس لفظ مِنْکُمْ
راجع ہے طرف حاضرین کے نہ طرف تمام مسلمین کے کیونکہ اگر جمیع مسلمین مراد ہوتے تو باوجود
کلمہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے لفظ مِنْکُمْ کے ذکر کرنے سے تکرار لازم آتی پس
حاصل معنے یہ ہین کہ وعدہ واسطے اوس جماعت کے ہی کہ شاہدان نزول آیت سے تھی کہ استحکام
دین کا اونکی کوشش اور سعی سے ظہور پذیر ہوگا۔ اور خلیفہ کا حاضران مشاہد خیر سے ہونا
اس وجہ سے ہی کہ اہل بدر افضل صحابہ کے ہین اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ
رَافِعٍ الزُّرَقِیِّ عَنْ اَبِیْہِ وَکَانَ اَبُوْہُ مِنْ اَھْلِ بَدْرٍ قَالَ جَآءَ جِبْرَئِیْلُ اِلَی النَّبِیِّ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَعُدُّونَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ فَقَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ
اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلٰئِكَةِ ترجمہ بخاری نے روایت کی
معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی سے اونہون نے اپنے باپ سے اور تھے باپ اونکے اہل بدر سے
کہا آئے جبرئیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس کہا کیا شمار کرتے ہین آپ اہل بدر کو اپنے
لوگون مین فرمایا افضل مسلمین سے یہی الفاظ فرمائے یا سوائے اسکے اور الفاظ) حضرت جبرئیل
نے کہا اسیطرح فرشتون مین وہ فرشتہ افضل شمار کیا جاتا ہے جو بدر مین حاضر تھا اور شان مین انہین
اہل بدر کے صحیح ہوا ہی لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ اَوْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ ترجمہ
اللہ خبردار ہوگیا اہل بدر سے اور فرمایا کرو تم جو چاہو ہیشک مینے بخشدیا تمکو اور بنسبت حاضران تبوک کے نازل ہوا
لَقَدْ تَابَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ
اور مبتنی اسی اصل پر ہے وہ کلام کہ ابن عمر رض نے مہیا کیا تھا کہ معاویہ بن ابی سفیان
سے کہین اَحَقُّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَقَاتَلَ اَبَاكَ عَلَى الْاِسْلَامِ اَخْرَجَهُ
الْبُخَارِيُّ ترجمہ حق ساتھ اس امر کے تم سے وہ شخص ہے جو تم سے لڑا اور تمہارے باپ سے اسلام پر
اور کلام عبد الرحمن بن غنیم اشعری فقیہ شام کا ہے جب ابوہریرہ رض اور ابو درداء رض
حضرت علی مرتضیٰ رض کے پاس سے پھرے اور یہ لوگ قاصد تھے درمیان معاویہ اور حضرت
مرتضیٰ کے اور معاویہ رض طلب کرتے تھے کہ خلافت چھوڑ دو اور مسلمانون مین شورہ کرو
فَكَانَ مِمَّا قَالَ لَهُمَا عَجَبًا مِنْكُمَا كَيْفَ جَازَ عَلَيْكُمَا مَا جِئْتُمَا بِهِ تَدْعُوَانِ عَلِيًّا اَنْ يَجْعَلَهَا
شُوْرٰى وَقَدْ عَلِمْتُمَا اَنَّهُ قَدْ بَايَعَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْاَنْصَارُ وَاَهْلُ الْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ
وَاَنَّ مَنْ رَضِيَهُ خَيْرٌ مِمَّنْ كَرِهَهُ وَمَنْ بَايَعَهُ خَيْرٌ مِمَّنْ لَمْ يُبَايِعْهُ وَاَيُّ مَدْخَلٍ
لِمُعَاوِيَةَ فِي الشُّوْرٰى وَهُوَ مِنَ الطُّلَقَاءِ الَّذِينَ لَا يَجُوزُ لَهُمُ الْخِلَافَةُ وَهُوَ وَاَبُوهُ
رُؤُوسُ الْاَحْزَابِ فَنَدِمَا عَلٰى مَسِيرِهِمَا وَتَابَا بَيْنَ يَدَيْهِ اَخْرَجَهُ اَبُو عُمَرَ فِي الْاِسْتِيعَابِ
جو کچھ عبد الرحمن نے ان دونون قاصدون سے کہا اوسمین یہ بھی تھا کہ تم دونون سے تعجب ہی

کہ جو پیغام تم لائے ہو اوسکا لانا تمہین کیونکر جایز تہا تم چاہتے ہو کہ علی رضہ خلافت کو مشورہ کردین حالانکہ تم جانتے ہو کہ اونسے بیعت کی ہی مہاجرین اور انصار اور اہل حجاز اور اہل عراق نے اور جو اونسے راضی ہوئے بلاشبہ وہ بہتر ہین اونسے جو اونسے ناخوش ہوئے اور جنہون نے بیعت کی وہ اون سے بہتر ہین جنہون نے بیعت اونسے نہین کی اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ مین کیا دخل ہے وہ تو اون لوگون مین ہے جو فتح مکہ مین ایمان لانے کے بعد احساناً چھوڑ دیے گئے تھے اور انکی اسلام مین ضعف تہا جنکے لیے خلیفہ ہونا درست نہین ہے اور معاویہ رضہ وہ ہی کہ وہ اور اوسکے باپ غزوۂ خندق مین اسلام کے مقابلے مین سرگروہ تھے پہ سنکر ابی ہریرہ رضہ اور ابو درداء رضہ اپنے جانے آنے پر نادم ہوئے اور عبد الرحمن کے گہر توبہ کی اور لوازم خلافت خاصہ سے یہ ہی کہ خلیفہ مبشر بہ بہشت ہو۔ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زبان مبارک پر گذرا ہو کہ فلان شخص مخصوص اسم اوسکا بغیر تعلق کسی شرط کے اہل بہشت سے ہے اور عاقبت حال اوسکا نجات اور سعادت ہی اسواسطے کہ یہ بشارت افادہ فرماتی ہے اس شخص کے قطعاً سعادت اور ایمان اور تقوی پر آخر حال مین اور آخر حال خلفا کا قیام با مر خلافت تہا اور یہ حضرات حالت خلافت مین عالم سے گذرے ہین اور یہ بشارت زیادہ فرمائی کہ بگمان غالب قریب بیقین افعال اونکے تمام عمر مین خیر تھے اور یہ لوگ گناہون سے بچنے والے اور طاعات پر عمل کرنے والے تھے اگرچہ مغفرت مرتکب کبیرہ کی اہل سنت و جماعت کے نزدیک جائز قلیل الوجود ہے لیکن اس جگہ تلبیس عظیم اور تدلیس شدید لازم آتی ہے اور تلبیس اللہ تلبیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منتفی ہے اور خلفاے اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی نسبت جنت کی بشارت حد تواتر کو پہونچی تہی اسطرح کہ احتمال اوسکی خلافت کا باقی ہی نہ رہا اور آیات مین بشارت ہی جنہین مناقب مہاجرین اور حاضرین جنگ حدیبیہ اور جنگ تبوک وغیرہ مذکور ہوئے ہین اور اون احادیث مین جسمین مناقب مطلق صحابہ

اور تعریف حاضرین مشاہد مذکورہ بیان ہوئے ہین ثانیاً بشارت عشرہ مبشرہ کے ضمن مین جو سعید
بن زید سے مروی ہے ثالثاً بشارت خاص خلفاے ثلثہ کے لیے جو ابی موسیٰ اور جابر وغیرہما
سے مروی ہے رابعاً بشارت شیخین کے لیے جو حدیث ابو سعید خدری اور ابن مسعود سے
آتی ہے خامساً ہر ایک خلیفہ کے علیحدہ علیحدہ [illegible] جماعت کثیر نے روایت
کیا اور ازانجملہ حدیث عثمان رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ رض میرا رفیق ہے جنت مین علی فی بستان
فِي الْجَنَّةِ اور واسطے علی کے باغ ہے جنت مین۔ اور لوازم خلافت خاصہ سے یہ ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نص فرما دین کہ وہ طبقہ علیای امت سے ہی صدیقین یا شہداء یا صالحین
اور محدث ہی تشقیق صدیق کا ہی اور ایک اعتبار سے تو اوسکی حد مین داخل ہے۔ یا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان اوسکے علو درجہ کا بہشت مین فرمایا ہو اور اس سے یہ لازم آتا
ہے کہ وہ شخص طبقہ علیاے امت سے ہی۔ یا بتواتر ثابت ہو کہ سیرت اوسکی عبادات
اور تقرب الی اللہ مین اکمل ہے تمام مسلمانون کی سیرت سے اور آراستہ ہو خصال مرضیہ
اور مقامات علیہ اور احوال سنیہ اور کرامات قویہ سے۔ یعنے اون چیزون سے آراستہ ہو
جنہین اس زمانہ مین طریق صوفیہ کہتے ہین اور صاحب قوت القلوب وغیرہ نے اپنے
کتابون مین بیان کیا ہی اور ہر ایک کو ساتہ احادیث اور آثار کے محکم کیا ہے اور یہ بھی
صدیقیت اور شہادت کو لازم ہے اور یہ معنے خلیفہ مین اس جہت سے مطلوب ہین کہ ریاست
ظاہری اوسکی مقرون بہ ریاست باطنی کے ہو جاوے اور تشبیہ کامل آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتہ پیدا کرے اور شمار مین آیہ کریمہ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ
بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ
مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ اور شمار مین يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى
الْكَافِرِينَ کے داخل ہو جاوے اور ثبوت اس معنے کا واسطے خلفاے رضوان اللہ
علیہم اجمعین کے ضروریات اور بیشمار احادیث سے ثابت ہی ازانجملہ حدیث ابوہریرہ رض کی ہی

وَاِن رسول الله صلی الله علیه وسلم کَانَ عَلیٰ حِرَاءٍ هُوَ وَاَبُو بَکرٍ وَعُمَرُ وَعُثمَانُ
وَعَلِیٌّ وَطَلحَةُ وَزُبَیرٌ فَتَحَرَّکَتِ الصَّخرَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ
اِهدَاءَ اِنَّمَا عَلَیکَ اِلَّا نَبِیٌّ اَو صِدِّیقٌ اَو شَهِیدٌ اخرج الحدیث المسلم
والترمذی او حدیث انس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صَعِدَ اُحُدًا وَاَبُو بَکرٍ
وَعُمَرُ وَعُثمَانُ فَرَجَفَ بِهِم فَقَالَ اثبُت اُحُدًا اَرَاهُ ضَرَبَهُ بِرِجلِهِ فَاِنَّمَا عَلَیکَ
نَبِیٌّ وَصِدِّیقٌ وَشَهِیدَانِ اخرجه البخاری وابو داود والترمذی ترجمه
بتحقیق رسول الله صلی الله علیه وسلم تشریف لیگئے کوه احد پر اور ابو بکر اور عمر اور
عثمان پس جنبش کے احد نے بسبب ونکے پس فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم نے
ٹھہر احد اور مارا اوسکو اپنے پاے مبارک سے فرمایا نہین ہے تجھپر مگر نبی اور صدیق اور
دو شہید روایت کیا اوسکو بخاری اور ابوداؤد اور ترمذی نے اور ازانجملہ حدیث عثمان رض
مثل حدیث انس کے اور اسکے آخر مین شہد معہ رجال اخرجه النسائی اور ازانجملہ
حدیث ابی ہریرہ رض اَمَا اِنَّکَ یَا اَبَا بَکرٍ اَوَّلُ مَن یَدخُلُ الجَنَّةَ مِن اُمَّتِی اخرجه ابوداؤد
ترجمہ آگاہ ہو تحقیق تو اے ابوبکر اول اوس شخص کا ہے کہ داخل ہوگا جنت کو میری
امت مین سے بیان کیا اوسکو ابو داؤد نے یعنے اے ابوبکر تو وہ شخص ہے کہ میری امت مین سے
پہلے تو داخل جنت ہوگا۔ اور حدیث جابر کی یَا اَبَا بَکرٍ اَعطَاکَ اللهُ الرِّضوَانَ الاَکبَرَ
فَقَالَ بَعضُ القَومِ وَمَا الرِّضوَانُ الاَکبَرُ یَا رَسُولَ اللهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ یَتَجَلَّی اللهُ
لِعِبَادِهِ فِی الاٰخِرَةِ عَامَّةً وَیَتَجَلّٰی لِاَبِی بَکرٍ خَاصَّةً اخرجه الحاکم ونوزع فی صحته والحق مع
الحاکم ترجمہ یعنے اے ابابکر رض دیا تجھکو الله نے رضوان اکبر پس کہا بعض قوم نے اور کیا ہے
رضوان اکبر اے رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم نے ظاہر ہوگا
الله جلشانہ بازالہ مانع رویت واسطے اپنے بندون کے عموماً اور ظاہر ہوگا الله جلشانہ
بازالة المانع من الرویة واسطے ابی بکر رض کے خاصةً اور ازانجملہ حدیث عبدالله بن عمر کی ہے

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِاَبِی بَکرٍ اَنتَ صَاحِبِی عَلَی الحَوضِ وَصَاحِبِی فِی الغَارِ ترجمہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے ابی بکر رض کے تو میرا صاحب ہوا وپر حوض کوثر کے اور میرا صاحب ہے غار بین - ازانجملہ حدیث جَعَلَ اللّٰہُ الحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلبِہٖ بروایۃ ابن عمر و ابی ذر و علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم ترجمہ گردانا اللہ نے حق کو زبان اور قلب عمر رض پر روایت کیا اسکو ابن عمر و ابی ذر اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے اور ابی ہریرہ اور عایشہ صدیقہ رض سے روایت ہے لَقَد کَانَ فِیمَا کَانَ قَبلَکُم مِنَ الاُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُونَ فَاِن یَکُن فِی اُمَّتِی اَحَدٌ فَاِنَّہٗ عُمَرُ ترجمہ تمسے پہلے امتون بین بعض آدمی سچے اور راست گمان تھے اگر میری امت بین کوئی ہے تو وہ عمر رض اور اسیکے مثل عقبۃ بن عامر کی حدیث ہے لو کان بعدی نبیا لکان عمر بن الخطاب اگر ہوتا بعد میرے کوئی نبی تو وہ عمر بن الخطاب ہوتا ازانجملہ حدیث ھٰذَانِ سَیِّدَا کُھُولِ اَھلِ الجَنَّۃِ مِنَ الاَوَّلِینَ وَالاٰخِرِینَ اِلَّا النَّبِیِّینَ وَالمُرسَلِینَ ترجمہ یہ دونون سردار بوڑھون اہل جنت کے ہین اولین و آخرین سے مگر نبیین اور مرسلین کے سردار نہیں ہین اور حدیث لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیقٌ وَرَفِیقِی فِی الجَنَّۃِ عُثمَانُ خرجہ الترمذی واسطے ہر نبی کے رفیق ہے اور رفیق میرا جنت بین عثمان ہی روایت کیا اسکو ترمذی نے وحدیث اَمَا تَرضٰی اَن تَکُونَ مِنِّی بِمَنزِلَۃِ ھَارُونَ مِن مُوسٰی بروایت سعد بن ابی وقاص و جابر وغیرہما ترجمہ یعنی حضرت علی رض کی طرف خطاب کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو خوش نہیں ہے اس بات سے کہ تو میرے لیے ایسا ہو جیسے ہارون موسی کے لیے تھے اور حدیث لَاُعطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُولُہٗ رواہ جماعۃ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَقَالَ عَلِیٌّ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ سَبعَۃَ نُجَبَاءَ رُقَبَاءَ وَاُعطِیتُ اَنَا اَربَعَۃَ عَشَرَ قَالَ اَنَا وَابنَایَ الحَسَنُ وَالحُسَینُ وَجَعفَرٌ وَحَمزَۃُ وَاَبُوبَکرٍ وَعُمَرُ وَمُصعَبُ بنُ عُمَیرٍ وَبِلَالٌ وَسَلمَانُ

وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ترجمہ مین
کل ایسے مرد کو نشان دونگا کہ وہ اللہ کو اور اوسکے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور
اوسکا رسول اوسے دوست رکھتا ہی اور لوازم خلافت خاصہ سے یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم قولاً اور فعلاً خلیفہ کے ساتہ بہت مرتبہ بکثرت تمام ایسا معاملہ کرین جیسا بادشاہ
ولیعہد سے کرتے ہین اور یہ امر چند طور پر ہوسکتا ہے ایک یہ کہ استحقاق خلافت کا اوسکے
بیان فرماوے اور اوسکے فضائل باعتبار معاملے کے ساتہ امت کی ذکر کرے۔ دوسرے
یہ کہ بہت سے مرتبہ اظہار فرماوین کہ فقہاے صحابہ جان جاوین کہ خلیفہ کرنا چاہینگے تو فلان شخص کو
خلیفہ کرینگے اور جان جائین کہ فلان شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ محبوب
ہے بہ نسبت اور لوگون کے اور کہین تَوَفّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَعَنْھُمْ
رَاضٍ یعنے وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس حال مین کہ آپ اونسے راضی تہے
الا اور جو کچہ کہ اس باب سے متعلق ہو تیسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو
ایسے کامون کا حکم فرماوین جو بحسب ثبوت آپکی ذات مبارک سے تعلق رکہتے ہین۔ اور یہ
معنے امر خلافت ہین مین اسوجہ سے مطلوب ہی کہ وثوق بخلافت خلیفہ از روے شرع کے
ہم پہونچے اور حضرت شیخین رضی اللہ عنہما جب جانتے تہے کہ کسی شخص کو ایسے کام سے
کہ متعلق بخلافت ہو امر کرین تو اس امر کی تلاش کرتے تہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس شخص کو کبہی متولی کسی امر کا امور مسلمین سے کیا ہی اگر ایسا پاتے تہے تو مقرر
کرتے تہے اگر نہین تو موقوف رکہتے تہے اور یہ قصے بحد تواتر کو پونہچے ہوئے ہین۔ اور
اسوجہ سے مطلوب ہی کہ امور دین مین اس شخص کا قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف منسوب ہوجاوے جسطرح کام حکم کرنے والے کی طرف منسوب ہوا کرتے ہین
مثلاً یون کہتے ہین (بَنَی الْاَمِیْرُ الْمَدِیْنَۃَ) یعنے بادشاہ نے شہر بنایا۔ لیکن بیان فرمانا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال خلفا کا ایسے اوصاف کے ساتہ کہ جسسے خلافت

نسبت اون کے حاصل ہوبس مستفیض ہوا ہی بیان مناقب جماعت مین افاضل صحابہ سے اوت تنہا بھی اور یہ بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بمنزلہ اجازت روایت حدیث اور اجازت تدریس علم اور فتاوی کی ہے۔ جیسا کہ اس زمانے مین علما کسی ایک جماعت کو اپنی خلافت پر ممتاز کرتے ہین اور اون اشخاص کے استحقاق کی تصریح بیان فرماتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ کا اظہار فضلا اور کبرای صحابہ کے لیئے فرمایا ہے از انجملہ حدیث ابو سعید خدری کی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِھَا اَبُوْبَکْرٍ وَاَقْوَاھُمْ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ عُمَرُ وَاَصْدَقُھُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ وَ اَقْضَاھُمْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اِلٰی اٰخِرِہٖ اَخْرَجَہٗ اَبُوْ عُمَرَ فِیْ اَوَّلِ الْاِسْتِیْعَابِ ترجمہ میری امت مین سے زیادہ رحم کرنے والا اوسی امت پر ابوبکر ہین اور اللہ کے دین مین زیادہ مضبوط عمر ہین اور زیادہ سچے حیا والے عثمان ہین اور سب سے زیادہ عمدہ فیصلہ کرنے والے علی ابن ابی طالب ہین (رضی اللہ عنہم اجمعین) روایت کیا اسکو ابو عمر نے استیعاب میں از انجملہ حدیث ابی سعید قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَلَہٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ السَّمَاءِ وَوَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَئِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَلِلْحَدِیْثِ طُرُقٌ عِنْدَ الْحَاکِمِ وَغَیْرِہٖ ہر ایک نبی کے لیے دو وزیر آسمان کے رہنے والون مین ہوتی ہین اور دو زمین کے رہنے والون مین سے دو وزیر آسمان کے رہنے والون مین سے جبرئیل اور میکائیل ہین اور زمین کے رہنے والون مین سے ابوبکر اور عمر ہین روایت کیا اسکو ترمذی نے اور حاکم وغیرہ نے اس حدیث کو کئی طریقون سے روایت کیا ہے اما فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی ساتھ معاملہ منتظر الامارۃ کا پس شاہد وسکا سونپنا امامت نماز کا ہے عقدہ جانے قبیلہ عمرو بن عوف مین اور تبوک مین جب کہ

افواج مسلمین کے بیرون شہر آمین تعین اور حضرت صدیق رضہ کو واسطے عرضہ لشکر اور امامت
نماز کے معین فرمایا اور بیمارے آخر مین اور وہ متواتر بالمعنے ہی اور امیر الحج کرنا سال
نہم مین اور چندین مرتبہ غزوات پر بھیجا اور ہمیشہ مشاورت فرمانا شیخین رضہ سے
امور مسلمین مین اور امیر کرنا حضرت عمر کو بعض غزوات مین اور عامل صدقات مدینہ
کا فرمانا حضرت عمر رضہ کو اور بھیجنا حضرت عثمان رضہ کو جانب اہل مکہ کے مصالحہ حدیبیہ مین
اور والی مین کروانا حضرت امیر رضہ کو اور دعا فرمانا واسطے اونکے کہ قضا اونپر آسان
یعنے حکم و فیصلہ
ہو اور یہ احادیث بہیئت مجموعی متواتر بالمعنے ہین۔ اور لوازم خلافت خاصہ سے یہ ہو
کہ جو کچھ خدائے عزوجل نے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدہ فرمایا ہی بعض
اوسکا اوپر ہاتھ اس خلیفہ کے ظاہر ہوا اور یہ علامت خلافت خاصہ کی ہے اوسکو بوقت
خلافت کے پہچاننا چاہیئے نہ قبل از خلافت کے بخلاف دوسرے علامات کے اور وجود
اس معنے کا خلفاء مین متحقق ہے۔ آیہ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ
مین اقامت صلوۃ اور ایتای زکوۃ اور امر معروف و نہی از منکر مذکور ہوئے۔ اور آیہ
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تمکین اور تقویت دین بسبب
سعی ان حضرات کے اور حصول اطمینان کا کافرون سے مذکور ہے اور آیہ ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ
فِی التَّوْرٰاۃِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ مین اشارہ ہے بفتح بلدان اور شرع اسلام کا اقالیم
معمورہ مین اور آیہ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ مین غلبہ اوپر دین یہودیت کے
اور نصرانیت اور مجوسیت کے مذکور ہے اور یہ بزمانہ خلفائے ثلثہ رضہ کے ہوا ہے اور آیہ
وَمَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ مین قتال مرتدین کا مذکور ہے اور وہ بزمان خلافت حضرت صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ کے ظہور پذیر ہوا اور آیہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ
مین جمع عساکر بلاے عام واسطے قتال فارس و روم کے مذکور ہے اور زمانے مین
حضرات مشایخ ثلثہ رضہ کے متحقق ہوا اور آیہ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ مین جمع

قرآن کا مصاحف مین مذکور ہے اور یہ سب بزمان خلافت حضرات خلفاء ثلثہ رض کی ظہور پایا- اور حدیث قدسی اِنَّ اللّٰہَ مَقَتَ عَرَبَھُم وَعَجَمَھُم مین قتال عجم مذکور ہے اور یہ بھی خلافت مین حضرات ثلثہ رض کے ظاہر ہوا- اور حدیث ھَلَکَ قَیْصَرُ فَلَا قَیْصَرَ بَعْدَہٗ اور حدیث لَتُفْتَحَنَّ کُنُوْزُ کِسْرٰی مین فتح فارس اور روم کی مذکور ہے اور یہ بزمان خلافت خلفای ثلثہ رض کے واقع ہوا- اور حدیث قتال خوارج مین لَئِنْ اَدْرَکْتُھُمْ لَاَقْتُلَنَّھُمْ قَتْلَ عَادٍ اور حدیث دیگر یَلِیْ قَتْلَھُمْ اَوْلَی الطَّائِفَتَیْنِ مین کہ یہ بزمان خلافت حضرت مرتضیٰ کے واقع ہوا یہ مختصر بیان خلافت کا بیچ کتاب ازالۃ الخفا عن الخلافۃ الخلفاء مصنفۂ جناب ولایت مآب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مرحوم مغفور طاب اللہ ثراہ وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَثْوَاہُ سے نقل کر دیا ہے جس سے حضرات خلفای ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلافت کا ثبوت کافی طور سے ہوتا ہے مگر جو پوری بحث کا طالب اور مشتاق ہو تو وہ کتاب موصوف کو ملاحظہ کرے اوس مین جناب حضرت شاہ صاحب ممدوح نے بہت سے آیات اور احادیث اور دلایل واضحہ اور ساطعہ سے خلافت حضرات خلفاے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ثابت کی ہے مخالفین کے اوہام باطلہ کا دفع دخل کامل طور سے ہو جاتا ہے اور منصف مزاج کو پوری پوری تشفی ہو جاتی ہے اگرچہ بدلائل قاطعۂ ساطعہ جو قبل از بیان خلافت عامہ وخاصہ کے خلافت بلافصل حضرت علی کرم اللہ وجہ مین بیان ہوئے ہین کامل طور سے دافع مشکوک معاندین ہین مگر رہی سہی تسوید کی تبییض اس بیان خلافت سے بخوبی ہو جاویگی معلوم کرو اے لوگو تمکو اللہ تعالیٰ ہدایت دے کہ شیعون نے اول یہ دعوی کیا کہ خلافت حق جناب امیر کا تھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو اپنی حیات مین خلیفہ کر دیا تھا مگر خلفاے ثلثہ نے اونکا حق چھین لیا اور یکی بعد دیگرے خود خلیفہ بن بیٹھے اور خلافت کو خلفاے ثلثہ نے اصول دین مین داخل کر دیا

کہ اوسکا منکر گویا توحید اور نبوت کا منکر ہے۔ بس اس اصول سے یہ نتیجہ نکالا کہ خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کافر ہوگئے اور چونکہ ایک لاکھ آدمی سے زیادہ مسلمان بعد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے اور جسمین ہزارون مہاجرین وانصار اور بیعت الرضوان والے تھے سبھون نے خلیفۂ اول کی بیعت کی تو اونکی نسبت بھی ارتداد کا حکم قایم کیا اور معاذ اللہ سب کو مرتد ٹھہرایا جب یہ خیال کیا کہ ہمارے اس قول بیہودہ کو کوئی نہ مانے گا تو اپنے مطلب کے موافق عبارت عربی زبان مین گڑھ کر ایمہ کی طرف منسوب کردی کہ فلان امام نے ایسا فرمایا ہے اور اس امر کے ثبوت کے واسطے اوسکو ایمہ کا قول قرار دیا اور کہدیا کہ ایمہ کرام نے فرمایا ہے کہ بعد وفات پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے جملہ اصحاب معاذ اللہ مرتد ہوگئے تھے مگر تین ۳ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایسے مجبور ہوگئے کہ وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر چالیس آدمی جانباز میرے شریک ہوتے تو مین مقابلہ کرتا۔ پھر جب دیکھا کہ تمام قرآن اصحاب مہاجرین وانصار کے ثنا وصفت سے بھرا ہوا ہے تو اوسمین تاویلات بعیدہ کرنا شروع کیا مہاجرین سے شعب ابو طالب کی ہجرت کرنے والے یا حبشے کی ہجرت کرنے والے مراد لئی انصار سے وہی ستر آدمی جو اول اول مکۂ معظمہ مین پیغمبر صاحب کے حضور مین حاضر ہوئے تھے مقصود رکھی اور سابقون سے وہ لوگ مراد لئے جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے مر چکے تھے جب یہ خیال کیا کہ آخر یہ سب تعریفین صحابہ کی جو کلام اللہ مین ہین اسکا مصداق کسکو بناوین کوئی تو ہونا چاہیے اس خدشے کے دفع ہونے کے لیے جہانتک ہوسکا اونکا مصداق حضرت علی رض کو ٹھہرایا اور جو کچھ وعدہ شوکت وغلبہ قرآن مجید مین بعہد خلافت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے خلفا کے ہاتھ سے ہونا مذکور تھا اوسکو امام مہدی آخر الزمان کے ظہور پر ملتوی کیا۔ اب جو آیتین خاص اصحاب نبوی کے لئے رہ گئین اور اونکا مصداق سوائے

اصحاب کے اور کوئی نہین ہوسکتا تہا اوسمین سے خلفاے ثلثہ کو مستثنی کرکے باقی چار ہزار اصحاب کے باایمان ہونیکا اور اونکی خوبیون کا اقرار کیا چنانچہ شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمی نے بارہ ہزار اصحابون کے باایمان ہونیکا اقرار کیا جسمین آٹھ ہزار مدنی اور دو ہزار غیر مدنی اور دو ہزار آزاد اور رہا کردہ یہ بارہ ہزار سب کے سب پاک تھے رات و دن خدا کا خوف رکھا کرتے تھے لنگی والونکا کچہ ذکر نہین کیا پس جب کسی سنی نے اوپر اعتراض کیا کہ تمہارا مذہب خراب ہی کہ اصحاب نبوی کو جنکی تعریف و مدح و ثنا سے قرآن بہرا ہے بد کہتے ہو تو یہ جواب فریبی دیدیا کہ واہ ہم تو بارہ ہزار اصحاب کو پاک اور مقدس جانتے ہین اور اوسمین سے ایک سو اصحاب کی فہرست بہی بنا لی اور باقیون کی نسبت کہدیا کہ سنیون نے وہ کتاب جسمین سب کے نام تہے جلا دی اس سبب سے ہم سب کے نام نہین بتا سکتے۔ اسکا جواب آجتک کسی شیعہ نے نہ دیا کہ جو لوگ غاصب حقوق اہل بیت تھے وہ تو صرف تین ہی آدمی تھے باقی رہے جو ہونگے وہ اونہین تینون کے مددگار ہونگے کیونکہ اگر اون تین آدمیون کے بہت سے مددگار نہوتے تو وہ کسطرح حقوق اہل بیت کا غصب کرنے پاتے اس سے معلوم ہوا کہ خلفاے ثلثہ کے مخالفین بہت کم تھے ورنہ اگر اون بارہ ہزار اصحاب نیک طینت اور مقدسین مین سے دو چار ہزار بہی مستعد بجنگ ہوجاتے تو ممکن نہ تہا کہ حقوق اہل بیت غصب ہوجاتے اسیوجہ سے بعض روایت حضرات شیعہ مین ہی کہ حضرت علی مرتضیٰ ع فرمایا کرتے تھے کہ بعد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سبہون نے وصیت نبوی بہلا دی اور ایمان چھوڑ دیا کوئی مجھے ایسا نہ نظر پڑا کہ مین اوسپر بہروسا کرکے مخالفین سے مقابلہ کرتا اس روایت سے وہ دعوی بارہ ہزار اصحاب مقدسین کا باطل ہوگیا ورنہ اونمین سے ہزار دو ہزار بہی اگر مددگار ہوجاتے خاصکر اوسوقت مین جبکہ حسب روایات باطلہ شیعان پاک کے حضرت فاطمہ زہرا ع روتی پہرتی تہین

اور گھر گھر حضرت علی مرتضیٰ رضہ کے ساتھ مدد مانگتی پھرتی تھیں گوشہ عبادت ور کلبہ احزان
سے نکلکر ہنود مدد کرتے اور غاصبین کو پاتے اور ذریات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو
ظلم و ستم سے بچاتے کہ اس سے زیادہ کونسی عبادت تھی۔ اور حضرت علی مرتضےٰ
شیر خدا رضہ کو جبکہ حضرت عمر اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما معاذ اللہ جسکے لکھنے سے
رونگٹا رونگٹا کانپتا ہے حسب روایات شیعہ حضرت علی رضہ کے گلے مین رسی ڈالکر
بزور ظلم و تعدی واسطے بیعت کرانے حضرت صدیق رضہ کے گھسیٹے لیے جاتے تھے
کسی نے بھی مدد نہ کی آخر ش بہ لاچاری اور مجبوری حضرت علی رضہ نے حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی چنانچہ حملۂ حیدری مین موجود ہے کہ ؎ بدست عمر
یک ریسمان ٭ دگر در کف خالد پہلوان ٭ فگندند در گردن شیر نر ٭ کشیدند
اور ابوبکر رضہ جب اہل سنت و جماعت نے یہ اعتراض کیا کہ کیا بیہودہ خرافات بکتے ہو
اوس اسد اللہ الغالب من کل غالب کی مجبوری اور لاچاری کیسی اونہون نے بخوشی
اور برغبت تمام بیعت کی تھی تو یہ کہا کہ نہین صاحب بیشک مجبوری تھی اور مجبوری
یہ تھی کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ خبردار تم ہرگز ہرگز خلفاے
ثلثہ سے مقابلہ اور مقاتلہ نکرنا اگر یہ وصیت نبوی نہوتی تو ذوالفقار حیدری کا
تماشا دکھا دیتے اوسپر یہ اعتراض کیا گیا کہ بھلا پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے
کیون ایسی وصیت کی کہ جس سے دین اور خاندان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تہ و بالا
ہو گیا معاذ اللہ توبہ توبہ منصب خلافت کی غاصب ہو گئی تو جھٹ پٹ یہ کہدیا کہ
کیون نہ بیعت کرتے حضرت جبرئیل ؑ ایک چٹھی خاص علی مرتضیٰ کے واسطے اللہ تعالیٰ
کی لائے تھے اور حضرت جبرئیل ؑ نے سب لوگون کو وہان سے ہٹا کر رسول اور وصی کو
خاص چٹھی بہت پوشیدگی اور احتیاط سے دی تھی اور پہلے بہت سے عہد و پیمان اور
قسمین لے لین تھین کہ اوسپر ضرور عمل کرنا اوسی چٹھی مین لکھا تھا کہ تم خلفاے ثلثہ رضہ

کے مقابلے مین تلوار نہ اوٹہانا اس سبب سے حضرت علی عنہ نے مقابلہ نہ کیا اوس پر یہ سوال
ہوا کہ پہر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر شام سے کیون جنگ کی اور ہزارون آدمیون
کو کیون قتل کیا تب یہ کہدیا کہ اوس چہٹی مین امیر شام اور خوارج کے جنگ اور قتل کا حکم تہا
بہلا اس نادانی اور کم فہمی کا کچہہ ٹہیک ہے کہ ابہی تک تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اسد اللہ
الغالب من کل غالب کو ہے معاذ اللہ مخوف صاحب تقیہ بنایا تہا اب اس چہٹی سے خدا
کا بہی مخوف ہونا ثابت ہوا جاتا ہے کیونکہ اس چہٹی سے تو اور کوئی مطلب مخالفین مقابلے اور مقاتلے
کا معلوم نہین ہوتا یا اون لوگون کو اللہ جلشانہ نے کچہہ ایسا ہی مقبول اور برتر اور پاک
اور مقدس سمجہا جو اونکے مقابلے ور مقاتلے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منع کیا اور اگر نہین
تو شاید اللہ میان نے یہ ہی سمجہا ہوگا کہ کہین انکے چہیڑنے سے وہ لوگ ہمسے ناراض ہوکر
ہمارا عرش نہ چہین لین اسکے جواب مین شرمندہ ہوکر یہ کہا کہ تم بہی جاہل ہو کیا جانو اے
میان خدا کی باتین خدا ہی جانے بندہ گندہ اوسکی حکمتون کو کیا جانے - اس پر گر کسی نے
یہ اعتراض کیا کہ پہر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اوس چہٹی پر کیون نہ عمل کیا کیون
یزید پلید سے لڑے اور اوس سے بیعت نکی گو ہزارون رنج و مصیبت سہی یہان تک کہ بے
آب و دانہ حالت مسافرت مین کہ اہل و عیال اور ننہے ننہے بچے ساتہ تہے معہ اپنے تمامی خاندان
کے شہید ہوگئی کچہہ بہی اپنے ننہے ننہے بچون پر نہ اہل و عیال کی بیکسی پر خیال کیا رنج
و مصیبت سے شہادت اختیار کی مگر بیعت فاسق کی نہ کی اور نہ کچہہ تقیہ کو دخل دیا اوسکا
جواب شوخ چشمی سے یہ دیا کہ حضرت علی علیہ السلام کے لئی وہ ہی حکم تہا اور حضرت امام حسین
علیہ السلام کے لئی یہی حکم تہا اب اہل سنت و جماعت نے دایرۂ اختیار حضرات مخالفین
یون تنگ کیا کہ اللہ تعالی جلشانہ نے تو اپنے قران مجید مین اکثر جگہہ فرمایا ہے کہ منافقین
ذلیل اور خوار ہونگے اور قتل کئی جاینگی اصحاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا کے فضل
مین شامل تہے اللہ تعالی نے اونکو خلیفہ کیا زمین کا وارث کیا مومنین کا امیر بنایا کیسی

کچھہ عزت اور شوکت عطا فرمائی کہ غیر دین و مذہب کے لوگ بھی اوسکو بخوبی جانتے ہین
اور سکی سب شاہد و گواہ ہین اونکی تاریخین اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کی عظمت و شوکت و
فتوحات سے بھری ہین چار دانگ عالم مین ڈنکہ دین اسلام انہون نے بجا دیا تمام دنیا مین
اونہین کے بدولت نشان اسلام قایم ہوگیا باطل پرستی صفحہ ہستی سے مٹا دی
حق پرستی سے عالم منور و روشن کر دیا۔ چنانچہ ڈاکٹر شبلی صاحب نے اپنی کتاب لب التواریخ
کی جلد دوم کی فصل چہارم مین لکھا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن کی تدوین و ترویج
کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز کی پیروی کی اور مشرقی سلطان ہیراکلیس کی فوج
کو اوس نے ہزیمت دی اور شلیم کو اپنے قبضے مین لائی اور لبنان پہاڑ سے لیکر روم تک
سارا ملک اپنا مطیع کیا اونکے انتقال کے بعد عمر رضی اللہ عنہ براہ بیعت خلیفہ مقرر ہوی
اور ایک ہی خروج مین ممالک سیریا اور فونیقی معہ فلسطین اور مسوپوتیمیا اور خالدیہ
متعلقہ مملکت یونان اونہون نے لے لیا دوسری چڑھائی مین کل ولایت فارس اپنے
زیر حکومت کر کے سب کو اپنے مذہب مین لائی اوسی زمانہ مین اوسکے سپہ سالارون نے
ملک مصر اور نیوبیا اور تبولیہ یا مطیع کیا۔ پانچوین فصل مین لکھا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ
کے خلیفہ عثمان نے ملک ایک تریانہ اور ملک تاتار کے بعض دیار اپنے قبضہ مین کئی اور
رہوڈس یعنے روس اور یونان کے جزایر لوٹ لئی اوسکے بعد ختن محمد یعنے علی رضی اللہ عنہ
خلیفہ ہوئی جو آج تک محمدیون مین مکرم ہین انتہی۔ لہذا تمہارا یہ کہنا کہ خلفای راشدین
معاذ اللہ منافق تھے محض باطل اور لغو ہے نہین تو اللہ جلشانہ کے کلام پاک کی تکذیب
لازم آتی ہے اور نیز یہ کہ خدا کا وعدہ پورا نہوا۔ پس یا تو اصحاب رضی اللہ عنہ کے نفاق
سے توبہ کر و یا اللہ جلشانہ کے کلام اور وعدون کی تکذیب کرو۔ یہ سنکر اگرچہ مقابل مخالف
کے چہرہ کا رنگ خجالت سے متغیر ہوگیا مگر پھر دل کو سنبھال کر کہا کہ تم لوگ نہین جانتے کہ
اب سر دست صحابہ کو عزت و شوکت حاصل ہوئی تو کیا ایک وقت ایسا آنے والا ہے

کہ اصحاب رضی اللہ عنہ اپنے کئی کی سزا پاوینگے یعنے جب حضرت امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہونگے اوسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہی زندہ ہوکر دنیا مین آوینگے اور اونکی ہمراہ جتنے نیک اور پاک بندی ہین سب زندہ ہوکر آوینگے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام بہی زندہ ہوکر آوینگی اوسوقت خلفای ثلثہ بہی اپنی اپنی قبرون سے نکالے جاوینگی اور مقدمہ دایر ہوگا حضرت علی علیہ السلام اپنا دعوی پیش کرینگے کہ میری خلافت غصب کرلی تہی حضرت فاطمہ زہرا علیہ السلام دعوی کرینگی کہ میرا باغ فدک چہین لیا اور مجھکو مجروح کیا اور محسن کو شہید کیا چنانچہ اصل مضمون اوس رسالہ کا اس جگہہ تحریر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے رسالہ رجعت از اخوند مجلسی صفحہ ۳۵ مفضل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ مولا اور آقا میرے مکان سکونت حضرت امام مہدی علیہ السلام اور جگہہ اجتماع مومنان کہان ہوگی حضرت امام ع نے فرمایا کہ مقام کوفہ پای تخت حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ہوگا اور مسجد کوفہ مین آپ بیٹہہ کر حکم احکام اجرا فرماوینگے اور مکان استراحت آپکا نجف اشرف ہوگا اور جای بیت المال و تقسیم غنایم مسجد سہلہ ہوگی پس مفضل نے عرض کی قربانت شوم کیا کل اہل کوفہ مومنین مین سے ہونگے فرمایا بیشک ای مفضل قسم ہے خدا پاک کی سوا کوفہ اور حوالی کوفہ کے کوئی مومن نہوگا مگر ہان جسکا دل کوفی کیطرف مائل ہو اور کوفہ سے محبت رکہتا ہو وہ بہی مثل اہل کوفہ کے ہمارے شیعان مین سے ہوگا اور اوسوقت مین زمین کوفہ کی ایک گوسفند کے بیٹہنے کیواسطے دو ہزار درم کو ملیگی اور اوس زمانہ مین وسعت کوفہ کی چون۵۴ میل کی ہوگی اور عمارات کوفہ و کربلای معلی کی ایک ہوجائیگی یہ فرماکر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور فرمایا کہ ای مفضل بقعہای زمین نے آپس مین ایک دوسرے پر فخر کیا چنانچہ کعبہ نے کربلا پر فخر کیا پس اللہ پاک نے کعبہ پر وحی نازل فرمای کہ خبردار خاموش ہو اور کربلا پر فخر و نازمت کر بدرستیکہ وہ جاے پاک ہی کہ جس جگہہ سے ندا ہی انی انا اللہ

کی شجرۂ مبارک سے موسیٰ ؑ کو پہونچی تھی اور یہ وہی مقام مقدس ہے کہ جس جگہہ حضرت مریم
اور حضرت عیسیٰ ؑ کو بیٹنے جگہہ دی اور جس جگہہ پر حضرت امام حسین ؑ کے سر مبارک کو بعد
شہادت غسل دیا اور اسیجگہ حضرت مریم نے عیسیٰ ؑ کو وقت ولادت غسل دیا تھا اور خود بھی
حضرت مریم ؑ نے غسل کیا تہا اور وہ مقدس مقام ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے بھی کوفہ سے عروج کیا تھا اور واسطے ہمارے شیعان کے خیر و برکت و رحمت
بے پایان کوفہ مین مہیا ہے وقت خروج حضرت امام مہدی ؑ کے شیعان کو عطا کیجائیگی
پس مفضل نے پھر عرض کی کہ اے سردار میرے کوفہ سے پھر کس جانب کو حضرت مہدی ؑ
متوجہ ہونگے فرمایا کہ طرف مدینے کے اپنے جد امجد کیطرف تشریف لیجائینگے اور جسوقت
امام صاحب مدینے مین داخل ہونگے عجیب ایک امر ظاہر ہوگا جو باعث خوشی مومنان
اور سبب خواری کا فران ہوگا مفضل بولے روحی فداک وہ کیا بات ہوگی فرمایا جب
امام مہدی ؑ اپنے جد امجد کی قبر مبارک کے پاس جاکر کھڑے ہونگے اُسوقت لوگون سے
دریافت فرماوینگے کہ اے لوگو یہی قبر میرے جد امجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی
سب لوگ عرض کرینگے ہان اے مہدی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم تب پھر ارشاد ہوگا کہ
یہ کسکی قبرین میرے جد امجد کے برابر ہین لوگ عرض کرینگے کہ یہ دو قبرین رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے مصاحب اور ہمخوابہ کے پایون کی ہین یعنے ابوبکرؓ اور
عمرؓ کی پس حضرت صاحب الامر مصلحۃً مکرر لوگون سے دریافت فرماوینگے کہ کون
ابوبکر اور عمرؓ اور کسواسطے انکو میرے نانا کے پاس تمام لوگون کی قبرون سے
علیحدہ کرکے دفن کیا ہی اور یہی کبھی کسیکو اسجگہہ دفن کیا تہا لوگ کہین گے نہین
یا ابن رسول اللہ صرف انکو اسوجہ سے یہان دفن کیا ہے کہ یہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے وزیر اور خلیفہ تھے اوسوقت حضرت امام صاحب فرماوینگے کہ کوئی انکو
پہچانتا ہے عرض کرینگے کہ ہان پہچاننے والے بھی ہین ارشاد ہوگا کہ ان کے یہان

دفن ہونے مین کسیکو کسیطرحکا شک اور شبہ تو نہین ہی واقفکار عرض کرینگے کہ مطلق نہین
بعد تین روز کے امام صاحب حکم فرمائینگے کہ قبر کہود کر دونون کو معاذ اللہ نکالو غرض قبرین
کہود کر دونون خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالینگے جسوقت یہ نکلینگے یہ معلوم ہوگا
کہ گویا اسیوقت دفن ہوئی تہے پس امام مہدی علیہ السلام ارشاد فرماوینگے کہ ان دونون خلیفۂ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ درخت خشک مین باندہ کر لٹکا دو چنانچہ لوگ
لٹکا وینگے جسوقت یہ درخت سے لٹکائی جائینگے فورا درخت خشک سبز ہو جائیگا اور پہل وس
مین لگ جائینگے یہ حالت دیکہکر ایک شور مچیگا کہ دیکہو کیا مقبولیت خلفا کی ہے کہ برکت
انکی جسم کے درخت خشک سبز ہو گیا ہے اور پہل بہی اوسمین پیدا ہوگئی ہین یہ خبر سنکر پہر تو
وہ مجمع ہوگا کہ جسکی انتہا نہین اور جسکے دلمین ایک ذرہ برابر بہی محبت خلفا کی ہوگی سب
موجود ہو جائینگے اور ہر ایک کی زبان سے یہی کلمہ نکلیگا کہ دیکہو کیا مقبولیت ہے کہ درخت
خشک سبز اور بارآور ہو گیا اوسوقت حضرت صاحب الامر ارشاد فرمائینگے کہ جو لوگ خلفا کو
دوست رکہتے ہین ایک جانب ہو جائین اوسوقت موجودین کے دو گروہ ہو جائینگے ایک گروہ
دوستداران خلفا کا اور دوسرا دشمنان اور نفرین کنندگان خلفا کا اوسوقت حضرت امام
مہدی علیہ السلام دوستداران خلفا کیطرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمائینگی کہ ای گروہ دوستداران
خلفا اپنی بیزاری اور ناخوشی خلفا کے جانب ظاہر کرو ورنہ سخت عذاب مین گرفتار ہوگے
دوستداران خلفا جواب دینگی کہ ای امام مہدی علیہ السلام آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہم تو خلفا کو خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مقبول خدا جانتے اور مانتے آئی ہین اسوقت
ان سے کیونکر ناخوشی اور بیزاری اپنی ظاہر کرین اسی تو بہت کرامتین ظہور مین آئی ہین
اور انکو ہم مقرب بارگاہ خداوندی جانتے ہین اسلئے اپنی بیزاری ظاہر نکرینگے بلکہ آپ سے اپنی
بیزاری ظاہر کرتے ہین اور آپکی گروہ سے ناخوشی رکہتے ہین جو آپ پر ایمان لائی ہین یہ سنکر
حضرت امام باد سیاہ یعنی کالی آندہی کو حکم فرماوینگے کہ ان پر آ اور انکو ہلاک کر پس اوسوقت

دونون خلیفہ رسول اللہ کو درخت سے زمین پر کہڑا کرینگے اور تمام ظلمونکا بار جو اونکے سبب سے
ہر زمانہ مین ظاہر ہوا ہے مثل سلمان فارسی کا مارنا اور حضرت زہرا بنت رسول اللہ کو مارنا
اور اونکا گہر جلانا حضرت امیر المومنین کی گردن مین رسی باندہ کر گہسیٹنا حضرت محسن کی شہادت
حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دینا حضرت امام حسین علیہ السلام کو مع اونکے اولاد و اصحاب
کے میدان کربلا مین قتل کر ڈالنا ہر خون جو ہر زمانہ مین ناحق زمین پر بہا ہے ہر زنا جو
ہر زمانے مین ہوا ہے اور سود جو ہر زمانہ مین کہایا گیا ہے غرض کہ روز وفات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے دن ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام تک جو جو بد کام دنیا مین ہوئی
ہین دونون خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر معاذ اللہ رکہکر اور اون سے
اقرار کرا کر کیونکہ اگر حق خلافت غصب نہوتا تو یہ افعال بد ظاہر نہوتے پہر درخت سے لٹکا کر حکم
فرماوینگے آگ کو کہ انکو جلاوے آگ جلاویگے تب ارشاد فرماوینگے ہوا کو کہ اوڑا لیجا انکی خاک
کو اور دریا مین ڈال دے - یہ سب سنکر مفضل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
عرض کی کہ ای سردار میرے یہ انکا آخری عذاب ہو گا حضرت امام نے جواب دیا ہیہات ہیہات
ای مفضل قسم ہے خدا کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام
اور حضرت حسنین علیہما السلام اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام اور جملہ ایمہ معصومین علیہم السلام
اور جمیع مومنین اور کافرین رجعت کرینگے یعنے قبل قیامت کے دنیا مین ایک بار بعد مرنے کے
لوٹین گے اور واسطے تمامی ایمہ معصومین اور اونکی شیعان کے ان پر عذاب ہر ایک رجعت
مین نازل کیا جائیگا الی آخرہ سبحان اللہ فضل و کمال اور صدق مقال مولانا ئی اخوند
مجلسی صاحب کا رسالہ رجعت سے بخوبی ظاہر ہو گیا مضامین رسالہ مذکور خود حضرت موصوف
کے راست بازی اور صدق مقالی کے پورے پورے گواہ ہین اگر اون سب کے تشریح کی
جاوی تو بجای خود ایک کتاب ہو جاوی مقصود اصلی اپنا جو اس رسالی ہین لکہنا ہے
رہجاوی لہذا بخوف طوالت بمصداق اسکے کہ اگر دیگ مین سے دو چار چاول دیکہلیے جاوین

توحال خامی اور پختگی تمامی دیگ کا دریافت ہوجاتا ہے ہم بہی دو چار باتین رسالہ مذکور سے بطور مشتے نمونہ از خروارے نکال کردکہاتے ہین اونہین سے تمامی رسالے کے صدق مقالی اور راست بیانی ظاہر ہوجاویگی۔ یہ تو گمان ہو نہین سکتا کہ ملا صاحب علم جغرافیہ سے ناواقف تہے کیونکہ ایسی بڑے عالم اور فاضل کو ہم کیونکر ناواقف کہہ سکتی ہین مگر ہان ملا صاحب ایک سیدہے سادے آدمی تہے اونہون نے ایسے وقت مین یہ رسالہ تصنیف فرمایا کہ لوگون مین چرچا علم جغرافیہ کا بہت کم تہا بلکہ یون کہنا چاہیئی کہ ناواقف تہے یہ تصور فرماکر کہ اسقدر دور دراز ملکون کے باہم قرب وبعد اور اتصال اور انفصال کا حال کسطرح معلوم ہوسکیگا جو ہم لکہتے ہین اوسی کو صحیح جانینگی یہ گول مال کردیا اس انقلاب سے زمانہ کی اونکو کیا خبر تہی کہ ایک ایسا وقت آنیوالا ہی جسمین اطفال مدارس بہی بتوجہ وعنایت والی ملک علوم ریاضی سے واقف وآگاہ ہونگے اور جغرافیہ جہان تو بازیچہ طفلان ہوجاویگا اوسوقت لوگ میرے اس بیان پر مضحکہ کرینگے ساسوقت تو اطفال مدارس چہوٹی جماعتون کا یہ حال جغرافیہ دانی کا ہے کہ اندہیرے مین نقشہ دہر کردریافت کرو کہ کلکتہ ونیپال وبرہما سراندیپ پہر عرب عراق عرب حجاز عرب مصر بغداد کربلا بصرہ کوفہ ارض ہنود ی ارمینیہ دمشق بعلبک بیت المقدس مسجد اقصی بیت اللحم وغیرہ کہان ہین تو اوس اندہیری مین بہی اونگلی اونکی ٹہیک اوسی جگہہ پہونچ جاویگی اگرچہ اندہیری مین اونکو نظر نہ آوے اور حال تاریخ دانی کا بہی مثل جغرافیہ دانی کے ہے ملا صاحب مجلسی کی یہ نازک خیالی کہ اللہ پاک نے کعبہ کو کربلا پر فخر کرنیکی ممانعت بذریعہ وحی کے نازل فرمای یہ ایک عجب حیرت انگیز فقرہ ہے جو درحقیقت فقرہ ہے ہی۔ منجملہ ۷۳ فرق اسلامی کے سوا اسی گروہ ملا صاحب کے بقیہ ۷۲ فرقۂ اسلامی مین سے کوی بہی اس بات کو مان نہین سکتا۔ معلوم نہین کہ درحقیقت اللہ پاک نے کعبہ کو کربلا پر فخر کرنیکی ممانعت مین وحی نازل فرمائی یا اخوند صاحب کی تسلی خاطر کے لئی دم دیا اور یہ عقدہ بہی نہین کہلتا کہ کعبے پر وحی ممانعت فخر کربلا نازل

فرمائیگا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ نہ وہ اپنا تفاخر مخلوق سے بیان کرسکتا ہے نہ اس فعل سے عباد
الٰہی سے منع ورجوع کرسکتا ہے بلکہ یہ وحی تو اپنے رسول پاک پر بھیجنا مناسب تھا تاکہ وہ خدا
کے بندون اور اپنے امت کو بہ سبب فضیلت دینے کعبہ معظمہ کے کربلا پر ممانعت فرماتے جو
نتیجہ ممانعت سے تھا وہ چل نکلتا۔ کمال تعجب کی بات تو یہ ہے کہ خدای پاک نے اپنے کلام مجید
مین مسجد اقصی اور مکہ معظمہ کا اسطور سے ذکر فرمایا جس سے بندگان خدا کو مکہ کی فضیلت سب
جگہہ سے بڑھکر ذہن نشین اور کالنقش فی الحجر ہوگئی۔ خدا اور خدا کا رسول اور حضرات ایمہ کی
نزدیک تو کعبے کے فضیلت تمام قطعات زمین پر ہے مگر اخوند صاحب بھی کوئی بڑے ہی
شخص معلوم ہوتے ہین جو خدا ورسول خدا وحضرات ایمہ علیہم السلام کے خلاف اون کے
حکم کو منسوخ کرکے اپنے حکم سے کعبے پر کربلا کو فضیلت دیتے ہین۔ کیا یہ بات تعجب کی نہین
ہے کہ اگر کعبے سے کربلا یا کوفہ افضل تھا تو کیون خداے پاک نے اپنے کلام مجید مین کوفہ
خواہ کربلا کا ذکر نہ فرمایا اور جیسا کہ اللہ جلشانہ نے مکہ معظمہ کے عظمت وشان مین قسم کہا کر
فرمایا لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ویسا ہی فرماتا لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْكُوفَةِ
یا بِهٰذَا الْكَرْبَلَاءِ۔ اور کیون نماز مین مُتَوَجِّهًا اِلٰی جِهَةِ الْكَعْبَةِ الشَّرِيفَةِ کہنے کا حکم دیا گیا
کیون نہ مُتَوَجِّهًا اِلَى الْكُوفَةِ وَاِلَى الْكَرْبَلَاءِ کہنے کا حکم ملا اور کیون حضرات مومنین
محبین کعبے کی طرف منہہ کرکے نماز اور اُس رُخ پر مسجد بناتے ہین کیون جو جگہہ کعبے سے
افضل ہے اوسطرف منہہ اور مسجد کا رخ نہین کرتے۔ اور مکہ معظمہ کی یہ فضیلت ہی کہ ایک
نیکی وہان کرنا برابر ایک لاکھہ نیکی کرنے کے ہے اور ایک روزہ وہان رکھنا برابر ایک
لاکھہ روزے کے ہی اور ہر عبادت وہان کرنے سے بسبب دوسری شہرونکی ثواب چند ہوتا
اور حدیث شریف مین وارد ہی مَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْاٰمِنِيْنَ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ وَمَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ فَكَاَنَّمَا مَاتَ فِی السَّمَاءِ الدُّنْيَا یعنے جو شخص مکے مین
مریگا اوسکو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آمنین مین اوٹھاویگا۔ اور جو شخص مکے مین مرا

پس گویا آسمان دنیا پر مرا۔ روضۃ الصفا صفحہ ۱۱ مین لکھا ہی کہ (چون آدم ع بمکہ شریف رسیدند
بدستہاے جبرئیل و تعلیم و مددگاری سایر ملایکہ خانہ کعبہ را اساس نہادہ حجر اسود را کہ
با خود از بہشت آوردہ بود کہ عہدنامہ بندگان با حضرت عزت در ان مودع است در رکنے
از ارکان آن خانہ نصب نمود و این بیت در زمین بر محاذات بیت المعمور افتاد کہ
در آسمان ست) یعنے جب حضرت آدم مکہ شریف مین پہونچے بمدد جبرئیل ع اور تعلیم اور
مدد سایر فرشتگان خانہ کعبہ کی بنیاد رکھکر حجر اسود کو کہ اپنے ہمراہ بہشت سے لائے تھے
اور اوسمین بندونکا عہدنامہ خداے کریم کے ساتھ سونپا گیا ہے مکہ شریف کے ایک رکن
مین ارکان خانہ کعبہ مین سے قایم کیا اور یہ خانہ کعبہ زمین مین مقابل اور محاذی
بیت المعمور کے ہی جو آسمان پر ہی اسے بوقت طوفان نوح ع حجر اسود کو ملائکہ نے کوہ
ابوقبیس مین جو مکہ مین ہے امانت رکھا اور جامع التواریخ کے صفحہ ۲۰ مین لکھا ہے
(آدم ع از جنت الماوی بخاکدان دنیا نزول فرمودہ بحضرت جبار بی زوال بنالید
و گفت کہ بعدم استماع آواز ملائک ملول و محزونم خطاب رب الارباب در رسید کہ
خانہ از بہر تو از آسمان بزمین فرستادہ چنانکہ ملائک عرش مجید ترا طواف نمایند
و مومنان طواف آن نمودہ سراچہ دل از ما سواے غیر پرداختہ بخلوت خانہ قدس
ما و نیس گیرند باستماع آن آدم خوشحال شدہ بہمراہی یکی از فرشتہ بمقصد رسیدہ خانہ دید
از یاقوت بہشتی کہ دو در داشت از زمرد سبز درے سمت مشرق و دری بجانب مغرب
آدم ع بتعلیم فرشتہ مناسک حج بجاے آوردہ و در زمان طوفان نوح ع ملائک آن خانہ را
باسمان بردند بعد از طوفان محل و موضع بیت مثل تل سرخ بنمود خلایق از اقطار عالم
آمدہ حوائج و مہمات را بقاضی الحاجات مرفوع میداشتند و اثار اجابت ظاہر میشد
بار دیگر ملک علام را ارادہ عمارت کعبہ گردید با براہیم ع امر شد انجناب بتعلیم جبرئیل
و بدستہاے اسمٰعیل ع خانہ کعبہ باتمام رسانید و فرشتگان حجر اسود را از جبل ابوقبیس

آوردند وبمقامش استوار کردند گویند کہ حجر مرقوم مانند شیر سفید بود از مس دست عاصیان
چون دل ایشان سیاہ و تیرہ شد بعد فراغ از عمارت ابراہیم و اسمٰعیل علیہم طواف
بیت اللہ و مناسک حج بجا آوردند و بموجب وحی الٰہی بالاے کوہ بزرگ برآمدہ
و بندلے بلند اہل عالم را بطواف آن خانہ صلاے عام فرمودند و از اطراف و جوانب
ربع مسکون لبیک لبیک جواب آمد و از ابن عباس منقول ست کہ از طائفہ فائزین
آن سعادت کسانیکہ در عالم موجود بودند وآنہا کہ در ارحام امہات اصلاب آبا وجود
داشتند جواب دادند و فرقۂ کہ ازان بے نصیب اند مہر سکوت بدہان نہادند انتہی
یعنے آدم ؑ نے جنت الماویٰ سے خاکدان دنیا مین نزول فرمایا درگاہ خدا مین روکر
عرض کیا کہ بسبب نہ سننے آواز ملائک کے ملول ورمحزون ہون خطاب رب الارباب
پہونچا کہ تمہارے واسطے ایک گہر آسمان سے زمین پر بہیجا ہی جسطرح ملائک میری عرش مجید کا
طواف کرتے ہین مؤمنین طواف اوسکا کرکے سراچۂ دل کو ماسوائے غیر سے خالی کرکے
خلوت خانۂ قدس مین ہمارے انس پکڑین گے یہ سنکر آدم ؑ خوشحال ہوکر ہمراہی ایک
فرشتے کے مقصد کو پونہچے اور ایک گہر دیکہا یاقوت بہشتی کا کہ اوسمین دو دروازی زمرد
سبز کے تہے ایک مشرق کی جانب دوسرا مغرب کی طرف آدم ؑ نے فرشتے کی تعلیم سے مناسک
حج ادا کئی زمانہ طوفان نوح ؑ مین فرشتے اوس گہر کو آسمان پر لیگئے طوفان کے بعد محل اور
موضع اوس خانہ موصوف کا تل سرخ کی طرح دکہائی دیتا تہا خلایق اطراف عالم سے
آکر اپنے حاجتوں کو قاضی الحاجات مین عرض کرتے تہے اور آثار قبولیت ظاہر
ہوتے تہے دوبارہ ارادۂ خداوندی کعبۂ معظمہ کی عمارت کا ہوا ابراہیم ؑ کو حکم ہوا
جناب ممدوح نے بتعلیم جبرئیل ؑ اور مدد اسمعیل ؑ کے خانہ کعبہ کی تعمیر تمام کی اور
فرشتون نے حجر اسود کوہ ابوقبیس سے لاکر اوسکی جگہہ قایم کردیا کہتے ہین کہ حجر مرقوم
مانند دودہ کے سفید تہا گنہگارون کے ہاتہون کے چہونے سے سیاہ ہوگیا پس از

فراغ تعمیر ابراہیم اور اسمٰعیل علیہ السلام طواف بیت اللہ کا اور مناسک حج بجالائے اور بموجب
وحی الٰہی کے اونچے پہاڑ پر جاکر آواز بلند اہل عالم کو اوسکے طواف کے واسطے صلاے
عام فرمائی اطراف وجوانب ربع مسکون سے لبیک لبیک کا جواب آیا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
منقول ہے کہ جن لوگون کی قسمت مین وہ سعادت تھی اور وہ لوگ رحام امہات اور
اصلاب آبا مین وجود رکھتے تھے اونھون نے جواب دیا اور جو فرقے کہ اوس سے بے نصیب
ہین اون لوگون کی زبان پر سکوت کی مہر ہوگئی یعنے جواب نہ دیا انتہی یہ وہ جگہہ
پاک ہے کہ آدم علیہ السلام وشیث علیہ السلام وابراہیم علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام اور دوسرے انبیا علیہ السلام ومحمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا یہ وہ جگہہ مقدس ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یہان پیدا ہوے اور نبوت پر مبعوث ہوئے قرآن مجید نازل ہوا حضرت جبرئیل وغیرہ
مقدس ملائک یہان نازل ہوئے یہان سے نور ایمان نے طالع ہوکر
اطراف عالم کو منور فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہ بضعۃ رسول اللہ
اور حضرت امام حسن وامام حسین وحمزہ وعباس دیگر اہل بیت علیہم السلام سب کے
سب مکہ مدینہ مین پیدا ہوے ہر قسم کا نشو ونما وعیش وخوشی یہان حاصل رہے
ان حضرات کی شادی بیاہ لڑکے بالے یہین ہوے ہر قسم کا فرح وسرور اور ہر وقت رب الارباب
کا حضور میسر رہا پس ظاہر ہے کہ اس مقام مقدس کو فضیلت ہوگی یا اوس جگہہ کو
جہان اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جان ومال ضایع ہوا جو ظلم وستم ابتداے
آفرینش عالم سے کہین کسی نے کسی پر نہ کیا ہوگا اُس جگہہ خاندان نبوت پر کیا گیا
ننھے ننھے بچے بے آب ودانہ شہید کیے گئے مال واسباب لوٹا گیا حرم محترم بے پردہ
ہوے سر مبارک تن مقدس سے جدا کیا گیا شہداے مظلومین کے نعشون پر گھوڑے
دوڑائے گئے واہ واہ ہاے ری عقل اِسی جگہہ کو کعبے پر فضیلت دینا پھر عجب نہنا
اونہین کا کام ہے ہان بیشک اوس جاے خاص کو جہان حضرت امام اور انکی اقربا کی

نشین دفن ہین اس وجہ سے مقدس ور زیارتگاہ سمجھتے ہین مگر اسطرح کہ
کعبہ پر فضیلت دیتے ہین فضایل کعبہ معظمہ کے اسقدر ہین کہ وہ حیز تحریر مین نہین آسکتے مگر
اسجگہہ بتوڑے سے اس قسم کے جو تواریخ سے ثابت ہین جس سے انکار کرنیکی کسی کو
مجال نہین ہے بیان ہوےگے بہلا یہ فضایل کسی دوسری جگہہ کو بہی میسر ہوسکتے ہین
دوسری کون جگہہ بیت المعمور کے محاذی زمین پر ہوسکتی ہے مگر تعصب نے چشم ظاہری
و باطنی پر پردہ ڈالا ہے تاریخ دانی تو معلوم ہوچکی اب ملا صاحب کا حال جغرافیہ دانی
کا بہی سنیے کہ آخوند مجلسی صاحب قبلہ و کعبہ حضرات امامیہ نے بمقولہ حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام یہ بیان تحریر فرمایا ہے کہ ولادت حضرت عیسے بن مریم
علیہ السلام کی اور ندا ے انی انا اللہ شجرۂ مبارکہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
مقام کربلا مین بتایا ہے یہ خیال اقدس مین نہ گذرا کہ اس بیان سے تو امام صاحب
کے بہی علم کان مایکون کیجہ دہبہ آتا ہے باتفاق مورخان ولادت حضرت عیسے
علیہ السلام کی بیت اللحم مین ہی جو کنعان کے علاقہ مین بیت المقدس سے چہہ میل
جانب دکہن واقع ہے ۔ اور صداے انی انا اللہ شجرۂ مبارکہ سے حضرت موسیٰ ؑ کو
طور سینا پر ہوئی تہی یہ دونون مقام کربلاے معلی سے سیکڑون میل دور ہین
کربلاے معلی بغداد شریف سے جانب گوشۂ پچہم و دکہن بفاصلہ ۵۰ میل کے ہے
اور بغداد سے جانب پچہم ۵ ء ۴ میل پہاڑون سے گہرا ہوا ایک میدان وسیع اور
عمدہ باغون مین فاریدی کے دونون کنارون پر دو لاکہہ آدمیون کی بستی
دمشق ہے دمشق سے تخمیناً ۱۰+۱۰ ء میل دکہن کے سمت بیت المقدس ہی جہان
حضرت عیسی علیہ السلام صلیب پر چڑہاے گئے تہے اوسی جگہہ حضرت عیسی ؑ کی قبر
بہی ہے تین ہزار آدمیون کی بستی ہے حضرت داؤد علیہ السلام کا پایۂ تخت اوسے جگہہ
تہا فلسطین یعنے کنعان کے علاقہ مین ڈیڑہ سی جسیل اور سار ٹیر مہن کی کہاڑی ہے

بیچمین پہاڑون سے گہرا ہوا ایک وسیع میدان مین یہ مقام ہے بیت المقدس سے ۲ میل بیت اللحم مولد حضرت عیسی علیہ السلام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج مکہ معظمہ سے ہوئی ہے نہ کربلا یا کوفہ سے آپکے مقلدان اخوند مجلسی ذرا مہربانی فرماکر کتب تواریخ اوٹھا کر ملاحظہ کیجیے دیکھیے تو معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے لکھی ہے یا کوفہ سے کتاب روضۃ الصفا جو اہل تشیع کے نزدیک معتمد ہی کیونکہ اوسکے مصنف پر شیعہ ہونیکا گمان ہی صفحہ ۲۹۰ روضۃ الصفا مین یون لکھا ہے (انگاہ جبرئیل ع دست مکرم اورا گرفتہ از موضعیکہ بود بیرون آورد چون بمیان صفا ومروہ رسید مرکبے دید ایستادہ) آنحضرت سوار شد چون مقداری از طریق مطوی شد جبرئیل گفت یا محمد فرود آی ونماز گذار کہ این مدینہ طیبہ است کہ ہجرت گاہ تو خواہد بود آنحضرت فرود آمدہ باداے صلوۃ قیام نمودہ باز بر براق سوار شدہ روان گردید چون بطور سینا وبیت اللحم کہ مولد عیسی بود رسید فرود آمدہ باشارت جبرئیل دران موضع نماز بگذارد چون بمسجد اقصے رسید جمعے از فرشتگان مقرب کہ باستقبال آمدہ بودند گفتند السلام علیک (بعد ازان جبرئیل ع اور الصخرہ برآوردہ نزد بانی ظاہر شد حضرت رسالت پناہ سوار شدہ بران معراج بگذشت۔ ترجمہ۔ اوسوقت جبرئیل ع دست مکرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکڑکر اوس جگہہ سے کہ آپ وہان تھے باہر لائے جب درمیان صفا اور مروہ کے پہونچے ایک سواری کہڑی دیکھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسپر سوار ہوے جب کسیقدر راہ طے ہوئی جبرئیل ع نے کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اوترو اور نماز پڑھو کہ یہ مدینہ طیبہ ہی کہ ہجرت گاہ تمہارا ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوترکر وہان نماز پڑہی پہر براق پر سوار ہو کر روانہ ہوئے جب طور سینا اور بیت اللحم مین کہ مولد عیسی ع کا تہا پونہچے اوترکر باشارۂ جبرئیل ع وہان بہی نماز ادا کی جب مسجد اقصی مین پہونچے ایک گروہ فرشتگان مقرب نے کہ پیشوائی کو آئے تھے کہا

السلام علیک بعد اوسکے جبرئیل علیہ السلام آپ کو صخرہ پر لائے ایک سیڑہی ظاہر ہوئی اوسپر
سوار ہوکر آپ معراج کو تشریف لیگئے یعنے آسمان پر گئے۔ ای مطیعان مولانائی اخوند
مجلسی ذرا اپنے پیشوا اور ہادی کے صدق مقالی اور راست بیانی کو ملاحظہ کرو اور کتاب
روضۃ الصفا کو کہ بکثرت ملیگی اور جغرافیہ اور نقشجات کو دیکھو اور اخوند صاحب کی جرات کی
داد دو سبحان اللہ واہ کیا کہنا آپکے ملا صاحب نے یہ خیال فرمایا ہوگا کہ کون کتب تواریخ
اور جغرافیہ اور نقشجات وغیرہ کا ملان کریگا جو مین لکہتا ہون اوسی کو صحیح کہینگے تو ٹا بہت
جو خوف ہوا اوسکا یہ بند وبست کر دیا محافظت اوسکی مومنان پر واجب ہے تاکہ نہ کوئی
اہل حق اور واقف کار دیکھیگا نہ اسکے راست بیانیکا حال کہلیگا کجا کوفہ اور کربلا اور
کہان بیت المقدس اور بیت اللحم اور طور سینا و سیکڑون میل کا تفاوت ہی
مصرعہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ہیہ ارشاد اخوند صاحب کا (کہ حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی مومن نہوگا مگر ہان جسکا دل کوفہ کی جانب
مائل ہو) ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ اس عبارت مین سہو یا تصنع کو دخل ہوا موقع تو حضرت
امام علیہ السلام کے قول کا یہ ہے کہ مومن نہین جسکا دل کوفہ کیجانب مائل ہو کیونکہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ بہی اہالیان کوفہ سے جو اپکی لشکر مین تہے ناراض رہے کیسے کیسے کلمات
ناخوشی کے اونکی نسبت لکہے ہین ملاحظہ فرمائی از نہج البلاغت منقل۔ اور نیز باعث قتل و غارت
آبا و اجداد و بزرگان حضرت امام علیہ السلام کوفہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شہادت
کا باعث مسماۃ قطامہ ساکنہ کوفہ ہی اور کوفہ ہے مقتل ہے۔ قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام
مع اعزہ و خدام و قاتلان مسلم مع فرزندان مطیعان ابن زیاد و ابن سعد اہالیان کوفہ ہین حضرت
رسول اللہ صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی نسبت کوفہ کے فرمایا ہے ۔ از تحفہ اثنا عشریہ
رَاسُ الْکُفْرِ ھٰھُنَا اَشَارَ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَحَیْثُ تَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ فِیْ رَبِیْعَۃَ وَ مُضَرَ
سر کفر یہ ہے اور اشارہ فرمایا طرف مشرق کے اوس جگہہ کہ طلوع کرتے ہین قرون شیطانکے

سمت مسکن ربیعہ اور مضر ہین۔ اور اس امت مرحومہ مین جسقدر فتنے کہ اوٹھے اسی طرف سے
اوٹھے ہین۔ پہلا فتنہ خروج مالک اشتر کا ہے اور اوسکے اصحاب کا کہ حضرت عثمان پر کوفی سے
ہوا کہ مدینہ سے مشرق رویہ ہے اور اوسکے حوالی مین مسکن ربیعہ اور مضر واقع ہین۔ پہر فتنہ
عبد اللہ ابن زیاد کا ہے کہ باعث شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام و حضرت مسلم وغیرہ
اقارب حضرت امام کا ہوا پہر فتنہ مختار ثقفی کا اور اوسکے نبوت کا دعوی کرنیکا ہوا۔ پہر
خروج اکثر اہل بدعت اور عقائد باطلہ کا اسے نواح سے ہوا ہے پس معدن روافض یقینی کوفہ
ہے اور منشو ونما معتزلہ بصرہ سے ہے اور سرچشمہ آنکا واصل بن عطا ہی بصری ہے اور قرامطہ
سواد کوفہ سے پیدا ہوئے ہین اور خوارج نہروان سے اور دجال اصفہان سے یہ سب
سمت اور حوالی کوفہ سے ہین مقام غور ہے کہ ایسی جگہہ کے واسطے حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام ایسا فرما وینگے جیسا اخوند مجلسی صاحب تحریر فرماتے ہین۔ اور جو کوئی حجرۂ عائشہ
رضی اللہ عنہا کو اسوقت مین کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو سفر بصرہ درپیش آیا محل فتنہ گمان
کرے بلاشبہہ کافر ہے اسواسطے کہ وہ مسکن راس اہل ایمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم
کا تہا کہ کفر اور فتنہ اپکی نام سے بہاگتا ہے۔ (از تحفہ اثنا عشریہ باب مطاعن حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہ) ایسی ہی کل باتون کے چہپانے کے واسطے اخوند صاحب نے مومنین کو تاکید
محافظت فرمائی ہے کہ راز فاش ہو اور ہمارے راست بیان اگر ہمارے مقلدین معلوم
کرلینگی تو منحرف ہوجاوینگے اور پہر آخر مین رسالہ کا مولف متعصب لکہتا ہے کہ (رسالہ الحسینیہ
کہ محافظت آن بر مومنان واجب ست زیرا کہ ارباب معاندت یعنے سنی در قصہ غیبت بر
مذہب رجعت بنا بر عصبیت و حمیت جاہلیت خود اظہار مخالفت مینمایند و وقوع آنرا مستبعد
می شمارند) پس امی معاندین اسلام و مذہب حق جی تو یہی چاہتا ہے کہ جواب تمہارا اسکے
بہتر کی ہو مگر بباعث چند وجوہ کے کہ خلاف ہمارے عقائد پاک کے ہے اور بد زبانی کو ہم
اہل اسلام بد جانتے ہین اور سچ تو یہ ہے کہ جتنے مذہب فی زمانہ زمین پہ موجود ہین وہ سب

خراب بات کو خراب جانتے ہین بخلاف تمہارے کہ تمہارے عقیدہ و طریقے ہین دشنام و بدزبانی کو عبادت اور نجات آخرت جانتے ہین اور جہو نطعہ کو جسکا نام تقیہ شریف رکہا ہے افضل العبادات سے مانتے ہین۔ دشنام بدہی کہ طاعت باشد مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم ان سب بدزبانیون کو تمہارے حوالہ بخدا کیا منتقم حقیقی تم سے اسکا انتقام بروز باز پرس پورا پورا لیگا۔ لیکن خیر کے ان دو فقرون نے ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی کے صدق مقال کی صداقت کو او نہین کی زبان سے اچھی طرح ظاہر کر دیا ہے کیا لطف جو غیر پردہ کہولی جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے آے یارو ذرا اپنے پیشواؤن کی صفائی بیان کی داد دیو جسکی نسبت تکو ہدایت کر گئے ہین کہ خبردار خبردار اپنے اصول کی کتابون کو مستور رکہنا دیکہو لکہتا ہے۔ کہ رسالہ ایست کہ محافظت آن بر مومنان واجب ست۔ واہ کیا حق مذہب ہی کہ صرف دیکہنے سے باطل ہوتا ہی اور تاکید محافظت سے صاف یہ ٹپک رہا ہی کہ بانی مبانی اس مذہب نے بہی خوب سمجہ لیا تہا کہ جہان اسکو اہل حق نے دیکہا تو اس بندش دروغ کی ایسی تکذیب کرینگے کہ ضرور ہمارے پیرو کار اپنے عقاید باطل پر خود نفرین کرنے لگین گے۔ واہ کیا مذہب ہی کہ جو جی مین آیا بے دہڑک لکہدیا اور اسکو اعتبار کے لیے امام معصوم سے منسوب کر دیا اور طرّہ یہ کہ اہل حق کی نظرون سے چہپانیکی سخت تاکید و ہدایت کر دی اور یقین کرنے والے بہی ایسے کوڑہ مغز ہین کہ نہ غور سے سمجہتے ہین نہ دہیان لگا کر دیکہتے ہین سنتے ہی آمنّا و صدقنا کی صدا پکارتے ہین اور اقوال موضوعہ کو ائمہ کا قول یقین کرتے ہین اور دوسرے مذہب والون کو (جو آواگون کے قایل ہین کہ انسان جب مرجاتا ہے تو اسکی روح دوسرا جسم لیتی ہے) ہنستے ہین (کہ خدا کو ان لوگون نے مجبور کر دیا ہے کہ جسقدر اسنے روحین پیدا کر دی ہین اوس سے زیادہ نہین پیدا کر سکتا ہے بباعث مجبوری اونہین ارواحون کو ادہر اودہر کر رہا ہے) اور خود فضیحت دیگرے را نصیحت کے مصداق سے اپنے عقاید کو نہین دہیان کرتے ہین جو اوس سے بہی زیادہ لچر اور پوچ ہے وہ تو موافق دستور زمانی کے اپنے والدین کے ذریعے سے تولد ہوتے ہین لیکن اہل رجعت

پاک تو نہین پہوٹکر نکلینگے اور خالی کہلاینگے حسب و نسب سے کچھ واسطہ نہ رہیگا اور یہین تو
حضرات شیعہ کی بیباکی اور شوخ چشمی پر سوچا بنسنے شاد ہون کہ کس ڈہٹائی سے بے دہڑک
لکہتے ہین کہ جب حضرت امام مہدی ع خلفاے راشدین کے مطیعان سے ارشاد فرمادینگے
کہ تم لوگ خلفاء کی محبت سے بیزاری ظاہر کرو اور اہل بیت کی محبت کا اقرار کرو ورنہ ہم
تمکو عذاب شدید مین مبتلا کرینگے اوسوقت بہی سنی یہی جواب دینگے کہ اب تو ہم لوگ حضرات
خلفا کو اچہا جان چکے ہین انکی محبت مین جو کچہ ہمین ہو منظور ہے صرف اسیقدر لکھکر مخالف
بدزبان نے رہنے دیا پورا پورا سوال و جواب سنیون کا جو امام مہدی ع سے ہوگا نہین لکہا
اس بیان پر اگر کوئی صاحب ناظرین رسالہ یہ ارشاد فرماوین کہ اہل سنت و جماعت تو
رجعت کے قایل ہی نہین ہین پورا پورا سنیون کا جواب اور حضرت امام مہدی ع کا سوال
چہ معنے دارد اوسوقت مین یہ جواب دونگا کہ یہ بات تو سب جانتے ہین (کہ دروغ گو را حافظہ
نباشد) جب کسی اہل حق کو دروغ گو سے سابقہ پڑتا ہی تو وہ اہل حق ایک بار اوس
جہوٹے کے کلام کو سنکر تجاہل عارفانہ سے یہ کہتا ہے کہ صاحب مین خوب سمجہا نہین قصور معاف
ہر سے ارشاد فرمایئے جب وہ دوبارہ اوسکو بیان کرتا ہے تو سابق کا بیان اکثر بہول جاتا ہے
پہر از سر نو جو زبان پر آتا ہے بکتا ہے اسی انکشاف راست و دروغ کے لئے حکام
عدالت نے سوالات کرنا مقرر فرمائی ہین پس اوسوقت یہ اہل حق اوس کاذب کے بیان کی
تکذیب پوری پوری کرنا شروع کرتا ہے حتی کہ اوسکی عافیت تنگ کردیتا ہے اسی مثال کو
حضرات ناظرین رسالہ ہذا اس مقام پر بلے کم و کاست تصور فرماوین اور جو کچہ سنی بحضور
م مہدی ع دربارہ محبت خلفای راشدین کے عرض و معروض کرینگے ملاحظہ فرماوین۔
وقت حضرت امام مہدی ع حسب بیان مخالف سنیون سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمادینگے
بت خلفا سے بیزاری اپنی ظاہر کرو ورنہ عذاب شدید مین مبتلا کیے جاوگے اوسوقت
نت و جماعت عرض کرینگے کہ اے آقاے نامدار یہ حضرات تو آپکے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

کے خلیفہ اور یار ہین انکی محبت کے واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید مزید فرمائی ہے اور انسے عداوت رکھنے والون کو یعنے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو برا کہے اور جانے آپکے نانا جان نے کافر فرمایا ہے اگر حضور کو میرے کہنے کا یقین نہو تو اپنی جدامجد کی حدیث ملاحظہ فرمایئے اور نیز خداوند عالم نے اپنے کلام پاک مین صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ کے لیے جنت مین رکھنے کا وعدہ کیا ہے خلفاے راشدین کی جان و مال کو بعوض اپنی رضامندی کے مول لے لیا ہے رضی اللہ عنہم و رضوعنہ صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب دیا ہے بھلا کیونکر ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک جنسے اپنی رضامندی قرآن مجید مین ظاہر فرمائے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپکے جدامجد اصحاب کے برا کہنے والونکو کافر ارشاد فرماوین باوجود موجود ہونے قرآن اور حدیث کے کیونکر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم اپنی بیزاری ظاہر اور بیان کرین یہ سنکر حضرت امام مہدی علیہ السلام ارشاد فرماوینگے کہ کہان ہے کلام اللہ اور کدہر ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسمین یہ تعریفین موجود ہین میرے سامنے لاؤ اور ہمکو پڑھکر سناؤ تین روز کی مہلت تمکو ملتی ہے اس عرصے مین تمنے ثبوت کامل ندیا تو سخت عذاب مین مبتلا کیے جاؤگے اہل سنت وجماعت عرض کرینگے اے آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد ہو تو ابھی ہم اپنے ثبوت کو پیش کرین ہم تو حافظ قرآن ہین فرمایئے تو ابھی پڑھکر سنا دین الف لام میم سے والضالین آمین تک ہمکو یاد ہے حضرت امام ارشاد فرماوینگے اچھا سناؤ عرض کرینگے بہت مناسب ملاحظہ فرمایئے اور پہلے اپنے جدامجد کی حدیث کو سنیئے کہ صحابہ کے برا کہنے والونکے واسطے کیا خطاب ارشاد فرمایا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَقَدْ کَفَرَ یعنے جس نے برا کہا میرے اصحاب کو بتحقیق اوسنے کفر کیا۔ اور حضور یہ حدیث تو کل صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی نسبت حضرت رحمۃ للعالمین نے ارشاد فرمائی ہے اب اونکی نسبت ملاحظہ فرمایئے جنکی محبت کے ترک کرنے کا ارشاد ہوتا ہے

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَبُّ الشَّیْخَیْنِ کُفْرٌ یعنے ابوبکر و عمر کو برا کہنا
کفر ہے۔ اب آیات قرآن کو ملاحظہ فرمایئے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ یعنے اللہ پاک حضرات خلفای راشدین
ونیز صحابۂ انصار و مہاجرین کے حق مین یہ ارشاد فرماتا ہے کہ (تم بہترین امت ہو
چُن لیے گئے ہو لوگون کے لیے حکم کرتے ہو نیک باتونکا اور روکتے ہو بُری باتون سے
اور ایمان لائے ہو اللہ پر) حضرت امام مہدی ؑ امتحاناً ارشاد فرماوینگے کہ یہ آیت شریف
کونسے پارے مین ہے حافظ عرض کرینگے لَنْ تَنَالُوا مین یعنے چوتھے پارے مین دوسرے
رکوع کے شروع پر یہ سنکر آپ مسکرائینگے اور مدعی کی طرف نظر اوٹھا کر اشارہ فرماوینگے
کہ بولو کیا کہتے ہو حضرت امام عالی مقام کو مخاطب پاکر مخالف کی باچھین کھل جائینگی
اور کہینگے واہ حافظ صاحب خوب پڑھا شاباش یہی مقام تحریف ہے لَا ئِمَّۃٍ کا اُمَّۃٍ
دشمنون نے بنایا ہے) حافظ جواب دینگے کچھ آپکو خبر ہے شاید تمام عمر مین کبھی ناظرہ بھی
پڑھا ہوگا یا نہین سوم اور چہلم مین انیس اور دبیر کے مرثیون کو پڑھکر اپنے بزرگون کی
ارواحون کو ثواب بخشتے ہو تمکو قرآن سے کیا سروکار تمہارے واسطے تو ملا محمد یعقوب
کی کلینی کافی ہے مدعی صاحب کہینگے محرف قرآن تمہین کو مبارک ہو دشمنون نے پڑھنے
کے لایق ہے نہین رکھا کیونکر پڑھتے اور اوسپر عمل کرتے حافظ جواب دینگے معاذ اللہ
اس فرقے کے لوگ ایسے گمراہ ہوئے ہین کہ خدای پاک کے کلام کی بھی تکذیب کرتے ہین
اور معاذ اللہ خدا کو جھوٹھا بتاتے ہین حضرت امام مہدی ؑ فرماوینگے اے حافظ کیونکر
عرض کرینگے حضور اللہ پاک فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ
یعنے بتحقیق ہمنے اوتارا اپنا کلام اور ہمین اوسکے محافظ ہین حضرت امام صاحب
فرماوینگے شاباش لیکن اے حافظ مقابل تیرا ہم پلہ تیرے نہین ہے ذرا چلنے تو دے
ابھی سے وارمت کر گھبرا جائیگا اور تم تو حافظ اپنے تئین کہتے ہو اور کوئی آیت قرآن کی

جسمین فضایل صحابہ رضہ ہون پڑھو حافظ عرض کرینگے بہت اچھا لیجیے وَالسَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا اور آگے بڑھ جانیوالے دنیا اعمال مین پہلے (اسلام لانیمین) گھر چھوڑنیوالون اور مدد کرنیوالون مین سے اور وہ لوگ جنہونے انکی پیروی کی ساتھ نیکی کے اللہ راضی اونسے اور وہ راضی اللہ سے اور مہیا کین اونکے واسطے جنتین جنکے تلے نہرین بہتی ہین ہمیشہ کے واسطے) یہ سنکر پہر مخالف بیہودہ تاویل کرینگے کہ مہاجرین کا لفظ انصار کے لفظ کے ماقبل بڑہادیا ہے اور اس آیت مین صفت مشترک ہے اور خلفا انصار نہ تھے حافظ جواب دینا چاہینگے امام صاحب منع فرماوینگے اور ارشاد فرماوینگے کہ تم تو حافظ قرآن اپنے کو کہتے ہو کیا قرآن پورا ہو گیا اگر تمہارے پاس خلفا کی اچھے ہونے کی کوئی دلیل قرآنی اور ہو اوسکو بیان کرو حافظ عرض کرینگے بہت اچھا اور مخالف سے کہینگے اے بے انصاف سن کہانتک بیہودہ اعتراض کریگا اللہ تعالی جلشانہ اپنے قرآن مجید و فرقان حمید مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو صاحب رسول اللہ فرماکر اون کے دشمنون کے دل پر زخم کاری لگاتا ہے اور یون فرماتا ہے قولہ تعالی ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ دوسرا دو کا جب وہ دونون تھے غار مین جب کہنے لگا اپنے رفیق کو تو غم نہ کہا اللہ ہمارے ساتھ ہے پہر اللہ نے اوتاری اپنی طرف سے تسکین اوسپر یہ سنکر امام صاحب بہت خوش ہونگے مگر مخالف صاحب کے چہرہ کا رنگ زرد ہو جائیگا بے موت سرد ہو جائینگے مگر واہ ری بے باکی ڈہٹائی سے کہینگے کہ یہ آیت تو صرف خلیفۂ اول کی شان مین ہے وہ بے چارے تو بوڑھے آدمی تھے اونہون نے بذات خود ظلم اور ستم نہین کیا چونکہ خلیفۂ دوم کی ہدایت سے کل کام کرتے تھے لہذا ہملوگ اونسے بہی عداوت رکھتے ہین ورنہ بانی فساد تو خلیفۂ دوم ہین جب تک انکی

کوئی صفت قرآن سے بیان نکروگے ہم نمانینگے حافظ جواب دینگے اللہ اکبر کیسی کیسی
دلیلین پیش کرتا ہون مگر اس فرقے کو ایسا شیطان نے گمراہ کیا ہے کہ اپنی گمراہی
سے باز نہین آتے اس عرصے مین حضرت امام صاحب ارشاد فرماوینگے کہ حافظ کیون
چپ ہے اور کچھہ بیان کر حافظ عرض کرینگے بہت اچھا ملاحظہ فرمایئے اور اپنے مخالف سے
مخاطب ہوکر کہینگے خوب غور سے سنیئے اور اعتراض کیجیے اللہ تعالی فرماتا ہے لَقَدْ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ
السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ
عَزِيْزًا حَكِيْمًا یعنے خدا راضی ہوا اون ایمان والون سے جنہون نے درخت کے تلے
تجھسے بیعت کی اور اونکے دلون کے اخلاص کو اللہ نے معلوم کرلیا اور اوتاری اونکی
دلون پر اللہ نے تسلی اور اونکی شکستگی دور کرنے کے واسطے اونکو بہت ہی جلدی
بہت سی غنیمتین دین اور تحقیق اللہ بڑی حکمت والا ہی مگر واہ رے بے باکی
اوسوقت کیا جواب دینگے کہ ہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو یہ سب ایسے ہی
تھے بعد رسول اللہ علیہ وسلم کے جو جو آفتین انہون نے برپا کین ہین اونکی برات بیان کرو
اور امام صاحب سے کہینگے حضور یہ آیتین تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے کی ہین بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان لوگون نے اہل بیت کو سخت
ایذائین دین ہین ہمتو اون ظلم وستم کا دعوی کرتے ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد اور آپ کی ولادت کے قبل انسے وقوع مین آئی ہین امام صاحب حافظ سے
فرماوینگے جواب دو حافظ عرض کرینگے سب انکا بہتان ہے خدا فرماتا ہی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ یعنے محمد رسول اللہ کے ہین اور
جو لوگ کہ ساتھ اونکے ہین سخت تر ہین کافرون پر اور رحم دل ہین آپس مین اس آیت کو
بھی سنکر حضرت امام مہدی علیہ السلام بہت ہنسینگے اور مدعی سے فرماوینگے کہ کیون اب

کیا کہتا ہے یہ بولینگے حضور یہ آیت اوس وقت نازل ہوئی تھی جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کرنے تشریف لیگئے تھے اور صحابہ سب نبی کے ساتھ تھے اور سبھی ہم سفر تھے ایسے حالت مین آپسمین میل نرکتے اور جدا ہوکر رہتے تو کفار انکو قتل نکر ڈالتے اپنے اپنی جان کے خون سے سمٹے سمٹائے رہتے تھے اور مین تو مدینے کا ذکر کرتا ہون جب یہ لوگ اپنے اپنے گہرون مین اپنے اپنے بال بچون مین رہتے تھے اور یہ لوگ اور انکے بال بچے بہوک و پیاس سے بیچین ہوتے تھے اور خرچ اخراجات کو کچھ پاس نرکہتے تھے عیش و آرام کے خواہان اور طالب تھے غصب حق خلافت و فدک تو اوسوقت مین ہوا ہے اور یہ آیت جس حالت سفر جہاد مین نازل ہوئی تھی جب سب صحابہ خوف اعدا سے اپسمین ملے ہوئے تھے یہ سنکر حافظ جواب دینگے لاحول ولا قوت کیسے سخت گمراہ ہین تاویل کرنے سے باز نہین آتے اور امام صاحب کی خدمت مین دست بستہ عرض کرینگے کہ ہم سب سنیون کی روح آپ پر فدا اور نثار ہو اب مین انکی سب تاویل اور اعتراض کو گو کہ سب محض لغو اور جہوٹھ اور بہتان ہین بالفرض تسلیم کرتا ہون اور پہر اوسی قرآن مجید سے جسکو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے نانا جان کے پاس بحکم خدا لائے تھے رد کرتا ہون اور آپ بہی حافظ قرآن ہین اور کیونکر ایسا ہوسکتا تہا آپ صاحب لا مروارث علوم نبوت حق کے ظاہر کرنیوالے باطل کے مٹانیوالے ہین اور قرآن بہی آپکے پاس موجود ہے اگر کوئی آیت مین محرف پڑہتا تو آپ مجھکو ضرور ٹوکتے لیکن یہ مدعی اپنے عقیدۂ باطل سے باز نہین آتا ہے اور محض فترا خلفاے راشدین پر کرتا ہے اور جو شخص ایسا عقیدہ خلفاے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکہتا ہو وہ کتاب اللہ کا منکر ہے اور ایمان سے اوسکو بہرہ نہین ایسی صاف دلیلون سے جان بوجھ کر چشم پوشی کرتا ہے مگر مین بھی اِس کی جان نچھوڑون گا انشاء اللہ کلمۃ الحق کہلوا ہی لون گا اچھا بقول تمہارے اگر خلفاے راشدین نے جو جو تم کہتے ہو

نہین بہی کیا تو کیا لیکن اونکے جیتے ہوئے مین پہر بہی کوئی کلام نہین اللہ پاک تو خود
اونسے مخاطب ہوکر فرما چکا ہے کہ جتنے صحابہ اہل بدر ہین وہ سب قطعی جنتی ہین اونپر
جنت واجب ہوگئی ہے اب چاہے جو کرین کوئی امر اونکو جنت سے روک نہین سکتا
یہ سنکر حضرت امام مہدی علیہ السلام پہڑک جائینگے اور فرماوینگے حافظ مرحبا وجزاک اللہ
مین تیرے حافظ کی خوبی سے نہایت خوش ہوا اور تیرے مطلب کو تیری تقریر عمدہ
سے جانگیا اب مین بہی تیری تائید مین ایک آیت قرآن کی پڑہتا ہون وَقُلْ جَآءَ
الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا مدعی کہینگے حضور فدا اپڑہنے تو دیجیے
ہم اوسکو بہی رد کردینگے حضرت امام صاحب فرماوینگے اوس سے تو تمہارے قبلہ وکعبہ
مجتہد صاحب کا بہی منہہ بند ہو جائیگا یہ تو بے باکی مین یکتا ہین نہ مانین گے اور کہین گے
ذرا سنین تو حافظ کہینگے اللہ تعالی جلشانہ اصحاب اہل بدر سے اسقدر راضی اور خوشنود
ہوا کہ اونکے اگلے پچہلے گناہ سب بخشدیے اب یہان پر مین تجہکو ایک روایت اہل بدر
کی خاص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موجودگی کی سناتا ہون اور تمہاری
گمراہی کا علاج کرتا ہون اگر اس روایت کو سنکر اب بہی تم اپنے بدعقیدے سے باز
نہ آؤگے تو تمہارے گمراہی لاعلاج ہے یعنی ہمیشہ گمراہ رہوگے اور کبہی ہدایت نپاؤگے
تواریخ حبیب اللہ صفحہ ۱۳۱ سطر ۹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طیاری لشکرکشی کی
مکہ معظمہ پر فرمائی اور خبرین بند کردین کہ قریش کو آپکے عزم کی خبر نہوا چانک اونکی
سر پر جا پہونچین مسمی حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک قریش کو خط لکہا اور آپ کے
عزم کا حال اوس خط مین تحریر کیا اور ایک عورت کو دیا کہ چپکے سے لیکر مکے کو روانہ
ہوا اللہ تعالے نے اس حال سے آپکو مطلع فرمایا آپنے حضرت علی اور حضرت زبیر
اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم اجمعین کو بلاکر فرمایا کہ جہپٹ کے مکے کی راہ پر روضۂ خاخ
تک جاؤ وہان ایک عورت مع خط کے جاتی ہے اوسے لے آؤ یہ تینون صاحب گہوڑے

دوڑاتے ہوی روضۂ خاخ تک کہ ایک جگہ مکہ کی راہ مین ہے پہونچے وہان ایک عورت ملی
تلاشی مین اوسکے پاس کوئی خط نہ نکلا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار نکال کر اوس عورت
کو دہمکایا اور فرمایا کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمین جہوٹ خبر نہین دی ہے
خط تیرے پاس بے شک ہے اگر تو مجہے خط نہ دیگی مین تجہے ننگا کرڈالونگا تب اوس نے
سر کے بالون کی چوٹے مین سے خط نکال کر دیا حضور اقدس مین لی آئی اوس خط مین
لکہا تہا بنام سرداران قریش کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع لشکر جرار تمپر آتے ہین
اور اگر تنہا بہی تمپر قصد کرین تو خدای تعالی اونکو تمپر غالب کریگا تم اپنی فکر کرو حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب سے دریافت کیا حاطب نے اقرار کیا کہ ہان
مینے لکہا ہے مگر براہ ارتداد نہین لکہا این خیال مینے لکہا کہ اور مہاجرین جو یہان ہین
مکہ مین عزیز و اقارب اونکے موجود ہین اور میرا کوئی مکہ مین عزیز نہین ہے میرا مال اسباب کون
بچائیگا اور دیگر مہاجرین کے عزیز و اقارب اونکے مال کی خبرداری کرینگے اور یہ مین جانتا
ہون کہ اللہ تعالی آپکو فتح دیگا میرے اس لکہنے سے کچہہ ضرر نہوگا آپنے فرمایا سچ ہے حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حکم ہو تو اس منافق کی گردن مارون آپنے فرمایا کہ اے عمر یہ
اہل بدر سے ہے اور تم نہین جانتے ہو اے عمر کہ اللہ تعالی نے ایک توجہ خاص کی اہل بدر
پر اور اونہین فرمایا اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ یعنے جو تمہارے جی مین آوے
کرو مینے تمہین بخشدیا یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رقت طاری ہوی رونے لگے
اور کہا اللہ اور اللہ کا رسول خوب جانتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب
بن ابی بلتعہ کو رخصت کر دیا کچہہ سزا نہ دی اور مجمع البیان طبرسی مین لکہا ہے فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
وَمَا یُدْرِیْکَ یَا عُمَرُ لَعَلَّ اللّٰہَ اَطْلَعَ عَلٰی اَہْلِ بَدْرٍ فَغَفَرَ لَہُمْ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ
اور تفسیر خلاصۃ المنہج مین یون لکہا ہے کہ خدای تعالی بدریان را وعدہ مغفرت دادہ
ایشان را بخطاب مستطاب اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ نوازش فرمودہ۔ بعد اسقدر بیان

کے حافظ امام صاحب کی خدمت مین عرض کرینگے کہ حضور اب ذرا آپ اس مومن پاک سے دریافت فرماوین کہ یہ تفسیر تمہارے مذہب کی کتاب مستند مین ہے یا نہین جس وقت امام صاحب دریافت فرماوینگے مومنین پاک مرحبا کہینگے اور جواب نہ دے سکینگے اوسوقت حافظ عرض کرینگے کہ حضور نے اونکی دینداری کو ملاحظہ فرمایا کہ جنکے نسبت اللہ پاک فرماتا ہی کہ جو تمہارا جی چاہے کر دینے تمکو بخشدیا اونکے نسبت یہ لوگ ایسی بے ادبیان کرتے ہین خدا سے خوف نہین کرتے اور اب حضور اپنے اباجان کی تفسیر کو ملاحظہ فرمائی کہ آپکی والد ماجد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت کیا تحریر فرماتے ہین اِنَّ اللّٰہَ اَوْحٰی اِلٰی اٰدَمَ اِنَّ اللّٰہَ لَیَفِیْضُ عَلٰی کُلِّ وَاحِدٍ مِنْ مُحِبِّیْ مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مَا لَوْ قُسِّمَتْ عَلٰی کُلِّ عَدَدِ مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ طُوْلِ الدَّھْرِ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَکَانُوْا کُفَّارًا لَاَدَّاھُمْ اِلٰی عَاقِبَۃٍ مَحْمُوْدَۃٍ وَالْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ حَتّٰی یَسْتَحِقُّوْا بِہِ الْجَنَّۃَ وَاِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ یُبْغِضُ اٰلَ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابَہٗ اَوْ وَاحِدًا مِنْھُمْ لَعَذَّبَہُ اللّٰہُ عَذَابًا لَوْ قُسِّمَ عَلٰی مِثْلِ خَلْقِ اللّٰہِ لَاَھْلَکَھُمْ اَجْمَعِیْنَ ترجمہ خدای عزوجل نے وحی کی آدم پر کہ خدا اُن لوگون پر جو محبت رکھتے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اونکی آل سے اور اونکے اصحاب سے ایسی رحمت نازل کریگا کہ اگر وہ تقسیم کیجاوی اوپر تمام مخلوقات کے اول سے آخر تک تو وہ کافی ہے اور اگر سب کفار ہون تو انکی عاقبت بہی اچہی ہوجاوے اور وہ مومن ہوجاوین مستحق جنت کے اور اگر کوئی آدمی دشمنی کریگا ساتھ آل محمد کے اور اصحاب محمد یا ایکسی بہی ان مین سے تو خدا اُس پر ایسا عذاب نازل کریگا کہ اگر وہ عذاب نازل ہو تمام مخلوقات پر تو وہ سب کے سب ہلاک ہوجاوین بعد اسقدر بیان کرینگے حافظ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین عرض کرینگے کہ حضور نے اپنے اباجان حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر سورہ بقر کی روایت کو ملاحظہ فرمایا اب انکے واسطے کیا حکم ہوتا ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھین یا نہین اور

اس ناصبیہ سے حضور دریافت فرمائیں کہ یہ قول امام حسن عسکری علیہ السلام کا ہے یا نہین
یا وہ مومنین اس سے انکار کرین یا اقرار ازانجا کہ انکار ہو ہی نہین سکتا لہذا اقرار لازم آیا
حضرت امام صاحب فرما دینگے ای حافظ مین تیرے عقیدے اور ایمان سے بہت خوش ہوا
تم لوگ یعنے اہل سنت وجماعت ایمان کے پکے ہو اور اپنے عقاید مین بہت سچے ہو اللہ اور
رسول تمہارے عقاید سے خوش ہوا و روافضی اور اہی محب اہل بیت دیکھا سکو عقیدہ کہتے
ہین کہ لاکہ لاکہ طرح سے ڈرایا اور دہمکایا کہ اصحاب کی محبت سے باز رہو اور اونسے بیزاری
ظاہر کرو مگر چونکہ قران اور حدیث نبوی صلعم انکا دین اور ایمان ہے اور ہم اہل بیت پر فدا
انکی جان ہے حق بات پر یہ ضرور قایم رہینگے اور تم لوگ لاکہ ہماری محبت کا دم بہرو مگر
تقیہ سے باز نہ اوگے یہ صاحب عرض کرینگے ای اقای نامدار باعث عداوت دلی کے سنیون
نے ہم لوگون کو بدنام کر رکہا ہے ورنہ محب اہل بیت اور شیعان شیر خدا ہی کہین تقیہ کرتے
ہین حافظ کو تاب نہ رہیگی کہینگی چہ خوش جہوٹ ہی بولون تو سامنے یہ بات مخالف صاحب
کو نہایت ناگوار گذریگی کہ ایسی وقت نازک مین کہ امام صاحب کی نظر بدلی ہوی معلوم
ہوتی ہے اس نے بیچ کنی کی اور یہ ہی خیال ہوگا کہ ہماری کتابون سے اس سنی کو کیا غرض
دوسرے کتاب ہی اسکو دستیاب ہونا غیر ممکن ہے یہ سوچکر نہایت غصہ سے کہینگی اگر تم یہ بات
ہمارے کتاب سے ثابت کر دو کہ شیعہ بمقابلہ سنی تقیہ کر جاتے ہین تب ہم جانین کہ تم سچے ہو حافظ
کہینگے تقیہ سے تو نہین کہہ رہی ہوا ثنا حافظ کا کہنا غضب ہو جائیگا شیعہ صاحب تو میان سے
باہر ہو جاوینگی اور کہینگے کہ تمنے ثابت نکیا تو تمہارے حق مین اچھا نہوگا حافظ کہینگے کیون اتنا گرم
ہوتے ہو مین تو لکھی ہوئی روایت بیان کرتا ہون اپنے دل سے گڑہ کر نہین کہتا تمہاری کتاب
موجود ہے دیکہہ لو میرزن صاحب حضرات شیعہ کے قبلہ وکعبہ حدیقۃ سلطانیہ کے باب سوم مین تحریر
فرماتی ہین از حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام منقولست کہ بعض مخالف از سرکشان بمجلس
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام در آمدہ بمردی از شیعان آنحضرت گفت کہ ما تقول

فِی الْعَشَرَۃِ مِنَ الصَّحَابَۃِ یعنی چہ میگوئی درحق عشرہ بشرہ از صحابہ پیغمبر شیعہ گفت میگویم در
حق شان کلمہ خیری کہ خداوند عالم بسبب آن گناہان مرا فرو میریزد و درجات مرا بلند میفرماید ای
صاحب یہ تقیہ ہے یا اور کچھ صحابہ کی عداوت مذہب تشیع کی عبادت مشہور ہے روزے نماز
کی ضرورت نہین صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا کرے بہشت بریں اوسکا مکان ہے
اور یہان پہ بخوف سنی یہ بیان ہے کہ (میگویم درحق شان کلمہ خیری کہ خداوند عالم بسبب آن
گناہان مرا فرو میریزد و درجات مرا بلند میفرماید) اب فرمائی کہ یہ تقیہ نہین ہے تو کیا ہے کہ
سامنے سنی کے اچھا کہو اور پیچھے برا بتاؤ حضرت امام صاحب فرماوینگے کہ ای حافظ جب شیعہ
سے ایسے کلمہ سنی نے سنے تب کیا کہا حافظ نے جواب دیا حضور وہ بہت خوش ہوا اور کہنے
لگا (حمد و شکر برای خداست کہ مرا از دشمنی تو نجات داد من گمان داشتم کہ تو رفض و بغض
اصحابہ کبار رداری مرد مومن بار دیگر گفت آگاہ باش ہر کسیکہ از صحابہ یکی را دشمن دارد
بر وست لعنت خدا ناصبی گفت شاید تاویلی کردہ لکن صاف بگو ہر کسیکہ عشرہ بشرہ را دشمن
دارد درحق او چہ میگوئی مرد مومن گفت ہر کسیکہ عشرۂ صحابہ را دشمن دارد بر وست لعنت
خدا و ملائکہ و تمامی خلق پس آن ناصبی از جای خود برجست و سرش را بوسہ داد و گفت
کہ بخش مرا من ترا برفض متہم ساختہ بودم مرد مومن گفت بر تو چیزی نیست من باین رفتہ
از تو مواخذہ ندارم تو برادر منی پس آن ناصبی ازان جا برفت حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام فرمود کلا بلی محکمی گفتی بر خداست جزای تو ہر آئینہ ملائکہ از حسن توریہ تو خوشنود
شدند کہ دین خود را از اختلال نگاہ داشتی و خود را از دست او رہاندی زاد اللّٰہ فی محالفینا
کے الی عجیے یہ سنکر حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماوینگے ای حافظ سچ بتا تیرا کیا گمان
ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایسا فرمایا ہوگا حافظ عرض کرینگے کہ حضور سچ
تو یہ ہے کہ مین بخدا عرض کرتا ہون کہ جتنی باتین شیعہ لوگ اہل بیت کی مظلومی اور خلفا
کے ظلم کی بیان کرتے ہین اور اہل بیت کیطرف تقیہ وغیرہ کی نسبت دیتے ہین سنی سبکو

سب کو اختراع اور جھوٹ جانتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ فرقہ گمراہ کیا ہوا اوسے عبداللہ
ابن سبا یہودی یمنی صنعانی کا ہے امام صاحب فرماوینگے اوسنے کیونکر گمراہ کیا عرض
کرینگے کہ حضور خلفاے راشدین کے زمانے مین اسلام کو رونق ہوئی اور فتوحات بلاد
بعنایت ایزدی پے درپے ہونے لگی آخرکار یہودیون سے سخت مقابلہ اور مقاتلہ ہوا
اللہ تعالی نے مسلمانون کو یہودیون پر غلبہ دیا یہودی لوگ بہت قتل ہوئے اور تھوڑے
اپنی جان بچاکر وطن چھوڑکر بھاگ گئے زن وبچہ اونکے اہل اسلام کے لونڈی غلام ہوئے
اور فتوحات اسلام بعنایت الٰہی روزبروز زیادہ ہوئی اور چارون طرف اسلام
کے ڈنکے بجنے لگے کل ملک اہل اسلام کے قبضے مین آیا اوسوقت یہ سخت حیران ہوئے
کہ اب تو بجز کلمہ پڑہے جان بچنی دشوار معلوم ہوتی ہے چلو ظاہر مین کلمہ پڑہکر مسلمان
ہوجاؤ کیا عجب ہی جو خلیفہ وقت ہملوگون کی لیاقت علمی اور شرافت خاندانی
دیکھیان کرکے کسی جگہہ کا حاکم مقرر کردین غرض بطمع دنیا عبداللہ بن سبا معہ چند لوگ
اپنی قوم کے آکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین بظاہر مسلمان ہوا اور
موقع پاکر خواستگار کسی معزز عہدے کا ہوا چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اونہون نے اسمین خلوص ایمان نہ پایا لہذا اوسکی
درخواست نامنظور فرمائی اسنے یہ خیال کیا کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوجائین
تو عجب نہین ہی کہ انکے انتظام مین مجھکو کوئی عہدہ ملجائے اس خیال سے اس نے
لوگون کو بہکانا شروع کیا کہ خلافت حق حضرت علی رض کا ہے عثمان رض کو خلافت سے
معزول کرنا چاہیے یہ خبر حضرت عثمان رض کو پہنچی آپنے مدینہ منورہ سی نکلوادیا یہ
کوفی اور بصری و مصر مین جاکر توڑجوڑ کرنے لگا غرض اسلام مین اسنے رخنہ ڈالدیا
مسلمانون کے دو فرقے کرادیے اول تو اسنے یہ ڈھنگ ڈالا کہ اہل بیت کا شیعہ
بناکر اور اپنی قوم کے لوگون کو اور اپنے شاگردون کو اہل بیت کا دوست داربنایا

بعد مین اصحاب کو برا کہنا شروع کرایا جب یہ عقیدہ لوگونکا پکا ہوگیا تب اہل بیت کی
در پردہ مظلومی بیان کرکے ہجو شروع کی چنانچہ اصحاب کو علانیہ طور پر تبرا کہنا اور
اہل بیت کو در پردہ تبرا کہنا جاری کرادیا اور عوض مسلمانون سے پوری طور بدلا لے
لیا۔ یہ سنکر حضرت امام صاحب فرماوینگے کہ کچھ اسکا ثبوت ہے حافظ عرض کرینگے مین اچھی طرحسے ثبوت دیسکتا ہون کوئی بات
بے ثبوت زبان سے نہین کہتا ارشاد ہو تو ابھی وہی ابن سبا کے پیروکارونکا بیان عرض کرون حضرت امام صاحب فرماوینگے
بیان کرو عرض کرینگے کہ یہ تو حضور پر روشن ہے کہ اہل سنت رجعت کے قایل نہین اور
زمانۂ رجعت مین خاص شیعان پاک محبان اہل بیت کا زمانہ ہوگا کوئی سنی زندہ نہوگا
جو اہل بیت کی معاذ اللہ عداوت ظاہر کرے ایسے خاص زمانے مین تقیہ بھی طاق پر
رکھدیا جاویگا شیعان علی بے خوف محبت اہل بیت ظاہر کرینگے فضائل اور مناقب
اہل بیت کے سوا دوسرا کام نہوگا ایسے زمانۂ خاص کو مومنین نے پنا یا ہے نہ پاوینگے
اگر اس زمانۂ رجعت مین بھی شیعان علی اہل بیت کے نسبت کلمۂ توہین بیان کرین
تو صاف یقین ہوسکتا ہے کہ یہ دشمن اہل بیت ہین اور اوسی عبداللہ ابن سبا کے
پیروکار ہین یا نہین اسکا حضور جواب دین اور اس مومن پاک سے جو غیبت صغریٰ
مین وکیل حضور کا رہا ہے میری طرف سے جواب طلب فرماوین شیعہ صاحب سے امام
صاحب الامر ارشاد فرماوینگے کہ بولو کیا کہتے ہو شیعہ صاحب دہیان کرینگے کہ
رجعت کا زمانہ خاص اپنا ہی سنیون کا وہان گذر نہین وہ تو محرم کی آٹھوین سے زیادہ
مقفل رہیگا علاوہ ازین پردۂ زمین پر سنیون کا ہونا غیر ممکن ہے سب سنی
اوس زمانے مین مردہ پڑے ہونگے کتابین جو رجعت کی ہین اونکے مولف مومنین
پاک کو ہدایت فرما گئے ہین کہ کافی کلینی سے زیادہ محفوظ رکھنا خبردار خبردار چاہے
بارش مین کیڑے کہا جایئن مگر دہوپ نہ دکہانا ایسا نہو کہ دہوپ کی گرمی سے حروف
اوڑ جایئن اور سنیون کے ہاتہ لگین ان سب باتون کا خیال کرکے بدوہڑک بول اوٹھینگے

کہ ہان اگر اسبات کو جو بڑے دعوی سے کہہ رہے ہین اور ڈینگ مار رہے ہین ثابت کرین تو یہ سچے اور ہم جھوٹے اور اگر ثابت نکیا تو یہ جھوٹے اور ہم سچے حافظ کہینگے یہ بات ٹھیک نہین جھوٹ کو تمہارے مذہب مین عبادت جانتے ہین جھوٹ بولے گو یا عبادت کی یہ کہو اگر ثابت کر دیا تو محبان اہل بیت سے نہین بلکہ دشمنان اہل بیت سے ہین شیعہ صاحب کہینگے اگر ثابت نکیا تو یہی کلمہ تمپر بھی عاید ہو گا حافظ جواب دینگے کیا مضایقہ اور حضرت امام صاحب کو اپنی طرف مخاطب کرکے عرض کرینگے کہ حضور دشمنان اہل بیت کا بیان ملاحظہ فرمایئے اور اپنے دربار سے اپنے دشمنون کو نکلوا دیجئے امام صاحب فرماینگے بھلا بیان تو کرو حافظ عرض کرینگے حضور یزیدیون نے ہاتھون سے کیا ہے اور مؤمنین پاک زبان سے کہکر اپنے دل کا غبار اظہار کرتے ہین کہ جسکے بیان کرنے سے رونگٹا رونگٹا کا نپتا ہے فرماینگے نقل کفر کفر نباشد عرض کرینگے ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی رسالہ رجعت کی حدیث دوازدہم مین شیخ قطب الدین راوندی وغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہین صفحہ ۷۵ سطر ۶ (کہ حضرت امام حسین ع بیرون آید از زمین با ہفتاد کس از اصحابش کہ با وشہید شدہ اند وہمگی خودہائے طلائے بر سر داشتہ باشند۔ ودر روایت دیگر ہفتاد پیغمبر با و بیرون آیند چنانچہ با حضرت موسیٰ بودند وہمہ ایشان بمردم برسانند کہ این حسین بن علے ست کہ خروج کردہ است تا آنکہ مردم باوشک نیاورند وبدانند کہ دجال وشیطان نیست) معاذ اللہ یہ سنکر حضرت امام مہدی ع کانون پر انگلی رکھ لینگے اور فرماوینگے بے شک یہ فرقہ گمراہ ہوگیا ہے حافظ عرض کرینگے حضور ع نیش عقرب نہ ازپئے کینست بمقتضائی طبیعتش اینست آپ حضور کو میرے کلام کی تصدیق ہوئی یا نہین اسیطرح سے یہ شیعان علی رضہ تمام اہل بیت کی اہانت بیان کرکے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگایا کرتے ہین حتی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہین چھوڑتے رجعت مین کہ زمین پھوڑ مخلوق سا ہو گے

سوائے شیعان علی اور محبان اہل بیت کے کوئی دشمن اہل بیت نہین ہوگا جو حضرت
امام حسین عؑ کو معاذ اللہ شیطان اور دجال سے مناسبت دے پس اب بیان سے
اہل انصاف پر صاف ظاہر اور واضح ہو جائیگا کہ محب اہل بیت کون ہے اور دشمن
اہل بیت کون پس تحقیق ہو گیا کہ انہین محبان اہل بیت نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا
کی نسبت بہی هُوَ اَوَّلُ فَرْجٍ غُصِبَتْ مِنَّا لکھکر حضرت امام جعفر صادق عؑ کی طرف افترا
کیا ہے یہ بیان بہی انہین مومنین پاک کا ہے کہ حضرت عمر رضؓ نے حضرت فاطمہ عؑ کے شکم
مبارک پر کوڑا مارا جسکے صدمے سے حمل اسقاط ہوا اور حضرت محسن شہید ہوئے یہ کلام
بہی انہین مومنین پاک کا ہے کہ حضرت علی مرتضی شیر خدا کی گردن مین رسی باندھ کر
گھسیٹا کتاب حملہ حیدری ؎ بدستِ عمر بود یک ریسمان + دگر در کفِ خالدِ پہلوان +
فگندند در گردن شیر نر + کشیدند اورا بر بوبکر + اور پہر ملا باقر مجلسی ایک روایت
بیان ہجرت مین لکھتے ہین جسکو کسی نے آجتک نہ سنی ہوگی وہ یہ ہے کہ ایک خارجی
نے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ سے کہا کہ اوسوقت آپ کہان تھے جب
حضرت ابوبکر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار مین تھے آپ نے فرمایا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سویا ہوا تہا اور آپ پر اپنی جان فدا کیے
ہوئے تہا جب قریش مع صلاح جنگ آئے اور آپکو نہ دیکہا غصہ ہوئے اور مجہپر نہایت
ظلم و تعدی کی اور زنجیرون سے مجہکو باندھکر مکان مین قید کیا اور ایک عورت کو پہبان
مقرر کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش مین گئے پس مینے ایک آواز سُنی کہ
کہ کسی نے کہا یا علی پس سب درد میرے بدن کا دفع ہوگیا ناگاہ دوسری آواز سُنی
کہ کسی نے کہا یا علی پس زنجیرین مجہسے جدا ہوگئین پس تیسری آواز سنی کہ کسی نے کہا
یا علی یکبیک دروازہ کہل گیا اور مین نکل آیا اصل عبارت اوسکی یہ ہے حیات القلوب
جلد دوم صفحہ ۱۰۱۳ قطب راوندی روایت کردہ است کہ یکی خارجی با امیر المومنین

گفت کجا بودی در وقتیکہ ابوبکر با حضرت رسول صلعم در غار بود فرمود کہ در جای آنحضرت خوابیدہ بودم و جان خود را فدای او کردہ بودم و چون قریش با حربہ و سلاح خود آمدند و آنحضرت را ندیدند در خشم شدند و ظلم و تعدی ببسیار کردند و مرا بزنجیرہا بستند و در خانہ انداختند و در خانہ را قفل کردند و زنی را پاسبان من کردند و بطلب آنحضرت رفتند پس صدائی شنیدم کہ کسے گفت یا علی پس ہمہ دردہا از من برطرف شد ناگاہ صدائے دیگر شنیدم کہ کسی گفت یا علی پس زنجیرہا گسیختہ شد و افتاد پس صدائے دیگر شنیدم کہ یا علی ناگاہ در گشودہ شد و بیرون آمدم اب جو کچھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہیں بے ادبیان مومنین پاک کرتے ہیں اوسکو ملاحظہ فرمائیے حیات القلوب حصہ دوم باب پنجاہ و چہارم صفحہ ۵۰۶ سطر ۱۹ از ملا باقر مجلسی کلینی بسند صحیح از حضرت صادق ع روایت کردہ کہ روزے ابوبکر و عمر نزد ام سلمہ آمدند و گفتند ای ام سلمہ تو پیش از آنکہ بحبالۂ رسول خدا در آئی زن مرد دیگر بودی بگو کہ رسول خدا در قوت مجامعت با او چونست ام سلمہ گفت کہ نیست او درین باب مگر مانند سایر مردان چون آن دو منافق (معاذ اللہ خدا سمجھیگا) بیرون رفتند حضرت رسول صلعم داخل خانہ شدہ ام سلمہ از گفتۂ خود پشیمان شدہ ترسید کہ در باب او امرے از آسمان نازل شود پس مبادرت نمود و بخدمت حضرت عرض کرد آنچہ میان او و میان آن دو منافق (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) گذشتہ بود پس حضرت بمرتبۂ در غضب شد کہ رنگ مبارکش متغیر گردید و عرق غضب در میان دو دیدہ اش پیچیدہ و از خانہ بیرون آمد و ردائی مبارک خود را از شدت غضب بر زمین میکشید تا آنکہ بمنبر بالا رفت و انصار را طلبید و چون ایشان آن حالت را دیدند ہمگی اسلحہ جنگ پوشیدند و چون ہمہ حاضر شدند حضرت حمد و ثنای حق تعالی ادا نمود و فرمود کہ ایہا الناس چہ سبب دارد کہ گروہی از منافقان تتبع عیب من میکنند و از غیب من سوال مے نمایند الی آخرہ پس انصار برخاستند

وگفتند یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عفو کن از ما تا خدا عفو کند از تو بدرستیکہ حق تعالے
ترا برای رحمت فرستادہ است وچون عادت آنحضرت آن بود کہ چون نزد او سخن میگفتند
وشفاعت میکردند شرم میکرد وعرق حیا از جبین با صفایش میریخت ودیدہ از دید بہامی
مردم می پوشید پس از منبر فرود آمد وبخانہ رفت وچون سحر شد جبرئیل بر آنحضرت نازل شد و
کاسۂ از ہریسۂ بہشت برای آنحضرت آورد وگفت یا محمد این ہریسہ را حور العین برای تو ساختہ
اند پس بخور ندا از ان تو وعلی وفرزندان شما بدرستیکہ صلاحیت ندارد غیر شما را کہ از ان بخورد
پس حضرت رسول وعلی وفاطمہ وحسن وحسین نشستند واز ان ہریسۂ تناول نمودند پس بان
سبب حق تعالی بحضرت رسول علیہ السلام در مجامعت قوت چہل مرد کرامت فرمود وبعد
از ان چنان بود کہ ہرگاہ میخواست در یک شب با جمیع زنان خود مقاربت می نمود۔ بعد
اسقدر بیان کے حافظ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین عرض کرینگے کہ
حضور اب ذرا مہربانے فرما کر اپنے شیعون سے دریافت فرمائین کہ یہ تمنے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان کی ہے یا توہین میرے خیال مین تو یہ بات آتی ہے
کہ صرف مومنین پاک نے حضرت شیخین کی شان مین بدزبانی کرنیکو یہ بیہودہ روایت
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف منسوب کرکے اپنے عبادت ادا کی ہے استغفر اللہ
مومنین کو یہ خیال نہین کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہی بے حیاے اس روایت سے
ظاہر ہوتی ہے کیون اونہون نے غیر مردون سے نبی کا راز فاش کیا کیا یہ بہی کوئی
مسئلہ تہا اور اگر مسئلہ بہی ہوتا تو نبی صاحب تو موجود تہے یہ کہدیا ہوتا کہ حضرت سے دریافت
کرلو۔ ہمسے کیون ایسی بات دریافت کرتے ہو نہ کہ یہ کہدینا کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
بہی قوت مجامعت مین مثل اور مردون کے ہین معاذ اللہ اور طرہ یہ کی انہین روایتون
کو بیان کرکے ذاکرین مومنین کو رلاتے ہین اور مومنین چیخین مار مار کر داویلا مچاتے
ہین کہ شیخین معاذ اللہ کیسے سخت دل تہے جو ازواج مطہرات نبی سے ایسے باتین دریافت کریا

کرتے تھے نہیں وہ بیان کرتی کہ یہ کلام تو شیخین کا نہیں ہر کہ قوت باہ کے ہریسہ کے کھانے مین
حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کو کسنے شریک کیا یہ بیان شیخین کا ہے یا مومنین کا کیون نہو عبد اللہ
بن سبا تیرا سلب شیعہ تھے خوب حاصل ہوا اب ذرا حضور مومنین سے دریافت فرماوین
کہ یہ محبت اہل بیت کی ہے یا عداوت اس فرقہ کو شرم نہین آتی کہ اپنے کو محب اہل بیت
بھی کہتے جاتے ہین اور اہل بیت کی توہین بھی کئے جاتے ہین اور سچ تو یہ ہے کہ
جب حضور کے جد امجد حضرت رسول اللہ صلعم مومنین کو معافی کا پروانہ عنایت فرماتے
تو یہ لوگ ایسی بے ادبی نکرتے بسبب اوسی پروانگی کے انسے جو نیک کام ہوتے ہین
انکے اعمال نامہ مین لکھے جاتے ہین اور جو بد فعل ہوتے ہین وہ حضرت رسول اللہ
صلعم پر بیبا والد لادے جائینگے یہ سنکر امام مہدی ع فرماوینگے حافظ توبہ کر
کیا بکتا ہے حافظ عرض کرینگے حضور نقل کفر کفر نباشد مین تو مومنین کا بیان عرض
کرتا ہون حق الیقین کے صفحہ ۲۲۰ سطر ۱۴ کو ملاحظہ فرماوینگے اور مولف اسکی ملا باقر مجلسی مین
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ
عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا مفضل پرسید از حضرت امام جعفر صادق ع کہ چہ گناہ داشت حضرت
رسول خدا کہ حقتعالی میفرماید کہ تا بیامرزد از برای تو اللہ تعالی آنچہ گذشتہ است از گناہان تو وآنچہ ماندہ
است وبعد ازین خواہد شد حضرت صادق فرمود کہ ای مفضل رسول خدا دعا کرد کہ خداوندا گناہان
شیعیان برادرم علی بن ابیطالب وشیعیان فرزندان من کہ اوصیای من اند گناہان گذشتہ وآیندہ
ایشانرا تا روز قیامت برمن بار کن ومرا در میان پیغمبران بسبب گناہان شیعیان رسوا مکن پس
حقتعالی گناہان جمیع شیعیان را بران حضرت بار کرد وہمہ را از برای آن حضرت آمرزید
حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۳۱۲ مین لکھتے ہین کہ جب کفار قریش جستجوی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مین غار ثور پر پہونچے پس یکی از قریش رو بغار نشست کہ بول کند
ابوبکر گفت کہ این مرد مارا دیدہ حضرت فرمود کہ خدا نمیگذارد کہ مارا ببیند واگر مارا میدید

عورت خود رازو بالکی کشود۔ معاذ اللہ۔ دوستی بے خرد خود دشمنی ست ۔ ای حضرات شیعہ اگر تمہاری اس روایت لغو کو غیر مذہب والے دیکھیں یا سنیں تو کیا خیال کرینگے اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر کیسا سخت طعن کرینگے واہ عبداللہ بن سبا کیون نہو تیرا مطلب اس فرقے سے خوب حاصل ہوا مرزا محمد ہادی ابن مرزا علی صالح باشندہ لکھنؤ حضرت خاتون جنت کی نسبت اور حضرت شیر خدا کی نسبت کلمۂ توہین لکھکر اپنے دل کا بخار نکالتے ہین اور خلفاے راشدین کی طرف عاید کرتے ہین اشتہار ضروری جو کل ڈیڑھ جز کا ہے جسمین دس سوال تحریر کیے ہین چنانچہ تیسرے سوال مین بڑے شد و مد سے لکھتے ہین کہ حضرت ابوبکر رضہ نے حضرت شیر خدا اور حضرت سیدہ ع کو بالمشافہ فرمایا اِنَّمَا هُوَ ثَعْلَبٌ شَهِيدُهُ ذَنَبُهُ مُرِبٌّ لِكُلِّ فِتْنَةٍ هُوَ الَّذِي يَقُولُ كَرُّوهَا جَذَعَةً بَعْدَ مَا هَرِمَتْ يَسْتَعِينُونَ بِالضَّعَفَةِ وَيَسْتَنْصِرُونَ بِالنِّسَاءِ كَأُمِّ طِحَالٍ أَحَبُّ أَهْلِهَا إِلَيْهَا الْبَغْيُ یعنے نہین ہے وہ مگر مثل لومڑی کے کہ گواہ رکھتی ہے اپنے دعوے پر اپنی دم کو وہ پالتا ہے ہر فتنہ و فساد کو وہ چاہتا ہے کہ فتنۂ پارینہ کو تازہ کرے اب جو کچھ نہو سکا تو مدد چاہتا ہے ضعیفون اور عورتون سے مانند ام طحال کے کہ وہ دوست رکھتی تھی زناکارون کو۔ معاذ اللہ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ اچھا محبان اہل بیت نے حق محبت اہل بیت کو ادا کیا اور شیر خدا کی شجاعت کو بیان کیا جو لومڑی سے معاذ اللہ مناسبت دی اور حضرت خاتون جنت کو ام طحال سے مثال دیکر خوب ہے عبداللہ ابن سبا کا عوض لیا اور اسی مناقب کے بدلے مین نصف حسنات حضرت شیر خدا کی اور نصف حسنات حضرت خاتون جنت کی اور نصف حضرت امام حسن ع اور نصف حضرت امام حسین ع اور نصف حسنات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شیعان کو ملے اور اللہ پاک نے بعوض اس مناقب کے شیعان پاک کو بہشت برین عطا فرماکر تمام گناہ عفو فرمائے اسی مناقب کے سہارے یہی مرزا محمد ہادی صاحب اپنی کتاب کاشف سر خفی فی شہادت حسین بن علی کے

صفحہ ۱۰۵ اور ۱۰۷ مین تحریر فرماتے ہین کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
خانہ جناب امیرؑ مین تشریف لائے اور ہنس کے فرمایا کہ سلام ہو تجپر اے علی حضرت نے
جواب سلام دیا اور تعظیم کے لئے سب اہلبیت اوٹھے جناب امیرؑ نے حضرت سے خوشی کا
سبب پوچھا حضرت نے فرمایا اے علی نازل ہوئے جبرئیل اور بشارت دی مجھے جانب
خدا سے کہ جتنے شیعہ علی ہین ہم سب کو بہشت مین داخل کرینگے جناب امیرؑ نے پہلے
سجدہ شکر کیا اور پھر عرض کی کہ یا حضرت مین آپ کو گواہ کرتا ہون کہ مینے نصف حسنات
اپنے شیعون کو بخشے جناب سیدہ نے بھی کہا اے بابا مینے بھی نصف حسنات علیؑ کے
شیعون کو بخشے جناب امام حسن اور امام حسینؑ نے بھی یون ہی فرمایا پس جناب
رسول خداؐ نے فرمایا ای اہل بیت میرے تم مجھسے کریم تر نہین ہو جب تم نے یہ
کرم کیا۔ اِنِّیْ اَشْهَدُکُمْ وَهَبْتُ لِشِیْعَتِهٖ بِنِصْفِ حَسَنَاتِیْ یعنے مین بھی تمھین گواہ
کرتا ہون کہ مینے بھی اپنے نصف حسنات علیؑ کے شیعون کو بخشے پس آواز آئی جانب
خدا سے کہ اے اہل بیت تم مجھسے زیادہ کریم نہین ہو جب تمنے یہ کرم کیا تو سنو اِنِّیْ غَفَرْتُ
لِشِیْعَتِهٖ ذُنُوْبَهُمْ جَمِیْعًا یعنے ہمنے بھی بخشا شیعان علی کو اور انکے سب گناہونکو لیکن
معلوم نہین کہ کس حسن خدمتی کے عوض مین یہ بخشش شیعون کے حق مین ہوئی اور کون سا
کارنمایان جو کسی سے نہو سکے انسے ظاہر ہوا کہ جسکی وجہ سے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپکی اہل بیت نے نصف نصف حسنات اپنے بخشدیے۔ ظاہرا تو اعلی درجے کی برائی
کا کام جو کسی سے نہو سکے انہین سے ہوا ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنی مدد اور
بیعت کے حیلے سے بلوایا پھر بیوفائی کرکے عمر و ابن سعد کے شریک ہوکر قتل و غارت
کیا جلہ نا کردنی جو دشمن سے بھی کرنے مین انسانے محبت مانع آتی ہی انواع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کین فرات کی ندی کا پانی جو جانور تک پیتے تھے
جگر گوشگان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نور چشمان علی و فاطمہ علیہما السلام کو

ندیا تہی نہیں بچون سے بہی قطرہ آب فرات کا عطا نکیا چنانچہ جامع التواریخ کے
صفحہ ۵۱۵ سطر چار مین جو لکہنو مین مطبع منشی نول کشور صاحب کے چہپی ہے لکہا ہے۔
اتفاق شیعہ بر طلب خون امام حسین علیہ السلام در تاریخ کلیات بنی امیہ آوردہ اند
کہ طائفہ کہ با مسلم بن عقیل بیعت کردہ نامہا نوشتہ امام حسین علیہ السلام را طلب داشتہ
مسلم را مدد نکردند تا او بہ تیغ ستم کشتہ شد بعد از ان در ظل رایت عمرو سعد بہ کربلا
رفتہ امام و اہلبیت را نیز بقتل رسانیدند چنانچہ سابق ذکر یافت بعد از چندگاہ متنبہ
شدہ انگشت تحیر بدندان گزیدن و بر خود نفرین کردن گرفتند و گفتند کہ خسران دنیا و
آخرت نصیب ما شد مسیب بن نجبہ آغاز سخن کردہ گفت اگر ما از اعمال سیئہ خود نادم
گشتہ دست در دامن توبہ و انابت زنیم و خویشتن را در معرض تلف آریم چنانچہ بنی اسرائیل
تیغ بر یکدگر نہادند شاید خدای عزوجل توبہ ما قبول و جرایم ما را عفو فرماید الی آخر الذکر

ترجمہ اتفاق شیعہ طلب خون امام حسین علیہ السلام پر۔ تاریخ کلیات بنی امیہ مین
بیان کیا ہے کہ جس طائفہ نے مسلم بن عقیل سے بیعت کرکے خطوط بہیجے تہے اور امام حسین
علیہ السلام کو طلب کیا تہا مسلم کی مدد نکی یہانتک کہ وہ تیغ ستم سے مارے گئے بعد اسکے
پہر سایۂ نشان عمرو بن سعد کے کربلا مین جاکر امام اور اہلبیت کو بہی قتل کیا جیسا کہ
پہلے ذکر ہوا تہوڑے دنون کے بعد متنبہ ہوکر حسرت اور اپنے اوپر نفرین کرنے لگے
کہا کہ خسران (نقصان) دنیا اور آخرت کا ہمکو نصیب ہوا مسیب بن نجبہ نے ذکر شروع
کرکے کہا کہ اگر اپنے اعمال سیئہ سے توبہ کرین اور اپنے تئین ہلاکت مین ڈالین
کہ بنی اسرائیل نے آپسمین لڑائی کی اور قتل ہوئے تو شاید خدای عزوجل توبہ ہماری
قبول کرے اور گناہ معاف کرے انتہی اور کتاب روضۃ الصفا صفحہ ۵۹۷ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور
مین بہی قریب قریب اسی مضمون کے ہے بلکہ زاید کچہہ اس سے ہے۔ اور کتاب
سنینین الاسلام تالیف ڈاکٹر جی ڈبلیو لیٹنر صاحب بہادر مطبوعہ انجمن پنجاب صفحہ ۳۹

مین لکہا ہے بہت سے اہل کوفہ جنہون نے حسین بن علی کو خط بہیجکر بلایا اور پہر رفاقت نہ کی اب زمانہ کا رنگ دیکہو بہتا ہے) الی اخرہ۔ پس کسیطرح عقل مین نہین اتا کہ یہ افعال اور جرائم جو خاندان نبوت سے ان لوگون نے کئے جسپر اونہین کی معتبر کتاب تاریخ روضۃ الصفا گواہ ہے یہ احسان حضور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت سے عطیات نصف اعمال حسنہ کا فرمایا گیا ہو بدیہی البطلان ہے۔ اسکے علاوہ کوئی بات سمجھ مین نہین آتی کہ کس حسن خدمت کے صلہ مین یہ مرتبہ حضرات شیعہ کو ملا نہ خدا و رسول و حضرات اہل بیت نے کچھ تصریح فرمائی نہ مرزا محمد ہادی صاحب نے کچھ بیان فرمایا شاید اس پوشیدگی کی وجہ خاص یہ ہو کہ کہین اہل سنت وجماعت بہی ویسے کام کر کے نصف باقیات حسنات جناب مقدسین ممدوحین سے حاصل کر کے مقام حضرات شیعہ مین پونچین تو بڑے مشکل پیش آوے بایں چالاکی مرزا محمد ہادی صاحب نے اوس امر کو جسکی سبب یہ مراتب شیعان کو حاصل ہوئی نہین لکہا اور نہ ہم سنیون مین اسقدر سمجھ ہے جو اسرار الٰہی اور بہید پنجتن پاک کو سمجھ سکین جو مثل شیعان علی کے نصف نصف حسنات پنجتن پاک سے لیکر جنت مین داخل ہون اگر بہت زور لگایا تو صرف اسقدر سمجھینگے کہ اگر شیعان علی پنجتن پاک کی فرمانبرداری اور رفاقت کرتے تو یہ مظلومی پنجتن کو حاصل نہوتی اور جب اسقدر مظلوم نہوتی تو یہ مراتب بہی اونکو نہ ملتے پس معلوم ہوا کہ اون حضرات کو جو یہ درجہ شہادت اور مظلومی کا حاصل ہوا خاص حضرات شیعان کے بدولت ملا اگر شیعان علی ترک رفاقت نہ کرتے تو پنجتن پاک کبہی مغلوب نہ ہوتے اور جب مغلوب نہ ہوتے تو یہ مراتب بہی اونکو حاصل نہوتے غرض کہ خاص شیعان کے بدولت پنجتن پاک کو یہ مراتب نصیب ہوئے باین وجہ احسان فراموشی نفرما کر شیعان پاک کو پنجتن پاک نے نصف نصف حسنات اپنے تقسیم فرمائے جس مین اول درجہ اور اعلیٰ مرتبہ شیعان اہل کوفہ کا ہے کیونکہ جناب ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی رسالہ رجعت کے صفحہ ۳۵ سطر ۶ مین حضرت امام جعفر صادق ع سے روایت کرتے ہین کہ مفضل

پرسید ای مولائے من خانۂ حضرت امام مہدی ع و محل اجتماع مومنان کجا خواہد بود فرمود کہ پایۂ تخت آن حضرت شہر کوفہ خواہد بود و مجلس دیوان و حکمش مسجد کوفہ خواہد بود و موضع خلوتش نجف اشرف خواہد بود و محل جمع بیت المال و قسمت غنائم مسجد سہلہ خواہد بود۔ مفضل پرسید کہ جمیع مومنان در کوفہ خواہند بود فرمود کہ بلے اے مفضل واللہ کہ ہیچ مومن نباشد مگر آنکہ در کوفہ یا در حوالی کوفہ باشد یا دلش مائل بسوئے کوفہ باشد میں کہتا ہون کیون نہین بلاشک اہل کوفہ کی وجہ سے اہل بیت کے مراتب بلند ہوئے ہین اگر اہل کوفہ حضرت مسلم بن عقیل رض کے ہاتھ پر حضرت امام حسین ع کی بیعت کر کے حضرت مسلم اور اونکے فرزندان کو شہید نکرتے اور حضرت سید الشہدا کو میدان کربلا مین معہ اونکی اولاد و عزیزان و اصحاب کے بھوکا پیاسا شہید نکرتے تو یہ مرتبہ شہادت کا اونکو کہان حاصل ہوتا۔ پھر ملا باقر مجلسی کتاب تحفۃ الزائر مین لکھتے ہین کہ حدیث معتبر از حضرت امام جعفر صادق منقولست کہ حق تعالی عرض کرد ولایت ما را بر اہل ہر شہر پس قبول نکردند مگر اہل کوفہ پھر اوسی کتاب تحفۃ الزائر مین لکھتے ہین کہ حضرت امام زین العابدین ع فرماتے ہین کہ بقدر جائے پا در کوفہ مرا بہتر ست از ان خانہ کہ در مدینہ داشتہ باشم۔ پھر اوسی کتاب مین ملا صاحب تحریر فرماتے ہین کہ کوفی بودن شخص دلیل تشیع است اگرچہ ابو حنیفہ کوفی باشد۔ کیونکہ کہ اہل کوفہ نے جو کچھ احسان اور مہمان نوازی اہل بیت کی کی ہے آج تک کسی نے نہین کی کسی شاعر نے ایک شعر مین کل احسان اہل کوفہ کا بیان کر دیا ہے وہ شعر یہ ہے

از آب ہم مضایقہ کردند کوفیان　　خوش داشتند حرمت مہمان کربلا

پس معلوم ہوا کہ جو کچھ اہل بیت کے ساتھ شیعان اہل کوفہ نے احسان کیا اوسی کے عوض مین یہ مراتب اہل کوفہ کو حاصل ہوئے باین طمع جناب مولانا مرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی کو خیال ہوا کہ اب زمانہ اہل بیت کا ملنا دشوار ہے اہل کوفہ کے مثل ہونا ممکن نہین کیونکہ اونھون نے کیا ہی مگر تم کہنے سے کیون باز رہو عجب نہین جو کہتے کہتے کچھ مطلب نکل آئے

اس غرض سے مرزا صاحب نے حضرت شیر خدا کو مثل لونڈی کے لکھا اور حضرت خاتون جنت رض کو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد عورت فاحشہ ام طحال سے نسبت دی سچ تو یہ ہے کہ اس فرقے نے کسیکو نہیں چھوڑا اور اوسپر دعوی یہ ہے کہ ہم شیعان علی ہیں اور کس بے باکی کے ساتھ لکھتے ہیں کہ کوئی اہل سنت سے دریافت کرے کہ کیوں صاحب حضرت ابوبکر رض کو یہ کلمہ حضرت امیر رض کی شان میں کہنا لایق اور حضرت سیدہ کو مثال ام طحال سے دینا واجب تھا جو باغ فدک کے دعوی کرنے پر خلیفہ اول یہ سخت کلامی کریں کیا حکومت میں انصاف نہیں کرتے اگر کسی اہل سنت نے جواب دیا کہ کیوں صاحب شیر خدا کیسے تھے جنہوں نے ایسے کلمے سنے اور خصوصاً حضرت خاتون جنت کی نسبت بموجودگی اپنی اوسوقت یہ جواب دیتے ہیں کہ کیا کرتے تنہا کس کس کا مقابلہ کرتے اب میں اس مقام پر حضرات شیعہ کے ایک بڑے محقق کے قول کو بمقابلہ مرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی کے لکھکر حضرات شیعہ سے دریافت کرتا ہوں کہ ان دونوں حضرات میں کسکا بیان سچ ہے اور کسکا بیان جھوٹا ہے براہ انصاف جواب دیجیے کتاب حق الیقین صفحہ ۱۱۹ - از ملا باقر مجلسی

پس ابوبکر عمر را طلبید و گفت دیدی علی امروز با ما چہ کرد اگر دریک مجلس دیگر چنین معارضہ با ما بیکند کار ما را برہم میزند دریں باب چہ تدبیر بخاطر تو میرسد عمر گفت رای آنست کہ امر کنیم بقتل او ابوبکر گفت این کار از کہ می آید عمر گفت از خالد بن ولید پس خالد را طلبیدند و گفتند میخواہیم ترا بر امر عظیمی بداریم گفت بر ہر چہ میخواہید بدارید اگرچہ بر قتل علی ابن ابی طالب رض باشد گفتند ما نیز ہمین را میخواہیم خالد گفت در چہ وقت او را بکشم ابوبکر گفت در وقت نماز کہ در مسجد حاضر شود در پہلوے او بایست و چون من سلام نماز را بگویم برخیز و گردنش را بزن گفت چنین باشد اسما بنت عمیس کہ دران وقت زن ابوبکر بود و سابقاً زن جعفر طیار و از شیعان حیدر کرار بود این سخنان را شنید و نتوانست کہ علانیہ این خبر را بآنحضرت برساند بجاریہ خود گفت برو بخانہ علی رض و فاطمہ رض و سلام مرا بایشان برسان

و دیگر از این آیت را بخوان که مؤمن آل فرعون بموسی ع پیغام کرد انّ الملأ یأتمرون
بک لیقتلوک فاخرج انّی لک من الناصحین یعنی اشراف قوم فرعون مشورت میکنند
در باب تو که ترا بکشند پس بیرون رو بدرستی که من از برای تو از خیرخواهانم و اسما گفت اگر
متفطن نشوند مکرر بخوان پس جاریه آمد و سلام رسانید و برگشت و این آیت را خواند
حضرت ع فرمود که خاتونت را سلام برسان و بگو خدا نمیگذارد که ارادهٔ ایشان بعمل آید
و بروایت دیگر فرمود که اگر ایشان مرا بکشند که با ناکثان و قاسطان و مارقان جنگ
خواهد کرد پس حضرت ع برخاست و مهیای نماز شد و به مسجد آمد و پشت سر ابوبکر ایستاد
از برای تقیه و نماز خود را تنها بعمل آورد و خالد شمشیر بسته در پهلویش ایستاد چون ابوبکر
به تشهد نشست از آن اراده پشیمان شد و از فتنه ترسید و شدت و سطوت و شجاعت
آنحضرت را میدانست و پیوسته فکر میکرد و تشهد را مکرر میخواند و از ترس سلام نمیگفت
تا آنکه مردم گمان کردند که در نماز سهوی کرده است پس ملتفت شد بجانب خالد و گفت
ای خالد مکن آنچه من ترا بآن امر کرده بودم و بروایتی سه مرتبه این سخن را گفت و بعد از آن
سلام نماز را گفت حضرت گفت ای خالد چه بود آنچه ترا بآن امر کرده بود گفت امر
کرده بود که گردنت را بزنم حضرت فرمود که خواهی کرد گفت آری بخدا سوگند اگر پیش از
تسلیم مرا نهی نمیکرد هرآینه ترا میکشتم پس حضرت او را گرفت و بلند کرد و بر زمین زد
عمر گفت بخدای کعبه که میکشد او را پس مردم جمع شدند و او را بصاحب قبر قسم دادند حضرت
دست از آن برداشت و گریبان عمر بن خطاب چسپید و گفت ای عمر اگر نه وصیت رسول خدا
و تقدیر الهی بود هرآینه میدانستی که کدام یک از ما دو تن کم یاورتر و کم عددتریم و داخل خانه خود
شد و بروایتی دیگر در نماز صبح بود و آنقدر تشهد را طول داد و فکر میکرد که نزدیک بود که
آفتاب طالع شود و بروایت ابوذر آنحضرت ع خالد را بانگشت سبابه و میانین گرفت
و فشاری داد و او نعره زد که نزدیک بود که جانش برآید و جامه را نجس کرد و دست و پا میزد

وقدرت بر سخن گفتن نداشت پس ابوبکر با عمر گفت این از مشورت شوم تست من میدانستم
این حالت را وخدا را شکر کن که متوجه ما نشد وهر که نزدیک میرفت که خالد را خلاص کند
حضرت نگاهی میکرد بآو که او از ترس بر میگشت پس ابوبکر عباس را طلبید که شفاعت کند عباس
نزد آنحضرت رفت وقسم داد اورا بقبر وصاحب قبر وحسنین ومادر ایشان صلوات اللہ علیہم
حضرت دست برداشت عباس پیشانی نورانی آنحضرت را بوسید ودر کتب معتبرہ مذکورست
که بعد از غصب فدک حضرت امیر المومنین بابوبکر نامہ نوشت در نہایت شدت وحدت و
تہدید ووعید بسیار ودران درج نمود چون ابوبکر نامہ را خواند بسیار ترسید وخواست که
فدک وخلافت ہر دو بار دکند عمر گفت من از برائے تو آب زلال خلافت را صاف
گردانیدہ ام که بیاشامی وتو میخواہی که تشنہ باشی چنانچہ ہمیشہ بودی وگردن ہائے
گردن کشان عرب را برائے تو ذلیل کردہ ام وقدران را میدانی این علی ابن ابی طالبؑ
که بزرگان قریش را کشتہ است وسلسلہ ہا برانداختہ است من بہ تدبیر اورا رام میکنم
تو از تہدیدات او پروا مکن ابوبکر گفت اے عمر ترا بخدا قسم میدہم که دست ازین افسانہ ہا
برداری بخدا سوگند که اگر او ارادہ کشتن من وتو بکند بدست چپ ہر دو را میکشد بی آنکه
دست راست را حرکت دہد ومارا ازو نجات نداده است مگر سہ خصلت اول آنکه تنہا است
ویاوری ندارد دوم آنکه رعایت وصیت رسول خداؐ میکند که اورا امر کردہ است که
شمشیر نکشد سوم آنکه جمیع قبایل عرب ازو کینہ ہا در دل دارند اگر اینہا نبودی الحال
خلافت باو برگشتہ بود آیا فراموش کردی روز احد را که ما ہمہ گریختیم واو بہ تنہائے شمشیر کشید
وعلمداران وشجاعان ایشان را بر خاک ہلاک افگند تو فریب خالد را مخور وتا او متعرض
ما نشود متعرض او مشو خلاصہ مطلب اس روایت کا یہ ہے کہ جب حضرت علیؑ نے معاملہ فدک
میں ابوبکر اور عمر کو بہت سخت سست کہا اور ان سے معارضہ کیا۔ پس ابوبکر نے
عمر کو بلایا اور کہا کہ دیکھا تمنے آج علی نے کیا کیا اگر اسیطرح سے اور ایک مرتبہ ایسا معارضہ

کرینگے تو سب کام ہمارے درہم برہم کر دینگے اب اس معاملہ مین تمہاری کیا صلاح ہے
عمر نے کہا میری صلاح یہ ہے کہ علی قتل کر دیے جائین ابوبکر نے کہا یہ کام کس سے انجام ہوگا
عمر نے کہا خالد بن ولید سے اور خالد کو بلا کر کہا کہ ہم تمہارے متعلق ایک بہت مشکل کام
کرنا چاہتے ہین خالد نے جواب دیا کیا مضائقہ اگر تم کہو تو مین علی ابن ابیطالب کو بھی
قتل کر ڈالون کہا پس ہم یہی چاہتے ہین خالد نے کہا کسوقت اونکو قتل کرون ابوبکر نے کہا
وقت نماز فجر کے جب مسجد مین آوین تم اونکے پہلو مین کھڑے ہو جب مین بعد نماز سلام
پھیرون تم اوٹھ کر سر اونکا کاٹ لینا خالد نے جواب دیا کہ ایسا ہی ہوگا۔ اسما بنت عمیس زوجہ
ابوبکر کہ پیشتر یہ زوجہ جعفر طیار کی تھین اور شیعان حضرت حیدر کرار سے اس امر سے مطلع
ہوئین لیکن علانیہ اطلاع حضرت علی کو نکر سکین اپنی لونڈی سے کہا کہ علی اور فاطمہ علیہ السلام
کے مکان مین جا کر میرا سلام پہونچا اور اس آیت کو پڑہ کہ مومن آل فرعون نے موسی
علیہ السلام کو پیغام کہا ہے اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ
النَّاصِحِیْنَ یعنے شرفای قوم فرعون آپکے بارے مین مشورہ کرتے ہین کہ آپکو قتل کرین
پس چلے جاؤ باہر و بدرستی مین تمہارے خیر اندیشون مین سے ہون۔ اور اسما نے کہا
کہ اگر اچھی طرح نہ اطمینان ہو تو مکرر پڑہنا۔ پس لونڈی آئی اور سلام پہونچا کر یہ آیت
پڑہی حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو جا اور اپنی خاتون سے ہمارا سلام کہنا اور
کہنا کہ خدا اونکے ارادے کو پورا نکریگا۔ اور دوسری روایت مین ہے کہ آپنے فرمایا کہ اگر
یہ لوگ مجھکو قتل کر ڈالینگے تو ناکثان اور قاسطان اور مارقان سے جنگ کون کریگا۔
پس بعد ازان حضرت علی علیہ السلام اوٹھے اور برای ادای نماز فجر مسجد مین آئی اور از
راہ تقیہ پیچھے ابوبکر کے کھڑے ہوئی اور تنہا اپنی نماز پڑہنے مین مشغول ہوئی خالد تلوار
باندہ کر حضرت کے پہلو مین کھڑے ہوئی جب ابوبکر تشہد پڑہنے کو بیٹھے اوس قصد
سے پشیمان ہوئی اور فتنی اور فساد سے ڈرے اور شدت و سطوت و شجاعت آپکی

دہیان کرکے متفکر ہوئی مارے خوف کے باربار تشہد پڑہنے لگے سلام پہیرنا دشوار ہوگیا
حتی کہ لوگون نے خیال کیا کہ آپ کو سہو ہوا پس خالد سے مخاطب ہوکر کہا کہ اوس
کام کو مت کرنا جسکے واسطے تمکو کہا تہا بعد منع کرنے کے سلام نماز کا پہیرا حضرت علی نے
خالد سے کہا اے خالد وہ کیا کام تہا جسکے نسبت تمکو منع کیا خالد نے کہا مجھکو حکم دیا تہا
کہ بعد نماز آپکا سر کاٹ لون پس یہ سنکر حضرت علی نے خالد کو پکڑکر اوٹھا لیا اور
زمین پر دے مارا عمر نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی کہ علی خالد کو مار ڈالینگے پس لوگ جمع
ہوگئے اور حضرت علی کو رسول خدا کی اور اون کے مزار کی قسم دیکر چھوڑا یا تب آپنے
خالد کو چھوڑا اور عمر کا گریبان تہام کر فرمایا کہ اے عمر اگر وصیت رسول خدا کی نہوتی
اور تقدیر الٰہی مانع نہوتی تو تم دیکھتے کہ ہم مین اور تم مین کون قوی اور کون ضعیف ہے یہ فرماکر مکان
اپنے تشریف لیگئے - اور دوسری روایت مین یون مذکور ہے کہ حضرت علی نے خالد کو
ایک اونگلی پر اوٹھا لیا اور ایسا چکر دیا کہ خالد واویلا کرنے لگے اور قریب جان نکلنے
کے ہوگئی اور پاخانہ و پیشاب خطا ہوگیا اور ہاتہ پاؤن پٹخنے لگے بات کرنا دشوار
ہوگیا یہ حال دیکھکر ابوبکر نے عمر سے کہا کہ یہ تمہاری صلاح کا نتیجہ ہے اور مجھکو یہ
حال معلوم تہا اور خدا کا شکر کرو کہ علی ہماری طرف مخاطب نہین ہوئے اور
جو کوئی خالد کے چھوڑانے کو نزدیک جاتا تہا حضرت شیر خدا ایسی نظر غضب سے
اوسکی طرف دیکھتے تہے کہ مارے ڈر کے لوٹ آتا تہا پس ابوبکر نے عباس کو بلایا کہ وہ
شفاعت کرین پس حضرت عباس شیر خدا کے نزدیک گئے اور آپ کو حضرت رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے مزار اور حسنین ؑ اور اونکے والدہ کی قسمین دیکر خالد کو چھوڑایا
پس حضرت عباس نے آپ کی پیشانی نورانی کا بوسہ لیا اور دیگر کتب معتبرہ مین مذکور
ہے کہ بعد غصب فدک کے حضرت امیر المومنین ؑ نے ابوبکر کو نامہ لکھا نہایت شدت
و حدت و تہدید و وعید کے ساتہ جسوقت ابوبکر نے نامہ پڑہا مارے خوف کے چاہا

کہ فدک اور خلافت سے دست بردار ہوں عمر نے کہا میں نے آب زلال خلافت کو تمہارے واسطے صاف کیا کہ تم نوش کرو اور تم چاہتے ہو کہ تشنہ رہو جیسے ہمیشہ رہتے تھے اور خاص تمہارے واسطے میں نے سربرآوردگان اہل عرب کو ذلیل اور خوار کیا لیکن تم نے اوسکی قدردانی نہ کی خصوصاً علی ابن ابی طالب ع جنہوں نے سرداران قریش کو قتل کیا ہے اور امنکے سلسلے کی بیخ کنی کی ہے اونکو بھی نکرو تدبیر کے زور سے تمہارا تابعدار کرتا ہوں تم اونکی تہدیدات کی پروا نکرو ابوبکر نے کہا اے عمر میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم اِن قصوں سے دست بردار ہو اور قسم ہے خدا پاک کی کہ اگر علی میرے اور تمہارے قتل کرنیکا قصد کریں تو بدون استعانت دست راست کے دست چپ سے مجھکو اور تمکو دونوں کو قتل کر ڈالیں لیکن ہمکو جو امان اور نجات ہے تو صرف تین سبب سے ہے اول یہ کہ وہ تنہا ہیں کوئی اونکا معین اور مددگار نہیں دوسرے رعایت وصیت رسول خدا ص کی کرتے ہیں کہ حضرت نے اونکو حکم کیا ہے کہ تلوار نہ نکالنا۔ تیسرے یہ کہ تمام قبایل عرب دلمیں اونسے کینہ رکھتے ہیں اگر یہ باتیں نہوتیں تو آج خلافت اونکے قبضے میں ہوتی اور کیا تمکو جنگ احد کا حال یاد نہیں ہے کہ جب ہم لوگ جنگ سے بھاگے اور علی نے تنہا شمشیر کھینچ کر علمداران اور شجاعان کفار کو خاک مذلت و خواری ہلاکت پہ ڈالدیا اے عمر تم خالد کے فریب میں مت آؤ اور علی سے تعرض مت کرو جبتک وہ تم سے تعرض نکریں۔ ایہا المومنین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر تو صرف خلیفہ رسول اللہ تھے اور حضرت خالد لشکر اسلام کے سپہ سالار تھے ان حضرات کو اگر شیر خدا نے دو انگلیوں سے اوٹھا بھی لیا تو کیا کمال کیا اب میں آپ لوگوں کو وہ روایت صحیح اور معتبر سناتا ہوں جسکے آگے اس روایت کی کچھ وقعت نہیں حضرت شیر خدا کی طاقت اور شجاعت سے حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل کے چھکے چھوٹ گئے۔ ملا باقر مجلسی حیات القلوب جلد دوم کے صفحہ ۴۱۲ سطر ۱۱ آئینہ

تحریر کرتے ہین۔ در کتاب مشارق الانوار روایت کردہ است کہ چون صفیہ را بخدمت
حضرت آوردند او در نہایت حسن و جمال بود حضرت خراشے در روے او دید و سبب آن پرسید
صفیہ گفت کہ چون علی در قلعہ را حرکت داد تمام قلعہ بلرزید و نظارگیان کہ بر قلعہ مشرف شدہ
بودند بر افتادند و من از تخت خود افتادم و روییم بر پایہ تخت خورد و شکست حضرت فرمود
کہ اے صفیہ مرتبۂ علی نزد خدا عظیم ست و علی چون در را حرکت داد قلعہ بلرزید و آسمانہا
و زمین ہا و عرش اعلا از برائے غضب آن برگزیدۂ اعلا بلرزہ آمدند و چون حضرت
مرحب را بدو نیم کرد جبرئیل متعجب نزد آنحضرت رسالت پناہ آمد حضرت فرمود کہ ای جبرئیل
از چہ چیز تعجب میکنی جبرئیل گفت ملائکہ در موضع ملکوت ندا میکنند کہ لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ
اِلَّا ذُوالْفِقَار و تعجب من از آنست کہ چون مامور شدم کہ قوم لوط را ہلاک کنم ہفت شہر
ایشان را از طبقۂ ہفتم زمین جدا کردم و بیک بال خود برداشتم و بلند کردم تا بجائے
رسانیدم کہ اہل آسمان صداے مرغان ایشان (یعنے ککڑون کون) و گریہ اطفال ایشان
یعنے بہاؤن بہاؤن) را می شنیدند و تا صبح نگاہداشتم و منتظر امر حق تعالیٰ بودم و
و سنگینئ انہا را بر بال خود نیافتم و امروز چون علی اللہ اکبر گفت و از روی غضب آن
ضربت ہاشمی را بر مرحب زد از جانب خدا مامور شدم کہ زیادتی قوت ضربت او را بگیرم
کہ زمین را با گاو و ماہی بدو نیم نکند و آن ضربت بر بال من گران تر از آن ہفت شہر بود
با آنکہ میکائیل و اسرافیل در ہوا بازوے او را گرفتہ بودند ترجمہ جناب مجتہد ملا باقر
مجلسی حیات القلوب جلد دوم کے صفحہ ۲۴۱ سطر ۱۱ مین کتاب مشارق الانوار اہل تشیع
سے روایت کرتے ہین کہ جب صفیہ کو خدمت مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے لائے جو نہایت حسین تھین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے چہرے پر ایک نشان
خراش کا دیکہا صفیہ سے اوس نشان کا سبب پوچہا صفیہ نے کہا کہ جب علی رض نے
دروازہ قلعۂ خیبر کو حرکت دی تمام قلعۂ خیبر کا ہل گیا اور تماشائے جو قلعے پر تھے

گر پڑے مین اپنے تخت سے منہہ کے بہل گرے اور منہہ میرا تخت کے پایے پر لگا جسکے سبب
سے یہ نشان میرے چہرے پر پڑگیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صفیہ مرتبہ علی کا
نزدیک خدا کے بہت بڑا ہے اور علی نے جسوقت دروازے کو حرکت دی قلعہ تہرا گیا
آسمان و زمین و عرش اعلا بسبب اوس برگزیدہ برتر کے جنبش مین آئے اور
جسوقت علی نے مرحب کے دو ٹکڑے کئے جبرئیل متعجب پاس حضرت رسالت پناہ کے
آئے حضرت نے فرمایا اے جبرئیل کس چیز سے تعجب کرتے ہو جبرئیل نے کہا ملائکہ صومع
ملکوت مین یعنے آسمان پر ندا کرتے ہین کہ نہین ہے کوئی جوان مگر علی اور نہین ہے
کوئی تلوار لیکن ذوالفقار علی اور تعجب مجھکو اس سبب سے ہے کہ جب اللہ پاک نے
مجھکو قوم لوط عہ کے ہلاک کرنے کو مامور فرمایا مینے اوس قوم کے ساتہ شہرونکو ساتوین
طبق زمین سے جدا کیا اور اپنے پر کے ایک بال پر اوٹھایا اور بلند کیا اور اسقدر اونچا
لے گیا کہ اہل آسمان اونکے مرغون کی بانگ یعنے ککڑون کون اور بچونکا شاؤن
شاؤن رونا سنتے تھے اور صبح تک اوسی مقام پر اوٹھاے رہا اور منتظر حکم خدا کا رہا
(مولف کیون نہین کیا اللہ پاک رات کو سوتا تہا آپنے کیون دیر کی شام تک
اوٹھا لیجاتے اوسیوقت حکم مناسب صادر ہو جاتا بعد برخاست اجلاس کے پہونچے
دوسرے روز کی اجلاس کی انتظار ہی کرنی پڑی جو خلاف وقت دربار کے
پہونچیگا ضرور منتظر دربار کا رہیگا) اور گرانی اوسکی مینے اپنے پرون پر نپائی آج
جسوقت علی نے اللہ اکبر کہا اور غصے سے وہ ضرب ہاشمی مرحب پر ماری خدا کیطرف سے
مین مامور ہوا کہ علی کی زیادتی قوت کو روک لون کہ زمین کو معہ گاؤ ماہی کے
دو ٹکڑے نہ کر ڈالین اور علی کے ضرب میرے پر پر اوس ساتون شہر اور ساتون طبقہ
زمین سے بہاری زیادہ معلوم ہوئی باوجودیکہ میکائیل اور اسرافیل حضرت علی کے
بازو کو پکڑے ہوئے تھے اے حضرات شیعہ اس روایت کو دیکھو اور شیر خدا وصی

رسول کی شجاعت اور مردانگی پر خیال کرو اور للہ میری طرف سے ذرا اپنے مذہب کے عالم
یعنے مرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی سے دریافت کرو کہ حضور کیا لکھتے ہیں اور حضرت ملا
باقر مجلسی کیا تحریر فرماتے ہیں آپ دونوں صاحبوں میں کون سچے ہیں اور کون جھوٹے اگر
حضرت شیر خدا کو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد لومڑی بنانا چاہو تو مولانا مرزا محمد ہادی
صاحب کی روایت کی تصدیق کرو اور مرزا صاحب کی روایت کو راست جانو اور حضرت
ملا باقر مجلسی کی روایت کی تکذیب کرو اور جھوٹ سمجھو اور اگر حضرت اسد اللہ الغالب
علی ابن ابی طالب کو شیر خدا جانتے ہو تو مرزا صاحب کی روایت لغو اور لاطائل خیال کرکے
حضرت خاتون جنت کے نسبت جو معاذ اللہ الامان الامان ام طحال عورت فاحشہ کی
مثال دی ہے محض اختراع خیال کرو کیونکہ جسوقت حضرت شیر خدا نے سنا کہ خالد تیرے
قتل کیواسطے تلوار باندہ کر میرے پاس کھڑے ہوی تھے ایسا غصہ آیا کہ خالد کو ایک انگلی پر
اوٹھا کر ایسا زور سے پٹکا کہ خالد نے ہگ مارا اور مارے ڈر کے ابوبکر اور عمر بھی نزدیک انکے
تک قریب نہ آئے جسوقت حضرت شیر خدا کو معاذ اللہ لومڑے کہا اور حضرت سیدہ بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زن فاحشہ سے مثال دی یہ غصہ حضرت شیر خدا کا
کہان گیا تھا پس معلوم ہو کہ شیر خدا اپنی جان کو اپنی آبرو سے زیادہ عزیز رکھتے تھے
اور جان کا خوف کیسا اگر حضرت ابوبکر کو ایک انگلی پر اٹھا لیتے تو حضرت عمر مارے ڈر کے پاس نہ آتے اور اگر حضرت عمر کو
اوٹھا لیتے تو ابوبکر قریب نہ آتے پس ایک بارا اور ایسا غصہ آجاتا سب کام بگڑے ہوئی بن جاتے
اسقدر بے آبروی اور مصیبت تمام عمر نہ ہوتی ۔ واہ کیا مذہب اہل تشیع ہے کہ ایک
عالم دوسرے کے خلاف ایک روایت دوسرے روایت کے برعکس کہین شجاعت کا
زور اور کہین تقیہ کا شور جو جسکے جی مین آیا لکھتے چلے گئی یہ دہیان نہین کہ اپنے مذہب
کی روایتون کے خلاف لکھہ رہے ہین غیر مذہب والے جب دیکھنگے کیا کہینگے جیسا ہو
تو اسکا لحاظ کرین اور اوس پہ طرہ یہ کہ کس شد ومد سے مرزا صاحب تحریر فرماتے ہین

ہر ایک طرح پو بارہ اپنی ہوئی + ہم اللہ والون سے چھکے چھٹے + اوٹھا کر سر زور تاریخ لکھنہ دو خمسہ سوالون سے چھکے چھٹے + مگر مرزا صاحب نے اپنے پیشوا ملا باقر صاحب مجلسی کی کتاب حق الیقین وحیات القلوب کی تکذیب کا دہیان نکیا کہ او کی دار و گیر سے کیونکر نجات ملیگی کہا مرزا صاحب سے انہوں نے + میرے تیری چالون سے چھکے چھٹے ملکے تونے ایسے بے محل سوال + جواب سوالون سے چھکے چھٹے + لکھا ویکھکر میری حق الیقین پہ نازک خیالون سے چھکے چھٹے + بہیڑا بازمان خوب اخوند کو + ہم چھکے والون سے چھکے چھٹے + بعد ازان حافظ امام صاحب کی خدمت مین عرض کرینگے کہ حضور نے محبان اہل بیت کے اقوال کو ملاحظہ فرمایا اور پہر بہی محبان بیان کرتے ہین کہ جب حضرت سیدہ خاتون جنت کو حضرت علی علیہ السلام کی زوجیت مین فاقہ کشی اور برہنگی کی تاب وطاقت نرہی تو حضرت علی سے بیزار ہوکر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھایا اور تشفی فرمائی کہ ای فاطمہ اپنے شوہر علی پر قناعت کر وہ بہترین خلایق دنیا و آخرت مین ہے اور علاوہ ازین قبل نکاح کے بہی حضرت سیدہ نے حضرت علی کو بباعث غریبی اور افلاس اور بدصورتی کے ناپسند کیا تہا اور نکاح سے عذر کیا تہا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رضامندی سے باوجود عذر سیدہ کے حضرت خاتون جنت کو حضرت علی کے ساتھہ بیاہ دیا اگر حضور کو میرے بیان کا یقین نہو تو اصل عبارت ملاحظہ فرماوین ملا باقر مجلسی حیات القلوب کے تیسرے حصے کے صفحہ ٢٠٠ سطر ١١ مین تحریر فرماتے ہین ابن شہر اشوب از ابن عباس روایت کردہ است کہ حضرت فاطمہ روزے گریہ کرد نزد حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم از گرسنگی و برہنگی حضرت فرمود کہ قانع شو ای فاطمہ بشوہر خود کہ او سید و بزرگ است و بہترین خلایق است در دنیا و آخرت پس خدا این آیات را فرستاد مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ستم خداوندی کہ دو دریا را فرستادم علی بن ابیطالب دریای علم ست و فاطمہ علیہا السلام

دریاے پیغمبری کہ بیک دیگر متصل شدند ومن ایشان را بکدیگر متصل گردانیدم بَیْنَهُمَا
بَرْزَخٌ یعنے میان ایشان مانعی ست کہ حضرت رسول ست کہ منع میکند علی را ازانکہ دیگرانرا
از تنگ دستی دنیا ومنع میکند فاطمہ را ازانکہ درین باب با علی متنازع نماید کتاب قران السعدین
مولفہ مولوی خواجہ شیخ عابد حسین صاحب انصاری مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی جو باہتمام منشی
سید علی حسین صاحب شیعی سنہ ۱۳۲۰ھ مین شایع ہوئی ہے اوس کتاب کے صفحہ ۲۱ سطر ۱۰ مین محبان
اہل بیت تحریر فرماتے ہین (کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد کیا سیدہ کو حضرت
علی ع سے نامزد فرمادین تو خلوت مین علیحدہ ہوکر سیدہ سے مشورہ کیا خاتون جنت نے
عرض کیا یا رسول اللہ آپکا فرمانا بسر وچشم جو حضرت کی راے ہی وہ سب سے اولی ہے البتہ اتنی
بات ہی کہ قریش کی عورتین مجھہ سے بیان کرتی ہین کہ علی کا پیٹ بڑا ہی بازو لنبے ہین اور جوڑ انکے
بھاری ہین پنڈلیون پر بال نہین یعنے چپڑے ہین آنکھین بہت بڑی ہین اور گردن تپلی ہے
منہ کھلا رہتا ہے اور غریب اور نادار ہی ہے حضرت نے فرمایا اے فاطمہ کیا تو نہین جانتی کہ
جب اللہ تعالی نے دنیا کی طرف نظر کی تو مردون مین سے مجکو انتخاب کیا اور پہر دوبارہ علی کو
انتخاب کیا الی آخرہ) پہر اسی کتاب قران السعدین کے صفحہ ۴۸ مین لکھا ہے کہ شب عروسی کی
صبح کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی مرتضی ع کے گہر تشریف لائے اور حضرت
علی ع سے فرمایا کہ ذرا باہر ہو جاؤ تنہائی مین حضرت نے اپنی بیٹی سے پوچھا تو نے اپنے شوہر کو
کیسا پایا سیدہ نے عرض کیا اے بابا عمدہ خاوند ہے مگر میرے پاس کچھ عورتین قریشی آئین اور
کہنے لگین رسول اللہ نے تجھے ایک فقیر کنگال سے بیاہ دیا جسکے پلے کچھ نہین حضرت نے فرمایا
اے میری پیاری بیٹی نہ تیرا باپ محتاج ہے نہ تیرا خاوند نادار ہے الی آخرہ) اب مین مولف
کتاب قران السعدین سے جو مجتہد مذہب تشیع کے ہین اور نیز اوسکے مقلدین سے اسی
کتاب کی قسم دیگر دریافت کرتا ہون کہ اس سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جسکو تمنے
حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی وداماد کے نسبت تحریر کی ہے اپنی بیٹی داماد کی

نسبت بھی ادا کر سکتے ہو یعنے شب عروسی کی صبح کو اپنے داماد کو بٹھا کر اپنی بیٹی سے دریافت کر سکتے ہو کہ اے بیٹی تو نے اپنے شوہر کو کیسا پایا براہ مہربانی جواب دیجئے۔ اب مجتہد عمار علی صاحب کی صدق مقال کو بغور ملاحظہ فرمائیے اور راوی کی راست بیانی اور صدق مقالی کی داد دیجئے۔ کتاب ہدیۃ الشیعہ مولفہ جناب مولانا حضرت مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صفحہ ۴۰۴ نقل خط مولوی عمار علی صاحب حضرات شیعہ کے قبلہ و کعبہ بنام شیخ احمد صاحب آپنے لکھا تھا کہ رسول خدا کی بیٹیوں کا نکاح کس سے ہوا یہ سوال بے محل ہے اسواسطے کہ جناب رسول خدا کے نطفہ سے ایک بیٹی تھی فاطمہ زہرا سو وہ حضرت علی سے منسوب تھیں اور دو بیٹیاں جو اور آنحضرت کی اہل سنت مشہور کرتے ہیں وہ دونوں حضرت کے نطفہ سے نہ تھیں بلکہ وہ حضرت خدیجہ کے پہلے شوہر کے نطفہ سے تھیں ہمراہ حضرت خدیجہ کے آئی تھیں اور نام ان دونوں صاحبزادیوں کا رقیہ اور کلثوم تھا ابن حجر محدث اہل سنت نے کتاب اصابہ میں لکھا ہے کہ ایک کا نکاح تو انمیں سے عتبہ بن ابی لہب سے ہوا تھا اور دوسری کا نکاح ابو العاص بن الربیع سے اور یہ دونوں کافر تھے انتہی بعد اسکے ان دونوں کا عثمان سے نکاح ہوا۔ ایہا المومنین ملاحظہ فرماؤ اپنے مجتہدین کی صداقت اور انصاف کو کہ کس شان اور شوکت سے اہل سنت کی کتابوں کا حوالہ دیکر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا کے نطفہ سے صرف ایک صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تھیں اور کتاب کا حوالہ بھی مع نام مولف کتاب تحریر فرماتے ہیں کہ دریافت کرنے والے کو یقین کامل ہو جاوے کہ اب اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا اب اس روایت کو مشتے نمونہ از خروارے تصور فرما کر حضرات ناظرین انصاف پسند انصاف فرمائیں کہ جب ایسی روایت مشہور اور معروف میں جو عوام الناس شیعہ و سنی دونوں جانتے ہیں مجتہدین تشیع ایسا سخت دھوکا دیں تو اون حالات میں جسکو عوام نہیں جانتے اور خواص اہل سنت التفات نہیں فرماتے کیسے کیسے دھوکے دیتے ہونگے۔ دیکھئے اول مولویصاحب یہ ارشاد کرتے ہیں

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نطفہ سے فقط ایک ہی بیٹی تہی جنکا نام حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا تہا اور اہل سنت جو دو بیٹیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور
کرتے ہین وہ آپ کے نطفہ سے نہ تہین بلکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضہ کے پہلے خاوند
کے نطفہ سے تہین غنیمت ہی کہ جناب مولوی عمار علی صاحب نے اتنا تو لحاظ رکہا
کہ حضرت خدیجۃ الکبری کی اولاد ہونے سے تو اونکو خارج نہین کیا ہم ایسی نا انصافی
پر اسکے بہی شکر گذار ہین ورنہ جہان مولویصاحب نے جرأت کرکے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے اونکا نسب منقطع کیا تہا اگر حضرت خدیجۃ الکبری سے بہی اونکا نسب منقطع
کر دیتے جیسے بعضے ایسے ہی دشمنان نہانی اہل بیت نے کیا ہی تو کون مانع تہا سچ تو یہ
ہے کہ اس جگہہ مولویصاحب نے غیرت کی ناک ہی کتر لی ہے اور موافق مثل مشہور
دروغ گویم بر روے تو نہ کلام اللہ کی سنی نہ اپنی معتبر کتابون کا لحاظ کیا آفرین ہے
کیون نہو اے مولوی عمار علی صاحب ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند
برائے خدا اہل انصاف انصاف فرمائین کلام اللہ موجود ہے اگر مولوی عمار علی صاحب
کو یہ عذر ہو کہ شیعون کو کلام اللہ یاد نہین ہوتا ہم کلام اللہ کے حوالونکی کیونکر تصدیق
کرین تو مین پتے وار بتلاتا ہون سورۂ احزاب مین بائیسوین سپارہ مین قریب
ربع کے آخر کے رکوع سے پہلے رکوع کے شروع ہی مین یون اللہ پاک ارشاد فرماتا ہی
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ
جَلَابِيبِهِنَّ یعنے کہدے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹیون کو اور اپنی بیبیون کو اور
مومنون کی عورتون کو کہ اپنے اوپر اپنی چادرین ڈال لیا کرین فقط اب گذارش
یہ ہے کہ اتنی بات تو مولوی عمار علی صاحب بہی سمجہتے ہونگے کہ بنات جمع ہی اور جمع
کم سے کم تین پر بولی جاتی ہے اور اگر کبہی توسع کرکے دو پر بہی اطلاق کردین تب بہی
ایک سے تو زیادہ ہی ہوگا بہرحال یہ کہنا کہ حضرت فاطمہ کے سوا اور کوئی رسول اللہ صلعم

کی بیٹی ہی نہ تہی تب بہی غلط ہوگا افسوس مولویصاحب کو اتنی شرم بہی نہ آئی کہ کوئی
سنیگا تو کیا کہیگا بالجملہ یا تو مولویصاحب یہ تسلیم فرمائین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی کئی بیٹیان تہین پہر یہ آپ تسلیم کرینگے کہ وہ حضرت رقیہ وغیرہا تہین کیونکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیونکے نسبت سوا اُنکے کسی نے اور دعوی نہین کیا ورنہ آیات ربانی کے
منکرکے واسطے یہ تازیانہ موجود ہی وَمَا یَجْحَدُ بِآیَاتِنَا اِلَّا الْکَافِرُوْن یعنے نہین انکار
کرتے ہماری آیات سے مگر کافر اور اگر نہ گوارا کرین اور اسباب کو سنائین کہ سوائے حضرت زہرا
رضی اللہ عنہا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیٹیان نہ تہین تو ناچار پہر ہمین
حضرت شیعہ ہی کی کتابون کی سند دینی لازم ہوگی او نہین تو جہوٹا نہین بنا ئینگے
اور اگر ہماری ضد مین اونسے بہی دست بردار ہون تو سبحان اللہ چشم ما روشن دل ما شاد
بہرحال اس امید پر اس باب مین روایات کتب معتبرہ شیعہ ہی نقل کرتے ہین نہج البلاغت
مین جو شیعون کے نزدیک مثل صحیفہ آسمانی اور آیات قرآنی کے ہے اور اُسکے مرویات
کو سب اثنا عشریہ متواتر سمجہتے ہین علامہ رضی جو اوسکے جامع ہین حضرت امیر کا قول حضرت
عثمان کے خطاب مین یون نقل فرماتے ہین وَقَدْ بَلَغْتَ مِنْ صِهْرِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا
لَمْ یَبْلُغَا یعنے الشَّیْخَیْنِ حاصل اسکا یہ ہوا کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان ذی النورین
رضی اللہ عنہ کو یون فرماتی ہین کہ تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا وہ شرف
ہے کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو بہی میسر نہین آیا اور شیخ الطائفہ ابو جعفر
طوسی تہذیب مین جو صحاح اربعۂ شیعہ مین سے ہے اور ہم سنگ کافی کلینی ہے امام جعفر
صادق رضی اللہ عنہ سے یون روایت کرتے ہین کَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُعَائِهٖ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
رُقَیَّةَ بِنْتِ نَبِیِّكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اُمِّ کُلْثُوْمَ بِنْتِ نَبِیِّكَ یعنے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
دعا مین یون کہا کرتے تہے کہ یا اللہ رحمت بہیج حضرت رقیہ پر جو تیرے نبی کی بیٹی ہین یا
اللہ رحمت بہیج حضرت ام کلثوم پر جو تیرے نبی کی بیٹی ہین اور اگر اس پر بہی تسکین خاطر

نہواور حضرات شیعہ خصوصاً جناب مجتہد عمار علی صاحب یون تاویل کرنے لگین کہ عرف کے
رو سے او نہین بیٹیان کہدیا ہوے بالک کہ سارا جہان بیٹا بیٹی کہتا ہے ورنہ حقیقت مین حضرت
فاطمہ ہی بیٹی تہین تو ہم بہی انشاء اللہ تسلیم ہی کراکے چہوڑونگا کلینی مین روایت موجود
ہے تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَدِیْجَۃَ وَھُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَعِشْرِیْنَ سَنَۃً وَلَدَ
مِنْھَا قَبْلَ بَعْثَتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْقَاسِمُ وَرُقَیَّۃُ وَزَیْنَبُ وَاُمُّ کُلْثُوْمَ وَوُلِدَ لَہٗ بَعْدَ الْبَعْثِ
الطَّیِّبُ وَالطَّاھِرُ وَفَاطِمَۃُ حاصل اس روایت کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے جب نکاح کیا تو اوسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
عمر شریف کچہہ اوپر بیس برس کی تہی سو حضرت خدیجہ سے آپکی نطفہ سے پہلی نبوۃ کے تو حضرت
قاسم اور حضرت رقیہ اور حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم پیدا ہوئین اور بعد نبوت
کے حضرت طیب اور حضرت طاہر اور حضرت زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین تولد ہوے
اس روایت مین شیعون کو کچہہ تین پانچ کرنیکی گنجایش نہین لی پالک ہونیکے احتمال
کو بہی پیش نہین کرسکتے اور اس روایت سے یہ بہی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی علیہ
وسلم کے چار صاحبزادیان تہین ایک تو حضرت زہرا رضی اللہ عنہا اور تین اور حضرت
زینب حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہن اور یہی ہم سنیون کا دعوی ہے بعد
اسقدر بیان کرنے کے پہر حافظ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین دست بستہ
عرض کرینگے کہ حضور نے شیعان علی کی محبت کو ملاحظہ فرمایا اسی محبت کی وجہ سے پنجتن
پاک نے اپنے اپنے نصف نصف حسنات مومنین کو عطا فرمائی ہین۔ اب حضرت عقیل اور
حضرت عباس رضی اللہ عنہم کے نسبت جو حضرات شیعہ اپنی کتابون مین تحریر فرماتے ہین
اوسکو ملاحظہ فرمائی جناب مولوی مہدی علی خان صاحب بہادر دام اقبالہ کتاب آیات
بینات کے حصہ اول صفحہ ۱۴۴ مین تحریر فرماتے ہین کہ دیکہنے سے کتب معتبرہ شیعہ کے
ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عقیل اور حضرت عباس حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک فی لیل

اور خوار تھے چنانچہ علامہ طبرسی علمائے شیعہ سے اپنی کتاب احتجاج میں حضرت
علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ذَهَبَ مَنْ كُنْتُ اَعْتَضِدُ بِهِمْ عَلَىٰ دِيْنِ اللّٰهِ
مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ وَبَقِيْتُ بَيْنَ حَضْرَتَيْنِ قَرِيْبَيِ الْعَهْدِ بِجَاهِلِيَّةٍ عَقِيْلٍ وَعَبَّاسٍ کہ وہ لوگ
میرے اہل بیت کے جاتے رہے جنکی قوت کا خدا کے دین میں مجھے بھروسا تھا اور اب صرف
دو خوار اور ذلیل قریب زمانہ جاہلیت کے رہ گئے ہیں یعنے عقیل اور عباس اور فقط
خوار و ذلیل کہہ دینے پر جناب امیر نے قناعت نہیں کی ہے بلکہ اگر انکی کتب معتبرہ سے
ڈھونڈھا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر نے اپنے اور پیغمبر صاحب کے چچا عباس
کو صاف صاف گالیاں سنائی ہیں اور معاذ اللہ معاذ اللہ توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد جناب امیر
علیہ السلام نے حضرت عباس کو ولد الزنا بتایا ہے اگر کسیکو شک ہووے وہ روضہ کلینی
اور حیات القلوب کو ملاحظہ کرے مولانا و بالفضل اولانا مولوی علی بخش خانصاحب اپنے ایک
رسالے میں اسکی نقل کرتے ہیں اس سے ہم منتخب کرکے مشتاقین کو سناتے ہیں وہو ہذہ
ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب میں لکھا ہے ذکر ابو جعفر طوسی بسند معتبر روایت کردہ از
امام صادق کہ نفیلہ مادر عباس کنیز مادر زبیر و ابو طالب و عبد اللہ ابنائے عبد المطلب
بود عبد المطلب با او مقاربت کرد کہ عباس از ان بہم رسید زبیر با عبد المطلب دعوی کرد
دبہ پیر خاش بر آمد کہ این کنیز از مادر ما بمیراث رسیدہ است تو بی رخصت او با او مقاربت
کردی و این فرزندی کہ بہم رسید یعنے عباس بندۂ ماست پس عبد المطلب اکابر قریش را
بہ شفاعت نزد وی فرستاد کہ تا آنکہ زبیر راضی شد کہ دست از عباس بردارد بشرطیکہ نامہ
نوشتہ شود کہ عباس و فرزندانش در مجلسی کہ ما و فرزندان ما نشستہ باشند نہ نشینند و در ہیچ
امری با ما شریک نشوند و حصہ نہ برند پس باین مضمون نامہ نوشتہ شد و اکابر قریش مہر کردند
و این نامہ نزد ائمہ علیہم السلام بود) پس اس روایت میں صاف صاف حضرت عباس رض کو
معاذ اللہ توبہ توبہ کنیز کزادہ اور ولد الزنا تحریر کیا شاید اسی کے عوض حضرت رسول خدا ؐ

اپنے آدہے حسنات حضرت شیعان علی کو مرحمت فرمائے بمصداق اس فقرہ کے گناہ باشندکہ
بدشناسی طاعت دہند واہ کیا مذہب حضرات شیعہ کا ہے کہ جنکی بدزبانی سے کسیکو امان نہین

شیعہ کے طعن سے اصحاب واہل بیت نبی + غضب ہی قہر ہے آفت ہے ایک بہی نہ بچے +
جو کوئی دست محبت کو پہیرے کژدم پر + یقین ہے نیش سے عقرب کے وہ کبہی نہ بچے +

اب اس مقام پر تہوڑا سا حال حضرت عباس رضہ کے حسب اور نسب کا مع فضائل تحریر کرتا ہون حضرات مومنین بگوش خاطر سنکر اپنے عقائد باطلہ پر نفرین کرکے سخت زبانی سے جو حضرت عباس رضہ کی نسبت کرتے ہین باز آئین اور دارین مین اپنے تئین رسوا اور ذلیل نہ بنائین روضۃ الاحباب مین لکہا ہے کہ عبد المطلب کے تیرہ ۱۳ فرزند اور چہہ دختر تہین اور بعضے لکہتے ہین کہ عبد المطلب کے دس فرزند تہے اور بعض گیارہ بیان کرتے ہین مواہب لدنیہ مین ذخائر العقبے فی مناقب ذوی القربی سے لکہتے ہین کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ چچا تہے جو عبد المطلب کے بیٹے ہین حضرت عبد اللہ والد ماجد آپکے حارث[۱] ابوطالب[۲] زبیر[۳] کنیہ حمزہ[۴] ابولہب[۵] غیداق[۶] مقوم[۷] ضرار[۸] عباس[۹] قثم[۱۰] عبد الکعبہ[۱۱] حجل[۱۲] اور بعضون نے گیارہ چچا حضرت کے بیان کیے ہین مقوم کو اسقاط کیا ہے اور بعض نے مقوم اور عبد الکعبہ کو ایک لکہا ہے اور بعضون نے حضرت کے دس چچا بیان کیے ہین غیداق اور حجل کو اسقاط کیا ہے اور بعض نے قثم کو اسقاط کیا ہے اور اکثر مختلف روایتین بیان کی ہین اور حضرت کی چہہ پہوپہیون کے یہ نام ہین ام حکیم[۱] جنکا نام بیضا ہے برہ[۲] عاتکہ[۳] صفیہ[۴] اروی[۵] امیمہ[۶] ام حکیم عبد اللہ ابوطالب زبیر عبد الکعبہ بیضا امیمہ اروی عاتکہ ایک مان سے ہین جنکا نام فاطمہ بنت عمر بن عابد بن عمران بن مخزوم ہے اور حمزہ مقوم حجل صفیہ ایک مان سے جنکا نام ہالہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ ہے اور عباس ضرار قثم ایک مان سے جنکا نام نثیلہ بنت جناب بن کلیب تہا اور حارث اور ابولہب ایک ان دو سے اعیانی بہائی اور بہن نہین رکہتے مان حارث کی صفیہ بنت جنیدب وزن جعیفر بصیغہ مصغر بنت حاجر تہی اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچون

مین سے سوائے حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے کوئی اسلام مین داخل نہین ہوا گو کہ ابوطالب اور ابولہب کو زمانہ اسلام ملا - ای حضرات مؤمنین متشیعین ذرا مہربانی فرماکر بگوش دل حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سنکر اپنے عقاید باطلہ سے توبہ کرو نام آپکا حضرت عباس رض بن عبد المطلب کنیت آپکی ابو الفضل کہ آپ کے بڑے فرزند کا نام فضل تھا جو عبد اللہ ابن عباس سے بڑے تھے اور آپ کی والدہ کا نام نشیلہ بنت جناب بن طلب ہی جسکو معاذ اللہ حضرات شیعہ نے فضیل لونڈی قرار دیا ہی اور حضرت عباس رض کی والدہ ماجدہ کی پہلی صفت یہ ہی کہ وہ مستورہ تہین یعنی اونہون نے بیت الحرام کی پوشش کی تہی نقل ہے کہ حضرت عباس رض ایام طفولیت مین کہو گئی تھے آپکی والدہ نے منت کی تہی کہ میرے فرزند عباس مجھکو مل جاینگے تو مین حرم شریف کا غلاف چڑہاؤن گی چنانچہ جب حضرت عباس اونکو ملے اونہون نے دیبا وغیرہ سے حرم شریف کا غلاف چڑہایا اس سبب سے اونکا مستورہ لقب ہوا ولادت حضرت عباس رض کی تین برس پیشتر عام الفیل سے ہے یعنے جب ابرہہ فیل محمود لیکر واسطے منہدم کرنے خانہ کعبہ کے چڑہ آیا تھا اور غارت ہوا اوس سے تین برس قبل آپ تولد ہوئے تھے حضرت رسول خدا سے حضرت عباس دو یا تین برس بڑے تھے حضرت عباس قریش مین معزز تھے اور جسوقت حضرت عباس باصرار ابوجہل وغیرہ بکراہت ہمراہ کفار قریش بمقابلۂ اہل اسلام جنگ بدر مین آئے اور اہل اسلام نے معہ چند کفار قریش اونکو اسیر کرکے ہاتھ باندہے رات کے وقت حضرت عباس کی آواز پر درد سنکر حضرت رسول خدا نہایت بے چین ہوئے حتے کہ سونا دشوار ہوا اور اسقدر بے چین ہوئے کہ پریشان خاطر اوٹھ بیٹھے صحابہ نے سبب اسکا دریافت کیا فرمایا عباس کی تکلیف اور آواز پر درد سنکر ہماری یہ حالت ہوئی صحابہ نے فوراً حضرت عباس کے بند ڈہیلے کردیے آپ نے فرمایا سب کے بند ڈہیلے کردو چنانچہ ویسا ہی کیا گیا ایہا المومنین حضرت عباس کی تکلیف سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کی نیند آنکھون سے اور آرام دل سے جاتا رہا جسوقت تم لوگ ایسے کلمے ناشایستہ اونکی
شان مین کہتے ہو اور اپنی کتابون مین لکھتے ہو کیا اس سے حضرت رسول خدا تم لوگون
سے خوش ہو گئے بلکہ یقین ہے کہ آپکی روح پاک کو صدمہ سخت پہونچتا ہو گا شاید اسی
خدمت کے بدولت حضرات شیعہ کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بقول مرزا محمد ہادی
لکہنوی صاحب اپنے نصف حسنات عنایت فرمائی واہ کیا مذہب ہی کہ حضرت رسول خدا
کے چچا کو معاذ اللہ لونڈی بچہ کہین اور حضرت رسول خدا کے نصف حسنات اس
خیرخواہی مین لین۔ منہاج النبوۃ کے صفحہ ۸۸ سطر ۲ مین لکہا ہے کہ ایک روز حضرت
عباس رض حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آتے تھے حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو آتے دیکہکر برائے استقبال کہڑے ہو گئے اور حضرت عباس کی
پیشانی چوم کر اپنے داہنی طرف بہت نزدیک بٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ اے حاضرین
یہ ہمارے چچا عباس ہین اور مین ان پر فخر کرتا ہون حضرت عباس رض نے عرض کی
یا رسول اللہ آپ یہ کیا فرماتے ہین ہمکو آپکی ذات پاک سے فخر اور عزت ہی آپ نے فرمایا
کیون نہ کہون اس بات کو کہ تم میرے چچا ہو اور بہائی ہو میرے باپ کے اور میرے باپ دادا
کی نشانی ہو اور فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز حضرت عباس رض
سے کہ اے چچا اپنے گہر مین موجود رہنا اور باہر مت جانا جب تک مین آؤن پاس تمہارے
پس جب آئے حضرت اور اوڑہا اپنی ردا اون پر اور ایک روایت مین ہے کہ اوڑہایا
اپنا کمل اور کہا اے پروردگار میرے یہ چچا میرا ہے اور یہ اوسکے فرزند ہین میرے اہل بیت
پوشیدہ کر اونکو آتش دوزخ سے جسطرح مینے انکو پوشیدہ کیا اپنی ردا سے پس آمین
کہی در و دیوار نے اوس گہر کے اور کہا آمین آمین آمین اور ایک روایت مین ہی کہ
باقی نہ رہا گہر مین کوئی پتہر اور کوئی کلوخ مگر یہ کہ آمین کہی اوسنے اور ترمذی کی روایت
مین ابن عباس رض سے روایت ہی کہ اوڑہایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اوپر

اپنا کمبل اوڑھا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِہٖ مَغْفِرَۃً ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰھُمَّ احْفَظْہُ فِیْ وَلَدِہٖ کا یعنے اے پروردگار مغفرت کر واسطے عباس کے اور اونکی اولاد کی مغفرت ظاہر اور چھپی کہ چھوڑے کوئی گناہ اے رب نگہبانی کر اونکی اولاد کی اور وفات پائی حضرت عباسؓ نے دو برس قبل شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ۳۲ سنہ بتیس ہجری مین جسوقت آپکا سن شریف ۸۸ یا ۸۹ برس کا تھا بروز جمعہ بارہوین تاریخ یا چودہوین تاریخ رجب کی آپنے وفات فرمائی اور ایک روایت مین ہے کہ رمضان شریف کے مہینے مین ۳۳ سنہ تینتیس یا چونتیس مین آپنے وفات پائی اور جنت البقیع مین مدفون ہوئی بعد اس بیان کے حافظ حضرت امام صاحب کی خدمت مین عرض کرینگے کہ حضوران شیعون کا ایسا فرقہ ہے کہ جس نے اچھی طرح سے اپنے پیشوا عبداللہ بن سبا کا عوض اصحاب نبی اور اہل بیت سے لیلیا اور اپنے تئین شیعان علی بنائے رہے اور اولاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہتے رہی اور ہنوز کہتے جاتے ہین اور اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر خوب عمل کرتے ہین مَعْرِفَۃُ اٰلِ مُحَمَّدٍ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَحُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ اَمَانٌ مِّنَ الْعَذَابِ یعنے پہچاننا مرتبہ ال محمد کا بری کرتا ہے آتش دوزخ سے اور محبت آل محمد کی امان ہے عذاب سے اب حضرات شیعہ سے مین دریافت کرتا ہون کہ آپ لوگ حضرت زید شہید رضی اللہ عنہ کو پہچانتے ہو یا نہین کہ وہ کون تھے آیا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے فرزند ہین یا نہین اور امام عالیمقام حضرت سید الشہدا شہید کربلا کے پوتے ہین یا نہین اور حضرت امیرالمومنین شیر خدا کے نورعین یعنے حسین کے پوتے ہین یا نہین سوای اقرار کے انکار تو ہو ہی نہین سکتا پھر آپ لوگ اونکو کیون برا کہتے ہو کیا وہ ال رسول نہین ہین بلکہ وہ تو حضرت رسول خدا علیہ السلام سے بہ نسبت چند ایمہ علیہ السلام کے نزدیک تر ہین چاہیے کسی محبان اہل بیت یعنے حضرات شیعہ سے کوئی پوچھہ دیکھے کہ حضرت زید شہید کو علیہ السلام تو کہو کبھی نہ کہینگے بلکہ اپنی بیزاری اپنے دلمین بیان کرینگے اور اسیطرح حضرت یحیی فرزند حضرت زید شہید کو جو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے پوتے ہین اونکو بھی برا کہتے ہین اور اسیطرح سے حضرت

ابراہیم کو جو فرزند حضرت امام موسی کاظم کے ہین برا کہتے ہین چاہیے کو بہی پوچھہ دیکھیے بلکہ اونکو تو معاذ اللہ کذاب کہتے ہین اور حضرت جعفر بن علی رضی اللہ عنہ کو جو بہائی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ہین برا کہتے ہین بلکہ اونکو بہی کذاب کہتے ہین اور اسیطرح حضرت امام حسن علیہ السلام کے فرزندون کو یعنے حضرت حسن المثنی اور اونکی اولاد کو یعنے حضرت امام حسن علیہ السلام کے پوتون کو معاذ اللہ مرتد کہتے ہین اور ابراہیم بن عبداللہ اور زکریا بن محمد باقر و محمد بن عبداللہ محض اور اونکے فرزندون کو مرتد کہتے ہین بلکہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی کل اولاد کو جو بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے زندہ رہے شہید نہین کہتے اور معاذ اللہ برا کہتے ہین بعد اسقدر بیان کرنیکے حافظ اپنے مخالف سے کہینگے کہ کیا کہتے ہو یہ جو مینے بیان کیا سچ ہے یا غلط مخالف جواب دینگے محض جھوٹھہ ہے حضرت امام صاحب فرماوینگے ای شخص باوجودیکہ تیرا مقابل تیرے طریق کے مستند کتابون سے دلیل پیش کرتا ہے اور تب بہی تو جھٹلاتا ہے کیون نہین بیان کرتے دیتا تیرے بیان مین تو یہ رخنہ انداز نہو جو جو تیری جی مین آیا بے سوچی سمجھے خلفای رسول اللہ کے نسبت کہہ گیا اب تیرے بیان کو وہ تیری کتابون معتبر سے رد کرتا ہے تو تو بار بار کہتا ہے کہ جھوٹھہ ہے صرف جھوٹھہ کہنی سے جھوٹھہ کیونکر ہوسکتا ہے جب تک تو ثابت نکر دے حافظ جواب دینگے حضور یہ اب گہرا یا ہے اور چاہتا ہے کہ مجھکو فریب دیکر دوسری طرف مخاطب کرے اور ڈرتا ہے کہ ایسا نہو کہین آپکا ذکر آجاے ورنہ حضوری مین نہایت ذلیل ہونا پڑے حضرت امام صاحب فرماوینگے کہ ہمارے نسبت کوئی بات نہین ہوسکتی کیونکہ ہم غیبت مین رہے ہین حافظ عرض کرینگے کہ حضور شیعان پاک مین بہی تو ایک عمدہ صفت ہے کہ یہ لوگ غیب دان ہوتے ہین اور آپکے حال سے خوب واقف ہین اور صرف دادہالی رشتہ سے نہین بلکہ نانہالی رشتہ کو خوب جانتے ہین مخالف بولیگا حضور اب تو حافظ عداوت کی باتین کرتا ہے حافظ جواب دینگے ملا باقر صاحب رسالہ رجعت میں لکھتے ہین کہ ایک روز حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے غلام کافور کو بہیجکر سلیمان

بن بشیر کو جو ابو ایوب انصاری کے خاندان سے تھے بلایا اور دو سو بیس اشرفی دیکر ارشاد فرمایا کہ بغداد کے پل پر جاکر بیٹھ عمرو ابن یزید بردا فروش ایک کشتی لونڈی غلام کی لاتا ہے اونمین سے مسماۃ نرجس فرنگن کو میرے واسطے دو سو بیس اشرفی دیکر خرید لا اوسی سے میرا پوتا امام مہدی علیہ السلام تولد ہوگا چنانچہ سلمان بن بشیر بردا فروش بغداد جاکر عمرو بن یزید بردا فروش سے نرجس فرنگن کو خرید لایا اور حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسن عسکری علیہ السلام کو عنایت فرمائی جسکے پیٹ سے تو بہ بھول گیا معاف فرمائی جنکی ران سے آپ تولد ہوئی اور کل ائمہ ران سے تولد ہوتے ہین تاکہ نجاست سے آلودہ نہون امام صاحب یہ بات سنکر ہنس دینگے اور فرماوینگے کہ یہ بھی اخوند اصفہانی نے لکھا ہے کہ نطفہ ران مین کس طرف سے پہونچایا جاتا ہے عرض کرینگے یہ تو نہین لکھا لیکن مجھکو اب حضور سے معلوم ہو جائیگا۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ امام صاحب فرماوینگے ہمسے مزاح کرتا ہے عرض کرینگے کیا مجال شیعہ صاحب کہینگے کہ سنی بڑے بے ادب ہوتے ہین حافظ جواب دینگے بات مت کاٹ اگے سمجھونگا امام صاحب فرماوینگے کسیکو پیٹ کا حال نہین معلوم کہ کیا وہان ہوتا ہے عرض کرینگے عام اور خاص مین بڑا فرق ہے فرماوینگے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خصوصیت کسیکو نہین ہوئی حافظ عرض کرینگے کہ ملا باقر لکھتے ہین کہ حضور نے اپنی پھوپھی جان حضرت حکیمہ کو پیٹ کے اندر سے لقمہ دیا تھا اور جو سورتین قرآن کی وقت ولادت آپکی حضرت حکیمہ پڑھتے تہین آپ باآواز بلند اپنی مان کے پیٹ مین پڑھتے تھے جسکو اپکی پھوپھی و والدہ سنتی تہین امام صاحب فرماوینگے یہ بات قابل اعتبار نہین تاوقتیکہ تو ثبوت کامل نہ دے اور لے حافظ اگر تو نے بسند معتبر اسکو ثابت کردیا تو کل بیان تیرا قابل اعتبار ہے حافظ عرض کرینگے حضور نے جب ایسی تاکید فرمائی ہے تو مین بھی اپنے بیان کو ایسے مجتہدین کے اقوال سے ثابت کرتا ہون جنکے اجتہاد کا مذہب تشیع مین شہرہ ہے اور حضور اونکے نام نامی ملاحظہ فرمائین مشایخ عظام ذو الاحترام مذہب تشیعہ محمد بن یعقوب کلینی

محمدؒ بن بابویہ قمی شیخؒ ابو جعفر طوسی سیدؒ مرتضی یہ چار بار اہل تشیع مین بڑے مجتہدین سے
ہین انکے اقوال سے اپنی بیان کو ثابت کرتا ہون

بیان خریداری والدۂ ماجدہ حضرت امام مہدی کتب معتبرۂ حضرات شیعہ سے

حدیث چہارم از رسالہ رجعت مولفہ ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی دو شیخ بزرگوار شیخ محمد بن بابویہ قمی و شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہما در کتابہای غیبت بسند معتبر روایت کردہ اند از بشیر بن سلیمان بردہ فروش کہ از فرزندان ابو ایوب انصاری بودہ واز شیعان خاص امام علی نقی و امام حسن عسکری صلوات اللہ علیہما و ہمسایۂ ایشان بودہ در شہر سُر من رای گفت کہ روزی کافور خادم حضرت امام علی نقی صلوات اللہ نزد من آمد و مرا طلب نمود چون بخدمت آنحضرت رفتم و نشستم فرمود کہ تو از فرزندان انصاری و ولایت و محبت با اہل بیت ہمیشہ در میان شما بودہ است از زمان حضرت رسول علیہ السلام تا حال و پیوستہ محل اعتماد بودہ اید و من ترا اختیار میکنم و مشرف میگردانم بفضیلتی کہ بسبب آن بر شیعیان سبقت گیری در ولایت ما و ترا بر رازی پنہان مطلع میگردانم و بخریدن کنیزے میفرستم پس نامۂ پاکیزہ نوشتند بخط فرنگی و لغت فرنگی و مہر شریف خود را بر آن نامہ زدند و کیسۂ زر بیرون آوردند کہ دران دویست و بیست اشرفی بود فرمودند کہ بگیر این نامہ و زر را و متوجہ بغداد شو و در چاشت فلان روز بر جسر حاضر شو پس چون کشتیہای اسیران بساحل رسد جمعی از کنیزان دران کشتیہا خواہی دید و جمعی از مشتریان از وکیلان امرای بنی عباس و قلیلے از جوان عرب خواہی دید کہ بر سر اسیران جمع خواہند شد پس از دور نظر کن بہ بردہ فروشی کہ عمرو بن یزید نام دارد در تمام روز تا ہنگامیکہ از برائے مشتریان ظاہر سازد کنیزکے را کہ فلان و فلان صفت دارد و تمام اوصاف او را بیان فرمودند و جامۂ حریر گندہ پوشیدہ است و ابا و امتناع خواہد نمود آن کنیز از نظر کردن مشتریان و دست گذاشتن بآن و خواہی شنید کہ از پس پردہ صدای رومی از و ظاہر میشود پس بدانکہ بزبان رومی میگوید کہ وای کہ پردۂ

عفتم ورید ه شد پس یکی از مشتریان خواهد گفت که من سیصد اشرفی میدهم بقیمت این کنیز وعفت او مرا در خریدن راغب تر گردانید پس آن کنیز بلغت عربی بآن شخص خواهد گفت که اگر بزی حضرت سلیمان بن داؤد ظاهر شوی وبا دشاهی او را بیابی که من بتو رغبت نخواهم کرد مال خود را ضایع مکن وبقیمت من مده پس آن برده فروش گوید که من برای تو چه چاره کنم که بهیچ مشتری راضی نمیشوی وآخر از فروختن تو چاره نیست پس آن کنیزک گوید که چه تعجیل میکنی والبته باید که مشتری بهم رسد که دل من باو میل کند واعتماد بر وفا ودیانت او داشته باشم پس درین وقت تو برو بنزد صاحب کنیز وبگو که نامهٔ با من هست که یکی از اشراف وبزرگان از روی ملاطفت نوشته است بلغت فرنگی وخط فرنگی ودران نامه کرم وسخاوت ووفاداری وبزرگی خود را وصف کرده است این نامه را بآن کنیز بده که بخواند اگر بصاحب این نامه راضی شود من وکیلم از جانب آن بزرگ که این کنیز را از برای او خریداری نمایم بشیر بن سلیمان گفت که آنچه آنحضرت خبر داده بودند همه واقع شد وآنچه فرموده همه را بعمل آوردم پس چون کنیز در نامه نظر کرد بسیار گریست وگفت بعمرو بن یزید که مرا بصاحب این نامه بفروش و سوگندهای عظیم یاد کرد که اگر مرا باو نفروشی خود را هلاک میکنم پس با او در باب قیمت گفتگوی بسیار کردم تا آنکه بهمان قیمت راضی شد که حضرت امام علی نقی علیه السلام بمن داده بودند پس زر را دادم وکنیز را گرفتم وکنیز خندان وشاد شد وبا من آمد بحجرهٔ که در بغداد گرفته بودم وتا بحجره رسید نامهٔ امام را بیرون آورده می بوسید وبر دیده هامی چسپانید وبر رو می گذاشت وبر بدن می مالید پس من از روی تعجب گفتم که می بوسی نامهٔ را که صاحبش را نمی شناسی کنیز گفت که ای عاجز کم معرفت به بزرگی فرزندان واوصیای پیغمبران گوش خود را بمن سپار ودل برای شنیدن سخن من فارغ بدار تا احوال خود را برای تو شرح کنم من ملیکه دختر یشوع فرزند

قیصر پادشاه روم و مادرم از فرزندان شمعون بن حمون الصفا وصی حضرت عیسی علیه السلام
است ترا خبر دهم بامر عجیب بدانکه جدم قیصر خواست که مرا بعقد فرزند برادر خود درآورد در هنگامیکه
من سیزده ساله بودم پس جمع کرد در قصر خود از نسل حواریان عیسی ع از علمای نصاری و عباد
ایشان سیصد نفر و از صاحبان قدر و منزلت هفتصد کس و از امرای لشکر و از سرداران
عسکر و بزرگان سپاه و سرگردهای قبائل چهار هزار نفر و تختی فرمود که حاضر ساختند که
در ایام پادشاهی خود بانواع جواهر مرصع گردانیده بود و آن تخت را بر روی چهل پایه تعبیه
کردند و بتها و چلیپاهای خود را بر بلندیها قرار دادند و پسر برادر خود را بر بالای تخت فرستاد
پس چون کشیشان انجیلها بر دست گرفتند که بخوانند بتها و چلیپاها همگی سرنگون بر زمین
افتادند و پایهای تخت بر زمین افتاد و پسر برادر ملک از تخت در افتاد و بیهوش شد
پس در آن حال رنگهای کشیشان متغیر شد و اعضای ایشان بلرزید و بزرگ ایشان بجدم
گفت که ای پادشاه ما را معاف دار از چنین امری که بسبب آن نحوستها رو نمود که دلالت
میکند بر اینکه دین مسیحی بزودی زایل گردد پس جدم این امر را بفال بد دانست و گفت
بعلما و کشیشان که این تخت را بار دیگر برپا کنید و چلیپاها را بجای خود قرار دهید و حاضر
گردانید برادر این برگشته روزگار بدبخت را که این دختر را با و تزویج نمایم تا سعادت
آن برادر دفع نحوست این برادر بکند پس چون چنین کردند و آن برادر دیگر را بر بالای
تخت بردند همینکه بخواندن انجیل کردند همان حالت اولی رو نمود و نحوست این برادر برابر
نحوست آن برادر بود و سر این کار را ندانستند که این از سعادت سروری است نه از نحوست
دو برادر پس مردم متفرق شدند و جدم غمناک بحرمسرا بازگشت و پردهای خجالت
در آویخت پس چون شب شد و بخواب رفتم در خواب دیدم که حضرت مسیح و شمعون و جمعی از
حواریان در قصر جدم جمع شدند و منبری از نور نصب کردند که از رفعت بر آسمان سر بلند
مینمود و در همان موضع تعبیه کردند که جدم تخت را گذاشته بود پس حضرت رسالت پناه

محمد مصطفی ؐ با وصی و دامادش علی بن ابی طالب صلوات الله علیه و جمعی از امامان و
فرزندان بزرگوار ایشان قصر را بنور قدوم خویش منور ساختند پس حضرت مسیح ؑ
بقدم ادب از روی تعظیم و اجلال باستقبال حضرت خاتم الانبیاء شتافت و دست در گردن
مبارک آنحضرت در آورد پس حضرت رسالت پناه ؐ فرمود که یا روح الله آمده ام که ملیکه
فرزند وصی تو شمعون را برای فرزند سعادت مند خود خواستگاری نمایم و اشاره نمود
بماه برج خلافت و امامت امام حسن عسکری علیه السلام فرزند آن کسی که تو نامه اش را
بمن دادی پس حضرت عیسی ؑ نظر افگند بسوی حضرت شمعون و گفت که شرف دو جهانی
بتو روآورده است پیوند کن رحم خود را برحم آل محمد صلوات الله علیهم اجمعین شمعون گفت
که کردم پس همگی بران منبر برآمدند و حضرت رسول ؐ خطبه انشا فرمودند با حضرت مسیح ؑ
مرا با امام حسن عسکری ؑ عقد بستند و فرزندان حضرت رسالت پناه و حواریان گواه شدند
پس چون ازان خواب سعادت مآب بیدار شدم از بیم کشتن آنخواب را برای پدر و جد خود
نقل نکردم و این گنج راز را در سینه پنهان داشتم و آتش محبت آن خورشید فلک امامت
روز بروز در کانون سینه ام مشتعل میشد و سرمایهٔ صبر و قرار مرا بباد فنا میداد تا بحدیکه
خوردن و آشامیدن برمن حرام شد و هر روز چهره کاهی میشد و بدن میکاهید و آثار
عشق نهانی در بیرون ظاهر میگردید پس در شهرهای روم طبیبی نماند مگر آنکه جدم برای
معالجه من حاضر کرد و از دوای درد من ازو سوال نمود و هیچ سود نبخشید پس او چون
از علاج درد من مایوس گردید روزی بمن گفت که ای نور چشم من آیا در خاطرت هیچ
آرزوئی در دنیا هست که برای تو بعمل آورم گفتم ای جد من درهای فرج را بر روی
خود بسته می بینم اگر شکنجه و آزار را از اسیران مسلمانان که در زندان تو اند رفع نمائے
و بندها و زنجیرها را از ایشان بگشائے و ایشان را آزاد کنی امیدوارم که حضرت
مسیح ؑ و مادرش مریم بمن عافیتی به بخشند پس چون چنین کرد اندک صحتی از خود ظاهر ساختم

واندک طعامی تناول نمودم پس خوشحال وشادمان شد ودیگر اسیران مسلمانان را
عزیز وگرامی داشت پس بعد از چهارده شب در خواب دیدم که بهترین زنان عالمیان
حضرت فاطمه زهرا علیها السلام بدیدن من آمد وحضرت مریم ع با هزار کنیز از حوریان
بهشت در خدمت آنحضرت اند پس مریم بمن گفت که این خاتون بهترین زنان مادر
شوهر تست امام حسن عسکری ع پس من بدامن مبارکش در آویختم وگریستم وشکایت
کردم که حضرت امام حسن عسکری ع بمن جفا میکند واز دیدن من ابا می نماید پس آنحضرت
فرمود که فرزند من چگونه بدیدن تو آید وحال آنکه بخدا شرک می آوری وبر مذهب
ترسایانی واینک خواهرم مریم دختر عمران بیزاری می جوید بسوی خدا از دین تو اگر
میل داری که الله تعالی وحضرت مسیح ومریم علیها السلام از تو خوشنود گردند وحضرت
امام حسن عسکری ع بدیدن تو بیاید پس بگو أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ أَبِي مُحَمَّدًا
رَسُوْلُ اللّٰهِ پس چون باین دو کلمهٔ طیبه تلفظ نمودم حضرت سیدة النسا مرا بسینه خود
چسبانید ودلداری فرمود وگفت اکنون منتظر آمدن فرزندم باش که من اورا
بسوی تو میفرستم پس بیدار شدم وآن دو کلمهٔ طیبه را بر زبان میراندم وانتظار ملاقات
آنحضرت میبردم چون شب آینده در آمد وبخواب رفتم خورشید جمال آنحضرت ع طالع
گردید گفتم ای دوست من بعد از آن که دلم را اسیر محبت خود گردانیدی چرا از مفارقت
جمال خود مرا چنین جفا دادی فرمود که دیر آمدن من نزد تو نبود مگر برای آنکه تو مشرک
بودی اکنون که مسلمان شدی هر شب به نزد تو خواهم بود تا آن زمان که حق تعالی ما وترا
بظاهر بیک دیگر برساند واین هجران را مبدل بوصال گرداند پس از آن شب تا حال
یک شب نگذشته است که درد هجران مرا بشربت وصال خود دوا نفرماید بشیر بن سلیمان
گفت که چگونه در میان اسیران افتادی گفت مرا خبر داد حضرت امام حسن عسکری ع در شبی
از شبها که در فلان روز جدت لشکری بجنگ مسلمانان خواهد فرستاد پس خود از عقب

ایشان خواهد رفت تو خود را در میان کنیزان و خدمتگاران بینداز بهیأتی که
ترا نشناسند و از پی جد خود روانه شو و از فلان راه برو پس چنان کردم و طلیعه لشکر
مسلمانان با ما برخوردند و ما را اسیر کردند و آخر کار من آن بود که دیدی و تا حال کسی
بغیر از تو ندانسته است که من دختر پادشاه رومم و مرد پیری که در غنیمت من بحصه او
افتادم از نام من سوال کرد گفتم نرجس نام دارم گفت این نام کنیزان است بشیر
گفت که این عجب است که تو اهل فرنگی و زبان عربی را نیک میدانی گفت که بعلت بسیاری
محبتی که جدم نسبت بمن داشت و میخواست که مرا بیاد گرفتن آداب حسنه بدارد زنی
مترجمی را که زبان فرنگی و عربی هر دو میدانست مقرر کرده بود که هر صبح و شام می‌آمد و
لغت عربی بمن می‌آموخت تا آنکه زبانم باین لغت جاری شد بشیر گوید که چون اورا
بسر من رای بردم و بخدمت حضرت امام علی نقی ع رسانیدم حضرت بکنیزک خطاب فرمود که
چگونه حق سبحانه و تعالی بتو نمود عزت دین اسلام و مذلت دین نصاری و شرف و بزرگواری
محمد و اهل بیت او را . او گفت که چگونه وصف کنم برای تو ای فرزند رسول خدا ع چیزی را که
تو بهتر میدانی از من پس حضرت فرمود که می خواهم که ترا گرامی دارم کدام یک بهتر است
نزد تو اینکه ده هزار اشرفی بتو بدهم یا ترا بشارتی بدهم بشرف ابدی گفت بلکه بشارت
بشرف ابدی می خواهم و مال نمی خواهم حضرت فرمود که بشارت باد ترا بفرزندی که پادشاه
مشرق و مغرب عالم شود و زمین را پر از عدل و داد کند بعد از آنکه پر از ظلم و جور شده
باشد گفت که این فرزند از که بعمل خواهد آمد فرمود که از آن کسی که حضرت رسالت پناه ع
از برای او خواستگاری کرد پس از او پرسید که حضرت مسیح و وصی او ترا بعقد که در آوردند
گفت بعقد فرزند تو امام حسن عسکری ع حضرت فرمود که او را می شناسی گفت که مگر از آن
شبی که بدست بهترین زنان مسلمان شده ام شبی نگذشته است که او بدیدن من نیاید
پس حضرت کافور خادم خود را طلبید و فرمود که برو و خواهرم حکیمه خاتون را طلب کن

چون حکیمه داخل شد حضرت فرمود که این آن کنیز است که میگفتم حکیمه خاتون او را در بر گرفت
و بسیار نوازش کرد و شاد شد پس حضرت فرمود که ای دختر رسول خدا ص ببر او را بخانهٔ خود
و واجبات و سنتها را باو بیاموز که او زن حضرت امام حسن عسکری ع و مادر حضرت صاحب الزمان
صلوات الله علیها است **حدیث پنجم** مشایخ عظام ذوی الاحترام محمد بن یعقوب کلینی
و محمد بن بابویه قمی و شیخ ابو جعفر طوسی و سید مرتضی و غیر ایشان از محدثین عالیشان بسندهای
معتبر روایت کرده اند از حکیمه خاتون رضی الله عنها که روزی حضرت امام حسن عسکری ع
بخانهٔ من تشریف آوردند و نگاه تندی به نرجس خاتون کردند پس عرض کردم که اگر
شما را خواهش او هست بخدمت شما بفرستم فرمود که ای عمه این نگاه از روی تعجب بود
زیرا که درین زودی حق سبحانه و تعالی از و فرزندی بزرگوار بیرون آورد که عالم را
پر از عدل و داد کند بعد از آنکه پر از جور و ستم شده باشد گفتم که پس بفرستم او را نزد شما
فرمود که از پدر بزرگوارم رخصت بطلب درین باب حکیمه گوید که جامهای خود را پوشیدم
و بخانهٔ برادرم امام علی نقی ع رفتم و چون سلام کردم و نشستم بی آنکه من سخنی بگویم حضرت
از باب اعجاز ابتدا فرمود و گفت ای حکیمه نرجس را بفرست برای فرزندم گفتم ای سید
من از برای همین مطلب بخدمت تو آمده ام که درین امر رخصت بگیرم فرمود که ای بزرگوار
صاحب برکت خدای تعالی میخواهد که ترا در چنین ثوابی شریک گرداند و بهرهٔ عظیم از خیر
و سعادت بتو کرامت فرماید که ترا واسطهٔ چنین امری گردانید حکیمه گفت که بزودی
بخانهٔ خود برگشتم و زفاف آن معدن فتوت و عفاف را در خانهٔ خود واقع ساختم و بعد
از چند روز آن سعد اکبر را با آن زهرهٔ منظر بخانهٔ خورشید انور یعنی والد مطهر او بردم
و بعد از چند روز آن آفتاب مطلع امامت در مغرب عالم بقا غروب نموده و ماه برج
خلافت امام حسن عسکری ع در امامت جانشین او گردید و من پیوسته بعادت
همیشه زمان پدر بخدمت آن امام البشر میرسیدم پس روزی نرجس خاتون آمد و گفت

ای خاتون من پا دراز کن که کفش از پایت بیرون کنم گفتم تو ای خاتون و صاحب من
و هرگز نگذارم که کفش از پای من بکشی و مرا خدمت کنی بلکه من ترا خدمت میکنم
و منت بر دیده خود می نهم چون حضرت امام علیه السلام این سخن از من شنید
گفت خدا ترا جزای نیکو دهاد ای عمه پس در خدمت آنحضرت نشستم
تا وقت غروب آفتاب پس صدا زدم بکنیز خود که بیاور جامهای مرا تا بروم حضرت
فرمود که ای عمه امشب نزد ما باش که درین شب متولد می شود فرزند گرامی که حق تعالی
باو زنده میگرداند زمین را بعلم و ایمان و هدایت بعد از آن که مرده باشد بشیوع
کفر و ضلالت گفتم از که ای سید من و من در نرجس هیچ اثر حمل نمی یابم
فرمود که از نرجس بهم میرسد نه از دیگری پس برجستم و شکم و پشت نرجس را ملاحظه کردم
هیچ گونه اثری نیافتم پس برگشتم و عرض کردم حضرت تبسم فرمود و گفت چون صبح
میشود اثر حمل برو ظاهر خواهد شد و مثل او مثل مادر موسی علیه السلام است که
تا هنگام ولادت هیچ تغیری بر او ظاهر نشد و احدی بر حال او مطلع نگردید زیرا که
فرعون شکم زنان حامله را میشگافت برای طلب حضرت موسی ع و حال این فرزند
درین امر شبیه است بحال موسی علیه السلام - و در روایت دیگر آنست که حضرت
فرمود که حمل ما اوصیای پیغمبران در شکم نمی باشد بلکه در پهلو می باشد و از رحم
بیرون نمی آییم بلکه از ران مادران فرو می آییم زیرا که ما نورهای حق تعالی ایم
و چرک و کثافت و نجاست را از ما دور گردانیده است حکیمه گفت که بنزد نرجس
رفتم و این احوال را با او گفتم گفت ای خاتون هیچ اثری در خود مشاهده نمی نمایم
پس شب در آنجا ماندم و افطار کردم و نزدیک نرجس خوابیدم و در هر ساعت
از و خبر میگرفتم و او بحال خود خوابیده بود و هر ساعت حیرتم زیاده میشد درین
شب بیش از شبهای دیگر به نماز تهجد برخاستم و نماز شب ادا کردم و چون بنماز

وترسیدم نرجس از خواب برجست و وضو ساخت و نماز شب بجا آورد و چون نظر کردم صبح کاذب طلوع کرده بود پس نزدیک شد که در دلم شکے پدید آید از وعدہ کہ حضرت کرده بود ناگاه حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام از حجرهٔ خود صدا زدند کہ شک مکن کہ وقتش در رسیده است درین حال در نرجس اضطرابی مشاہدہ کردم پس او را ببر گرفتم و نام الٰہی برو خواندم و حضرت آواز داد ندکہ سورهٔ اِنَّا اَنزَلنٰهُ فِی لَیلَةِ القَدرِ برو بخوان پس از و پرسیدم کہ چہ حال داری گفت ظاہر شد اثر آنچہ مولایم فرموده پس چون من شروع کردم بخواندن سورهٔ اِنَّا اَنزَلنٰهُ فِی لَیلَةِ القَدرِ شنیدم کہ آن طفل در شکم با من ہمراہی میکرد در خواندن و بر من سلام کرد و من ترسیدم پس حضرت صدا زدند کہ تعجب مکن از قدرت الٰہی کہ حق تعالیٰ خرد ان ما را بحکمت گویا میگرداند و ما را در بزرگی حجت خود ساختہ در زمین پس چون کلام حضرت امام علیہ السلام تمام شد نرجس از دیدهٔ من غایب شد گویا پردهٔ درمیان من و او حائل گردید پس دویدم بسوے حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام فریاد کنان حضرت فرمود کہ برگرد اے عمہ کہ او را در جاے خود خواہی دید چون برگشتم پرده کشوده شد و در نرجس نورے مشاہده کردم کہ دیده ام را خیره کرد و حضرت صاحب الامر علیہ السلام را دیدم کہ رو بقبلہ بسجده افتاد بزانو و انگشتان سبابہ را بآسمان بلند کرده میگوید اَشهَدُ اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ جَدِّی رَسُولُ اللّٰهِ وَاَنَّ اَبِی اَمِیرُ المُؤمِنِینَ پس یک یک امامان را شمرد تا بخودش رسید پس فرمود کہ اَللّٰهُمَّ اَنجِز لِی وَعدِی وَاَتمِم لِی اَمرِی وَثَبِّت وَطْأَتِی وَاملَأِ الاَرضَ بِی قِسطًا وَعَدلًا یعنے خداوندا وعدهٔ نصرت کہ بمن فرموده وفا کن و امر خلافت و امامت مرا تمام کن و انتقام مرا از دشمنان ثابت گردان و پر کن زمین را بسبب من از عدل و داد

ودر روایت دیگر چنانست کہ چون حضرت صاحب الامر متولد شد نورے ازو ساطع
گردید و بآفاق آسمان پہن شد و مرغان سفید دیدم کہ از آسمان بر زمین آمدند و
بالہاے خود را بر سر و بدن آنحضرت میمالیدند و پرواز میکردند پس حضرت
امام حسن عسکری علیہ السلام مرا آواز داد کہ اے عمہ فرزند مرا در بر گیر و بسوے
من بیاور پس چون برگرفتم او را ختنہ کردہ و ناف بریدہ و پاک و پاکیزہ یافتم
و بر ذراع راستش نوشتہ بود کہ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ
زَهُوْقًا یعنے حق آمد و باطل مضمحل شد و محو گردید بدرستیکہ باطل مضمحل شدنیست
و ثبات و بقائی ندارد پس حکیمہ گفت کہ چون آن فرزند سعادتمند را نزد پدر
بزرگوارش بردم ہمین کہ نظرش بر پدر افتاد سلام کرد پس حضرت او را
گرفت و زبان مبارک بر ہر دو دیدۂ مبارکش مالید و در دہان و در ہر دو گوشش
زبان بگردانید و بر کف دست چپ او را نشانید و دست مطہر بر سر آن سرور
مالید و گفت اے فرزند سخن بگو بقدرت الٰہی پس حضرت صاحب الامر استعاذہ
فرمود و گفت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ
اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ وَ نُمَكِّنَ
لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يَحْذَرُوْنَ - و این آیہ کریمہ موافق احادیث معتبرہ در شان آنحضرت
و آباے بزرگوار او نازل شدہ است و ترجمہ ظاہر لفظش اینست کہ میخواہیم
کہ منت گذاریم بر جماعتے کہ ایشان را ستمگاران در زمین ضعیف گردانیدہ اند
و بگردانیم ایشان را پیشوایان دین و بگردانیم ایشان را وارثان زمین و
تمکین و استیلا بخشیم ایشان را در زمین و بنمائیم بفرعون و ہامان (معاذ اللہ)
یعنے ابوبکر و عمر و لشکر ہاے ایشان از ان امامان آنچہ را حذر میکردند بر گشتیم

ترجمہ حدیث پس حضرت صاحب الامر علیہ السلام بر حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت امیر المومنین وجمیع امامان علیہم السلام
صلوات فرستاد وا پدر بزرگوار خود پس درین حال مرغان بسیار
نزدیک سر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شدند پس آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم یکی ازان مرغان صدا زد کہ این طفل را بردار ونیکو محافظت
نما وہر چہل روز یک مرتبہ نزد ما بیاور مرغ آنحضرت علیہ السلام را
گرفت وبسوے آسمان پرواز کرد وسائر مرغان نیز از عقب او پرواز کردند
پس حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرمود کہ سپردم ترا بآن کسے کہ مادر
موسیٰ علیہ السلام موسیٰ را بآن سپردہ بود پس نرجس خاتون گریان شد حضرت
علیہ السلام فرمود کہ ساکت شو کہ شیر از غیر پستان تو نخواہد خورد وبزودی
او را بسوے تو بر میگردانند چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام را بمادرش بر
گردانیدند چنانچہ حق تعالے فرمودہ است کہ پس گردانیدیم موسیٰ علیہ السلام را
بسوے مادرش تا دیدۂ مادرش باو روشن گردد پس حضرت حکیمہ پرسید
کہ این چہ مرغ بود کہ صاحب الامر را باو سپردید فرمود کہ این روح القدس ست
کہ موکل ست بائمہ علیہ السلام ایشان را موفق میگرداند از جانب خدا
واز خطا نگاہ میدارد وایشان را بعلم وحکمت زینت میدہد حکیمہ
گفت کہ چون چہل روز گذشت بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رفتم دیدم طفلے درمیان خانہ راہ میرود گفتم اے سید من این طفل
دو سالہ است حضرت علیہ السلام تبسم نمود وفرمود کہ اولاد
پیغمبران واوصیاے ایشان ہرگاہ امام باشند بر خلاف
اطفال دیگر نشو ونما میکنند ویکماہہ ایشان مانند یک سالہ

دیگران است و ایشان در شکم مادر سخن میگویند و قرآن میخوانند و عبادت پروردگار میکنند و در هنگام شیر خوردن ملائکه فرمان ایشان میبرند و هر صبح و شام بر ایشان نازل میشوند پس حکیمه فرمود که هر چهل روز یک مرتبه بخدمت او میرسیدم در زمان حضرت امام حسن عسکری علیه السلام تا آنکه چند روزی قبل از وفات آنحضرت او را ملازمت کردم بصورت مردی کامل مشاهده نمودم او را نشناختم بفرزند برادر خود گفتم که این مرد کیست که مرا میفرمائی که نزد او بنشینم فرمود که این فرزند نرجس است و خلیفه منست بعد از من و عنقریب من از میان شما میروم باید که سخن او را قبول کنی و امر او را اطاعت نمائی پس بعد از چند روز حضرت امام حسن عسکری صلوات الله علیه بعالم قدس ارتحال نمودند و من حضرت صاحب الامر صلوات الله علیه را هر صبح و شام ملازمت می نمودم و از هر چه سوال میکردم مرا خبر میداد و گاهی می خواستم که سوالی بکنم هنوز سوال نکرده جواب میفرمود. و در روایت دیگر چنین وارد شده است که حکیمه گفت که بعد سه روز از ولادت حضرت صاحب الامر مشتاق لقای آنحضرت شدم و رفتم بخدمت حضرت امام حسن عسکری علیه السلام و پرسیدم که مولای من کجاست فرمود که سپردم او را بآن کس که از ما و تو باو احق و اولی بود و چون روز هفتم شود بیا نزد ما چون روز هفتم شد رفتم گهواره دیدم بر سر گهواره دویدم مولای خود را دیدم چون ماه شب چهاردهم و بر روی من می خندید و تبسم میفرمود پس حضرت آواز دادند که فرزندم را بیاور چون بخدمت آنحضرت رفتم زبان در دهانش گردانید و فرمود که سخن بگو ای فرزند حضرت صاحب الامر شهادتین فرمود و صلوات بر حضرت رسالت پناه و سائر ائمه علیهم السلام فرستاد و بسم الله گفت و آیت که گذشت تلاوت نمود پس حضرت امام حسن عسکری علیه السلام فرمود که بخوان ای فرزند از آنچه حق سبحانه و تعالی به پیغمبرانش فرستاده است پس ابتدا کرد و صحف آدم را بزبان سریانی خواند و کتاب ادریس و کتاب نوح و کتاب هود و کتاب صالح و صحف ابراهیم و توریت موسی علیه السلام و زبور داود و انجیل عیسی علیه السلام و قرآن جدم محمد مصطفی صلوات الله علیه

وعلیہم اجمعین ہمہ را خواندند پس قصہای پیغمبران را یاد کرد پس حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
فرمود کہ چون حق تعالی مہدی این امت را بمن عطا فرمود دو ملک فرستاد کہ او را بسرا پردہ ہای
عرش رحمانی بردند پس حق تعالی باو خطاب نمود کہ مرحبا بتو ای بندۂ من ترا خلق کردہ ام برای
یاری دین خود و اظہار امر شریعت خود و توئی ہدایت یافتہ از بندگان من قسم بذات مقدس خود
می خورم کہ بطاعت تو ثواب میدہم و بنافرمانی تو عقاب میکنم مردم را و بسبب شفاعت و ہدایت
تو بندگان را می آمرزم و بمخالفت تو ایشان را عذاب میکنم ای دو ملک برگردانید او را بسوی
پدرش و از جانب من سلام برسانید و بگوئید کہ او در پناہ و حفظ و حمایت منست او را از شر
دشمنان حراست و محافظت می نمایم تا ہنگامی کہ او را ظاہر گردانم و حق را باو برپا دارم و باطل
را باو سرنگون سازم و دین حق برای من خالص باشد و از نسیم خادم امام حسن عسکری
علیہ السلام منقول ست کہ در ساعتی کہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام متولد شد عطسہ کرد و
فرمود کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ پس فرمود کہ ظالمان گمان
میکنند کہ حجت الہی را باطل و ضائع میتوانند کرد وقتی کہ رخصت فرماید حق تعالی ما را در سخن
گفتن ہر آئینہ شکہا برطرف شود و چون یک شب از ولادت آنحضرت علیہ السلام گذشت من در
خدمت آنحضرت عطسہ کردم فرمود یرحمک اللہ من خوشحال شدم پس فرمود کہ میخواہی کہ ترا
در عطسہ بشارتی بدہم گفتم بلی فرمود کہ امانست از مرگ تا سہ روز۔ خلاصہ مضمون حدیث
چوتھی کا یہ ہے کہ دو شیخ بزرگوار شیخ محمد بن بابویہ قمی اور شیخ ابو جعفر طوسی رحمۃ اللہ علیہما
کتاب غیبت مین بسند معتبر بشیر بن سلیمان بردہ فروش سے جو کہ ابو ایوب انصاری اور
شیعان خاص امام علی نقی علیہ السلام و امام حسن عسکری علیہ السلام سے تھے اور مقام
شہر سُرّ من رای مین امام صاحب کے ہمسائی مین رہتے تھے روایت کرتے ہین کہ ایک روز کافور
غلام حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا میرے مکان پر آکر مجکو بلا لیگیا جب مین امام صاحب
کی خدمت مین جا کر حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ تم اولاد انصار سے ہو اور محبت و صحبت ہم اہل بیت کی

ہمیشہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک تم لوگون مین چلی آئی ہے اسواسطے ہم تمکو ایک بزرگی اور فضیلت پر مامور کرتے ہین جسکے انجام کرنے سے تم ہماری ولایت مین تمام ہمارے شیعون پر سبقت لیجاؤ گے وہ یہ ہے کہ تمکو ایک راز مخفی پر اپنے مطلع کرتے ہین اور ایک لونڈی کے خرید کرنیکو روانہ کرتے ہین پس یہ کہکر حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے ایک نامہ پاکیزہ خط انگریزی و لغت انگلش مین تحریر فرماکر اپنی مہر و دستخط شریف سے اوس نامہ کو مزین فرمایا اور ایک تھیلی جسمین دو سو بیس اشرفی تھی مکان مین سے لاکر نامہ و تھیلی اشرفی کی مجکو دیکر حکم دیا کہ بغداد مین پہونچکر بوقت دوپہر فلان روز فلان پل پر حاضر ہو۔ پس جس وقت کشتی قیدیونکی کنارے پر پہونچیگی تو ایک جماعت لونڈیونکی تم اوس کشتی مین دیکھوگے اور ایک جماعت خریدارون اور وکیلون امراے بنی عباس کی اور کچھ لوگ جوانان عرب کو جو واسطے خریداری کے موجود ہونگے دیکھوگے پس تم دور سے عمرو بن یزید بردہ فروش کو دیکھتے رہنا تا وقتیکہ وہ فلان ہیئت و فلان صورت کی لونڈیکو جو دو جامے موٹے حریر کے پہنے ہو نکالے اور وہ لونڈی خریدارون کے نظر کرنے اور ہاتھ لگانے سے نفرت ظاہر کریگی اور پردہ کے اندر سے رومی آواز سنوگے۔ پس معلوم کرنا کہ زبان رومی مین کہتی ہے کہ افسوس میرے عفت کا پردہ چاک ہوا یہ آواز سنکر ایک خریدار کہیگا کہ مین تین ہزار اشرفی اس لونڈی کی قیمت دیتا ہون کیونکہ اس لونڈی کی عفت نے مجکو خرید کرنے پر راغب کیا۔ پس وہ لونڈی لغت عربی مین اوس خریدار سے کہیگی کہ اگر تو مثل حضرت سلیمان بن داؤد کے اپنی شوکت ظاہر کرے اور بادشاہی پاوے تب بھی مجکو تیری طرف رغبت نہو گی اپنے مال کو میری خرید کرنے مین ضائع مت کر یہ بات سنکر عمرو بن یزید بردہ فروش کہیگا کہ مین تیرا کیا علاج کرون کہ کسی خریدار سے رضامند نہین ہوتی اور مجھے ضرور فروخت کرنا ہے۔ پس وہ لونڈی جواب دیگی کہ کیون ایسی عجلت کرتا ہے عنقریب میرا خریدار ہی آتا ہے جسکی وفاداری کے اور دیانت پر میرا دل رغبت کریگا جب یہ آواز تیرے کان مین پہونچے مالک لونڈی کے

پاس جاکر بیان کر کہ ایک نامہ میرے پاس ہے جسکو ایک رئیس اور شریف نے بلغت فرنگی و خط
انگریزی نہایت مہربانی سے لکھا ہے وہ بیان کرکے نامہ اوس لونڈی کو دینا کہ پڑہے اور
یہ بہی کہنا کہ اگر صاحب نامہ کو تو پسند کرے تو اونکی طرف سے مین تجھکو اونکے واسطے خرید
کرون بشیر بن سلیمان کہتے ہین کہ جو کچھ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا تھا
سب بے کم و کاست ظاہر ہوا اور جو کچھ مجھے ارشاد کیا تھا اوسپر مینے عمل کیا پس
جسوقت لونڈی نے نامہ کو دیکھا بہت روئی اور عمرو بن یزید بردہ فروش سے کہا
کہ مجھکو نامہ لکھنے والے کے ہاتھہ فروخت کر اور سخت قسمین کہائین کہ اگر مجھکو اس خریدار
کے ہاتھہ نہ فروخت کیا تو اپنے کو ہلاک کر ڈالونگی غرض بشیر بن سلیمان بردہ فروش
نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی طرف سے بعد گفت و شنید و رد و بدل اوسی دوسو
بیس۲۲۰ اشرفی پر جو امام صاحب نے دی تہین عمرو بن یزید بردہ فروش سے لونڈی کو
خرید کیا اور لونڈی نہایت خوش ہوئی اور مین لونڈی کو ہمراہ اپنے بغداد مین جہان
مقیم تھا لایا جب لونڈی اوس مکان مین جہان مین ٹھہرا تھا پہونچی حضرت امام صاحب
کے نامے کو نکال کر کبھی تو چومتی تھی اور گاہے آنکھونمین لگاتی تھی اور کبھی منہ سے ملتی اور
گاہے سر پر رکھتی تھی مینے یہ حالت دیکھکر کہا کہ ہنوز نامہ لکھنے والے کو تو نے دیکھا نہین
اور نامے سے یہ محبت ہے لونڈی نے کہا اے عاجز کم معرفت فرزندان اور اوصیان پیغمبر کی
بزرگی سننے کو گوش دل اپنا میری طرف مخاطب کر تو احوال اپنا تجھے سناؤن مین ملکہ
دختر یشوع فرزند قیصر بادشاہ روم کی ہون اور مان میری اولاد شمعون بن حمون الصفا
وصی حضرت عیسی ع کی ہے عجیب و غریب میرا واقعہ ہے ذرا گوش دل سے دہیان لگا کر
سُن میرے جد قیصر نے چاہا تھا کہ میرا عقد اپنے بہائی کے فرزند سے کرے جبکہ مین
تیرہ۱۳ برس کی تہی غرض کہ اپنے محل مین اولاد حواریان عیسی ع کو جمع کیا اور علماے
نصاریٰ اور اونکے شاگردان تین۳۰۰ سو جمع ہوئے اور سات۷۰۰ سو امرا اور چار ہزار۴۰۰۰ سردارا ن

درباری اور لشکری موجود ہوئے اور تخت شاہی جسکے چالیس پایے تھے انواع اقسام
کے جواہرات سے مرصع کیا تھا اور ہر ایک پایے پر بتون اور چلیپون کو کھڑا کرکے نوشہ کو
تخت پر بٹھایا پس خطیبون نے انجیل ہاتھون مین لیکر جیسے پڑھنا شروع کیا تمام بت
اور چلیپا سرنگون زمین پر گر پڑے اور پایے تخت کے ٹوٹ گئے اور نوشہ بے ہوش
ہوگیا پس اس واقع سے رنگ خطیبون کا زرد ہوا اور بدن کانپنے لگے ایک بزرگ
نے میرے جد سے کہا کہ اے بادشاہ ایسے کام سے ہمکو معاف کر جسکے سبب سے یہ نحوست
ظاہر ہوئی ہے جو دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ دین مسیحی عنقریب زایل ہو جایگا پس میرے
جد نے اس امر کو فال بد جانا اور علماے نصاریٰ سے کہا کہ اس تخت کو از سر نو دوبارہ
قایم کرو اور چلیپون کو اونکی جگہہ پر رکھو اور اس نوشہ برگشتہ روزگار بدبخت کے
بھائی کو بلاؤ اس دختر کا نکاح اوسکے ساتھ کرونگا اور اس نوشہ کی نحوست کو اوسکے
بھائی کے اقبال سے بدلونگا پس جب سامان درست کرکے دوسرے نوشہ کو تخت پر
بٹھایا اور سب لوگ انجیل پڑھنے لگے وہی حالت پہلے پھر ہوئی اور اوسکی بھی نحوست
مثل اوسکے وقوع مین آئی لیکن اس بھید کو کسی نے نہ جانا کہ یہ سعادت سروری ہے
نہ نحوست دونون بھائیون کی۔ پس سب لوگ واپس گئے اور میرا باپ غمگین مکان مین
آیا اور پردہ خجالت کے لٹکا کر سو رہا جب دوسری رات ہوئی اور مین سوئی خواب
مین مینے دیکھا کہ حضرت مسیح ع وشمعون و جمیع حوارین میرے باپ کے محل مین جمع
ہوئے اور ایک منبر نور سے نصب کیا کہ بلندی مین آسمان پر فوق رکھتا تھا اور یہ منبر
اوسی جگہہ تھا جہان میرے باپ نے تخت نصب کیا تھا پس حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور اونکے داماد حضرت علی علیہ السلام اور تمامی ایمہ اور فرزندان اون کے
تشریف لائے اور حضرت مسیح علیہ السلام نے نہایت ادب اور تعظیم سے حضرت
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا اور حضرت سے معانقہ کیا پس آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا روح اللہ مین اسواسطے آیا ہون کہ آپ کے وصی شمعون کی دختر ملکہ نرگس کو اپنے فرزند سے نامزد کرین اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا پس حضرت مسیح ع نے یہ بات سنکر طرف حضرت شمعون کے نظر کی اور فرمایا کہ یہ شرف دارین کا تمکو حاصل ہوا پس پیوند کرو رحم اپنے کو برحم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شمعون نے قبول کیا پس جمیع حضرات منبر پر تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور حضرت مسیح ع نے عقد نکاح پڑھا اور فرزندان حضرت رسالت پناہ معہ حواریون کے گواہ ہوئی ۔ پس جب مین اوس خواب سے بیدار ہوئی مارے ڈر کے مینے اپنے والدین سے نہ بیان کیا کہ مجھکو قتل کر ڈالین گے اور اس راز کو پوشیدہ کیے رہے اور آتش فراق اوس آفتاب فلک امامت سی جلتی بھنتی رہی صبر و شکیبائی نے مجھسے کنارا کیا حتی کہ خور و خواب سب حرام ہوا روز بروز لاغر ہونے لگی کوئی حکیم اور طبیب میرے باپ کی سلطنت مین باقی نہ رہا جسنے میرا علاج نہ کیا ہو جب میرے علاج سے مایوسی ہوئی ایک روز میرے باپ نے مجھسے کہا کہ اے نور چشم دختر میری کوئی آرزو تیرے دلمین ہو تو بیان کر کہ اوسکو مین پوری کرون مینے جواب دیا کہ اے پدر بزرگوار میرے مینے تمام عیش و عشرت خورد و نوش جہان سے کنارہ کیا ہے کسی شئے کی میرے دل مین خواہش نہین ہے ہان ایک آرزو رکھتی ہون وہ یہ ہے کہ قیدیان اہل اسلام کو اگر تم رہا کرو تو کیا عجب ہے جو حضرت مسیح اور اونکی والدہ حضرت مریم انکی رہائی سے مجھے صحت عطا فرمائین پس جسوقت میرے باپ نے قیدیان مسلمانان کو رہا کیا کسیقدر مینے صحت اپنی ظاہر کی اور تھوڑا کھانا بھی کھایا میرا باپ یہ حالت دیکھکر نہایت خوش ہوا اور جسقدر مسلمان قیدی تھے اون سب کو اوسنے چھوڑ دیا اور پندرہ روز کے عرصے مین مین بالکل تندرست ہوگئی اور پھر جو سوئی تو حضرت فاطمہ زہرا کو مینے خواب مین دیکھا کہ میرے دیکھنے کو تشریف لائی ہیں اور حضرت مریم

ایک ہزار حوران بہشتی اونکے ہمراہ ہین۔ پس حضرت مریم نے مجھسے فرمایا کہ یہ خاتون بہترین زنان تمہارے شوہر کی والدہ ماجدہ ہینے تمہاری ساس ہین پس مینے اونکے دامن مبارک کو پکڑا اور رونے لگی اور شکایت کی کہ حضرت امام حسن عسکری ع مجھپر نہایت جفا کرتے ہین اور اپنی صورت نہین دکہاتے حضرت سیدہ نے فرمایا بہلا کیونکر ہو سکتا ہے کہ میرا فرزند تمہارے دیکہنے کو آوے کہ تم خدا کے ساتھ شرک کرتی ہو اور مذہب ترسا ونکا رکہتی ہو اور یہ بہن مریم دختر عمران بہی تم لوگون سے اپنی بیزاری ظاہر فرماتے ہین اگر تجھکو خواہش میرے فرزند کی ہے تو اس دین سے توبہ کر جسمین خوشی حق تعالی و حضرت مسیح و مریم کی ہے اور حضرت امام حسن عسکری تیرے دیکہنے کو آئین پس کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ اَبِی مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ پس جسوقت مینے یہ دونون کلمے کہے حضرت سیدہ نے مجھکو اپنے سینے سے لگالیا اور میری دلداری فرمائی اور فرمایا اب منتظر میرے فرزند کے آنیکی رہنا اور مین اپنے فرزند کو تیرے پاس روانہ کرونگی پس مینے اون دونو کلمون کو ورد زبان کیا جب رات ہوئی تو حضرت امام حسن عسکری ع کو مینے خواب مین دیکہا اور کہا اے یار میرے دل کو اپنی محبت مین گرفتار کرکے کیون اسقدر جفا کرتے ہو حضرت امام نے فرمایا کہ مین تیرے پاس اسوجہ سے نہین آتا تہا کہ تو مشرک تہی اب چونکہ مسلمان ہو گئی ہے ہر شب تیرے پاس آیا کرونگا جب تک خدا تعالی مجھکو اور تجھکو با خود بظاہر مین نہ ملائیگا اور اس مفارقت کو وصال سے نہ بدلیگا پس وسی رات سے کوئی رات ایسی نہین گذری کہ حضرت امام نے اپنے وصال سے محروم رکہا ہو۔ بشیر بن سلیمان نے کہا کیونکر تم قیدیون مین گرفتار ہوئین جواب دیا کہ مجھکو حضرت امام ع نے خبر دی تہی کہ ایک شب فلان روز تمہارا باپ مسلمانون کے ساتھ جنگ کرنیکو لشکر روانہ کریگا اور آپ بعد اونکے روانہ ہوگا تم بہی ہمراہ لونڈیون کے چلے آنا چنانچہ مینے ویساہی کیا جب مسلمانون کے لشکر کا مقابلہ ہوا اون لوگون نے ہملوگون کو گرفتار کیا اور اس حالت کو پہونچی

جو تمنے اپنی آنکھون سے دیکھی اور اب تک سوائے تمہارے کوئی میرے حال سے واقف نہین
ہوا ہی کہ مین دختر بادشاہ روم کی ہون اور جس شخص کے مین حصے مین آئی اوسنے میرا نام دریافت
کیا مینے کہا کہ میرا نام نرجس ہے اوسنے کہا یہ نام لونڈیونکا ہی بشیر نے کہا تعجب ہی کہ تم فرنگن ہوکر
عربی زبان جانتی ہو نرجس نے کہا میرے باپ نے میرے واسطے ایک عورت ایسی نوکر رکھی تھی
جو عربی بھی خوب جانتی تھی اوس سے مینے عربی زبان سیکھ لی بشیر کہتے ہین کہ جب مین نرجس
کو سُرمن راے مین لایا اور حضرت امام علی نقی ؑ کی خدمت مین پہونچایا حضرت امام نے
نرجس سے فرمایا کہ کسطرح حق سبحانہ تعالی نے عزت دین اسلام و ذلت دین نصاری کی اور شرف
و بزرگی محمد اور اونکی آل کی تجھکو دکھائی نرجس نے کہا کسطرح مین آپکی تعریف کرون اے فرزند
رسول خدا ص جس شے کو آپ مجھسے بہتر جانتے ہین پس حضرت امام نے فرمایا کہ ہم چاہتے ہین کہ تمہاری
بزرگی کرین ایسی چیز سے جو تمہارے نزدیک بہتر ہو آیا دس ہزار اشرفی تمکو دون یا بشارت ابدی
دون نرجس نے کہا مین بشارت ابدی چاہتی ہون مال نہین چاہتی حضرت امام نے فرمایا بشارت
ہو تجکو ایسے فرزند کی جو بادشاہ مشرق و مغرب کا ہوگا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھردیگا
بعد ازانکہ ظلم اور ستم سے بھر گئی ہو نرجس نے کہا یہ فرزند کس سے پیدا ہوگا حضرت امام نے فرمایا
اوس شخص سے کہ حضرت رسالت پناہ نے جسکے واسطے خواستگاری کی تھی بعد ازان اپنے نرجس سے
دریافت کیا کہ حضرت مسیح ؑ اور اونکے وصی نے تمہارا نکاح کس سے کیا تھا نرجس نے جواب دیا
کہ آپکے فرزند امام حسن عسکری ؑ سے حضرت امام نے فرمایا کہ ایسا نہین ہوا جو ہمنے ندیکھا ہو
بعد ازان حضرت امام علی نقی ؑ نے اپنے غلام کافور کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ اور ہماری ہمشیر حضرت
حکیمہ خاتون کو بلا لاؤ جب حضرت حکیمہ تشریف لائین امام صاحب نے فرمایا کہ ای بہن یہ وہی لونڈی
ہے جسکے واسطے مینے کہا تھا حکیمہ نے نرجس کو آغوش مین لیکر بہت محبت ظاہر کی اور خوش ہوئین
حضرت امام صاحب نے فرمایا اے دختر رسول خدا صلعم اسکو اپنے مکان لیجاؤ اور واجبات اور سنت تعلیم کرو
کہ یہ بی بی حضرت امام حسن عسکری ؑ اور والدہ حضرت امام مہدی علیہما السلام کی ہین

بیان ولادت حضرت امام مہدی علیہ السلام

خلاصہ حدیث پانچوین کا یہ ہے۔ مشایخ عظام و ذوی الاحترام محمد بن یعقوب کلینی و محمد بن بابویہ قمی و شیخ ابو جعفر طوسی و سید مرتضی وغیرہ محدثین عالیشان بسند ہای معتبر حضرت حکیمہ خاتون سے روایت کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امام حسن عسکری ع میرے مکان مین تشریف لائی اور تند نگاہ سے نرجس خاتون کیطرف دیکھا مینے یہ بات دیکھکر عرض کی کہ اگر آپکو خواہش انکی ہے تو آپکی خدمت مین بہیجدون اپنے فرمایا ای پھوپھی جان یہ نگاہ از روی تعجب کی تہی کیونکہ خداوند تعالی عنقریب اوس سے ایسا فرزند پیدا کریگا جو تمام عالم کو عدل و انصاف سے سرسبز کریگا ایسے وقت مین کہ جہان ظلم و ستم سے بہرا ہوا ہوگا۔ پس حضرت حکیمہ نے کہا نرجس کو آپکی خدمت مین پہونچا دون اپنے ارشاد فرمایا کہ میرے والد ماجد سے اس امر مین اول دریافت کر لو حضرت حکیمہ کہتے ہین کہ مینے کپڑے اپنے پہنے اور بہائی امام علی نقی علیہ السلام کے مکان گئی اور سلام کرکے بیٹھہ گئی قبل اسکے کہ مین کچھہ عرض کرون آپنے اپنے اعجاز سے فرمایا کہ ای بہن حکیمہ نرجس کو امام حسن عسکری کے مکان پہونچا دو مینے عرض کیا ای سید مین تو خاص اسی غرض سے اسوقت حاضر ہوئی ہون کہ آپ سے اس امر مین اجازت طلب کرون حضرت نے فرمایا اے ہمشیرہ مہربان صاحب برکت خدا تعالی چاہتا ہے کہ تمکو بہی اس ثواب عظیم مین شریک کرے اور حصہ بزرگ خیر و سعادت کا تمکو عطا فرماوے کیونکہ تمکو ایک وسیلہ اس کام کے انجام دینے کا بنایا ہے حکیمہ کہتے ہین کہ مین فورًا اپنے مکان کو لوٹی اور سامان زفاف اوس معدن فتوت و عفاف کا اپنے مکان مین کیا بعد چند روز کے اوس سعد اکبر کو اس زہرہ منظر کے ساتھہ مکان مین خورشید انور مینے اونکے والد بزرگ کے لو لائی بعد چند روز کے اوس آفتاب مطلع امامت نے مغرب عالم بقا مین غروب فرمایا اور ماہ

برج خلافت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام عہدۂ امامت پر اونکے جانشین ہوئے۔
مین ہمیشہ موافق عادت کے خدمت مین اون امام البشر کے جایا کرتی تہی ایک روز نرجس
خاتون نے مجہسے کہا اے میری خاتون قدم آگے بڑہا ئی کہ مین اپکے قدمون سے کفش اتارون
مینے کہا تم خود میری خاتون و صاحب ہو مجہسے ایسا ہرگز ہرگز نہو گا کہ اپنی کفش اوترواون
اور خدمت لون بلکہ مین آپکی خدمت کرنا چاہتی ہون اور آپکا احسان اپنی آنکہون پر
رکہتی ہون جس وقت میرا یہ کلام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے سُنا فرمایا اے
پہوپہی خدا تمکو جزای نیک دے غرض مین آپکی خدمت مین آفتاب غروب ہونے تک بیٹہی
رہی جب آفتاب غروب ہو گیا مینے اپنی خادمہ سے کہا کہ میرا جامہ لاؤ اپنے مکان جاؤن
حضرت نے فرمایا ای پہوپہی جان آج کی رات ہمارے یہان رہ جاؤ آج ہمارے فرزند
گرامی تولد ہو گا جسکے سبب سے اللہ تعالی زمین کو علم ہدایت سے زندہ کریگا بعد مردہ
ہو جانیکے بسبب ظاہر ہونے کفر و ضلالت کے۔ مینے کہا اے میرے سید کس سے فرزند پیدا ہو گا
کیونکہ مین تو نرجس مین کوئی علامت حمل کی نہین پاتی ہون۔ آپنے فرمایا کہ اسی نرجس خاتون
سے پیدا ہو گا یہ سنکر مین اوٹہی اور نرجس کے شکم اور پشت کو دیکہا کوئی علامت نہ پائی واپس
آکر حضرت امام علیہ السلام سے بیان کیا آپ ہنسے اور فرمایا کہ صبح ہوتے اون پر علامت حمل
کی ظاہر ہوگی کیونکہ اونکی مثال مثل مادر حضرت موسی علیہ السلام کے ہے کہ وضع حمل تک
کوئی علامت حمل کی ظاہر نہوئی تہی اور کوئی اونکے حمل سے واقف نہ تہا کس واسطے کہ فرعون
شکم عورتون کا چاک کراتا تہا حضرت موسی علیہ السلام کی تلاش مین اور اس فرزند کا
بہی ویسا ہی حال ہے۔ اور دوسری روایت مین ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
نے فرمایا کہ حمل ہم اوصیای پیغمبرون کا شکم مادر مین نہین رہتا ہے بلکہ پہلو مین رہتا ہے
اور ہم لوگ رحم مادر سے پیدا نہین ہوتے ہین بلکہ ران مادر سے پیدا ہوتے ہین کیونکہ ہم نور
حق تعالی کے ہین چرک و کثافت و نجاست سے ہمکو پاک رکہتا ہے۔ حضرت حکیمہ بیان

کرتے ہین کہ مین پاس نرجس کے گئی اور کل کیفیت بیان کی نرجس نے کہا ای خاتون مجہکو کوئی علامت حمل کی اپنے مین معلوم نہین ہوتی غرض رات کو مین وہین رہی اور کہانا بہی وہین کہایا اور نرجس کے پاس سو رہی لیکن ہر ساعت خبر لیتی رہی نرجس اپنی حالت اصلی پر سوتی رہین اور مجہکو ہر ساعت حیرت زیادہ ہوتی تہی حتی کہ اوس رات بہ نسبت اور راتون کے مین جلدی واسطے نماز تہجد کے اوٹہی اور نماز ادا کی جسوقت نماز وتر کی پڑہنے لگی نرجس بہی اوٹہین اور وضو کر کے نماز تہجد پڑہنے لگین مینے آسمان کیطرف جو نظر کی تو صبح کاذب کے آثار نظر پڑے قریب تہا کہ میرے دل مین شبہ گذرے اوس وعدہ سے کہ حضرت نے فرمایا تہا کہ دفعۃً حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے حجرے سے آواز دی کہ ای پہوپہی جان شک اور شبہہ مت کرو عنقریب وہ وقت آیا جاتا ہے پس ناگاہ نرجس مین مینے تغیر حال پایا اور انکو مینے اپنے آغوش مین لگایا اور اسم باری تعالی جلشانہ پڑہ کر دم کرنا شروع کیا اس عرصے مین حضرت امام نے آواز دی کہ ای پہوپہی جان سورۂ اِنَّا اَنزَلنَاہُ فِی لَیلَۃِ القَدرِ پڑہ کر دم کرو مینے نرجس سے دریافت کیا کہ کیا حال ہے نرجس نے جواب دیا کہ جو کچہہ میرے مولا نے فرمایا تہا وہ علامت آپہونچی پس جسوقت مینے سورۂ اِنَّا اَنزَلنَاہُ فِی لَیلَۃِ القَدرِ پڑہنا شروع کیا میرے کان مین آواز آئی کہ وہ لڑکا بہی شکم مین سے میرے ساتہہ پڑہتا ہے (مؤلف ای صاحب تو بہ کیسی زبان تہا منی شکم مبارز چرک چہ معنی دارد پہلوے یاران سے پڑہتا ہے) اور مجہکو سلام کیا مین ڈری حضرت نے آواز دی کہ ای پہوپہی تعجب مت کرو قدرت الہی سے حق تعالی ہمارے بچون کو گویا کرتا ہے اور ہمکو دنیا مین اوسنے ساتہہ بزرگی کے اپنی دلیل اور حجت بنائی ہے پس جسوقت کلام حضرت امام کا ختم ہوا نرجس میری نظرون سے غائب ہوگئین گویا میرے اور اون کے درمیان مین پردہ تہا مین فریاد کرتی ہوئی حضرت امام کیطرف دوڑی اپنے فرمایا

اری پھوپھی جان لوٹ جاؤ اوسکو اوسکی جگہہ پر پاؤگی جب مین لوٹی تو اپنی جگہہ پر پایا اور نرجس کو دیکھتے تھی تو میری نظر اوسکی طرف نہ ٹھہرتی تھی اور حضرت امام مہدی کو بیٹھے دیکھا کہ رو بقبلہ سجدہ مین ہین اور کلمہ کی اونگلی کو آسمان کی طرف اوٹھائے ہوئے کہتے ہین اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ جَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّ اَبِيْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ بعد ازان ہر ایک امام کو یاد کیا جب اپنی نوبت آئی تو فرمایا کہ اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ لِيْ وَعْدِيْ وَاَتْمِمْ لِيْ اَمْرِيْ وَثَبِّتْ وَطْاَتِيْ وَامْلَاءِ الْاَرْضَ بِيْ قِسْطًا وَعَدْلًا یعنی اے رب جو مجھسے وعدہ فتح ونصرت کا کیا ہے وفا کر اور امر خلافت وامامت کا میرا تمام کر اور غلبہ میرے انتقام کا دشمنون سے ثابت کر اور آباد کر زمین کو میرے عدل وانصاف سے (مولف واہ حضور جتنی دعا مانگی خاص اپنے لیے سینہ کی عطا تو ظاہر تھی کہ کبھی عرضی نہ روانہ کرینگے لیکن مومنین پاک کو دعا مین کیون نہ شریک کیا اونکے عرائض تو برابر بسبیل گنگا مائی اور جمنا مائی روانہ ہوا کرتے ہین پنجتن پاک نے اپنے اپنے نصف نصف حسنات حضرات مومنین کو عطا فرمائی آپنے دو کلمہ خیر سے کیون یاد نہ فرمایا) اور دوسری روایت مین ہے کہ جسوقت حضرت صاحب الامر تولد ہوئی ایسا نور اونسے نکلا کہ آسمان تک پھیلگیا اور مرغ سفید دکھائی دیے کہ آسمان سے زمین پر آتے ہین اور اپنے بال آپکے سر اور منھہ پر ملتے ہین اور اوڑ جاتے ہین بعد ازان حضرت امام حسن عسکری ؑ نے حضرت حکیمہ خاتون کو آواز دی کہ اے پھوپھی جان میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ جسوقت مینے اوٹھایا تو مختون اور ناف بریدہ پایا اور داہنے بازو پر لکھا تھا۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ یعنے حق آیا اور باطل مضمحل اور محو ہوا بتحقیق باطل مضمحل ہونے والا ہے اور ثبات وبقا نہین رکھتا۔ پس حکیمہ بیان کرتے ہین کہ جسوقت مین اوس فرزند سعادت مند کو اون کے باپ کے پاس لیگئی جیسے

بچے کی نظر اپنے والد ماجد پر پڑی فوراً سلام کیا اور حضرت نے بچے کو لیکر اپنی زبان
مبارک بچے کے آنکھوں پر ملی اور دہان میں اور دونوں کانوں میں ڈال کر گود مے
اور کف دست چپ پر بٹھا کر اپنا دست مبارک بچے کے سر پر پھیر کر فرمایا کہ اے
فرزند جان بحکم الٰہی سے اپنے والد سے باتین کر وپس حضرت صاحب الامر نے استعاذہ
فرما کر کہا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى
الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ
فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ اور یہ آیت کریمہ موافق
احادیث معتبرہ کے شان مین آنحضرت اور آپ کے آبا کی نازل ہوئی ہے اور ترجمہ لفظی
اسکا یہ ہی کہ مین چاہتا ہون کہ احسان کرون ایک جماعت پر کہ جنکو ظالمون سے
دنیا مین کمزور کیا کرون مین اونکو پیشوا دین کا اور وارث زمین کا اور دیدبہ اور
غلبہ دون اونکو زمین پر اور دکہاؤن فرعون وہامان کو یعنے (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد
ابوبکر و عمر اور اون کے لشکرون کو اونہین امامون سے جنسے انکو پرہیز تہا (مؤلف
اے بے انصافو اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تو در پردہ لونڈی بچہ
بنا رہے ہو اور اصحاب نبی رضوان اللہ علیہم کو صاف صاف برا کہتے ہو کچہ تمکو خدا
اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم ہی ہے یا نہین اور دعویٰ یہ کہ ہم شیعان اہل بیت
ہین اللہ تمکو ہدایت دے) پس حضرت صاحب الامر نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم و حضرت امیر المومنین وتمام ائمہ علیہم السلام پر اپنے والد ماجد تک درود پڑہی
اور یہان پر بہی بہت مرغ سر مبارک کے قریب موجود ہوئی حضرت امام حسن عسکری ؑ
نے ایک مرغ کو آواز دی کہ اس فرزند کو بحفاظت اوٹہا لیجاؤ اور چالیسوین روز
ہمارے پاس واپس لا تا مرغ بچے کو لیکر آسمان پر اوڑ گیا اور دیگر مرغ بہی اوسکے
بعد پرواز کر گئے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا اے فرزند مینے تجہکو

اونکے سپرد کیا جسکے سپرد حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ نے حضرت موسی علیہ السلام
کو کیا تہا (مؤلف حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ نے حضرت موسی علیہ السلام کو
بخوف فرعون جسنے صرف موسی علیہ السلام کی جستجو مین ہزارہا بچون کو ہلاک
کر ڈالا تہا ایک صندوق مین رکہکر محض بحفاظت خدا دریائے نیل مین بہا دیا تہا اور
حضرت امام صاحب کے لینے کو روح القدس مرسل رب العالمین تشریف لائے ہین
اور شیر اپنی مادر مہربان کا نوش فرمائینگے - چہ نسبت خاک را با عالم پاک *
وہ دریا مین یہ جاتے ہین با فلاک * پس حضرت نرجس خاتون رونے لگین حضرت
امام نے فرمایا خاموش رہو وہ تمہارا ہی پئین گے اور جلدی واپس لائین گے
جسطرح سے حضرت موسی علیہ السلام کو اونکی والدہ کے پاس لائے تہے جسطرح سے
اللہ تعالی فرماتا ہے کہ لوٹا دیا ہمنے موسی علیہ السلام کو طرف اوسکی ماں کے جسمین اسکے
ماں کی آنکھین روشن ہون حضرت حکیمہ نے دریافت کیا حضور یہ مرغ کون تہے جنکے
سپرد آپنے صاحب الامر کو کیا امام صاحب نے فرمایا یہ روح القدس تہے (مؤلف کہتا ہی
کیون ہنو عبد اللہ بن سبا یہان تیرا عقدہ خوب حل ہوا) جو موکل کئے گئے ہین
ائمہ پر واسطے توفیق دینے نیک کامون کے جانب خدا سے اور نگاہ رکہنے کو خطا سے
اور واسطے تعلیم علم و حکمت کے (مؤلف کہتا ہے کہ اے صاحب تو پہر کیسے علم ماکان
و مایکون کا ائمہ کو حاصل ہوتا ہے) حضرت حکیمہ سے روایت ہی کہ بعد چالیس روز کے
مین حضرت امام کی خدمت مین حاضر ہوئے دیکہا کہ ایک لڑکا مکان مین گہومتا ہے
مینے کہا اے سید میرے یہ لڑکا تو دو برس کا ہے حضرت ہنسے اور فرمایا اولاد پیغمبرون
اور اونکے اوصیاؤن کی جو امام ہوتے ہین بہ نسبت اور لڑکون کے بہت زیادہ نشو نما
کرتے ہین اور لڑکے جسقدر ایک سال مین بڑہتے ہین یہ ایک ماہ مین بڑہتے ہین
اور شکم مادر مین گفتگو کرتے ہین قرآن پڑہتے ہین اور عبادت اپنے پروردگار کی کرتے ہین

اور زمانہ شیر خوارگی مین ملائکہ انکی فرمانبرداری کرتے ہین اور ہر صبح و شام ملائکہ انکے
پاس نازل ہوتے ہین حضرت حکیمہ فرماتے ہین کہ زمانہ حیات حضرت امام حسن
عسکری علیہ السلام تک مین چالیسوین روز ایک مرتبہ آپ کی خدمت مین حاضر
ہوتی تھی ایک روز مین بموجوگی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام انکی خدمت مین
حاضر ہوئے حضرت امام مہدی ع کو مینے مرد بالغ پایا اور نہ پہچانا اور حضرت امام حسن
عسکری ع سے کہا کہ یہ مرد کون ہے جسکے نزدیک مجھے بیٹھنے کو کہتے ہو آپ ہنسے
اور فرمایا کہ یہ نرجس کا فرزند اور ہمارا خلیفہ ہے میرے بعد اور عنقریب مین اس دنیا سے
عالم بقا کو جایا چاہتا ہون تمکو چاہیے کہ بعد میرے اونکی تابعداری کرنا چنانچہ بعد چند
روز کے آپنے اس دار فانی سے طرف ملک جاودانی کی رحلت فرمائی۔ مین برابر انکی
خدمت مین ہر صبح و شام حاضر ہوتی تھی اور جو کچھ سوال کرتے تھے آپ اوسکا جواب
دیتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ بدون میرے سوال کیے میرے سوال کا جواب دے
دیتے تھے۔ اور دوسری روایت مین اسطرح سے حضرت حکیمہ بیان فرماتے ہین کہ
حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے تیسرے روز مین مشتاق آپکے دیکھنے
کی ہوئی اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میرے مولا کہان
ہین آپنے فرمایا کہ مینے اونکو ایسے کے سپرد کیا ہے کہ ہمسے اور تمسے اونکا زیادہ والی
ہے ساتوین روز آنا اور دیکھہ جانا جب ساتوان دن ہوا مین گئی اور دیکھا کہ ایک
گہوارہ ہے اور گہوارے کے اوپر آپ ہین اور مانند چودھوین رات کے چاند کے
چہرہ آپکا چمک رہا ہے اور میری طرف دیکھتے ہین اور مسکراتے ہین حضرت
امام حسن عسکری علیہ السلام نے آواز دی کہ میرے فرزند کو میرے پاس لے آؤ
مین لیگئی آپنے اپنی زبان بچے کے منہہ مین دیکر گھمائی اور فرمایا کہ اے صاحب زادے
بات کرو حضرت صاحب الامر نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور تمامی ایمہ پر درود پڑھکر بسم اللہ کے اور آیت سابقہ کو جو اوپر بیان ہو چکی پڑھی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے فرزند اوسکو پڑھو جو حق سبحانہ تعالی نے اپنے پیغمبرون پر نازل فرمایا ہے پس حضرت امام مہدی علیہ السلام نے پہلے صحف آدم علیہ السلام زبان سریانی مین پڑھے اور کتاب ادریس علیہ السلام وکتاب نوح علیہ السلام وکتاب ہود علیہ السلام وکتاب صالح علیہ السلام وصحف ابراہیم علیہ السلام وتوریت موسی علیہ السلام وزبور داود علیہ السلام وانجیل عیسی علیہ السلام اور قرآن اپنے جد صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھا بعد ازان سب نبیون کے قصے بیان کیے اوسکے بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے اس امت کے مہدی کو مجھے عطا فرمایا تو دو فرشتون کو بھیجا جو اوسکو سراپردہ عرش رحمانی پر لیگئے حق تعالی نے اون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مرحبا اے بندے میرے تجھکو مینے اپنے دین کی مدد کے واسطے اور شریعت کے اظہار کے واسطے پیدا کیا ہے اور تو ہدایت یافتہ میرے بندون مین سے ہی قسم ہے مجھکو اپنی ذات پاک کی کہ جو کوئی اطاعت کریگا تیری وہ ثواب عظیم پاویگا اور جو کوئی نافرمانی کریگا تیری عذاب سخت مین مبتلا کرونگا اور جسکی تم شفاعت کروگے اوسکو بخشدونگا اور جو تجھسے مخالفت کریگا اوسپر عذاب نازل کرونگا اے میرے دو فرشتو لیجاؤ انکو انکے باپ کے پاس اور میرا سلام کہو اور بعد سلام کے یہ کہو کہ وہ ہمارے حفظ وامان مین ہے اور اوسکو دشمنون کے شر وفساد سے اوسکے ظہور تک محفوظ رکھونگا اور باطل کو اوسکے ہاتھ سے سرنگون کرونگا اور دین حق خاص میرے واسطے ہے (مولف کہتا ہے اے مومن کے خدا خوب تونے امام صاحب کی حفاظت فرمائی اور اپنے پناہ کا جلوہ دکھایا تیرے بندے بندے تو جسکو پناہ اپنی دیتے ہین اوسکو اوسکے دشمنون کے درمیان گھماتے ہین

ا پناہ دکھا اثر ظاہر ہو کہ یہ شخص بزور پناہ دہندہ اپنے دشمنون مین بلا خوف و
خطر علانیہ گہومتا ہے تو سنے یہ کیسی پناہ دی ہے کہ دشمنون کا کیا ذکر ہے امام صاحب کے
جان نثار دیکھنے کو ترستے ہین) اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے نسیم خادم
سے منقول ہے کہ جسوقت حضرت امام صاحب الامر تولد ہوئے عطسہ کیا یعنے چھینکا
اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ۔ بعدازان فرمایا
کہ ظالم گمان کرتے ہین کہ حجت اللہ کو باطل و ضایع کرین لیکن جسوقت اللہ تعالے
مجھکو کلام کرنے کی اجازت دیگا تحقیق تمام شکوک کو مٹاؤنگا۔ اور نسیم کہتے ہین
کہ آپکی ولادت کی ایک شب بعد مین آپکی خدمت مین تھا اور مجھے چھینک آئی
آپنے فرمایا یَرْحَمُكَ اللّٰهُ مین خوش ہوا بعدازان آپنے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ اس
چھینک سے تجھکو بشارت دون مینے عرض کیا ہان آل رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم فرمایا کہ امان ہے تمکو موت سے تین روز تک ختم ہوا خلاصہ مضمون حدیث
پانچوین کا اسقدر بیان کرکے حافظ امام صاحب کی خدمت مین عرض کرینگے
کہ حضور نے اپنے شیعون کی صدق مقالی کو ملاحظہ فرمایا کیسا اہل بیت کی محبت
کا حق ادا کرتے ہین کہ حضور کو فرنگن لونڈی کا فرزند بتاتے ہین اور کیا خوب
محبت کا حق ادا کرتے ہین حضرت امام صاحب یہ سنکر فرمائینگے کہ اے حافظ یہ
کہانی تو نے خوب سنائی اور ہمارے شیعہ یہ بھی کچھ کہتے ہین کہ بعد پیدا ہونے کے
ہم کیا ہوئے اور کہان رہے حافظ عرض کرینگے اے آقاے نامدار خدا کی خدائی
مین کوئی ایسی بات نہین ہے جو امام سے اور اماموں کے شیعون سے پوشیدہ
ہو شاید حضور کو اسوقت یاد نہین ہے شیخ صالح متورع زین الدین علی بن فاضل
مازندرانی مجاور مشہد مقدس نجف اشرف کو حضور اپنے ہمراہ اپنے قیامگاہ پر
لوالیگئے ہین اور پندرہ روز اپنے مقام پر مقیم رکھا ہے اونکی زبانی حضور کے مقام کا پتا

اور نشان راہ جناب قاضی نور اللہ شوشتری اپنی کتاب مجالس المومنین میں تحریر فرماتے ہیں

بیان مقام قیام حضرت امام مہدی ع کا مع اولاد و اصحاب و افواج کے

جزیرۂ بحر اخضر و بحر ابیض جزیرۂ ایست در سرزمین بربر در میان دریای اندلس که حضرت صاحب الزمان را اولاد و اصحاب او در آنجا می باشند و از اندلس تا کنار آن دریا پانزده روز راه است و ابتدای آن مسافت دو روزه راه معمور نیست و آب در آنجا یافت نمیشود و باقی مسافت معمور است و آبادانیها با یکدیگر متصل و دیه به دیه پیوسته است و در ساحل آن دریا موضعیست بشکل جزیرۂ که اہل اندلس آن را جزیرۂ رفضه میگویند چه ساکنان آن ساحل همگی شیعۂ امامیه اند و قوت ضروری ایشان را از جزیرۂ اخضر که مقام حضرت صاحب الزمان است وکیل ناحیۂ مقدسه در سالی دو بار کشتی ها بار کرده از راه بحر ابیض که محیط بآن ناحیۂ مقدسه است می آرد و بر اہل آن جزیره قسمت کرده مراجعت مینماید و در بعضی از ازمنۂ سابقه یکی از صلحای شیعه بمساعدت توفیق بآنجا رسیده و شرح آن قصه را که طول دارد شیخ اجل سعید شهید بن محمد مکی قدس الله روحه که یکی از اعاظم مجتهدین شیعۂ امامیه است باسناد خود از آن شخص صالح روایت نموده و در بعضی از امالی خود آن را تحریر فرموده و سید اجل صدر عالیقدر نامبر شمس الدین محمد اسد الله شوشتری رحمة الله آن را واجب الارشاد بادشاه صاحب قران مغفور در طی رساله که در بیان حکمت و مصلحت غیبت حضرت صاحب الزمان علیه السلام نوشته مذکور ساخته و از آنجا معلوم میشود که حضرت را در آن ناحیۂ مقدسه اولاد و اصحاب هستند و در مساجد و منازل خود بطاعت و عبادت و تعلیم و تعلم مسائل دینی اشتغال میدارند و در خارج جزیرۂ مقدسه سپاهیان لشکرها نیز مهیا شده همگی انتظار فرج آل محمد میکشند و فرج یکی از اسماء حضرت صاحب الامر علیه السلام است والحق آن مسالۂ ایست که محافظت آن بر مومنان واجب است

زیراکہ ارباب معاندت یعنے سنی در تقیہ خلیت حضرت صاحب الزمان وخلیفۃ الرحمن
بنا بر عصبیت وحمیۃ جاہلیت خود اظہار مخالفت وانکار مینمایند ووقوع آنرا مستبعد می شمارند
حضور نے اپنے ہی دونشان کو ملاحظہ فرمایا حضرت امام فرماوینگے اے حافظ تیرا عقیدہ
بہت ٹھیک ہے جو شخص کلام الٰہی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریگا اور
حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور اصحاب کی پیروی کریگا وہ کبھی گمراہ
نہوگا مین تجھسے اور تیرے عقیدے سے بہت خوش ہوا تونے اپنے مخالف کے دعوی کو
بالکل رد کر دیا بلاشک خلفای راشدین ایسے ہی تہی جیسا تونے قرآن سے ثابت کیا رُحَمَاءُ
بَیْنَهُمْ یعنے رحمدل تہی آپسمین اب تو چاہو احکام رجعت اجرا کرنے ہین حافظ عرض کرینگے حضور
میرے مخالف نے خلفاء راشدین کی نہایت توہین کی ہے زنا اور سود کا اون پر الزام لگایا
ہے اور قیامت تک جو کچھہ زنا اور سود خواری ہوگی اوسکا عذاب معاذ اللہ یہ کہتا ہے
اونکی گردن پر رکہا جائیگا اور حضور کے روبرو کہہ چکا ہے یا تو یا اسکا ثبوت دے ورنہ
اس بہتان کی یہ سزا پائی تا اینده کوئی ایسی حرکت ناشایستہ نکرے مخالف کہیگا حضور
اسکو رخصت فرمائی تمام کام رجعت کے بند ہو رہے ہین حافظ کہینگے یہ خوش چلے جانا
عمر بہر سود خواری اور زناکارے کرتے رہے رجعت مین خلفای پیغمبر کی طرف منسوب کی
دیکھو تو اب کیسا بتاتا ہون اور تمہارے بد فعلون کا اجرا امام صاحب سے تمکو دلاتا ہون
امام صاحب فرماوینگے ایسی بات نہ کہو جو تمکو بہی مثل تمہارے مخالف کے شرم اوٹھانی پڑے
دیکھو اس نے جو کہا تہا اوسکا ثبوت نہ دے سکا اخر کار ذلیل اور شرمندہ ہوا ایسا نہو کہ
تمہارا بہی یہی حال ہو تب تم دونون برابر ہوگے حافظ عرض کرینگے حضور مین ان کی
زبان سے اقرار کرادونگا اور اپنے مخالف سے مخاطب ہو کر کہینگے اچہا فرمائی مخالف
صاحب اب آپکی سود خوری پہلے ثابت کرون یا زناکاری امام صاحب فرماوین گے
اے حافظ تجھکو کیا ہو گیا ہے عرض کرینگے اے آقای نامدار اس سے دریافت فرمایئے

جو کہا ہی اور کسی بیٹھا ہے امام صاحب فرماوینگے جناب کیون نہین وثیقے ہو عرض کرینگے حضور حافظ زبان دراز ہے ثابت کرے تب سچا ہے امام صاحب فرما دینگے اے حافظ اپنے دعوی کا جلد ثبوت پہونچا ورنہ تیرا بھی وہی حال ہوگا جو تیرے مخالف کا ہے حافظ عرض کرینگے لیجیے مین ثابت کرتا ہون اور بیشتر سود خوری کو ثابت کرتا ہون جسکو کہا کر زنا کرتے ہین یہ صاحب کہینگے کیا ثابت کروگے وثیقے کی نسبت سنی لوگ سود کا گمان کرتے ہین حافظ کہینگے ایصاحب پہلے سُن تو لیجیے مین تو وثیقہ کا ذکر بھی نہین کرتا اور نہ کرونگا مین اوس سود کی نسبت کہتا ہون کہ دو ہزار خواہ ڈیڑھ ہزار کا زیور طلائی اور نقرئی رکہکر ایک ہزار روپیہ قرض دیتے ہین اور روپیہ سیکڑے خواہ سوا روپیہ سیکڑے کی ہتی سود جسکو حضرات مومن زر منفعت کہتے ہین لکھا لیتے ہین اور اوس زر منفعت یعنے سود کو طیب او رطاہر جانکر نوش فرماتے ہین اوسکو مین ثابت کرتا ہون فرمائیے یہ سود ہے یا نہین مخالف صاحب کہینگے کسی جاہل دنیادار نے ایسا کیا ہوگا حافظ کہینگے مجتہد صاحب کا فتوی

بیان سود

(ضمیمہ اخبار امامیہ طبع لکھنؤ صفحہ ۹ - سوال چہ میفرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ زید یک ہزار روپیہ بیکی از ہنود کہ فی زمانہ مطیع الاسلام واکثر با اہل اسلام داد وستد دارد قرض سودی بدہد و آن ہنود جہت طمانیت زید چیزے زیور طلائی وغیرہ کہ زیادہ از ہزار روپیہ مالیت داشتہ باشد بطور رہن با نتا نگذارد پس درین صورت زید یعنے شیعہ را منفعت گرفتن جائز ست یا نہ بینوا توجروا جواب جائز ست - خلاصہ مطلب اس فتویکا یہ ہے مجتہد العصر یعنے جناب مولانا میر آغا صاحب حضرات شیعہ کے قبلہ و کعبہ سے مسئلہ دریافت کیا کہ زید شیعہ نے ایک ہزار روپیہ ایک ہندو کو جو کہ مطیع اسلام ہے اور اکثر مومنین شیعہ سے داد وستد قرض

سودی کی رکھتا ہے دیا اور پاوس ہندو نے واسطے اطمینان زید شیعہ کے زیور طلائی وغیرہ جوکہ زیادہ مالیت ہزار روپیے رکھتا ہے بطور رہن کے امانتاً زید شیعہ کے پاس رکھدیا اس صورت مین زید شیعہ کو منفعت لیجے سود لینا جایز ہے یا نہین بینوا توجروا۔ جواب مجتہد میر آغا صاحب جایز ہے یہ بیان کرکے حافظ شیعہ سے کہین گے کیون شرم تو نہ آئی ہوگی لیکن سود خوار کو شرم کہان کیون صاحب کہا تم اور کہلائین تمہارے مجتہدین اور ذمہ رکھو معاذاللہ خلفای راشدین کے کیسے گمراہ ہوگئے ہین یہ نہین کہتے کہ اونکی گردن پر اس سود کا عذاب رکھا جائیگا جنہون نے دین محمدی مین رخنہ ڈالا ہے اور قرآن کو محرف لکھکر آنکھ والون کو اندھا بنایا ہے لے سود خور دیکھو اللہ پاک قرآن مجید مین بیان فرماتا ہے قولہ تعالی مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَةً یعنے کون ہے وہ جو قرض دے اللہ کو قرض اچھا پس دونا کرے اوسکو دونا بہت پس اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ کا حکم ہے کہ قرض جسکو دو قرض حسنا دو سود مت لو قرض خواہ کو قرض دیکر اوسکے ساتھ سلوک نیک کرو اور اللہ سے اوسکا اجر عظیم لو اور یہ خیال کرو کہ تمنے یہ قرض اوسکو نہین دیا بلکہ اللہ کو دیا ہے اللہ تمکو بہت زیادہ فایدہ اسکے عوض دیگا لیکن حضرات شیعہ کا کیا سود سے جی تھوڑی خوش ہوتا ہے وہ تو یہ چاہتے ہین کہ جو شخص اپنی چیز رہن کرے وہ مرجائے تب نفع کثیر ہاتھ آئے حضرات شیعہ کے یہان یہ بھی جایز ہے کہ اگر رہن کرنے والا مرجائے تو اوسکا دعوی ساقط ہوجاتا ہے وہ چیز جو رہن رکھی مرتہن کے باپ دادی کی ہوگئی اور اگر مرتہن مرجاوے تو جو وارث مرتہن کا ہوگا وہ راہن سے وہی معاملہ کریگا جو مرتہن متوفی کرتا یعنے سود برابر بڑھاتا جائیگا یہ سنکر شیعہ صاحب فرماوینگے صریح بہتان ہے خدا سمجھیگا حافظ جواب دینگے تمہارے قبلہ وکعبہ ہی لکھہ گئے ہین کبھی جامع عباسی بہت باہی کر

دیکھا ہے تمہارے پیر و مرشد ملا باقر مجلسی لکھتے ہین گر یقین ہو تو باب نہم کے صفحہ ۷۷ کی سطر ۱۳ مین دیکھ لو اصل عبارت اوسکی یہ ہے (اما گر وکننده اگر بمیرد گروباطل میشود واگر گروگیرنده بمیرد باطل نمیشود و ملکه بورثه او منتقل میشود) بعد اس بیان کے حافظ کہینگے کتاب دیکھوگے شیعہ صاحب سر جھکا لینگے حافظ کہینگے الحمد للہ سود خوری تو مینے اپنے مخالف کی اوسکی کتاب سے ثابت کردی اب زنا کا رہے سے ثابت کرتا ہون حضرت امام صاحب فرماوینگے بس رہنے دے معلوم ہو گیا حافظ عرض کرینگے حضور میرے مخالف صاحب کہینگے ثابت نکر سکے خاموش ہو رہے امام صاحب فرماوینگا اچھا بیان کر حافظ کہینگے حضور بیان کرتے بھی شرم آتی ہے لیکن افسوس ہے فرقہ مومنین شرماتا

بیان متعہ

نقل کرتا ہون رسالۂ فضایل متعہ مولفۂ ملا باقر مجلسی صفحہ ۳ سطر ۴ سے روایت از سلمان فارسی و مقداد ابن اسود کندی و عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کہ گفتہ اند ما بودیم روزی در ملازمت سید الانبیا و سرور اصفیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقتی کہ برخاست آنحضرت و حمد و ثنا گفت مر خدا را و یاد کرد خود را و درود فرستاد و بعد ازان از راہ التفات روی مبارک خود را بسوے ما کرد و فرمود اے مردمان بتحقیق کہ برادرم جبرئیل فرود آمد بسوے من با تحفۂ آیت فما استمتعتم و پروردگار عالم برائے ما فرستادہ کہ پہلے ہیچ یکے از پیغمبران سابق نفرستادہ امر میکنم شمارا بمتعہ کردن تا باشد سنتی بامن و بعد از من پس ہر کس کہ قبول کنند قول مرا و عمل کنند بان و احیا دہد آن را پس وا از من ست و کسیکہ مخالفت امر متعہ کند بتحقیق مخالفت حکم خدا کردہ باشد آگاہ باشید کہ از نشستگان این مجلس ست کسیکہ تکذیب نماید و معطل گرداند و بر طرف گرداند آن را از جہت عداوتیکہ او را نسبت بمن باشد پس گواہ میگردانم خداے تعالے را کہ او از اہل آتش ست و لعنت خدا بر کسی باد کہ مخالفت من کند در متعہ کردن و کسیکہ

انکار آن کند تحقیق چنان باشد کہ مخالفت من کردہ است وکسیکہ مخالفت من کردہ
باشد چنان باشد کہ مخالفت خدائے تعالی کردہ باشد وکسیکہ مخالفت خدائے تعالی کند
او از اہل دوزخ ست۔ خلاصہ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ حضرات سلمان فارسے
ومقداد ابن اسود کندی وعمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اجمعین سے بقول شیعہ روایت
ہے کہ ایک روز ہم لوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں موجود تھے
رفت برخاست مجلس کے آنحضرت نے ہم لوگون سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ اے
لوگو آگاہ ہو کہ بھائی جبرئیل علیہ السلام ابھی میرے پاس تحفہ آیت فما استمتعتم کا لیکر
نازل ہوئے اور بیان کیا کہ پروردگار عالم نے یہ تحفہ خاص آپکو مرحمت فرمایا ہے جو
آجتک کسی نبی کو عطا نہیں ہوا تھا چنانچہ مین تم سب لوگون کو متعہ کرنیکا حکم دیتا ہون
جس مین میری سنت قایم رہے بعد میرے پس جو شخص اسکو قبول کرے اور اس پر عمل
کرے اوسنے میری سنت گویا قایم رکھی اور وہ مجھسے ہے اور جس شخص نے متعہ سے
مخالفت کی تحقیق اوسنے حکم خدا کی مخالفت کی خبردار ہو جو لوگ میری مجلس مین
موجود ہو کہ جس کسی نے موقوف کیا متعہ کو سبب عداوت کے کہ اوسکو مجھسے ہے گواہ
کرتا ہون مین خدائیتعالی کو کہ وہ دوزخی ہے اور خدا کی اوسپر لعنت ہے جو مخالفت
کرے میری متعہ کرنے مین اور جس نے متعہ سے انکار کیا اوسنے میری مخالفت کی
اور جس نے میری مخالفت کی اوسنے خدا کی مخالفت کی اور جس نے خدا کی مخالفت
کی وہ جہنمی ہے۔ اب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو مومن شیعہ یا مومنہ شیعہ متعہ
نکرے وہ قطعی جہنمی ہے متعہ کا ترک اور انکار ایسا ہی جسطرح جسے فرض سے انکار کیا
باقی رہی یہ بات کہ مقدرت بھی ہونی ضروریات اور واجبات سے ہی اوسکے واسطے
بھی اللہ پاک نے اپنے عین فضل وکرم سے کہ شامل حال شیعان پاک کے ہے آسانی
کردی ہی وہ یہ ہے۔ روایت منقولست از سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بقول شیعہ کہ

کفے در زمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم متعہ میکردیم بکفی از خرما وبہ کفی از گندم ۔ یعنے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم زمانہ موجودگی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں متعہ مٹھی مٹھی چھاروں اور مٹھی مٹھی گندم پر کرتے تھے سبحان اللہ اس سے زیادہ کیا آسانی ہوگی مٹھی بھر گندم کی مقدرت تو یقین ہے کہ ہر شیعہ مومن اور شیعہ مومنہ کو ہوگی جسطرح سے اللہ پاک نے متعہ کی سخت تاکید فرمائی ہے کہ جو متعہ نکریگا وہ جہنمی ہے اوسیطرح سے آسانی بھی کردی کہ مٹھی بھر گندم دیکر جہنم سے آزاد مطلق ہوجائی اب اسپر بھی شیعان پاک جنت قبول نکریں تو بڑے کم بخت اور بدنصیب ہیں اب فضائل متعہ سنیے کہ جسکے سننے سے بوڑھا جوان ہوجاتا ہے اور جوانوں کا کیا ذکر ہی جوانوں کی حالت لکھنے کو قلم دوات سے باہر نہیں آتا رسالہ متعہ صفحہ ۶ سطر ۵ ملا باقر مجلسے عقد اول

عقد اول در بیان فضیلت وثواب متعہ

بدانکہ احادیث بسیار در فضیلت متعہ وارد گشتہ کہ بعضے از انہا اینجا آوردہ مے شود انشاء اللہ تعالی روی عن سلمان الفارسی ومقداد بن الاسود الکندی وعمار بن یاسر رضی اللہ عنہم قال رسول اللہ من تمتع فی عمرہ مرۃ واحدۃ فہو من اہل الجنۃ فان المتمتع والمتمتعۃ اذا جلسا فی مجلسہما نزل علیہما ملک یحرسہما الی ان یخرجا فاذا تحدثا کان کلامہما ذکرا وتسبیحا فاذا اخذ ایدیہما تساقطت ذنوبہما من اصابعہما فاذا قبلہا کتب اللہ لہما الی اللذۃ والشہوۃ حسنات کامثال الجبال فاذا قاما فاغتسلا عالما بان اللہ ربہما وانہما من شیء قال اللہ تبارک وتعالی یا ملائکتی انظروا الی ہذین العبدین قاما یغتسلا عالما انی ربہما اشہدوا علی انی قد غفرت لہما ولا یمر الماء علی شعرۃ من جسدہما الا کتب لہما بکل شعرۃ عشر حسنۃ ویمحی عنہما عشر سیئۃ ویرفع لہما عشر درجات قالوا فنہض علی ابن ابی طالب

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ أَنَا مُصَدِّقُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا أَجْرُ مَنْ يَسْعَى فِي ذٰلِكَ
فَقَالَ لَهُ أَجْرُهُمَا قَالَ إِذَا قَامَا وَاغْتَسَلَا يَخْلُقُ اللّٰهُ مِنْ كُلِّ قَطْرَةٍ سَقَطَتْ
مِنْ جَسَدِهِمَا مَلَكًا يُسَبِّحُونَ اللّٰهَ وَيُقَدِّسُونَهُ وَثَوَابُهُ لَهُمَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ أَسْقَطَ هٰذِهِ السُّنَّةَ فَلَيْسَ شِيعَتِي وَأَنَا بَرِيءٌ مِنْهُ

ترجمه فارسی این حدیث صحیح انست که حضرت رسالت پناه علیه السلام فرمود هر کس که متعه کند در عمر خود یک بار او از اهل بهشت است وتحقیق که مردی اراده متعه کرد و زنیکه متعه شده با یکدیگر نشنید فرود آید ملکی که ایشان را نگاه دارد تا از ان مجلس بیرون روند و چون با یکدیگر سخن گویند چنان باشند که ذکر و تسبیح میکرده باشند و چون دست یکدیگر را بگیرند بریزد گناهان ایشان از انگشتان ایشان و وقتیکه بوسه کنند مرد و زن را بنویسد خدای تعالی برای ایشان بهر بوسه ثواب حج و عمره و تا وقتیکه یکدیگر عیش کنند بنویسد خدای تعالی بهر لذتی و شهوتی ثوابها مثل کوه ها جهت ایشان و چون برخیزند و غسل کنند در حالیکه عالم باشند که حق سبحانه و تعالی پروردگار ایشان است و متعه کردن سنت من است خطاب میکند خدای تعالی بملائکه که نظر کنید برین دو بنده من که برخاسته اند و غسل میکنند و عالم اند که من پروردگار ایشان ام گواه باشید که آمرزیدم گناهان ایشان را و نه ریزد آب بهیچ موی از بدن ایشان مگر انکه نوشته شود از برای ایشان بهر موی ده ثواب و برطرف ساخته شود ده گناه و بالا برده شود مرتبه ایشان ده درجه گفته اند سلمان و عمار و مقداد رضی الله عنهم اجمعین که برخاست حضرت امیر المومنین ع و گفت من تصدیق کننده شما ام ای رسول خدا پس چیست ثواب کسیکه سعی کند دران پیغمبر صلی الله علیه و سلم فرمود که ثواب او مثل ثواب ایشان است پس امیر المومنین گفت چیست ثواب ایشان پیغمبر فرمود وقتیکه برخیزند و غسل کنند خلق کند خدای تعالی بهر قطره که جدا شود از بدن ایشان ملکی که تسبیح و تقدیس گوید خدای تعالی را

وثواب از برای ایشان باشد نار و در قیامت پس امیر المومنین علیہ السلام گفت کہ ہر کس
دشمن دارد این سنت را و اجابت نکند انرا از شیعہ من نیست و من بیزارم از وی وہم حجت
حضرات سلمان فارسی و مقداد بن اسود کندی و عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اجمعین
سے بقول شیعہ روایت ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص
نے ایک مرتبہ بھی اپنی تمام عمر مین متعہ کیا وہ اہل جنت سے ہے اور تحقیق جسوقت مرد اور
عورت باہم بقصد متعہ خلوت اور تخلیہ مین بیٹھے ہین اللہ تعالی اونکی محافظت کیواسطے
فرشتہ نگاہبان مقرر فرماتا ہے جو حاضر ہو کر جب تک یہ دونون خلوت مین رہتے ہین شر
دشمنون سے دونون کی حفاظت کرتا ہے اور جسوقت یہ دونون تنہائی مین کلام
کرتے ہین ملائکہ بحکم خالق اکبر دونون کے اعمال نامے مین لکھتے ہین سبحان اللہ والحمد للہ
ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور جب ایک دوسری پر دست درازی کرتا ہے اللہ پاک
دونوں کی انگلیون سے دونون کے گناہونکو جھاڑ دیتا ہے اور جسوقت مرد عورت
کا بوسہ لیتا ہی خدای تعالی بعوض ہر بوسی کے ثواب حج و عمرہ کا دونون کو عطا فرماتا ہے سبحان اللہ
کیا اللہ پاک کی خاص رحمت ہی شیعان پاک پر ہم خرما و ہم ثواب سنی بیچارے مصیبت
کے مارے مصیبت اوٹھا کر کس کس محنت اور مشقت سے کعبے مین جا کر حجر اسود کو بوسہ
دیں تب بھی یہ ثواب نہ پائین جو ممتوعہ کے رخسارون مین اللہ پاک نے مومنین کے
واسطے مخفی رکھا ہے سچ تو یہ ہے جسکو پی چاہے وہی سہاگن اور جسوقت قربت کرین غفور رحیم
بعوض ہر قربت کے ثواب مثل پہاڑون کے انکے نامۂ اعمال مین لکھواتا ہی اور جسوقت
بعد الفراغ قربت کے غسل کرین اور دل مین صرف اسقدر خیال کرلین کہ حق تعالی ہمارا
پروردگار ہے اور متعہ کرنا سنت ہی پس اللہ تعالی حکم فرماتا ہے ملائکہ کو کہ گواہ رہو میںنے
ان کے تمام گناہون کو جو ان سے ہوئے تھے بسبب کرنے متعہ کے آج سب بخشدیے مولف
کہتا ہے اے میرے رب گناہ تیرے نزدیک کون ہی اور جسقدر پانی نے انکی رونگٹے رونگٹے کو

وقت غسل کے تڑپایا ہے بعوض ہر رونگٹے جسم کی دس دس ثواب انکے نامہ اعمال مین لکھد و جلشانہ کیا نظر رحمت بارہی ہے حضرات شیعہ پر کہ آپ قلتین کا مرتبہ آب زمزم سے کہین بالا ہے۔ رسالہ متعہ صفحہ ۹ سطر ۱۳ گفتہ اند سلمان و عمار و مقداد رضی اللہ عنہم کہ برخاست حضرت امیرالمومنین علیہ السلام وگفت من تصدیق کنندہ شما ام ای رسول خدا پس چیست ثواب کسیکہ سعی کند و آن پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمود کہ ثواب او مثل ثواب ایشان ست پس امیرالمومنین گفت چیست ثواب ایشان پیغمبر فرمود وقتیکہ برخیزند وغسل کنند خلق کند خدای تعالی بہر قطرہ کہ جدا شود از بدن ایشان ملکی کہ تسبیح و تقدیس گوید خدای تعالی را و ثواب از برای ایشان باشد تا روز قیامت پس امیرالمومنین علیہ السلام گفت ہر کس دشوار داند این سنت را و اجابت نکند او را و شیعہ من نیست و من بیزارم از و روایت کرتے ہین حضرات سلمان و عمار و مقداد رضی اللہ عنہم اجمعین کہ جسوقت بقول شیعہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زبان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فضائل متعہ شریف کے سنے آپ کھڑی ہو گئی اور کہا یارسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم مین تصدیق کنندہ اسکے کلام پاک کا ہون لیکن یارسول اللہ اوس شخص کے واسطے کیا ثواب ہے جو متعہ کرانے مین سعی اور کوشش کرے اسپے ارشاد فرمایا ای علی رضی اللہ عنہ اوسکو بھی وہی ثواب ملیگا جو اون دونون کو ملیگا (بجا ہے) علاوہ ثواب کے دنیا مین بھی میان جی کہلائینگے چاہے الف بے بھی نہ پڑھے ہون پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ثواب ان لوگون کو ملیگا جو متعہ کرتے ہین حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت یہ دونو قربت سے فارغ ہو کر غسل کرتے ہین اللہ پاک غسل کے پانی کے ہر قطرون سے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے اور وہ فرشتہ خدا کی تسبیح کرتا ہے چنانچہ روز قیامت تک جسقدر وہ خدا کی تسبیح اور تقدیس کریگا سب کا ثواب ان دونون کے

نامہ اعمال مین لکھا جائیگا بعد اسکے حضرت امیر المومنین علی رضہ نے فرمایا کہ جو شخص مومن
باوجود ایسی تنبیہ اور تاکید اور آسانی تمام کے کہ ایک ایک مٹھی گندم پر بھی متعہ ہو سکتا
ہے اور اسقدر فضایل پر کہ آب غسل کے قطرون سے ملائکہ پیدا ہوتے ہین متعہ نکریگا
وہ ہمارے شیعون مین نہین اور مین اوس سے بیزار ہون دیگر وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
مَنْ تَمَتَّعَ بِامْرَأَۃٍ مُؤْمِنَۃٍ فَکَاَنَّمَا زَارَ بَیْتَ اللّٰہِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً سید عالم فرمود
ہرکس کہ متعہ کند زن مومنہ را چنین باشد کہ زیارت کردہ باشد خانہ کعبہ را ہفتاد
مرتبہ یعنے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مومن نے مومنہ عورت سے
متعہ کیا اوسنے گویا ستر مرتبہ خانہ کعبہ کی زیارت کی جلشانہٗ متعہ شریف تو حضرات
مومنین پاک کے واسطے اونکے کعبے کی دوربین ہین بقول شخصے شعر دل کے آئینے مین
ہے تصویر یار ❊ جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی ❊ شاید اسی سبب سے مومنین اپنے
کعبہ کو نہین تشریف لیجاتے ہین ف ہے کتنا مومنون ممتوعہ کا احسان آپ پر گئے
نہ کعبے کو تم رنج سے سفر کے بچے + نہین ہو ترکہ مین ورثہ بچارہی کا افسوس ❊
بنے بھی حاجی و نقصان سے مال و زر کے بچے حدیث دیگر قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّۃً عُتِقَ ثُلُثُہٗ مِنَ النَّارِ وَمَنْ تَمَتَّعَ مَرَّتَیْنِ عُتِقَ ثُلُثَاہُ مِنَ النَّارِ
وَمَنْ تَمَتَّعَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ عُتِقَ کُلُّہٗ مِنَ النَّارِ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ
ہرکس یکبار متعہ کند آزاد شود ثلث جسدآ واز آتش دوزخ وکسیکہ دو بار متعہ کند
آزاد شود دو ثلث آواز آتش دوزخ وکسی کہ سہ بار متعہ کند آزاد شود تمام جسد
آواز آتش دوزخ حدیث دیگر وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَلْیَحْرِصْ یَا عَلِیُّ کُلُّ مُؤْمِنٍ
وَمُؤْمِنَۃٍ اَنْ لَّا یَخْرُجَ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی یَتَمَتَّعَ فِیْ عُمْرِہٖ وَلَوْ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً فَاِنَّ
رَبِّیَ الْاَعْلٰی اَقْسَمَ عَلٰی نَفْسِہٖ اَنْ لَّا یُعَذِّبَ مُتَمَتِّعًا وَّلَا مُتَمَتِّعَۃً مِنَ النَّارِ
فَمَنْ تَمَتَّعَ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً اٰمَنَ مِنَ النَّارِ وَمَنْ تَمَتَّعَ مَرَّتَیْنِ حُشِرَ مَعَ الْاَبْرَارِ

وَمَنْ تَمَتَّعَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مَا اَجرِي فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ زَادَهُ اللهُ عُلُوّاً وَرِفْعَةً يَا عَلِيُّ اِذَا كَانَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُؤْتىٰ بِالزَّوْجِ وَالزَّوْجَةِ بِجَانِبٍ مِنَ النُّوْرِ قَوَائِمُهَا مِنَ اللُّؤْلُؤِ وَاذْنِبُهَا
مِنْ زَبَرْجَدِ الْاَخْضَرِ وَعَيْنَاهَا يَاقُوْتَانِ وَبَاطِنُهَا مِنَ النُّوْرِ وَالْمَرْجَانِ يَجُوْزُوْنَ
عَلَى الصِّرَاطِ كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ سَبْعُوْنَ صَفّاً مِنَ الْمَلٰئِكَةِ فَيَقُوْلُ
النَّاسُ هٰؤُلَاءِ مَلَائِكَةٌ مُقَرَّبُوْنَ اَمْ اَنْبِيَاءُ مُرْسَلُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ
اَحْيَوْا سُنَّةَ النَّبِيِّ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ يَا عَلِيُّ مَنْ سَعىٰ
لِاَخِيْهِ الْمُؤْمِنِ كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِمَا يَا عَلِيُّ اِذَا اغْتَسَلَا خَرَجَا مِنَ الذُّنُوْبِ
كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُمَا اُمُّهُمَا وَلَمْ يَسْقُطْ مِنْ اَجْسَادِهِمَا قَطْرَةٌ اِلَّا وَقَدْ يَخْلُقُ اللهُ مَلَكاً
يُسَبِّحُ اللهَ وَيُقَدِّسُ فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ لَهُمَا ترجمہ این حدیث کہ نقل کردہ شدہ است
کہ آن سید وآن سرور شفیع امت عاصی روز محشر فرمود کہ ای علی باید حریص
کردہ شود مرد مومن وزن مومنہ کہ بیرون نروند از دنیا تا متعہ نکنند اگرچہ یک نوبت
باشد بتحقیق کہ خدا بتعالی سوگند خوردہ بنفس خود کہ عذاب نکند مرد یرا کہ متعہ کردہ و
زنی را کہ متعہ شدہ باشد بآتش دوزخ پس کسیکہ یکبار متعہ کند ماموں باشد از آتش دوزخ
وکسیکہ متعہ کند دو بار حشر کردہ شود با نیکوکاران وکسیکہ سہ بار متعہ کند سیر کند در جنت
وکسیکہ زیادہ کند خدائے تعالی مرتبۂ او زیادہ کندائے علی چون روز قیامت شود
آوردہ شود از برائے زوج وزوجہ مرکبی از نور کہ پاہای آو از در باشد وگوشہای
آو از زبرجد سبز وچشمہائے آو از یاقوت وشکم او از لؤلؤ ومرجان وایشان بگذرند
از صراط چون برق جہندہ وباشند با ایشان ہفتاد صف از ملائک پس گویند آدمیان
کہ این ہا ملائک مقرب اند یا انبیای مرسل پس ملائکہ گویند کہ اینہا کسانی اند کہ احیا بت
کردہ اند سنت پیغمبر را پس درایند در بہشت بغیر حساب یا علی کسیکہ سعی کند از جہت
برادر مؤمن باشد ثواب او مثل ایشان یا علی وقتیکہ غسل کنند جدا نشود از ایشان ہیچ

قطرہ از بدن ایشان مگر آنکہ خلق کند خدای تعالی بعد و ہر قطرہ ملکی کہ تسبیح و تقدیش گویند خدای تعالی را و باشد ثواب آن از برای ایشان خلاصہ مطلب اس حدیث کا یہ ہی کہ ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی رسالہ متعہ کے صفحہ ۹ سطرے مین اس حدیث کو لکھتے ہین کہ آن سیدوان سرور شفیع امت گناہ گاران روز محشر نے فرمایا کہ اے علی چاہیے کہ رغبت دلاو مرد مومن اور زن مومنہ کو کہ قبل مرنے سے ضرور متعہ کرین دنیا مین اگر زیادہ نہو سکے تو ایک ہی بار متعہ کرلین تحقیق کہ خدای تعالی نے اپنی ذات پاک کی قسم کہا کر فرمایا ہے کہ عذاب نہ کیا جائیگا آگ دوزخ سے وہ مرد اور وہ عورت جس نے کہ متعہ کیا ہے پس وہ شخص جس نے کہ ایک بار ہی متعہ کیا ہے عذاب آتش دوزخ سے بے خوف ہے اور جو کہ دو بار متعہ کرے حشر اوسکا عباد الصالحین کے ساتھ ہوگا اور جو کہ تین مرتبہ متعہ کرے جنت کی سیر کرنے والون سے ہوگا اور جو جسقدر زیادہ متعہ کریگا اللہ تعالی اوسکا اوسیقدر مرتبہ بڑہائیگا اور دن قیامت کے بلائی جائینگی سواری واسطے اوس مرد اور عورت کے جو متعہ کریگا کہ پاؤن اوس سواری کے موتی کے ہونگے اور کان اوسکے زبرجد سبز کے اور انکہین یاقوت کی اور شکم اوسکا لؤلؤ اور مرجان کا اوس سواری پر یہ دونون سوار ہوکر گذر جائینگے پل صراط سے مثل برق درخشندہ کے اور ہمراہ انکی سواری کے ستر صف ملائکہ کی ہوگی جو ہمرکاب انکی دوڑتے چلین گی پس اہل محشر انکی سواری کی شان و شوکت دیکھکر حیران ہوجائینگی اور بیان کرینگے کہ کسی فرشتہ مقرب بارگاہ ایزدی کی سواری آتے ہے یا کوہی نبی مرسل ہین اوسوقت ملائکہ بیان کرینگے کہ یہ وہ لوگ ہین جن لوگون نے سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا تہا یعنے متعہ کرنے والے ہین اور داخل ہوجائینگے بہشت مین دونون بغیر حساب اور کتاب کے یعنے دن قیامت کے متعہ کرنے والون سے حساب وکتاب کچھ نہوگا بلا پرسش دن سے جنت مین داخل ہوجائینگے اسے

علی جو شخص واسطے اپنی مومن بہائی کے متعہ کرانے مین سعی اور کوشش کریگا اوسکو بہی
مثل انکے ثواب ملیگا ان فضایل کو پڑہ کر اکثر حضرات ناظرین رسالہ کو یہ بہی خیال ہوگا کہ
نہین معلوم کون سے دعا متبرک وقت متعہ کرنیکے پڑہی جاتی ہے جسکی برکت سے یہ ثواب
عظیم دونون کو اللہ پاک عطا فرماتا ہے لہذا اوس اسم اعظم کو بہی جسکے پڑہنے سے فورًا
اوڑ جاتے ہین تحریر کرتا ہون ایجاب متعہ شریف جو متعوعہ کی طرف سے ہوتا ہے) مَتَّعْتُكَ
یَا اَنْكَحْتُ نَفْسِيْ فِي الْمُدَّةِ الْمَعْلُوْمِ بِالْمَبْلَغِ الْمَعْلُوْمِ زوج کیطرف سے قبول (قَبِلْتُ
لِنَفْسِيْ اور اگر عربی زبان مین یاد نہو تو ملا باقر صاحب رسالہ متعہ کے صفحہ ۱ مین لکہتے
ہین کہ فارسی مین ایجاب عورت کیطرف سے اسطرح ہوگا کہ (بزنی بتو دادم نفس
خود را در فلان مدت بفلان مبلغ) اور مرد کیطرف سے قبول فارسی مین یون ہوگا
(کہ قبول کردم از برای خود) کتاب تحفۃ العوام جو اردو مین ہے اوسمین لکہا ہے کہ اگر
عربی زبان سے واقف نہو اور فارسی بہی نہ جانتا ہو تو ہندی مین ایجاب اور قبول
کرے ہندیکا ایجاب جو متعوعہ کیطرف سے ہونا چاہیئے یہ ہے (مینے اپنی شرم گاہ اسقدر
عرصہ کیواسطے اسقدر دام پر تکو دی) اور مرد اسکے توقف نکرے ورنہ متعہ باطل ہوجائیگا
کہ (مینے قبول کی) یہ مرد کی طرف سے قبول ہوا یہ مثل جو مشہور ہے اور اکثر عورات اہل
لکہنؤ کی زبان پر جاری ہے کہ میان بی بی راضی تو کیا کریگا قاضی نہایت ٹہیک ہے
قاضی صاحب کی یہان کوئی ضرورت نہین۔ مختصر کہ اسقدر جب حافظ بیان کر چکین گے
تب حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین دست بستہ عرض کرینگے کہ حضور یہ ہی بڑا
دعوی ہے کہ یہ لوگ اپنی طرف سے حدیثین گڑہ کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور
ائمہ کرام کی طرف منسوب کرکے خوب زنا کرتے ہین اور مزے اوڑاتے ہین اور عذاب اوسکا
معاذ اللہ خلفاے راشدین کی طرف عاید کرتے ہین حضرت امام صاحب فرماوینگے کیونکر
تمکو ثابت ہوا کہ یہ احادیث انکی گڑہی ہوئی ہین کچہ اسکا تمہارے پاس ثبوت ہی حافظ عرض

کرینگے قرآن اور حدیث ثبوت ہے جسکا اقرار اسی مخالف کی زبان سے کرادونگا امام صاحب فرماوینگے پیش کرعرض کرینگے ملاحظہ فرمایئے اللہ تعالی قرآن پاک مین ارشاد فرماتا ہے

پہلی آیت حرمت متعہ مین

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَاۗءَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ - ترجمہ جو لوگ اپنی خواہش کی جگہ کو تھامتے ہین مگر اپنی بی بیون سے یا اپنی لونڈیون سے تو انپر نہین ملامت اور پہر جو کوئی ڈھونڈہے اسکے سوا وہی ہے حد سے بڑہنے والا - یعنے حق سبحانہ تعالی نے اول شہوت کے روکنے کو مطلقًا کلمہ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ سے بیان فرمایا بعدہ لفظ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ زوجہ اور اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ سے مملوکہ کو مستثنے فرمایا اور انہین دونون سے مباشرت کرنے پر عدم ملامت کو لفظ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ مین بیان فرمایا اور سوائے زوجہ اور لونڈی کے اور عورات کو خواہ ممتوعہ ہو یا محللہ وَرَاۗءَ ذٰلِكَ سے خارج فرمایا اور اوس شخص کو کہ جو سوائے زوجہ اور مملوکہ کے کسی عورت کا مبتغی ہو فَاُولٰۗئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ مین داخل فرمایا ظاہر ہے کہ زن ممتوعہ داخل ازواج نہین کیونکہ ازواج اربعہ سے بحالت اجتماع زاید نہین ہوسکتی ہین اور ممتوعہ مقید باربع نہین بلکہ جسقدر مرد کی خواہش ہو اوسیقدر عورتون سے متعہ کرسکتا ہے چنانچہ اِسْتِبْصَارْ فِیْ بَابِ تَجْوِیْزِ الْجَمْعِ مِنَ الْاَكْثَرِ مِنْ اَرْبَعَةٍ فِی الْمُتْعَةِ مین زرارہ سے روایت ہی قَالَ قُلْتُ مَا تَحِلُّ مِنَ الْمُتْعَةِ قَالَ كَمْ شِئْتَ ترجمہ یعنے اگر کہے تو کسقدر حلال ہوسکتی ہین عورتین متعہ سے فرمایا جسقدر چاہے تو اور لوازمات زوجہ بہی ممتوعہ سے معدوم مثلاً زوجہ مین توارث ضرور ہے اور ممتوعہ مین مفقود چنانچہ تہذیب الاحکام فی باب انہ اذا شرط ثبوت المیراث فی المتعۃ مین مذکور ہے مِنَ الْاَحْكَامِ اللَّازِمَةِ فِی الْمُتْعَةِ نَفْیُ التَّوَارُثِ یعنے احکام لازمہ فی المتعہ سے ہی نفی توارث اور فقہا سے

شیعہ کو بہی اقرار اس امر کا ہے کہ مرد اور زن ممتوعہ اور محللہ کے درمیان مین زوجیت
متحقق نہین چنانچہ ابن بابویہ نے کتاب الاعتقادات مین لکہا ہے اسباب حِلُّ المرأۃ
عِندَنَا اَربَعۃٌ النِّکَاحُ وَمِلکُ الیَمِینِ وَالمُتعَۃُ وَالتَّحلِیلُ ترجمہ یعنے نزدیک ہمارے
عورت کے حلال ہونے کے چار سبب ہین اول نکاح دوسرے ملک یمین تیسرے متعہ
چوتھے تحلیل اور ممتوعہ ملک یمین مین بہی داخل نہین ورنہ بیع اور اعتاق یعنے آزاد کرنا
جائز ہو پس جو عورت کہ ازواج اور ملک سے خارج ہی صراحتًہ اس آیت کے حکم سے
حرام ہے اور یہی آیت بعینہ حق سبحانہ تعالی نے ۲۹ وین پارہ سورۂ معارج مین نازل فرمائی

دوسری آیت حرمت متعہ مین

وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوهُنَّ
بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا
مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى
الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَكُمْ
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ترجمہ اور جو کوئی نپاوے تم سے مقدور اسکا کہ نکاح مین لاوے
بیبیان مسلمان تو جو ہاتہہ کا مال ہے آپس کی تمہاری لونڈیان مسلمان اور اللہ کو
بہتر معلوم ہے تمہاری مسلمانی تم آپس مین ایک ہو سو اونکو نکاح کرو اون کے
لوگون کے اذن سے دیو اون کے مہر موافق دستور کے قید مین آنیوالی نہ مستی نکالی گئین
نہ یاری کی گئین چہپ کر پہر جب وہ قید مین آچکین تو اگر کرین بیحیائی کا کام
پس اون پر ہے آدہی وہ مار جو بیبیون پر مقرر ہے یہ اوسکے واسطے ہے جو ڈرے
تکلیف مین پڑنے سے اور صبر کرو تو بہتر ہے تمہارے حق مین اور اللہ بخشنے والا
مہربان ہے۔ یعنی اس آیت شریف مین حق سبحانہ تعالی نے اپنے بندون کو اپنا

حکم اسطرح فرماکر سمجہایا ہے کہ اے ایمان والو اگر چاہو یعنے آزاد عورتون کے نکاح پر قدرت نہین رکہتے ہو تو اپنے مسلمان بہائیون کی اجازت سے اونکی لونڈیون سے نکاح کرکے مہر اونکا موافق دستور کے ادا کرو اور یہ حکم ہمنے تکو اسواسطے سنایا کہ اگر تم اپنے کو روک نہ سکو ورنہ اگر صبر کرو تو تمہارے حق مین بہتر ہے اور اللہ غفور رحیم ہے - اے اہل اسلام بنظر غور دیکہو اور انصاف کرو کہ اگر متعہ یا تحلیل فرج جایز ہوتا تو کیا ضرورت تہی اس خوف و رنج کی اور حاجت صبر کی نکاح اماء یعنے لونڈیون مین کیون یہ نہ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ مسلمان اگر مقدرت نکاح کی نہین رکہتے ہو تو ایک مٹہی گندم یا چہوارا جسکا اوپر بیان ہو چکا دیکر یا جسقدر پر عورت راضی ہو مباشرت کرلیا کرو یا کسی شخص مالک فرج کے ہاتہہ پیر جوڑکر فرج کو اپنے اوپر حلال کرلیا کرو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَغَضَبِ الرَّسُوْلِ

تیسری آیت حرمت متعہ مین

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ترجمہ اور چاہیے کہ تہامے اپنے آپ لوگ جو نہین پاتے ہین نکاح پر جب تک کہ مقدور دے اللہ تعالی اپنے فضل سے یعنے اس آیت کریمہ مین اللہ جل جلالہ صاف صاف ارشاد فرماتا ہے کہ جو اہل اسلام مین سے مفلس و غریب ہین اور نہین قدرت رکہتے اسپر کہ منکوحہ کے نان ونفقہ اور مہر کو ادا کرسکین پس چاہیے کہ روکین وہ اپنے آپ کو اوس وقت تک کہ اللہ تعالی اونکو مقدرت عطا فرماوے ایہا المومنین متشیعین انصاف کرو اگر متعہ جائز ہوتی اور تحلیل حلال ہوتی تو کیون نفرمایا کہ جس مقدار پر عورت رضامند ہو اوسکو دیکر متعہ کرلیا کرو یا ہاتہہ جوڑکر مالک فرج سے اجازت لیلیا کرو کیون امر استعفاف کیواسطے ارشاد فرمایا

چوتہی آیت حرمت متعہ مین

فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ترجمہ پس اگر ڈرو تم کہ عدل

نکرسکوگے اپنی بی بیون مین پس نکاح کرو تم ایک عورت کو یا رکھو تم لونڈی کو یعنے اس
آیت کریمہ مین حق سبحانہ تعالی نے زوجہ اور مملوکہ کو بیان فرمایا اور اوسکے یون تشریح
فرمائی کہ اگر تم چار بیبیون مین عدل نکرسکو تو ایک عورت سے نکاح کرو یا لونڈی کو
رکھو اے حضرات شیعہ خیال کرو کہ اگر متوعہ یا محللہ جائز ہوتین تو ضرور اس مقام
پر اللہ تعالی بیان فرماتا کہ اگر تم عدل نکرسکو اپنے بیبیون مین تو ایک عورت سے نکاح
کرو یا مملوکہ یا ممتوعہ سے متعہ کرو یا محللہ سے مباشرت کرلو کیونکہ متوعہ اگرچہ صد ہا ہون
کچھہ عدل کی ضرورت نہین سوای خرچی مقررہ اور مباشرت معینہ کے اور محللہ تو
حلوای بے دود اور سودای مفت ہے البتہ منت بردار مالک فرج کے ہوگی
نَعُوذُ بِاللہِ مِنْ ھٰذَا الْفَسَادِ وَالْعِیَاذُ بِاللہِ مِنْ سُوْءِ الْاِعْتِقَادِ بعد بیان کرنے
اسقدر آیات قرآن کے حافظ امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین عرض کرینگے کہ
حضور نے میری ثبوت کو ملاحظہ فرمایا اور یہ آیتین متعہ کو حرام کرتی ہین یا نہین حضرت
امام صاحب فرماوینگے کیون نہین بے شک حرام کرتے ہین بعد اسکے حافظ عرض کرینگے
کہ حضور اب مین اوس آیت کو بھی بیان کرتا ہون جس سے میرا مخالف اور کل اہل التشیع
جواز متعہ ثابت کرتے ہین اور بڑا شور وشغب مچاتے ہین وہ یہ ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ
بِہٖ مِنْھُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً ترجمہ پس جب فائدہ اوٹھاؤ تم
ساتھہ اوس عورت کے اونہین عورات ماسبق سے پس دو تم اونکو مہر اونکا مقرر کیا ہوا
ظاہر ہے کہ آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ آیات ماسبق پر متفرع ہے اسواسطے کہ اس آیت پر
فے بواسطے تفریع کے داخل ہے پس ماقبل سے قطع کرنا اور علیحدہ اوس سے ایک
حکم مغائر ماقبل اور مابعد نکالنا خلاف عربیت اور مخالف ادب ہے پھر حافظ امام
صاحب سے عرض کرینگے کہ حضور میری مخالف کو فرماوین کہ خوب غور سے سنے حق سبحانہ
تعالی نے حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ سے وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ

اَیۡمَانُکُمۡ تک عورات محرمہ کو بیان فرمایا اور وَاُحِلَّ لَکُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمۡ مین
ماسوای محرمات کو حلال فرمایا یعنے ماسوای ان محرمات کے پھر حلال کی گئی ہین
اور اس حلت کو دو قیدون کے ساتھ مقید کیا ہے قید اول اَنۡ تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِکُمۡ
قید دوسری مُحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ یعنے ماسوای عورات محرمہ کے جو تم پر
حلال کی گئین اوس مین دو قیدین ہین اول یہ کہ اپنے مالونکو اونکے نکاح مین صرف
کرو یعنے مہر و نفقہ دینا قبول کرو قرآن مجید مین یہ قید ان الفاظ کے ساتھ ہے اَنۡ تَبۡتَغُوۡا
بِاَمۡوَالِکُمۡ دوسرے یہ کہ اون عورتون کو قید مین زوجیت کے لاؤ نہ صرف مستی
نکالنے کے واسطے یہ قید ان الفاظ سے ہے مُحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ قید اولی سے
تحلیل مطلقاً باطل ہے کیونکہ اوسمین سوائے ممنوعیت اور مشکوریت مالک فرج کے
اور کچھ نہین اور اُخری سے متعہ بالکل خارج ہے اسواسطے کہ اوسمین احصان نہین
ممتوعہ کا یہی معمول ہے ہم ہرماہ با یارے اور ہرسال درکنارے بعد اسکے اسی آیت پر
متفرع فرمایا آیت فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِہٖ مِنۡہُنَّ فَاٰتُوۡہُنَّ اُجُوۡرَہُنَّ فَرِیۡضَۃً کو
یعنے جب ہم تمہارے اوپر عورات کو حلال کر چکے دو قیدون کے ساتھ اول یہ کہ مہر
و نفقہ اونکا مقرر کرو اور دوسرے یہ کہ قید مین لاؤ نکی طرح ہو نہ مستی نکالنے کے واسطے
یہانتک کہ وہ ہمیشہ عورت اوس مرد کی ہو جاوے بغیر اسکے چھوڑے چھوٹ نہ سکے
پس اگر نفع پکڑو تم ساتھ اوسکے اونہین عورتون سے کہ جو تمہارے اوپر حلال کی گئین
پس ادا کرو تم مہر اونکا دران حالیکہ مقرر کیا گیا ہے دیکھیے اس آیت سے کسیطرح پر متعہ
ثابت نہین ہوتا ہی محاورہ اُردو مین بھی موافق محاورہ عرب کے لفظ پس جو ترجمہ
فاء تفریع کا ہے اپنے مابعد کو ماقبل پر متفرع کرتا ہے لطف یہ ہے کہ اسی آیت کے سیاق
مین آیت وَمَنۡ لَّمۡ یَسۡتَطِعۡ جسکو ہم آیات محرمہ متعہ مین نقل کر چکے ہین صریح
حرمت متعہ پر دال ہے اگر معاذ اللہ آیت فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ مین جواز متعہ بیان

فرمایا جاتا تو کیا ضرورت تھی آیت متصلہ میں اس تشدد اور تاکید کی کہ اگر تم نکاح حرایر پر قادر نہو تو لونڈیون سے نکاح کرو کیونکہ صورت عدم استطاعت نان ونفقہ حرہ مین قضاے حاجت کیواسطے متوعہ کیا کم تھی بلکہ بحکم کُلُّ جَدِیدٍ لَذِیذٌ بہتر اور خوشتر لیس اسیاق سے آیت کو قطع کرنا باوجود داخل ہونے فا کی تفریع کے جسکا ترجمہ اُردو مین لفظ پس ہے سخت وقاحت ہے اور ما لحق سے متناقض ٹھہرا کر دونون آیتون کے حکم مین متناقضین نکالنا محض جہالت ہی اہل تشیع کو اس آیت مین تین شبہہ واقع ہوئے ہین شبہہ پہلا یہ ہی کہ لفظ استمتاع سے معنے حقیقی چھوڑکر اصطلاحی یعنے متعہ مراد لیتے ہین حالانکہ متعدد مقامات پر کلام آلہی مین یہی لفظ واقع ہوا ہے اور معنے لغوی لیے گئے ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ ترجمہ یعنے اے رب ہمارے نفع پکڑا بعض ہمارون نے ساتھ بعض کے پس چاہیے کہ اس مقام پر بھی بوجہ لفظ استمتاع کے معنے اصطلاحی یعنے متعہ مراد لیا جاتا اور تفسیر منہج الصادقین مین ملا فتح اللہ شیعے نے بھی آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُم کے تحت مین معنی لغوی لکھے ہین نہ متعہ کی عبارت اوسکی یہ ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُم پس ہر کہ برخوردار شدید یا تمتع یافتید بدوٓ از زنان لفظ استمتاع کلام آلہی مین نہ ایک جگہہ بلکہ متعدد مقام پر واقع ہوا ہے اور ہر جگہہ معنے حقیقی لیے گئے ہین پس اس آیت مین اپنی خواہش نفسانی پوری کرنیکے واسطے اصطلاحی معنے لینا باوجودیکہ مفسرین شیعہ بھی لغوی معنی لیتے ہین سخت جہالت ہے شبہہ دوسرا یہ ہی کہ لفظ اُجور سے اُجرت معینہ یعنے خرچی کہ جو ممتوعہ کے واسطے بعوض مباشرت کے مقرر کیجاتی ہی مراد لیتے ہین حالانکہ کلام آلہی مین لفظ اُجور مہور کے معنے مین مستعمل ہے یعنے مہر کے چنانچہ دوسرے مقام پر ارشاد ہے فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ یعنے پس نکاح کرو تم اونکو ساتھ اذن اہل اونکے کے اور دو تم اون کو مہر اون کے

حضرات شیعہ کو چاہیے کہ اس مقام پر بھی لفظ اجور سے اجرت معینہ مراد لیوین
نہ مہر حالانکہ یہ بدیہی البطلان ہے اور طرفہ تو یہ ہے کہ ملا فتح اللہ شیعی نے تفسیر منہج الصادقین
مین آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً کے تحت مین
اجور کے معنے مہر کے لکھے ہین عبارت اوسکی یہ ہی فَاٰتُوْهُنَّ پس بدہید ایشانرا اُجُوْرَهُنَّ
مہرہاے ایشان پس لفظ اجور سے آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ مین اجرات وخرچی کے معنے
لینا باوصف معارض ہونے کلام الٰہی اور نیز مخالف تفسیر مفسرین شیعہ کے محض غباوت
ہے شبہہ تمیسرا یہ ہی کہ حضرات شیعہ بیان کرتے ہین کہ آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ
مین لفظ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّى بھی موجود تہا جسکا ترجمہ مدت معینہ ہے یعنے یہ آیت اسطرح
نازل ہوئی تہی فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
فَرِيْضَةً جواب اسکا یہ ہی کہ کلینی مین نزول آیت بغیر لفظ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّى کے حدیث
حضرت امام جعفر علیہ السلام سے پایا جاتا ہے چنانچہ روایت ہی ابوبصیر سے کہ سوال کیا
مینے حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام سے باب متعہ مین پس فرمایا آپ نے کہ نازل
ہوئی بیچ قرآن کے آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً
عبارت اوسکی یہ ہی رَوَى عَنْ اَبِيْ بَصِيْرٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مِنَ الْمُتْعَةِ فَقَالَ
نَزَلَتْ فِي الْقُرْاٰنِ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً
اگر اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّى کا لفظ امام کے نزدیک اسمین موجود ہوتا تو ضرور اس لفظ کے ساتھ
اس آیت کے نازل ہونے کو فرماتے اور بالفرض اگر یہ روایت ثابت ہو تو قرارت
منسوخہ اور شاذ قرار پاویگی کیونکہ مخالف ظاہر کلام اللہ شریف کے ہی اور جو روایت
کہ مخالف ظاہر کلام اللہ کے ہے وہ متروک ہی اور شاذ چنانچہ امام اعظم شیعہ نے تہذیب
مین باب مَنْ اَحَلَّ اللّٰهُ نِكَاحَهٗ بعد ذکر حدیث جمیل ابن دراج اور حماد بن عثمان
اور منصور بن حازم کے کہ جو ابی عبداللہ سے مروی ہے لکھا ہی کہ یہ دونون خبرین

وارد ہوئے ہین شاذ مخالف ظاہر کتاب اللہ کے اور جو ایسی واقع ہوگی اوسپر عمل جایز نہین ہے عبارت اوسکی یہ ہے هٰذَانِ الْخَبَرَانِ قَدْ وَرَدَا شَاذَيْنِ مُخَالِفَيْنِ لِظَاهِرِ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَكُلُّ مَا وَرَدَ هٰذَا الْمَوْرِدَ فَإِنَّهُ لَا يَجُوْزُ الْعَمَلُ عَلَيْهِ ملا فتح اللہ شیعے نے بہی تفسیر منہج الصادقین مین تحت آیت کریمہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ کی کے اس قرارت کے شاذ ہونے سے انکار نہین کیا بلکہ یون لمعہ سے نقل کیا ہے کہ لفقہ است در قرارت شاذہ نقل از عبداللہ ابن عباس و عبداللہ ابن مسعود ابی بن کعب وغیر ایشان چنین وارد است کہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى پس قرارت شاذہ کسی حکم مین کافی نہین ہوسکتی اور اگر ہم اوسکے شذوذ سے قطع نظر کرین تو دونون قراتین یعنے ساتہ لفظ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى اور بغیر لفظ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى کے متعارض ٹہرینگے اور قاعدہ ہے کہ جسوقت دو چیزین مساوی درجے کی متعارض ہوونگے تو اپنے مرتبے سے دونون ساقط ہوجاوینگے پس اس حالت مین اس آیت سے قطع نظر کرکے جہان تک کلام آلہی مین غور کیا جاتا ہے تو آیت متعددہ حرمت متعہ مین پائی جاتی ہین اور اگر ہم اس روایت کے ثبوت مین کلام نکرین اور اوسکے شذوذ کی طرف نہ دیکہین اور تعارض کی طرف بہی توجہ نکرین بلکہ لفظ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى کو آیت مین تسلیم بہی کرلین تب بہی متعہ ثابت نہین ہوتا ہے کیونکہ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى متعلق ہے استمتاع کی نہ عقد کی اور متعہ مین مدت معینہ متعلق نفس عقد کے ہوتی ہے نہ استمتاع کی پس معنے آیت کے یہ ہوئے پس اگر نفع پکڑو تم عورات منکوحہ اپنی سے مدت معینہ تک پس تمام مہر ادا کرو تم اور فایدہ اس قید کے بڑہانیکا یہ ہے کہ کوئی شخص یہ وہم نکرے کہ وجوب تمام مہر کا معین ہے گذرنے تمام مدت نکاح پر یعنے جسوقت کہ مدت وطی کی گذرجاوے پس تمام مہر ادا کرنا تمپر واجب ہے بعد اسقدر بیان کے حافظ امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین عرض کرینگے کہ دیکہیے حضور

کسی نہج پر متعہ ثابت نہیں ہو سکتا ہی خود کتب معتبرہ اہل تشیع سے جیسے حضرات شیعہ معتبر جانتے ہیں حرمت متعہ بخوبی ثابت ہے چنانچہ

حدیث پہلی حرمت متعہ میں کتاب فقہ الرضا کی

اِعْلَمْ يَا اَخِيْ اِنِّيْ سَأَلْتُ الْاِمَامَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الْمُتْعَةِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ رُوِيَ عَنْ جَدِّكَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَّلَ الْمُتْعَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَحَرَّمَهَا عَامَ خَيْبَرَ وَنَهٰى عَنْهَا فَقَالَ صَدَقُوْا فِي الرِّوَايَاتِ اَنَّهَا وَاللّٰهِ مَنْهِيَّةٌ حَرَامٌ مَامُوْرٌ بِهَا اِلَّا اَنَّهُمْ غَلِطُوْا فِيْ وُجُوْهِ الْحَدِيْثِ اِلٰى اَنْ قَالَ وَاِنَّمَا حَلَّلَهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشُبَّانِ الْعَرَبِ كَانُوْا مَعَهُ تَشَكَّوْا اِلَيْهِ عُزُوْبَتَهُمْ فَاَطْلَقَ وَلَامِثَالَهُمْ فِيْ تِلْكَ الْحَالَةِ لِكَيْلَا يَقَعُوْنَ فِي الْحَرَامِ وَاَمَّا مَنْ تَمَتَّعَ وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى التَّزْوِيْجِ اَوْ عَلٰى شِرَى الْاَمَةِ وَهُوَ بِالْحَضْرَتِ اَوْ مُقِيْمًا فِيْ مِصْرٍ مِنَ الْاَمْصَارِ مِنْ غَيْرِ اِنْزِعَاجٍ وَلَا اخْتِلَافٍ مِنْ بَلَدٍ اِلٰى بَلَدٍ فَقَدْ تَعَدّٰى عَلٰى حَرَمِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاسْتَبَاحَ لِنَفْسِهِ مَا قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنْ فُرُوْجِ الْحَرَائِرِ بِخِلَافِ مَا قَدْ اَمَرَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ وَقَالَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ يَا بُنَيَّ بِالْمُتْعَةِ اِلَّا عِنْدَ الْاِضْطِرَارِ وَالضَّرُوْرَةِ لِلْمُضْطَرِّ فَمَنْ اَمْكَنَ لَهُ غَيْرُهَا فَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَتَمَتَّعَ وَمِثْلُهَا مِثْلُ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ اِلٰى قَوْلِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی راوی کہتا ہی کہ اے برادر پوچھا میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہ اے حضرت روح میری آپ پر قربان یہ فرمایئے کہ متعہ کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں کہ روایت کیا ہی آپ کے دادا امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کیا متعہ کو فتح مکہ کے دن اور حرام کیا خیبر میں اور ممنوع کر دیا اوسکو امام نے کہا سچ فرمایا

امیرالمومنین نے خدا کی قسم متعہ حرام ہے البتہ اجازت دیگیٔی تھی قبل مین پہر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو حلال نہین فرمایا تھا مگر جوانان عرب کیواسطے کہ جو مسافرت مین رسول خدا کے ساتھہ موجود تھے اور شکایت اپنی تکلیف کی کرتے تھے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت متعہ کی نہین دی مگر ایسے لوگون کیواسطے تاکہ حرام مین مبتلا ہونے سے بچین لیکن جس شخص نے متعہ کیا اوس حالت مین کہ قادر ہے نکاح پر یا خریدنے لونڈی پر یا اپنے مکان پر موجود ہے یا کسی شہر مین مقیم ہے پس بے شک اوس نے مباح کیا اپنے نفس پر اوس چیز کو جسکو حرام کیا خدای تعالی نے اوسکے واسطے اور فرمایا خدای تعالی نے جس شخص نے تجاوز کیا اللہ کے حدود سے داخل ہوا وہ ظالمین مین ای سبطی میرے نہین تہا جواز متعہ کا مگر وقت اضطرار اور ضرورت کے جیسا کہ جائز ہے وقت ضرورت کے گوشت سور کا اور مردار اور خون۔ ای حضرات شیعہ دیکھو کتاب فقہ الرضا کو وای صاحبان امامیہ سنو حدیث امام رضا علیہ السلام کو کہ کیا فرماتے ہین آپ متعہ کے باب مین اور کیا ارشاد کرتے ہین اوسکے بیان مین ای صاحبو قہر ہے جسکو امام رضا علیہ السلام حرام کہتے ہین جسکی حرمت پر قسمین شدید کہاتے ہین کہ وَاللهِ هُنِيَّةٌ حَرَامٌ اوسکو آپ لوگ جائز بتلاتے ہین اور جائز کیسا اوسکی سنت ہونے کو بتاکید تمام بیان کرتے ہین اور سنت کیسے اوسکے تارک پر وعید شدید ظاہر کرتے ہین ای حضرات شیعہ غضب ہے جسکے نسبت امام رضا علیہ السلام صاف صاف ارشاد فرماتے ہین کہ نہین ہے متعہ جائز مگر جیسے کہ سور کا گوشت اور مردار اور خون اوسکے نسبت آپ لوگ اسطرح کہتے ہین کہ جو شخص متعہ کریگا قیامت کے روز بے حساب جنت مین داخل ہوگا اوسکی سواری کے واسطے براق آئیگا جسکے سم موتی کے اور کان سبز زبرجد کے اور شکم لؤلؤ و مرجان کا ہوگا اور جب وہ سوار ہوکر دن قیامت کے چلیگا ستر صف ملائکہ کی اوسکی سواری

کے گرد ہوگی اہل محشر دیکھکر حیران ہوجاینگے اور ایک دوسرے سے کہیگا کہ کوئی فرشتہ مقرب بارگاہ ایزدی آتا ہے یا کوئی پیغمبر بلند مراتب ہین اوسوقت فرشتے جواب دینگے کہ نہین یہ وہ شخص ہے جسنے دنیا مین متعہ کیا تہا اور متعہ کو سنت رسول اللہ جانتا تہا غرض بلا حساب وکتاب داخل بہشت ہوگا اگر ممتوعہ کا بوسہ لیگا حج وعمرہ کا ثواب لیگا اے اہل تشیع کچہہ تو سوچو اور ذرا تو لحاظ کرو امام کی قسمون پر اور اونکے فرمان واجب الاذعان پر سخت جرت تو یہ ہے کہ دعوی شیعیت امام کا کرتے ہو اور حدیث امام اور

اون کے آباء کرام کے اقوال واحکام کو پس پشت ڈالتے ہو

حدیث دوسری حرمت متعہ مین کتاب محاسن کی

قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّکَ رَجُلٌ تَائِہٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنِ الْمُتْعَۃِ

یعنے فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق تو ایک مرد عیاش ہے پس تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کردیا ہے متعہ سے دیکھئے کہ جناب مرتضوی حضرت ابن عباس پر بوجہ متعہ کے حلال کہنے پر کس درجہ زجر وتوبیخ فرماتے ہین کہ تم عیاش ہو جو متعہ کو حلال کہتے ہو بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو ممنوع کردیا ہے اور بے شبہہ حضرت پیغمبر صلعم نے اوسکو حرام فرمایا ہے

حدیث تیسری حرمت متعہ مین کتاب تہذیب الاحکام کی

قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَہْلِیَّۃِ وَنِکَاحَ الْمُتْعَۃِ

فرمایا جناب مرتضوی نے کہ حرام کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت خر اہلی کا اور نکاح متعہ کا اب ذرا حضور ملاحظہ فرمائی کہ ابو جعفر طوسی بہت بڑا مجتہد اہل تشیع کا ہے اور اپنی کتاب تہذیب الاحکام مین اس حدیث کو جسمین صاف و صریح حضرت مرتضوی نے بہ توضیح متعہ کے حرام ہونے کو بیان فرمایا ہے نقل کرتے ہین

اور پہر اسی حدیث کو بعینہ اپنی کتاب استبصار مین بہی درج کرتے ہین اب ذرا حضور
میری مدعی سے دریافت فرمائین کہ مینے سود خوری اور زنا کارے پوری پورے
طور پر ثابت کردی یا نہین اگر ثبوت کامل حضور کو نہ ملا ہو تو اور کچھہ ثابت کرون حضرت
امام صاحب فرماوینگے ای مومن دیکہہ تیرا مقابل کیا کہتا ہے مومن پاک سر جہکا لیگے
حضرت امام فرماوینگے ای حافظ تمنے اپنے دعوی کو عمدہ طور سے پورا پورا ثابت کردیا
لیکن یہ تو بتاؤ کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بروایت حضرت
امیر المومنین متعہ کو حرام کیا اور ایمۂ کرام بہی متعہ کو حرام جانتے رہے بعد اونکے پہر
کسنے حلال کیا حافظ عرض کرینگے حضور اسکو نہ دریافت فرمائی بس یہین تک رہنی
دیجیے ارشاد ہوگا جو ہم دریافت کرتے ہین اوسکا جواب دو عرض کرینگے بہت اچھا
جب حضور نے غیبت بخوف اعدا اختیار فرمائی اپکے چار وکیل ہوئی اونہون نے
متعہ کو اسقدر رائج کیا جسکی انتہا نہین کہ آج تک نہایت عروج پر ہے لکھنو مین نہایت
ترقی پا رہا ہے اخبار الاخیار کے پرچون کے ساتھہ متعہ کا فتوی بہی ضرور ہوتا ہے مسائل
وستخطی مجتہد العصر جناب مولانا میر آغا صاحب حضرات شیعہ کے قبلہ دامت برکاتہ
صفحہ ا ضمیمہ اخبار الاخیار سوال ۲۸ کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین
اس مسئلے مین کہ جامع عباسی مین مرقوم ہے کہ متعہ کرنا صبیہ باکرہ سے بلے اجازت
اوسکے باپ کے مکروہ ہے اس صورت مین جواز کراہت سے ثابت ہوا آیا نزد انجناب بہی
ایسا ہی حکم رکہتا ہے یا نہین بینوا توجروا جواب اگر بالغہ رشیدہ ہو تو جائز ہے واللہ یعلم
کیون نہین جائز ہوگی جسکے بوسی پر حج وعمرہ کا ثواب حاصل ہے۔ نکاحی بیاہی
کو چہوڑو یارو متعاہی بیگم کو لیکے بیٹہو + ملاجی حق سے بنا کے حاجی دکہائی جنت کی سیر
تمکو + غرض کہ اپکے وکیلون نے متعہ حرام کو حلال کیا اور جو جو فضائل اوسکے بیان کئی
وہ اوپر مختصرًا کچھہ لکھہ آیا ہون امام صاحب فرماوینگے اون وکیلون کے نام یاد ہین

عرض کرینگے جی ہان یاد ہین پہلے وکیل جناب محمد بن عثمان بن سعید العمری دوسرے
محمد العمری تیسرے ابوالقاسم حسین بن روح چوتھے وکیل ابی الحسن علی بن محمد السمری
ستر برس تک ان حضرات کی وکالت رہے اور متعہ کے فضایل بیان کرتے رہے اور
خوب مزے لوٹتے رہے جس موکل کے مکان پر ٹہرے ممطلہ کے ایسی فضایل بیان کرتے
کہ وہ موکل اپنی لونڈی کو جب تک یہ مقیم رہتے مباح کر دیتا جب خاص وکیل ایسے امورات
کو اجرا فرمائین تو عوام کا کیا ذکر ہے مومن پاک جواب دینگے حضور یہ محض غلط ہے ہان
وقت ضرورت کے سفر وغیرہ مین متعہ کر لیا جاتا ہے وہ بھی ایسی عورت سے جسکی شوہر ہو شوہر والی عورت
سے متعہ درست نہین حافظ جواب دینگے اسکی کیا ضرورت ہے جو دریافت کرے کہ
تمہارے شوہر ہے یا نہین معلوم ہوا تمنے اپنے مذہب کی کتابین نہین دیکھین مومن
صاحب جواب دینگے اگر آپنے کسی کتاب مین دیکھا ہو تو بیان کیجئے حافظ کہینگے سنیے
منتہی الکلام صفحہ ۶۲۷ سطر ۱۷ از تہذیب طوسی صراحۃً میتوان یافت کہ چون بخاطر
فضل مولی محمد بن راشد بہ لحاظ قراین راسخ شد کہ زنیکہ ارادۂ متعہ او مصمم شدہ
شوہری دارد و بعد از تفتیش ہمچنان بر آمد حضرت امام صادق علیہ السلام فرمود چرا
تفتیش کردی و ہمچنین سرزنش نمود شخصی راکہ مردم باو گفتند کہ فلان زن شوہر دارست
و آن شخص ازوی سوال نمود آپ فرمائی دریافت کیون کرے اپنے مطلب سے
مطلب ہے اور اگر تسلی خاطر نہوئی ہو تو دوسرا نسخہ بھی موجود ہے جسکے لکھنے سے سخت
غیرت معلوم ہوتی ہے کہ بعضی از اصحاب کبار بخدمت آنجناب رسانیدند کہ یکی
از جواری بکر مرا میخواہد داز مادر و پدر رخود پوشیدہ میدارد امام فرمود ہرچہ خواہی
بکن و کوشش بزن مگر از موضع فرجش پرخذر باش و بلوق عار قلوب اہل او را مخروش
اب فرمائی اسکا ترجمہ کیا لکھون اور جو پڑہیگا کیا کہیگا۔ حضرت امام صاحب فرماوینگے
معاذ اللہ مومن فرمائینگے محض جھوٹ ہے حافظ کہینگے یعنی جامع عباسی بسبب آنکہ

موجود ہے اور اردو کی کتاب ہے مطبع یوسفی دہلوی مین چہپی ہے مولف کا نام محمد
بہاء الدین آملی ہے باب گیارہوان صفحہ ۱۵۳ سطر ۱۹ (عبارت بجنسہ کواری
لڑکی کے ساتھ متعہ کرکے دخول کرنا مکروہ ہے اسلئے کہ سنت ہے کہ اگر کواری سے متعہ
کرے تو ازالہ بکارت نکرے) پس اس سے صاف مضمون بالا کی بخوبی تصدیق
ہوگئی لیکن زمانہ حال کے مجتہدین نے اجازت ازالہ بکر کی بہی دیدی ہے اگر یقین
نہو تو مسائل دستخطی مجتہد العصر جناب مولانا میر آغا صاحب دامت برکاتہ کو جو ضمیمہ
اخبار امامیہ صفحہ ۹ طبع لکہنؤ سنہ ۱۳۰۶ ہجری و شنبہ ۵ مہدوی مطابق نومبر سنہ ۱۸۸۸ع مین
لکہی ہین ملاحظہ فرمائی مسئلہ ۸ سوال کیا فرماتے ہین علماء دین و مفتیان شرع
متین اس مسئلہ مین کہ ایک عورت باکرہ کو کہ اوسکا باپ مفقود الخبر ہو۔ زید متعہ
کرکے ازالہ بکر کرے اور بعدہ معلوم ہو کہ باپ اوسکا اوسی شہر مین موجود ہے پس
بمقدمہ جواز عقد متعہ کچہہ قباحت ہے یا بے دغدغہ جائز ہے بینوا توجروا جواب
اگر وہ بالغہ رشیدہ تہی اور متعہ صحیح واقع ہوا پس باطل نہوگا واللہ یعلم۔ کیون
نہو شاباش شیران شام سے رات بہر مفقود الخبر رہے صبح ہوتی آن موجود ہوئی
دوسری رات کیواسطے مجتہد صاحب نے عنایت فرمائی بے دغدغہ بہٹکارے جاؤ
حامی و مددگار تو موجود ہین۔ فتوی پہ تیرے کرتا ہون تینون مین نثار دل کو جگر کو
جان کو ای پیارے مجتہد + مضمون فتوی کا کہین ہوتا میرے خلاف + مر جاتا ہائے
مین الہی بے مارے مجتہد + بعد اسکی حافظ امام صاحب کی خدمت مین عرض
کرینگے کہ حضور انکے مذہب مین یعنے مذہب تشیع مین ایک متعہ دوریہ بہی ہوتا ہے
جسکو چند مومنین ملکر بنظر کفایت کر لیتے ہین اور اپنی اپنی باری اوس عورت سے
قربت کرتے ہین امام صاحب فرماوینگے لاحول ولا قوۃ اگر یہ بات صحیح ہے تو اسنے
زیادہ اور کون گمراہ ہوگا شیعہ صاحب بول اوٹہینگے حضور محض جہوٹ اور بہتان ہے

حافظ جواب دینگے کوئی بات ابھی تک جھوٹ ہوئی ہی مگر تم ایسے سچ کو بھی جھوٹ جانتے ہین ذرا اپنے مجتہد مولوی عمار علی صاحب بہرت پوری اور جناب مولانا حضرت سید حافظ عبد الصمد صاحب سہسوانی دام برکاتہ کے مباحثہ اور مناظرہ کو آنکھ کھول کر بغور ملاحظہ کرو جھوٹے کا جھوٹ اور سچے کا صدق بخوبی ظاہر ہو جائیگا اور سچ تو یہ ہے کہ تم کیا دیکھوگے جان بچانا مشکل ہو گیا ہے افسوس کرتے ہوگے کہ کیون زنا اور سود کا نام لیا لینے کے دینے پڑ گئے تمام عیوب پوشیدہ ظاہر ہو گئے اپنے مذہب والے بھی برا کہینگے کہ کیون چھیڑا تہا لیجیے ملاحظہ کیجیے کتاب ارغام الشیاطین فی تردید متعۃ المتشیعین طبع مطبع مفید عام آگرہ صفحہ ۱۲۶ سطر ۳ مولوی سید یعقوب علیصاحب شاگرد مولوی سید حافظ عبد الصمد صاحب نے مجتہد جناب مولوی عمار علیصاحب کو تحریر کیا

بیان متعۂ دوریہ

آپ خیال فرمایئے کہ آپکے مذہب مین متعہ کی دو قسمین ہین اول متعۂ دوریہ ہے دوم متعہ وحدانیہ تعریف متعہ دوریہ کی یہ ہی کہ ایک عورت سے دس بیس ملکر متعہ کرین اور اپنے اپنے باری سے اُسکے ساتھ قربت کرین جیساکہ صاحب مصائب النواصب نے لکھا ہے اور قسم ثانی اُسکو کہتے ہین کہ ایک شخص متعہ کرے **قال المجتہد** ہمارے مذہب مین متعہ کی ہرگز دو قسمین نہین ہین **اقول مولوی صاحب** باوجود موجود ہونے دونون قسمون کے اور تسلیم کر لینے آپ کی کتب کلام اہل تشیع مین آپکا انکار ایک قسم سے محض بیکار ہے **قولہ** بلکہ ایک ہی قسم ہے جو ایک شخص کرے **اقول** جناب والا اس قول کو یاد رکہین کہ (متعہ کی وہ قسم ہمارے یہان ہے جو ایک شخص کرے اور جو دس بیس شیعہ ملکر ایک عورت سے کرین اور اپنی اپنی باری سے اوس سے قربت کرین وہ نہین ہے) گو یہ انکار بمقابلہ متکلمین شیعہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہی لیکن یہ قول یاد رکہنے کے لایق ہے **قولہ** متعہ دوری ہمارے نزدیک باطل ہے

اقول ملا زمان والا فرماتے ہین متعہ دوری کہ جو دس بیس شیعہ ملکر ایک عورت سے
متعہ کرین اور اپنی اپنی باری سے قربت کرین ہمارے نزدیک باطل ہے حالانکہ صورت
متعہ دوریہ کتب کلامیہ اور فقہ اہل تشیع مین موجود ہے مگر ہمکو ابہی یا مطلقا اس قول کا
مقصود نہین۔ **قولہ** اور دیکہو کثرت سے کتابین شیعون کے مذہب کے فقہ کی ہندوستان
مین موجود ہین اور مسائل متعہ اونمین موجود ہین لیکن متعہ دوریہ کی صورت کسی
کتاب مین نہین اور نہ اس متعہ کا کہین ذکر ہے۔ **اقول** چونکہ ہمنے جواز متعہ دوریہ
مین حوالہ کتب کلامیہ اہل تشیع کا دیا تہا جو جناب مخاطب اوس سے فرار اختیار کرکے
فرماتے ہین کہ کتب فقہ اہل تشیع ہندوستان مین موجود ہین مگر اونمین متعہ دوریہ
کی صورت یعنے دس ابیس شیعہ ملکر ایک عورت سے متعہ کرین اور اپنی اپنی باری سے
قربت کرین نہین لکہی اب جناب سامی کتب فقہ مین ارشاد الاذہان شیخ علی اور نافع کو
ملاحظہ فرمائیے کہ اوسمین دوریہ کا ذکر ہے یا نہین اور جائز لکہا ہے یا ناجائز آپکے جناب
وہ تو متعہ دوریہ مین نسبت اولاد کے اس طریقے سے فیصلہ فرماتے ہین **ویقضی فی
الولد بالقرعۃ ویلحق بالخارج سہمہ** یعنے اگر اولاد مین جہگڑا متعہ دوریہ کرنے
والون کے درمیان مین ہوگا تو یون فیصلہ کیا جائیگا کہ قرعہ ڈالا جائیگا جسکے نام پر
نکلیگا اوسیکو لڑکا دلایا جائیگا جناب والا جناب علامۂ حلی نے تو کل فیصلہ کردیا اور
سب جہگڑا اوٹہا دیا نسب کو بطریق قرعہ ثابت کردیا پس آپکا انکار نسبت متعہ دوریہ
کے کتب فقہ اہل تشیع سے محض لغو ہے اور آگے چل کر خرخشہ عدت اور سن یاس کا پیش
کرنا محض بیجا ہے حالانکہ کتب کلامیہ اور فقہ امامیہ مین جائز لکہا ہے **قولہ** اور صاحب
مصائب النواصب مجتہد نہ تہے البتہ مناظر ہی مین اونکو بہت دخل تہا اور یہ مصائب النواصب
بہی مناظرہ ہی کی کتاب ہے ایک ناصبی کے جواب مین فقہ کی کتاب نہین **اقول**
جناب مخاطب صاحب مصائب النواصب مجتہد تو نہ تہے لیکن آپ کے مجتہد ونکے مولی تہے

صوارم اور حسام اور تشیید المبانی مین دیکھئے اپکے مجتہدین لکھنوی اونکو بلفظ مولی
کے یاد کرتے ہین سخت افسوس ہے کہ جو شخص عمدۂ متکلمین شیعہ سے ہو یہان تک کہ
جان سے اپنے مذہب اہل تشیع پر نثار کر دے ہوا ور حضرات شیعہ مین بلفظ شہید
ثالث ملقب کیا جاوی وہ ایک وار دیگر سنیون سے پایۂ اجتہاد سے گرا کر غیر معتبر
ٹھرایا جاوے **قولہ** اور مسئلہ فقہ اگر فقہ کی کتاب مین ہوا ور لکہا ہو کہ فلانی مجتہد
کے نزدیک سطح ہے تو اوسکا اعتبار ہوتا ہے **اقول** اگرچہ یہ قاعدہ ایجاد بندہ
آپکو مفید نہین ہے کیونکہ متعہ دوریہ کتب فقہ اور کلامیۂ اہل تشیع مین مذکور ہے
تاہم ہمارے مفید ہے اپکے یاد رکہنے کے قابل ہے اگے کام آویگا اور آپکو بہت شرمندہ
کراویگا **قولہ** اور مصائب النواصب مین اگر لکہا ہی ہے تو اوس عورت سے لکہا ہی
کہ جو بہت بڑے سن کی ہوا ور حیض انا اوس سے اور بچہ جننا موقوف ہو گیا ہو
مولف رسالہ مین یہ پوچھتا ہون کہ عورت کا حیض اور بچہ جننا کس عمر مین موقوف
ہوتا ہے یقیناً پچپن یا ساٹھ مین اور عورت کے اکثر اولاد بارہ تیرا برس کی عمر
مین پیدا ہونے لگتی ہے فرض کیا کہ تیرہ برس کی عمر مین ایک عورت کے دختر پیدا
ہوئی اور جب اس دختر کی عمر تیرہ برس کی ہوئی تو اوسکے فرزند پیدا ہوا اب
اس فرزند کے نانی کی پچیس چھبیس برس کی عمر ہوئی جب یہ فرزند بیس برس کی
عمر کا ہوا تب اسکی نانی چھیالیس برس کی ہوئی اور ہنوز انکے لیاقت متعہ دوریہ
کی بزرگی اور ثواب حاصل کرنیکے نہین ہوئی ابھی تو اسی کو داخل حسنات ہونے
مین دس پانچ برس کا توقف مانع ہے اب ایہا المومنین مقام غور اور جائے
ترحم ہے کہ ایسی عمر کے مردون سے اور وہ بہی ایک گار وایسی پیرزال کا متعہ
دوریہ کرانا کیا لطف دکہائی گا کیسے جان پہنچاوے گا واہ رے مذہب اور واہ ری شرع
اقول جناب الا ہم تو آپکے اس فصاحت پر نثار ہوئی جاتے ہین اور لینے اپکو اس

باغت پر قربان کئی دیتے ہین گو ہمارا یہ قاعدہ نہین کہ انکی عبارت فصیحا و بلیغہ کے
نسبت تعرض کرین مگر مجبور ہین کیا کرین ذرا اس جملہ کو تو ارشاد فرمائی کہ اگر لکہا
بہی ہے تو اوس عورت سے لکہا ہے اجی جناب صاحب مصائب النواصب نے متعہ
دوریہ کو لکہا ہے تو اگر کیا معنے اور جو اگر ہے تو لکہا ہے کیا معنے انکو چاہئے تہا کہ یون
فرمائے کہ اگر لکہا بہی ہوگا تو اوس عورت سے لکہا ہوگا تا کہ آپکا نہ دیکہنا مصائب
النواصب کو ثابت ہوتا لفظ اگر دال ہے کہ آپنے نہین دیکہا اور جملہ (تو اوس عورت
سے لکہا ہے) ظاہر کرتا ہے کہ اپنے قطعًا مصائب کو دیکہا یا اجتماع النقیضین آپہی
کے حصہ مین آگیا ہے انقطاع حیض و بچہ کا فیصلا پیش کرتے ہین انکے علامہ حلی
تو صاف صاف لکہتے ہین وَیُقْضٰی فِی الْوَلَدِ بِالْقُرْعَۃِ وَیُلْحَقُ بِالْخَارِجِ سہمہٗ یعنے
اوس بچہ کا یون فیصلہ کیا جاویگا کہ فورًا سب متعہ کرنے والون کے نام پر قرعہ
ڈالا جائیگا جسکے نام پر نکلے گا اوسکو لڑکا ملیگا دیکہین کس بے چارہ کی تقدیر کہلتی
ہے اور کس کے نام پر چٹہی نکلتی ہے قولہ کو ایسی عورت مین ازروی شرع کے کیا
قباحت ہے اقول ہمارے جناب مخاطب کے حافظہ کا یہ مرتبۂ علیا ہے اور اون کے
فہم و فراست کا یہ درجۂ کبری ہے ابہی جسکو باطل کرتے چلے آتے ہین جسکے ابطال کے
واسطے قاعدے بنا ہی جاتے ہین اوسیکا اقرار فرماتے ہین کہ ازروی شرع کے کیا
قباحت ہے اجی جناب جب شرع سے قبیح نہین تو باطل کیسکے نزدیک ہے نہ آپکو
اپنے قول کا کہ ہمارے نزدیک متعۂ دوریہ باطل ہے لحاظ ہے اور نہ اپنے قاعدۂ جدید
کا پاس ہے اس مقام پر اقرار صاف ہے کہ متعۂ دوریہ مین ازروی شرع کیا قباحت
ہے یا این شورہ شوری کہ صاحب مصائب النواصب اسکے جواز کیوجہ سے غیرت شیر
شیرانی کہی یا این بے نمکی کہ خود فرمانے لگے کہ ازروی شرع کے کیا قباحت ہے الغرض
جناب والا یاد رکہین کہ متعۂ دوریہ جو دس بیس شیعہ ملکر ایک عورت سے کرتے ہین

اور اپنی اپنی باری سے اوس سے قربت فرماتے ہین وہ از روی شرع کے آپ کے
نزدیک قبیح نہین گو آپ بڑے سن کی عورت مین مستثنی فرماتے ہین بہرحال آپکا اقرار
جواز متعدد دوریہ کا مذہب اہل تشیع مین ثابت ہوگیا بعد اسقدر بیان کرنے کے حافظ
امام عالی مقام کی خدمت مین دست لبستہ عرض کرینگے کہ حضور نے اس فرقہ کے
عقاید کو ملاحظہ فرمایا کہ کسطرح کی ضلالت مین مبتلا ہین اور صحابہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم سے کیسی عداوت رکہتے ہین اور اپنے تئین امامیہ کہتے ہین اور اماموں کے
قول پر عمل نہین کرتے دیکھیے آپکے آبا جان حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے
تفسیر سورۂ بقر مین صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت کیا تحریر فرماتے
ہین اور یہ لوگ کیسے کیسے مزخرفات اور بیہودہ باتین اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کے نسبت لکھتے ہین جنکے دیکھنے کی اہل ایمان کو طاقت کہان بدن کانپنے لگتا ہے
زمین و آسمان تاریک معلوم ہونے لگتا ہے اللہ تعالی اون قائلین کو اوسکا ہزار
گونہ بلکہ بے حساب عذاب کا مستحق یوم الحساب کو کریگا اوسوقت اپنے کردار
اور گفتار کی سزا پاوینگے بہرنوع ان مومنین پاک نے اس بے اصل تقریر اور بندش
خرافات کا یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اوسوقت یعنے بوقت رجعت نبی و وصی کے خدا کا وعدہ
پورا ہوگا تب ذلت ہوگی اور نفاق کا حال کہلیگا اور اس مسئلہ رجعت پر اہل تشیع
کو بڑا افتخار ہے چنانچہ اس مسئلہ کے نسبت لکہا ہے کہ یہ خاص عقیدہ مذہب حقہ اثنا
عشریہ کا ہے سوای اس فرقے کے اس عقیدے پاک اور نیک سے کل فرقے بے نصیب
اور محروم ہین - پس معلوم رہے کہ یہ مسئلہ رجعت جسپر حضرات مومنین پاک کو بڑا
افتخار ہے اس مسئلہ و مذہب کا موجد و مخترع عبداللہ بن سبا ہے کتب سیر خاص
کر ترجمہ تاریخ طبری مین کہ مترجم اوسکا شیعہ ہے صاف صاف لکہتا ہے کہ عبداللہ
ابن سبا یہودی یمنی صنعانی کہ بطمع ونیوی مسلمان ہوا تہا اور بوجہ فتنہ پردازی

بعہد خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مصر کے جانب نکال دیا گیا تھا سنہ ۳۵ ہجری مین اوسنے مذہب رجعت اختراع کیا اور لوگون کو یون سمجہایا کہ عیسائیون کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام پھر اس جہان مین واپس اوینگے پس اہل اسلام اونسی زیادہ حقدار ہین اس بات کے کہنے اور سمجہنے پر کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان مین واپس آوینگے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ - یعنے جس خدا نے کہ فرض کیا ہے تجہپر قرآن کو وہ پہرلانے والا ہے تجہکو جگہہ پہر آنی مین - کچہہ ایسی تقریر سے اوسنے مذہب رجعت کو بیان کیا کہ لوگون نے پسند کیا اور قبول کیا اہل سنت وجماعت نے اپنے مقابل مخالف کو یہ جواب دیا کہ یہ سب تمہاری خام خیالی اور عقائد باطلہ اور اقوال کاذبہ ہین سوای اسکے کچہہ سمجہہ مین نہین آتا کہ تم بہی دشمن اور مخرب مذہب دین اسلام سنت وجماعت ہو اسلام کے پردہ مین اپنا عناد ان لوگون سے جو بانی اسلام ہین لینا چاہتے ہو اور مذہب سنت وجماعت دین اسلام کو خراب کر رہے ہو حضرات خلفای ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ایسے مقبول خدا و رسول تہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے لیکر گیارہوین امام تک سب کے سب اونہین کے روش پر رہے ہمیشہ اور برابر اونکی ثنا وصفت کرتے رہے اور جب کسی نے اون سے ان حضرات رض کا حال پوچہا تو نہایت مبالغہ سے محامد اور اوصاف اونکے بیان فرمائی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ برابر اونکی نمازون مین شریک رہے اور تمامی امورات جہاد وغیرہ مین برابر مشورہ اور رای دیتے رہے یہ بہی کہنے کی جگہہ باقی نہین رہی کہ اونکے قلبے خواہ مروت یا خوف سے تعریفین کرتے تہے کیونکہ جب حضرات خلفای ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے دنیا سے انتقال فرمایا تب بہی حضرت امیر علیہ السلام برابر اونکی مدح اور ثنا وصفت کرتے رہے

بلکہ اپنے زمانہ خلافت مین بہی اونہین کی ثنا و صفت کرتے رہے اور مذہب حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما مین کچہہ بہی تبدل اور تغیر نہین فرمایا یہان تک کہ باغ فدک کو بہی اوسی حال پر رہنے دیا اور اپنی عہد خلافت مین بہی حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام کو واگذاشت نہین دیا اور برابر امیر شام کو یہہ لکہا کئے کہ خلافت مہاجرین و انصار کے شوری پر منحصر ہے اور یہہ کیا ایسی ایسی تو ہزارون باتین ہین کہ اونکے دیکہنے سے بخوبی ثابت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرات اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے کچہہ بہی مخالفت نہین کی اب تو مخالف مقابل کا عجیب حال مضطر ہوا کہ بیان سے باہر ہے سوا ہی اسکی اوسنے کوئی چارہ نہ دیکہا کہ تقیہ کی سپر بناوے کہ اس سپر سے ہر ایک قسم کے وار کا دفعیہ بوجہ احسن ممکن ہے اسی تقیہ کے صدقہ مین سنیونکی دار و گیر سے اچہی طرح پر نجات مل جاتی ہے تشریح معنی تقیہ ناظرین رسالہ ہذا کی آگاہی کے لئے مفہوم تقیہ سے متنبہ کر دینا خالی از لطف نہو گا۔ تقیہ یعنے جہوٹ بولنا ظاہر و باطن کا یکسان نہونا یعنے موںہہ سے کچہہ اور کہے اور دل مین کچہہ اور ہو اگر ان لفظون کو انہین ہیئت سے حضرات شیعہ اپنے دین و مذہب مین داخل کرتے تو جو کوئی سنتا اوسکو فورًا بمجرد سننے کے نفرت ہو جاتی اور بالیقین جان لیتا کہ جسمین جہوٹ بولنا اور ظاہر و باطن یکسان نرکہنا ثواب اور فعل مقدس سمجہا گیا ہے وہ مذہب بلاشک جہوٹا ہے پس براہ دور اندیشی کے نقص مذکورہ کے دفع کرنے کی غرض سے اون ثقیل اور مکروہ لفظونکو ایک خوشنما اور مختصر خوب صورت لفظ کے پیرائی مین ظاہر کیا یعنے اوس جہوٹ بولنے اور دل و زبان یکسان نہونیکا نام تقیہ رکہا اور اسکو سنیون کے تمام اعتراضون اور شبہون کا حلال مشکلات بنایا مگر یہ امر لاعلاج ہے

[illegible]

تقیہ نام رکھا ہے وہ ردو قدحی کہ الٰہا اللہ تقیہ کی تعریف مین ائمہ علیہم السلام کی طرف سے حدیثین بیان کین نہ صرف جایز رکھنے پر قناعت کی بلکہ اوسکو واجب کردیا اور فضایل اور ثواب مین تقیہ کے وہ حدیثین بیان کین کہ اون سے روزہ و نماز کا ثواب بہی بمقابلہ تقیہ کے کم سمجھا گیا اور باقوال ایمہ علیہم السلام اَلتَّقِیَّۃُ دِیْنِیْ وَدِیْنُ اٰبَائِیْ روایت کرہی تو دیا اور اس تقیہ کو پاک اور ابرار لوگون کا فعل بیان کردیا اور امام اول سے بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر امام اخرالزمان تک ان سب حضرات مقدسین کے نسبت اس فعل مکروہ کو منسوب کردیا اور اونکی زبان سے تقیہ کنندگان کے فضایل اور مدایح اور ثواب مین حدیثین نہایت شد و مد سے نقل کر دین واقعی حضرات شیعہ نے بڑی دانائی کی ہے جو تقیہ کو اپنے مذہب مین داخل کیا کیونکہ اس سے اونکو نہایت فائدہ عظیم ہے بلکہ بقا ہی مذہب تشیع اس تقیہ پر منحصر ہے اگر تقیہ اختراع نہ کیا جاتا تو مذہب تشیع نیست و نابود ہوجاتا جیسا کہ بغیر تار برقی کے ریل گاڑی تباہ ہوجاتی ہے۔ اسی تقیہ کے بدولت سنیون کے دار و گیر سے بچتے ہین جہان کہین مدح و ثنا حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم باقوال ایمہ و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت ہوی وہان کہدیا کہ یہ تعریف براہ تقیہ کی گئی بیعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو ثبوت کو پہونچی وہ بہی تقیہ پر محمول ہوئی حضرت امیر علیہ السلام و نیز دیگر ایمہ علیہم السلام نے جو کچھ اس فرقہ کے نسبت تبرا و بیزاری اور غصہ ظاہر فرمایا اور بانیان فرقہ کو بھلا برا فرمایا اپنے ہم مذہبون کو سمجھا دیا کہ یہ سب باتین براہ تقیہ فرماتی ہین دل مین تھے بہت خوش ہین تقیہ کے بدولت جب چاہا سنیون سے بہی خلا ملا پیدا کرکے ہم نوالہ و ہم پیالہ ہوگئی اپنے مذہب تشیع سے بیزاری اور عیوب ظاہر کرکے سنیون کا دل خوش کیا اور رنج بی اون سے فوائد اوٹھائے

بعد حصول فوائد پھر اپنے غول اور فرقہ مین جا ملے اور کہدیا کہ ہمنے تو تقیہ کرکے اون سے
اپنا مطلب نکالا اور اونکو احمق بنایا۔ پھر نوع تقیہ انکے واسطے کبریت احمر یاورتی باون
تولے بھی بڑھکر مفید و کارآمد ہے قطع نظر اس بات کے کہ تقیہ جھوٹ اور نفاق کا
نام ہے حضرات شیعہ یہ بھی نہین سمجھتے کہ اس تقیہ کی وجہ سے حضرت شیر خدا علی مرتضی
اسد اللہ الغالب من کل غالب و دیگر ائمہ علیہم السلام کے شجاعت اور اسدیت
بلکہ امامت پر کیسا نقص عاید ہوتا ہے کہ ان حضرات مقدسین نے باوصف اسکے کہ ان
کو کچھ بھی خوف ہلاکت کا نہ تھا پھر بھی اپنے طول حیات کو ہمیشہ تقیہ اور اخفای حق اور
اظہار باطل مین گذرانا اور امام وقت صاحب عصر و زمان معاذ اللہ منہا اس مرتبہ
جبان نامرد اور ہراسان اور خایف اور بزدل ہین کہ مدت ہزار سال سے بھی زیادہ
گذرتی ہے کہ بخوف دشمنان جماعت قلیل پوشیدہ ہو گئی اور باوجود اسکی کہ سلطنتین
منقلب ہو گئین اور دولت عباسیہ برہم ہو گئی او چنگیزیہ کا تسلط بھی ہوا کہ پس
از قبول اسلام وہ اپنے تئین محب اہل بیت کا جانتے تھے بلکہ بعض نے ان مین سے مذہب
تشیع بھی اختیار کیا تھا اور سلطنت صفویہ خاندان کے خراسان اور عراقین مین کہ وہ
مددگار شیعہ اور مردم خیر اس گروہ کی تھی ہو گئے اور مذہب شیعہ سلاطین دکن
اور بنگالہ و پورب مین رواج پا گیا اور امارت اور وزارت اس فرقہ کی ہند و سند
مین ہو گئی حتی کہ مومن بانڈی چیٹ بھی پورب جانب کے اکثر مقامون پر مومنین پاک
کے ہم مذہب ہو کر محب اہل بیت و شیعان علی مین داخل ہو گئی مگر امام عصر صاحب
زمان کا خوف نہ گیا نہ گیا اور دل کو اطمینان حاصل نہوا کہ ظاہر ہوتے یا یہ کہ اونکو اس
گروہ کی محبت اور دوستی پر اعتماد نہوا کہ شاید تقیہ نکیا ہو کیونکہ یہ ہمارے فرقہ ابرارین
سے ہین جنکی خصلت اور عادت تقیہ کی ہے ہرگز ہرگز انکا ظاہر اور باطن یکسان نہوگا
ورنہ باوجود اسقدر غلبہ محبین مخلصین کے کیون نہ ظاہر ہوئی اور یہ بھی ان حضرات

شیعہ کے خیال شریف مین نہین آتا جو کہتے ہین کہ انبیا اور ایمہ کا یہ کام تہا کہ اپنے دین و مذہب کو پوشیدہ فرماتے رہے اور ہمیشہ ان بزرگواران نے اپنے عمر تقیہ مین گذرانی اور اپنے دین و مذہب کو واضح طور سے کسی پر ظاہر نہین کیا اور نہ کسی سے صاف طور پر کہا یہ نہین سمجہتے کہ بعثت انبیا اور نصب امام سے کیا حاصل ہوا اگر ذرا تامل کیا جاوے تو صریح معلوم ہو جاویگا کہ نبی کو مبعوث کرنا اور امام کو نصب کرنا اور پہر اونکو حکم اخفای دین و مذہب کا دینا یہ مشابہ اسکے ہے کہ مثلاً کسی شخص کو کسی شہر کا قاضی یا حاکم مقرر کرین اور اوس سے کہدین کہ آپکو قاضی تو مقرر کیا ہے مگر خبردار خبردار ہرگز کلام نکرنا اور کوہی حرف زبان پر نہ لانا اور مدعی و مدعا علیہ کا حال نہ سننا اونکا نام تک زبان پر نہ لانا تو ہر ایک طفل مکتب بہی اس بات کو بخوبی سمجہ سکتا ہے کہ ایسی تقرری محض تمسخر اور لعب ہے اور ظاہرہ سفاہت ہے اور غرض بعثت و نصب کی بالکل مناقض اور اگر یہ کہا جاوے کہ یہ تقیہ بحکم خدا نتہا خود انبیا اور امام اپنی رای سے کرتے تہے تو اس صورت مین گنہگار اور عاصی ٹہرینگے اور جو اون پر واجب ہے یعنے تبلیغ رسالت اور ہدایت عباد اوسکے تارک ہونگے کہ جس سے اونکی عصمت زایل ہوتی ہے کہ نبی اور امام کو معصوم مانا ہے۔ بالجملہ جہوٹ اور نفاق شان انبیا اور ایمہ کی نہین ہے کہ اپنی طول عمر مین بلا ضرورت ایسے خصائل ذمیمہ کی عادت کرین اور لوگون کو اضلال اور تلبیس کا سبق دیتے رہین ان لوگون کے شایان شان یہ ہے کہ کیسا ہی دشمنون کا خوف ہو مگر کلمۃ الحق کے اظہار سے باز نہین رہتے چنانچہ اللہ جلشانہ حق مین انبیا کے ارشاد فرماتا ہے قولہ تعالی اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسَالَاتِ اللّٰہِ وَیَخْشَوْنَہٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ وَکَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیْبًا یعنے جو لوگ اللہ کے پیغام پہنچاتے ہین اور اوس سے ڈرتے ہین اور اللہ کے سوا کسی سے نہین ڈرتے اور بس ہے اللہ حساب کرنیوالا۔ اگر انبیا تقیہ کرتے تو کفارون کے

ہاتھ سے کیون ایذا اوٹھاتے اور کیون اسقدر تکلیف ضرب وشتم اور ہتک حرمت اور تذلیل اور اخراج سہتے اور آیت اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اَلْعِبَرُکُمْ بِتَقِیَّۃٍ سے جو علمای شیعہ درباب تقیہ حسب مطلب خود تفسیر کرکے دلیل کرتی ہین تو یہ محض اونکی نادانی اور نافہمی ہے یا دانستہ اپنے حصول مطلب کے لئی تجاہل کرتے ہین کیونکہ اگر تقیہ کے معنے حسب تفسیر حضرات شیعہ لئی جاوین تو لازم آویگا کہ حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا اور حضرت امام حسین علیہم السلام نے کہ بالاجماع تقیہ نہین کیا ہرگز اللہ تعالیٰ کے نزدیک کرامت اور بزرگی نرکھتے ہون گے اور جمیع منافقین عہد آنحضرت نہایت درجی کی کرامت اور بزرگی مین ہونگے اِنَّ ھٰذَا بُہْتَانٌ عَظِیْمٌ اور جو کچھہ حضرات شیعہ نے خوبی تقیہ کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ سب ان حضرات شیعہ کی بناوٹ اور دہوکہ دہی ہے کیونکر ممکن ہے کہ حضرت امام صاحب نے ایسی فعل قبیح کی تعریف تجویز فرمائی جو اونکی جدامجد حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے نص کے سراسر مخالف ہے اور وہ نص حضرت امیر علیہ السلام کے کتاب نہج البلاغت مین جو اصح الکتب نزدیک شیعون کے ہے موجود ہے اور متواتر ہے شیعون کے نزدیک وہ یہ ہے کہ عَلَامَۃُ الْاِیْمَانِ اِیْثَارُکَ الصِّدْقَ حَیْثُ یَضُرُّکَ عَلَی الْکِذْبِ حَیْثُ یَنْفَعُکَ یعنے شان ایمان کہ مقدم رکھہ تو سچ کہنے کو اوس جگہہ کہ ضرر تیرا ہو اوپر جہوٹھہ کہنے کے اوس جگہہ کہ نفع تیرا ہو یعنے اگر جہوٹھہ کہنے سے نفع ہوتا ہو اور سچ کہنے سے ضرر تو شان ایمان یہ ہی کہ تب بہی سچ کہو پس یہ نص صریح دلالت کرتی ہے کہ تقیہ جو کوئی کرے وہ مومن نہین ہے۔ نہ کہ مومن پاک اور آیت اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا کو بہی تقیہ پر تفسیر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حسنہ تقیہ ہے اور سیئہ اظہار حالانکہ ماقبل آیت صریح اظہار پر دلالت کرتا ہی وَاِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِہٖٓ اِنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا کُنَّا مِنْ قَبْلِہٖ مُسْلِمِیْنَ اور بہی درصورت تقیہ حاجت

صبر کی کیا ہے انجام تقیہ کا خود آتش اور پولاو تورانیان پر ہاتھ مارنا ہے نہ صبر اور مشقت کے تقیہ تو خود ہی سراسر موافقت اور اتحاد ہے نہ مخالفت اور عناد سخت تعجب اور مقام حیرت تو یہ ہے کہ حضرات شیعہ تقیہ کو نہایت زور اور شور سے فضائل اور ثواب کے ساتھ بیان کرتے ہین التقیۃ دینی و دین اباءی کہتے ہین حالانکہ خود انکی معتبر کتابون مین مبطلات تقیہ کی روایات ناطقہ حضرات اہل بیت علیہم السلام سے موجود ہین از انجملہ وہ روایت کہ حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ رضی نے نہج البلاغت مین بیان کیا ہے قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَوْ لَقِیْتُھُمْ وَاحِدًا وَھُمْ مِلْاءُ الْاَرْضِ کُلِّھَا مَا بَالَیْتُ وَلَا اسْتَوْحَشْتُ وَاِنِّیْ مِنْ ضَلَالِھِمُ الَّتِیْ ھُمْ فِیْھَا وَالْھُدٰی الَّذِیْ اَنَا عَلَیْہِ لَعَلٰی بَصِیْرَۃٍ مِنْ نَفْسِیْ وَیَقِیْنٍ مِنْ رَبِّیْ وَاِنِّیْ اِلٰی لِقَاءِ اللّٰہِ وَلِحُسْنِ ثَوَابِہٖ لَمُنْتَظِرٌ رَاجٍ کذا فی نہج البلاغت ترجمہ تحقیق مجکو قسم ہے خدا کی اگر ملاقات کرون مین ان لوگون کی تنہا اور وہ لوگ بری تمام زمین کے ہون کچھ پروا نکرون مین اور وحشت نکہاؤں نہین اور گمراہی سے ان لوگون کی کہ اوسمین اور وہ ہدایت کہ مین اوسپر ہون باخبر ہون مین اپنی جان سے اور یقین رکھتا ہون مین اپنے پروردگار سے اور مین اللہ سے ملنے کا اور اوسکے ثواب کا منتظر اور امیدوار ہون پس جو شخص جنگ عدا سے تن تنہا باوجود کثرت اعدا باین حد کہ روے زمین کو چھپا لیوین نہ ڈرے اور وحشت دامنگیر اوسکی نہو اور مشتاق لقاء اللہ کا ہو اور منتظر ثواب اور امیدوار عنایات اور کرامات خدا کا ہو دونون صورتین موت ہو یا حیات پس ایسے شخص سے تقیہ کیا امکان رکھتا ہے کیونکہ تقیہ تو خوف سے ہوتا ہے اور خوف کے بھی دو صورتین ہین اول خوف جان اور یہ حضرات ائمہ علیہم السلام مین ہو ہی نہین سکتا دو وجہون سے اول یہ کہ موت حضرات ائمہ علیہم السلام کے اختیار مین ہوتی ہے جیسا کہ کلینی نے [illegible]

کافی مین [illegible]

اماموں کو علم ما کان و ما یکون حاصل ہوتا ہے پس ائمہ اپنی موت کو اور نیز اپنی موت کی
کیفیت اور وقت سے بتفصیل اور بتخصیص تمام واقف و آگاہ ہوتے ہین پس بیش
از وقت اپنی جان سے کیون ڈرنے لگے دوم خوف مشقت اور ایذائے بدنی اور
بدگوئی اور ہتک حرمت وغیرہ اور ان چیزونکا متحمل ہونا اور گوارا کرنا نیک لوگون
اور مقدسین کا کام ہے ہمیشہ تحمل بلا کا امتثال امر الٰہی مین کرتے آئے اور سہتے رہے
ہین اور بڑے بڑے بادشاہان جبار اور فرعون روزگار سے مقابلہ کرتے آئے ہین اگر
ایسے امورات مین جبن کرین اور تحمل مشقت کو عبادت اور مجاہدہ مین اپنے اوپر گوارا نکرین
تو انکا شمار نیکون مین نہو چہ جائیکہ نیکون کے سردار ہون پس بنظر امورات مشرح بالا اور
نیز دیگر امورات کہ تفصیل اور تشریح انکی اس رسالہ مختصر مین بخوف طوالت نہین کی گئی تقیہ
اسیطرح ان حضرات مقدسین سے جائز نہین ہوسکتا اور بہی اگر تقیہ واجب ہوتا تو حضرت
امیر علیہ السلام کیون بیعت مین حضرت ابوبکر صدیق رض کی حسب گمان حضرات شیعہ
چھ مہینے تک توقف فرماتے کہ صریح اظہار ملال اور ناخوشی کا تہا پہلے ہی دہلہ مین کیون بیعت نکرلی

(خلفائے راشدین رض کی فضیلت و عہد خلافت کا بیان مختصر الطاف حسین حالی مسدس سے)

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندون کی حجت نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت

تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا مین جسکی مثالین ہین تھوڑی

سب اسلام کے حکم بردار بندے سب اسلامیون کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے یتیمون کے بیوون کے غمخوار بندے

رہ کفر و باطل سے بیزار بندے
نشے مین مے حق کے سرشار بندے

خیانت کی رسمیں مٹا دینے والے
کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سر احکام دین پر جھکا دینے والے
خدا کے لئے گھر مٹا دینے والے
ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

اگر اختلاف اون میں باہم دگر تھا
تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا
خلاف آشتی سے خوش آئندہ تر تھا
یہ تھی موج پہلی اس آزادگی کی
ہرا جس سے ہونے کو تھا باغ گیتی

نہ کھانوں میں تھی وہاں تکلف کی کلفت
نہ پوشش سے مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت
فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت
لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا
نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

خلیفہ تھے امت کے ایسے نگہبان
ہو گلے کا جیسے نگہبان چوپان
مسلمان و ذمی کے سب حق تھے یکساں
نہ تھا عبد و حر میں تفاوت نمایاں
کنیز اور بانو تھیں آپس میں ایسی
زمانے میں ماں جائے بہنیں ہوں جیسی

رہ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ اونکی
فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اونکی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اونکی
شریعت کے قبضے میں تھی باگ اونکی
جہاں کر دیا نرم نرما گئی وہ
جہاں کر دیا گرم گرما گئی وہ

کفایت جہاں چاہیئے واں کفایت
سخاوت جہاں چاہیئے واں سخاوت

کچھی اور تھی دشمنی اور محبت	نہ بیوجہ الفت نہ بے وجہ نفرت

جھکا حق سے جو جھک گئی اوس سے وہ بھی
رُکا حق سے جو رُک گئی اوس سے وہ بھی

وہ عہد ہمایون جو خیر القرون تھا	خلافت کا جب تک کہ قائم ستون تھا
نبوت کا سایہ زبس رہنمون تھا	سماخیر و برکت کا ہر دم فزون تھا

عدالت کے زیور سے سب تھی مزین
پھلا او پھولا تھا احمد کا گلشن

سعادت بڑی اوس زمانہ کی یہ تھی	کہ جھکتی تھی گردن نصیحت پہ سب کی
نہ کرتے تھے خود قول حق سے خموشی	نہ لگتی تھی حق کی او نہیں بات کڑوی

غلامون سے ہوجاتے تھے بندہ آقا
خلیفون سے لڑتی تھی ایک ایک بڑھیا

نبی نے کہا تھا جنہیں فخر اُمت	جنہیں خلد کی مل چکی تھی بشارت
مسلم تھی عالم مین جنکی عدالت	رہا مفتخر جن سے تخت خلافت

وہ پھرتے تھے راتون کو چھپ چھپ کے دردر
کہ سُنتا ئین اپنا کہین عیب سُن کر

بیان عدالت و فضائل صحابہ علی سبیل العموم رضی اللہ تعالی عنہم

واضح رہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین کو سعد اپنی تمامی جمعیت کے ایسی ایک خصوصیت ہے کہ تمامی امت کو نہین ہے اور وہ خصوصیت یہ ہے کہ بحث انکی عدالت سی نکرنا چاہیے بلکہ جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو بلا بحث کے عدل شمار کرنا چاہیے علمای نامدار اور اہل سیر کہ صحت سے باخبر ہین ان لوگون نے

کتب معتبرہ سے انتخاب کرکے انہین قول پر اکتفا اور اعتماد کیا ہے کہ مشاجرات
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین مین بجز سکوت کے کوئی اور خیال تصور کرنا
چاہیئے اسواسطے کہ وہ سب ببرکت صحبت جناب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے اسباب فسق اور افعال خلاف مروت سے مصئون اور محفوظ ہین اور خداوند تعالے
جلشانہ نے اپنے کلام مجید و فرقان حمید مین بہت جگہہ اوصاف اور فضائل صحابہ رضوان اللہ
تعالی علیہم اجمعین کو بیان فرمایا ہے اور اوس فرقۂ ناجیہ کی بصفت خیریت اور عدالت
تعریف کی ہے چنانچہ اللہ پاک فرماتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ترجمہ تم سب امتون سے بہتر ہو کہ پیدا کئی گئی ہو لوگون
کے فائدہ کے لئے حکم کرتے ہو بھلی بات کا اور منع کرتے ہو بری بات سے۔ اور دوسرے
آیت مین فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا اور اسیطرح کیا ہمنے تمہین ایک
گروہ چنا ہوا جماعت کثیر ائمہ تفسیر کی اسپر متفق ہین کہ ان دونون آیات مین مخاطب
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین اور تیسرے آیت مین اللہ پاک فرماتا
ہے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ
عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ
ترجمہ اور جو لوگ پہلے پہل وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے ہین اور جو
اونکے پیچھے ہوئے بھلائی کے ساتھہ اللہ اون سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور تیار
ہین اونکے لئے باغ جنکے نیچے نہرین بہتی ہین وہ ہمیشہ اون مین رہینگے یہ بڑی پہنچ ہے پس
ظاہر ہے کہ کوئی مرتبہ اعلی اور افضل خوشنودی جناب باری تعالی جلشانہ سے نہین
ہو سکتا جیسا کہ آیت ورضوان من اللہ اکبر اور خبر معتبر اُحِلُّ عَلَیْكُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا
اَسْخَطُ عَلَیْكُمْ اَبَدًا بڑی نعمت تمپر میری خوشنودی ہے کہ پھر مین کبھی تمپر خفا نہون گا۔
اس معنے سے خبر دیتی ہے اور اسیوجہ دوسری آیت مین اللہ جلشانہ فرماتا ہے

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اور بہت سی آیات قرآن مجید کے فضایل صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین مین موجود ہین کہ اون سب کے لکھنے سے طوالت ہوگی اس جگہہ انہین
چند آیات پر اکتفا کی گئی اور احادیث کثیرہ عدالت اور فضیلت صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت کو پہنچی ہین اون مین سے
ایک حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ
ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ترجمہ بہترین زمانہ میرا زمانہ ہی اوسکے بعد وہ
لوگ ہین جو اوسکے متصل ہین اوسکے بعد جو اونکے متصل ہین یعنے میری زمانہ کے صحابہ
افضل ہین اوسکے بعد تابعین اور اونکی بعد تبع تابعین ہین دوسری حدیث یہ ہے کہ
لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ
مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ تیسری حدیث علیہ السلام فرماتے ہین اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ
لَا تَتَّخِذُوْهُمْ مِنْ بَعْدِيْ غَرَضًا فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ
اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِيْ وَمَنْ اٰذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَى اللّٰهَ
يُوْشِكُ اَنْ يَّاْخُذَهٗ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فضایل
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے چوتھی حدیث مَنْ سَبَّ اَصْحَابِيْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ
لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا يَعْنِيْ فَرِيْضَةً وَّلَا نَافِلَةً جس نے میرے اصحاب کو برا
کہا اوسپر خدا کی لعنت اور فرشتون کی اور آدمیون کی سب کی نہ اوسکے فرایض قبول
ہونگی اور نہ نوافل غرض بہت سی حدیثین اس باب مین وارد ہین اگر وہ سب لکھی
جاوین تو نہایت طول ہوجاوے ایمان دار کو یہی مقدار کافی ہے اگر در خانہ کس است
حرفی بس است مسلمان کو لازم یہ ہے کہ تعظیم اور احترام صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکھے اور مرتبہ اور فضیلت جملہ صحابہ رضوان اللہ

علیہم اجمعین کی جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے اعتقاد کرے
چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَاَصْلَبُهُمْ
فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَفْضَلُهُمْ وَاَصْدَقُهُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ وَاَقْضَاهُمْ عَلِیٌّ وَاَفْرَضُهُمْ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ
وَاَقْرَأُهُمْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَلِکُلِّ اُمَّةٍ اَمِیْنٌ وَاَمِیْنُ هٰذِهِ
الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَبُوْهُرَیْرَةَ وِعَاءُ الْعِلْمِ میری امت مین سے
زیادہ مہربانی کرنے والی اوسی امت پر ابوبکر ہین اور اللہ کے دین مین زیادہ
مضبوط عمر ہین اور افضل اور اصدق امت مین از روے حیا کے عثمان ہین اور سب
سے زیادہ عمدہ فیصلہ کرنے والے علی ہین اور زیادہ فرائض جاننے والے زید بن ثابت اور عمدہ ترین
قاریون کے ابی بن کعب ہین اور حلال وحرام کے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہین اور ہر امت
کے لیے ایک امین ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہین ایک روایت مین ہے کہ
ابوہریرہ ظرف ہین علم کے اور موافق اوس دستور کے کہ اجماع جمہور اہل سنت وجماعت
کا اوسپر منعقد ہوا ہے کہ افضل صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلفاے اربعہ ہین حسب ترتیب
خلافت کے بعد انکے بقیۂ عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر پھر اہل احد پھر اہل بیعۃ الرضوان اور
مذہب اہل حدیث اور مشہور نزدیک اہل حدیث کے یہ ہے اور ابو شکور سالمی کہ اکابر
علماے حنفیہ سے ہین اپنے کتاب تمہید مین بیان کرتے ہین کہ بعد خلفاے اربعہ رضوان
اللہ علیہم اجمعین کے افضل مردم اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین
انکے بعد وہ جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی کہ جنکی شان مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بخصوصیت وصیت فرمائی ہے کہ یہ اہل بہشت سے ہین بعد اسکے
اہل بدر پس اہل حدیبیہ تمامی صحابہ افضل ہین باقی امت سے بعد صحابہ کے تابعین
افضل ہین بعد تابعین کے تبع تابعین کا مرتبہ ہے چنانچہ خبر وارد اثر خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ
ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ اسی معنی پر دلالت صریح کرتی ہے معلوم رہے

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے شان مین کل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فرمایا ہے
کہ عموماً وہ سب اہل بہشت ہین مثل اہل بدر و اہل بیعۃ الرضوان اور بعضون کا نام
بہی تعیین فرمایا ہے مانند حضرت فاطمہ زہرا و خدیجہ الکبریٰ و خلفائی اربعہ اور باقی
عشرہ مبشرہ اور امیر المومنین حسن و حسین و عکاشہ بن محصین و سعد ہی اور سعد
بن معاذ و عبد اللہ بن سلام و ثابت بن قیس بن شماس وغیرہ ہم رضی اللہ تعالی
عنہم اجمعین۔ اور پوشیدہ نہ رہے کہ جو کچھ باہم صحابہ رضی اللہ عنہ کے مخالفت اور
مخاصمت ہوئی ہے وہ سب محمول اجتہاد پر ہے نہ نفسانیت پر اور وہ سب قابل
تاویلات اور محامل صحیحہ کے ہے اور اگر ایسا تسلیم بہی کرلین کہ بعض کے واسطے محمل صحیح
اور تاویل مستقیم نہو تو ہم کہینگے کہ یہہ مخالفات اور مخاصمات ان لوگون کی بطریق اخبار
احاد کے منقول ہین کہ اکثر اونکے ضعاف اور جایز الکذب ہین اور صلاحیت معارضہ
کی آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ مشہورہ کے ساتھہ کہ اوپر مذکور ہوئین نہین
رکھتی اسلئی مسلمانون کو لازم ہے کہ جناب رسالت مآب کے اصحاب پر طعن و تشنیع
نکرین کہ باعث خسارت دارین ہے اور موجب سخت بازپرسی یوم الحساب کا ہے
اور اس باب مین جو کچھ تہدیدات اور وعیدات صاحب شرع سے ثبوت کو پہونچی ہین
ہمیشہ اوس سے پرحذر رہنا چاہئے ورنہ بروز جزا بجز روسیاہی دارین اور طعنہ
دوزخ کچھہ بہی نہ حاصل ہوگا ؎ من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم تو خواہ از سخنم
پند گیر و خواہ ملال + اور یہ بہی پوشیدہ نہ رہے کہ مسلمانون پر صحابہ رضؓ کی بیشمار حقوق
ثابت ہین اسواسطیکہ حضرات صحابہ رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر طرح پر مدد کی اور آنحضرت
صلعم کے دین کی تائید آپکی حیات مین ہر طرح پر جان بازیان کین اور باوجود ایذا اور ضرر
رسانی کفار کے اور فقر و فاقہ کے ان حضرات نے طریق حق اور سبیل صواب سے
انحراف نہین کیا اور ہمیشہ صراط مستقیم پر ثابت قدم رہے اور بعد وفات آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے انہین حضرات رضی اللہ عنہم اجمعین نے بساط شریعت محمدیہ
کے بچھانے اور بزور قوت بازوی خود ملت احمدی کو بڑہایا اور طوفان ارتداد
اور کفر و نفاق کو مٹایا اکثر اقالیم اور بلاد مین انہین حضرات رضی اللہ عنہم
اجمعین کے زمانے مین اسلام نے ظہور و شیوع پایا اور روے زمین
کو غبار کفر اور خاشاک شرک سے پاک اور صاف کیا نہین تو ملک عرب مین اسود
طلیحۂ اسدی و مسیلمہ کذاب و سجاح وغیرہ کثرت سے ہو جاتے اور ہندمین بجز رام رام
کہنے والون کے اللہ و رسول کا نام لینے والا کوئی دکہائی نہ دیتا آثار حسنہ و ابواب
مستحسنہ انہین حضرات کے یادگار ہین اور احکام شریعت اور ابواب طریقت
و معارف حقیقت انہین حضرات سے عالم مین پہیلے اور اقوال اور احوال اور
افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم انہین حضرات کے بدولت
ہملوگون تک پہونچے اور ببرکت انہین حضرات کے ہملوگ دولت متابعت آن سرور
صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کو پہونچے کہ یہی وسیلہ نجات اور ذریعہ بلندی
درجات کا ہے الحمد للہ علی ذلک چنانچہ اب آگے اسکے جو کچھہ احوال صحیحہ ہر ایک خلافت
کے لکہے جاتے ہین اوس سے مضمون بالا کی بخوبی تصدیق ہوگی

بیان خلافت حضرت ابوبکر صدیق افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق رضی اللہ تعالی عنہ

جبکہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسب مشورۂ مہاجرین
و انصار و مشیئۂ صحابۂ کبار و اعراب بے شمار کے امر خلافت حضرت ابوبکر صدیق
عاشق صادق بالتحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرار پایا تو بیعت خاص
اوسیدن یعنے بروز وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوئے سب سے پہلے
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اوسکے بعد کل صحابہ نے مہاجرین

وانصار مین سے بیعت کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لیگئے اور سب طرف دیکھا تو اوس جماعت مین حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تب اون کو آپ نے بلوایا اور اون سے فرمایا کہ اے زبیر رضی اللہ عنہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پہوپھی کے بیٹے ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حواری کیا ارادہ کرتے ہو کہ مسلمانون کا عصا توڑ ڈالو (یعنے مسلمانون کی مجتمع قوت کو منتشر و متفرق کردو) اونہون نے کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین ہرگز یہ نہین ارادہ کرتا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہڑے ہوئے اور سب کے سامنے اونہون نے بہی بیعت کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہی اوس مجمع مین نہ تہے تو اونکو بہی بلوایا اور کہا کہ اے علی اسد اللہ الغالب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور حضرت کے داماد ہو کیا ارادہ کرتے ہو کہ توڑ دو عصا مسلمانون کا فرمایا حضرت اسد اللہ غالب نے کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ ارادہ نہین کرتا پس بیعت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا اس حدیث کو ابن سعد اور حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ بیعت تاریخ بارہوین ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ گیارہ ہجری کو بروز وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واقع ہوئی اور کہا محمد بن اسحاق نے اپنی سیرۃ مین حدیث کی مجہسے زہری نے انس بن مالک سے کہ جب بیعت کی صحابہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سقیفۂ بنی ساعدہ مین اور رہا دوسرا دن بیٹھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر اور کہڑے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حمد کی اللہ تعالی کی اور کہا بیشک اللہ تعالی نے جمع کیا کام تمہارا اوپر بہترین تمہارے کے کہ وہ صاحب ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دوسرے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غار مین پس کہڑے ہو تم اور بیعت کرو تم اونکی

اوسکی بیعت کی تمام لوگون نے پھر فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رض نے بعد حمد و ثنای خدا و درود رسالت
جلشانہ کے کہ ای لوگو مین سردار کیا گیا اور تمسے بہتر نہین ہون اگر بہتر بات کہون تمکو تو تم لوگ میری
مدد کرو اور اگر بری بات کہون مین تمکو تو سنبہالو تم مجھکو سچ بولنا امانت ہی اور جھوٹھ بولنا خیانت
ہی جو تم مین ضعیف ہے وہ مجھپر قوی ہے مین انشاء اللہ تعالی اوسکا حق پہونچاؤنگا اور جو تم مین
سے قوی ہے وہ میری نزدیک ضعیف ہے مین انشاء اللہ تعالی اوس سے پورا حق مسلمانونکا
لونگا جس قوم مین جہاد موقوف ہوگا اوس قوم پر اللہ تعالی ذلت ڈالیگا اور جس قوم مین فحش
ظاہر ہوگا اوس قوم پر اللہ تعالی بلای عام نازل کریگا جبتک مین اللہ اور اوسکے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرون تم میری اطاعت کرنا اور جب مین نافرمانی کرون اللہ اور
رسول کی تو نہ اطاعت کرو تم میری دوسرے دن ایک لاکھ آدمی سے زیادہ نے بیعت کی۔
عبد الرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ خطبہ پڑہا حضرت ابوبکر صدیق رض نے اور کہا مجھکو قسم ہی
اللہ تعالی کی کہ نہ تہا مین حریص سرداری کا کسی دن اور نہ کسی رات اور مجھکو سرداری کی رغبت
نہ تہی اور مینے کبہی اللہ سے دعا مانگی سرداری کی نہ ظاہر مین اور نہ پوشیدہ ولیکن ڈرا مین فتنہ
سے اور اس سرداری مین مجہے کیا راحت ہے بلکہ ایک امر عظیم میری گردن مین ڈالا گیا ہے
کہ مجہ مین اوسکے اوٹہانیکی طاقت نہین ہے مگر اللہ تعالی کی قوت سے۔ پس کہا حضرت علی رض و
حضرت زبیر رض نے کہ ہمین غصہ کسی بات کا نہین مگر فقط یہ کہ ہمین اول مشورہ مین کیون نہ پوچہا
اور بیشک ہم جانتے ہین کہ ابوبکر صدیق رض لایق ہین اس کام کے سب لوگون مین سے کیونکہ
وہ صاحب رسول اللہ کے ہین غار مین اور ہم خوب جانتے ہین کہ وہ شریف ہین اور بہتر ہین سب
سے اسواسطے کہ حکم دیا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو نماز پڑہانیکا اپنی زندگی مین
ہکذا فی تاریخ الخلفاء للسیوطی۔ حضرت عمر رض سے روایت ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے عرب مرتد ہوگئی اور اون لوگون نے کہا کہ ہم نماز تو پڑہینگے مگر زکوۃ نہ دینگے مین حضرت
ابوبکر صدیق رض کے پاس آیا اور کہا کہ ای خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگون سے

نرمی کیجئے اور انکے دل ہاتھ مین لیجئے کہ یہ لوگ وحشی ہین فرمایا حضرت صدیق رضہ نے کہ مین تجسے امید مدد کی رکہتا ہون اور تم کم ہمت ہوگئے جاہلیت مین تو تم بڑے مضبوط تہے اسلام مین کیون بودے ہوگئے مین انکی دلداری کس بات سے کرون آیا شعر کہکے رضامند کرون یا انپر جادو کرون مجھسے تو یہ ہرگز نہو گا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لیگئے اور وحی موقوف ہوگئی قسم ہے خدای پاک کی مین انپر جہاد کرونگا اور ان لوگون سے اپنی تلوار کو نہ روکونگا اگرچہ ایک کہڑی بکری کا حق زکوٰۃ سے بند کرینگے۔ کہا حضرت عمر رضہ نے کہ اللہ جلشانہ نے سینہ ابوبکر رضہ کا کہول دیا تو پہر جانا مینے کہ ابوبکر رضہ حق پر ہین۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ جب وفات ہوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تو پہیل گیا نفاق اور عرب بیرونجات کے مرتد ہوگئے اور انصار مین اختلاف ہوا اگر پہاڑ پر اس کام کا بوجہہ ہوتا تو وہ اسکا متحمل نہوتا مگر میرے باپ نے اوسکو اوٹہا لیا۔ پہر اس امر مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہان دفن ہونگے اختلاف ہوا کوئی کہتا تہا کہ مکہ معظمہ مین دفن ہون کہ وہے آپکا مولد ہی ہے بعض کی راے مسجد نبوی مین دفن کی ہوئی بعض بیت المقدس کو تجویز کرتے تہے کہ وہ مدفن اکثر انبیا رکا ہے کچہہ لوگون کی راے ہوئی کہ بقیع الغرقد مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پڑہی جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مینے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کسی نبی نے وفات نہین پائی مگر وہین دفن ہوا جس جگہہ وفات پائی ہو پس اس حدیث سے اختلاف رفع ہوا اور آپ حجرۂ مبارک حضرت عائشہ رضہ مین دفن ہوئے۔ اسکے بعد پہر یہ اختلاف ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ کیونکر تقسیم کیا جاوے اور کوئی جواب نہین دے سکا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنا ہے مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تہے آپ نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ یعنے ہم گروہ انبیا رکے ہین نہین وارث ہوتا کوئی ہمارا جو کچہہ چہوڑین ہم وہ صدقہ ہے۔ اسکی پوری تشریح مع مخالفین کے اعتراضون کی مطاعن مین کی گئی ہے بیہقی اور ابن عساکر سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اوس

ذات پاک کی کہ نہین کوئی معبود سوا اوسکے کہ اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ نہوتے
تو نہ عبادت کی جاتی اللہ تعالی کی کہا اس لفظ کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ

بیان روانگی لشکر اسلام ہمراہ حضرت اسامہ بن زید جانب شام

اوسکے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ لشکر اسامہ واسطے روانگی کے تیار ہو اور وہ نشان جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے درست کرکے اسامہ کو دیا تھا اوسکو اسامہ کے گھر پہ کھڑا کرو۔ کیفیت اوس نشان کی یون ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے ارکان سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ مین رونق افروز ہوئے تو آپنے چاہا کہ ایک لشکر ظفر پیکر اپنے یارون کا شام کی طرف روانہ فرماوین پس آپنے اس خواہش کے موافق چھبیسوین صفر روز دوشنبہ کو اپنے یارون کو بجہت جنگ رومیون کے تیاری لشکر کا حکم فرمایا کہ وہان پونہچکر زید بن حارثہ کا عوض لین پہر منگل کے دن اسامہ بن زید کو امیر لشکر فرمایا اور اوسمین جماعت مہاجرین اور انصار سے اپنے بڑے بڑے یارون کو نامزد فرمایا پہر چہارشنبے کے روز اٹھائیسوین صفر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے اور دوسرے دن شروع مرض سے باوجود علالت دست مقدس خاص سے ایک نشان تیار فرمایا اور وہ نشان اسامہ بن زید کو دیکر فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ وَفِی سَبِیْلِ اللّٰہِ وَقَاتِلْ مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ اوس نشان کو اسامہ بن زید نے لیا اور باہر آئے اور بریدہ بن الحصیب اسلمی کو دیا کہ وہ اس لشکر مین نشان بردار رہین اور اسامہ نے وہانسے کوچ کرکے منزل جرف مین اس غرض سے کہ کل لشکر اس مقام پہ مجتمع ہو جاوے مقام کیا اور اعیان مہاجر و انصار مثل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ و عمر بن خطاب رض و عثمان بن عفان رض و سعد بن ابی وقاص رض اور ابو عبیدہ بن الجراح رض اور سعید بن زید رض اور قتادہ بن نعمان رض اور مسلمہ بن اسلم رض نے

اپنے اپنے ڈیرے مین باہر بہیجے اور چاہتے تھے کہ وہان سے کوچ کرکے آگے بڑہین کہ آخر دن چہارشنبے کو مرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ ہوگیا اس خبر سے سب لوگون مین تہلکہ پڑگیا اور شب پنجشنبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے نماز عشا کے پیشوا امی کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور اس خدمت پر مامور کیا اور دسوین تاریخ ماہ ربیع الاول روز شنبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض مین تخفیف معلوم ہوئی پس جو مسلمان کہ واسطے ہمراہی اسامہ بن زید کی متعین تھی وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوکر باہر نکلے اور اسامہ سے بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغل گیر ہوکر اور اونکے حق مین دعای خیر کرکے رخصت فرمایا پہر یکشنبے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض کی شدت بہت ہوئی لہذا اسامہ اور اونکے لشکری اوس روز ٹھہر گئے صبح دوشنبہ کو اسامہ بوجہ کمال تاکید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچ کرنا چاہتے ہی تھے کہ ایک آدمی مرسلہ ام ایمن والدہ اسامہ نے آکر اسامہ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حالت نزع طاری ہے پس یہ خبر قیامت اثر سنکر اسامہ بن زید و تمامی اصحاب افتان و خیزان جانب مدینہ واپس ہوئے اور بریدہ بن الحصیب نے اوس نشان کو لاکر دروازے پر حجرۂ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہڑا کیا جب لوگ دفن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہوئے اور امر خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر قرار پایا تو حضرت صدیق رض نے فرمایا کہ اس نشان کو لیجاکر اسامہ کے گہر پہ کہڑا کرین اور بریدہ بن الحصیب کو بہی فرمایا کہ خود جاکر اسامہ کے دروازے پہ کہڑے ہون اور لشکریون کو جمع کرکے باہر لادین اور اسامہ بہی اپنے مکان سے کوچ کرین پس اسامہ باہر آئے اور موضع جرف مین جاکر دو مقام کئے اور اوسی وقت مدینہ منورہ مین خبر آئی کہ بعض قبایل عرب مرتد ہوگئے اور اون

لوگون کا قصد ہو کہ مدینۂ منورہ پر شب خون مارین اور اکثر قبایل عرب نے آپ کو زکوۃ دینے سے انکار کیا ہو اور مکہ اور مدینہ اور طائف کے سوا اور ملکون مین نماز جمعہ موقوف ہو گئی اور ساکنان مکہ مین بہی اضطراب ہو اور عتاب بن اسید رضہ جو آپکی طرف سے تھے روپوش ہو گئے تھے پہر سہل بن عمرو کے خطبہ پڑہنے سے اسلام پر قایم رہی اور طایف کے لوگ بہی اسلام پر قایم رہے اور بحرین کے علاقے مین جو اثا نام ایک شہر تہا وہان کے لوگ بہی اول بدل گئے تھے پہر اسلام پر قایم رہے اور نماز جمعہ کا اہتمام کیا غرض ردت کی خبر سنکر ایک جماعت اصحاب نے اس حال کو حضرت ابو بکر رضہ سے عرض کیا اور کہا کہ ایسے وقت مین ایسے کثیر اور جرار لشکر کو دور کی مہم پر روانہ کرنا مصلحت وقت سے دور ہی اگر خدانخواستہ اعراب مدینۂ طیبہ کو خالی جانکر شورش برپا کرین تو اہل مدینہ سخت مصیبت مین مبتلا ہو جائینگے لیکن اس بات کو حضرت ابو بکر صدیق رضہ نے کسیطرح سے قبول نفرمایا اور ارشاد کیا کہ اگر بسبب نہ پونہچنے لشکر اسامہ کے مین جانون کہ مدینے مین لقمہ درندون کا ہو جاؤنگا تو بہی خلاف فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکرونگا لیکن اسامہ سے درخواست کی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اجازت دین تا وہ میرے پاس رہین پس اسامہ رضہ کی اجازت سے حضرت عمر رضہ لوٹ آئے اور مدینہ کی حفاظت اور کنکاشش و مشورت مین میرے شریک رہین اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم عام دیدیا کہ جسکا نام جانے والون مین لکہا گیا تہا اور وہ اب نجاویگا تو اوسکو پیادہ پا لشکر مین بہیجونگا پہر وہ لشکر روانہ ہوا اور اسامہ رضہ کے ہمراہ لشکر مین تین ہزار پیادی اور ایک ہزار سوار تھے یہ جس قبیلے پر عرب کے گذرتے تھے تو ان کو وہ لوگ دیکہکر آپسمین کہتے تھے کہ اگر ان لوگون مین قوت و شوکت نہوتی تو اتنا بڑا لشکر جرار روانہ نکرتے پس اس فوج کا رعب ان لوگون کے دلون مین بخوبی جم جاتا تہا اور لشکر اسلام سے وہ لوگ باطاعت پیش آتے غرض کہ

اسامۂ بن زید بڑی بڑی منزلین طی کرکے قضاعہ پر سے قوم جہینہ پر ہوتے ہوئے وادی القری کو پہونچے اور وہان سے اسامہ رضنے ایک جاسوس کہ وہ قوم بنی عذرہ کا تہا اور اوسکا نام حریث تہا اپنے سواری دیکر تحقیق خبر لانیکو بہیجا وہ جاسوس بموضع ابنا پہونچکر جلد خبر لایا کہ مخالفین غفلت مین ہین فوراً اونپر تاخت کرنا چاہیئے پس یہ سنتی ہی لشکر اسلام تیار ہوگیا اور لشکر مخالفین پر ایسا شب خون مارا کہ وہ سب متفرق و پریشان ہوگئی اور لشکر اسلام نے بصحت و سلامتی مدینہ کیطرف معاودت فرمائی اور لشکر اسلام کے مدت اس سفر کی چالیس یا ستر دن کے تہی

قصۂ قتل اسود عنسی

عنسی کذاب کا نام عیلہ بن کعب بن غوث تہا جب تک یمن مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے باذان حاکم رہے عنسی مذکور اظہار اسلام کرتا رہا جب باذان کا انتقال ہوگیا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طرف سے چند عامل اپنے اصحاب مین سے یمن کے جانب روانہ کئی چنانچہ بحران پر عمرو بن حزم کو اور بحران اور زبدی تری شہرون کی حکومت خالد بن سعید بن العاص کو دی اور عامر بن سہیل کو ہمدان کا عامل کیا اور صنعا کی نظامت کہ وہ یمن کا دار المملکت تہا شہر بن باذان کو مرحمت فرمائی اور ابو موسی اشعری کو وہان کی امامت کی خدمت سپرد فرمائی اور زیاد بن لبید انصاری کو حضر موت کی حکومت ملی اور باقی مواضع کے بندوبست کے ای عکاشہ بن ثور اور مہاجر بن ابی امیہ کو نصب کیا یہانتک عہدہ قضا پر معاذ بن جبل کو مقرر کیا پس اسود عنسی مذکور کاہن تہا اور ایک یا دو جن اوسکے تابعدار تہے ایک گدہے پر سوار ہوا کرتا تہا اور اپنے اونہین دو شیطانون کے ذریعہ سے لوگون کو غیب کی باتین بتایا کرتا تہا اور بہت سے عجائب غرائب شعبدی و طلسم دکہاتا تہا اسیوجہ سے بہت سی لوگ اوسکے مسخر ہوگئی تہے تب اوسنی آخر ایام حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین دعوی نبوت کیا اور لوگون کو راہ حق سے بہکا دیا اور قبیلہ مدحج نے اوسکے متابعت کی اور قیس بن عبد الغوث کو جو یمن کے سرداران

یمن سے تھا اوسنے سردار لشکر بنایا اور اطراف و نواح مین شر و فساد مچا دیا روز بروز اوسکا کام ترقی پذیر ہوچلا یہانتک کہ سات سو آدمی اوسکے پاس جمع ہوگئی اونکو ہمراہ لیکر صنعا پر فوج کشی کی شہر بن باذان یہ خبر پاکر اوسکے مقابلہ کو نکلے اور نہایت جوانمردی اور بہادری سے بڑی ثابت قدمی کے ساتھہ لڑکر دولت شہادت پائی اور عنسی کذاب مذکور کا تسلط بخوبی صنعا پر ہوگیا اور اوسنے شہر بن باذان کی بیوی کو جو نہایت حسینہ و شکیلہ تہین اور نام اونکا آزاد تہا اپنے نکاح مین لایا لیکن وہ بیوی اسلام پر ثابت قدم رہی پہر اسود مذکور نے اوسکے چچازاد بہائی کو کہ فیروز نام تہا اور ایک شخص داودیہ نامی کو اپنی طرف سے یمن کے بندوبست کو بہیجا اور خود اوسنے تمام ولایت یمن کی مسخر کرنیکا ارادہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاملون کو لکھہ بہیجا کہ تم ہماری متابعت اختیار کرو اور جو آمدنی ملک کی جمع کی ہو وہ ہمارے حوالی کرو چونکہ وہ کمبخت نہایت غالب ہو رہا تہا اس خیال سے معاذ بن جبل رض صنعا سے نکل کر پاس حضرت ابو موسی اشعری کے چلی گئی اور یہ دونون صاحب ملک حضرموت کو چلے آئی اور عمرو بن حزم اور خالد بن سعید یمن کو چہوڑکر مدینہ منورہ کیطرف نکل گئی تمام ملک یمن اسود کے قبضہ مین آگیا اور اوس ملک کے مسلمانون نے بظاہر اوسکے عاملون کی بیعت کی اور بہت سے لوگ مرتد بہی ہوگئی جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپنے وہان کے مسلمانون کو ایک فرمان ہدایت نشان لکہا اور اوس مین اس کذاب کے قتل کی ترغیب دی جب یہ نامۂ مبارک حضرت رسالت مآب کا یمن مین پہونچا تو معاذ بن جبل رض اوسکے قتل کیطرف متوجہ ہوئی اور اس کام کے انجام دہی مین کمال کوشش اور سعی وافر بجالائی اور چونکہ معاذ بن جبل رض نے وہان ایک عورت رملہ نامے قبیلہ بنی سکون سے نکاح کیا تہا اس جہت سے تمام لوگ اوسکی قوم کے معاذ رض کے ہمراہ ہوگئے پہر یہ سب متفق ہوکر پاس قیس بن عبدالیغوث کہ اوسکو قیس بن مکشوح بہی کہتے تہے اور وہ اسود کا سپہ سالار تہا اور اون دنون اتفاقات اور مقدرات الہی سے اسود اوسپر خفا بہی ہوا تہا اور فیروز دیلمی اور داودیہ کہ یہ دونون بڑے سردار تہے اونہین دنون یہ دونون بہی اسود سے

رنجیده تھے پس ان لوگون نے ان سردارون سے ملکر اسود کے قتل کا مشوره کیا اور ان تینون
نے مسلمانون کی بات کو کالوحی من السماء جانکر قبول کرلیا اور اوس ملعون مردود کے قتل پر سب
متفق الاراده ہوگئی اور اسود ملعون کے شیطانون نے اوسکو اس مضمون سے آگاه کردیا پس
اسود عنسی نے قیس کو بلا کر کہا کہ ای قیس سن کہ یہ میرا فرشتہ کیا کہتا ہے قیس نے کہا وہ کیا بیان
کرتا ہے اسود نے کہا وہ یہ کہتا ہے کہ ای اسود تو نے قیس کو کمال درجہ کی عزت بخشی اور جب
وه عزت مین تیری برابر ہوا اب وه تیرے قتل کا اراده کرتا ہے اور تیرا ملک چھین لینے کا قصد کرتا ہے
اب وه فرشتہ مجھے کہتا ہے کہ اب جلد قیس کا سر کاٹ لے پھر کچھ خوف نرہیگا قیس نے کہا کہ ای اسود
قسم ہے مجھکو تیری کہ تو میری نزدیک بہت بزرگ اور میرا محبوب ترین ہے اپنے دلمین کبھی
اسطرح کا خیال نکرونگا اسود نے کہا کہ مجھے یقین نہین ہوتا کہ میرا فرشتہ جھوٹ کہی لیکن تو نے
اپنے خیال سے دل مین توبہ کی ہے الغرض قیس وہان سے نکل کر فیروز اور داودیہ کے پاس
آیا اور یہ سب ماجرا بیان کیا انہون نے کہا کہ ای قیس تو خبردار رہو کہ ہم سبھون کو اوس سے
کمال اندیشہ ہے یہ باتین ان لوگون مین ہو رہین تھی کہ اسود نے تینون کو بلوایا جب یہ تینون
اوسکے سامنے گئی تو اسود نے اون سے کہا کہ مینے تمکو اتنی عزت دی ہے اور میرے حق مین
تمہارے یہ کس قسم کے خیالات ہین جو مجھکو پہونچتی ہین ان تینون نے کہا کہ اب کی دفعہ تو ہماری
تقصیر معاف کر اسود نے کہا کہ اچھا معاف کی لیکن اگر اب کبھی تمہاری نسبت ایسی بات سنی
تو ضرور قتل کرونگا پھر یہ لوگ اوسکے پاس سے چلے آئی اور اسود کو انکی طرف سے کمال اندیشہ
ہوا اور یہ لوگ بھی اوسکی طرف سے خوفناک ہوئی اور یہ اسی اندیشہ اور فکر مین تھے کہ انکے
پاس حاکم ہمدان عامر بن شہر اور ذوظلیم اور ذوالکلاع وغیره امرای یمن کے خطوط اس
مضمون سے آئی کہ ہمکو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے خطوط آئی ہین اوس حکم
کے بموجب اسود عنسی کے قتل مین ہم تمہاری شریک اور تابعدار ہین تب قیس اسود کی
عورت کے پاس جسکا آزاد نام تھا آئی اور اوس سے کہا کہ جو کچھ اسود نے تمہاری ساتھ

اور جملہ عورتون کے ساتہہ معاملہ کیا ہے وہ تمپر روشن ہے یعنے تمہارے مسلمان خاوند کو قتل کیا
اور تمکو اپنے قبضہ مین لایا اور عورتون کو کیسا کیسا رسوا کیا اب تمکو مناسب ہے کہ اوسکے قتل
کی کوئی تدبیر بتاؤ اوس عورت نے قیس سے کہا کہ تم اپنا ارادہ دلی تو بتاؤ قیس نے کہا کہ بس یہی
ارادہ ہے کہ اوسکو یہان سے نکال دون مسماۃ لزاز زوجہ مال اسود نے کہا کہ تم اسود کو قتل
کیون نہین کرتے قیس نے کہا کہ سبحان اللہ اگر یہ بات ہو سکے تو اس سے کیا بہتر ہے لزاز نے کہا
ایسا بد شخص کوئی نہوگا جو اللہ تعالی کا کوئی حق ادا نہین کرتا اور افعال حرام سے نہین بچتا
ہے ہمکو تو اوس سے نہایت دشمنی ہے ہر نوع ایسے شخص کا قتل کرنا نہایت بہتر ہے اور جب تم
اس بات کا قصد مصمم کرنا تو مجھسے اطلاع کرنا جب قیس اوس عورت کے پاس سے لوٹے تو دیکھا
کہ فیروز اور داودیہ قیس کے منتظر ہتے اور ہنوز ان تینون مین کچھہ گفتگو کی نوبت نہ آئی تہی کہ اسود
نے قیس کو بلا بھیجا قیس اپنی قوم کے دس آدمی دلاور مسلح ہمراہ لیکر اسود کے پاس گئے بوجہ
ان جوانان مسلح ہمراہی کے اسود قیس پر کچھہ دست درازی نکر سکا مگر اتنا کہا کہ مین تجہسے
بات کہتا ہون اور تو مجھکو جھٹلاتا ہے میرا فرشتہ کہتا ہے کہ اگر تو قیس کو قتل نکریگا تو قیس ضرور
تجھکو مار ڈالیگا قیس نے کہا کہ تم تو رسول اللہ کے ہو تمکو کون قتل کر سکتا ہے اور ہر روز جو
تم مجھکو ڈراتے ہو اوس سے تو یہ بہتر ہے کہ ایک دن مجھے مار ہی ڈالو اس بات کے کہنے سے
اسود کو قیس پر رحم آگیا اور قیس کو رخصت کر دیا قیس نے آکر اپنے لوگون سے وہ سب
گفتگو بیان کی اور کہا کہ اب مصلحت یہ ہے کہ جلد اس موذی کافر کا کام تمام کرو پہر یہ سب
لوگ آکر اسود کے دروازہ پر کہڑے ہوئے کہ اس عرصہ مین اسود بہی اندر سے باہر آیا وہان
قریب ایک سو جانور گائے اونٹ کہڑے تہے اونکے پاس آکر ایک خط کہینچدیا اور اون جانورون
کو بغیر باندہے اوسی خط کے پاس کہڑا کر دیا کہ وہ چپکے کان ڈالے کہڑے رہگئے اور اوسیطرح اونکو
ذبح کر ڈالا اور سبب اوسکے سحر کے کوئی جانور وہان سے ایدہر اودہر نہ ہٹا اور نہ بہاگا قیس
اور جملہ موجودین کو یہ حال دیکھکر کمال اندیشہ پیدا ہوا پہر اسود ملعون نے فیروز کو بلا کر کہا کہ

اسے فیروز جسطرح ان جانورون کو مین نے ذبح کر ڈالا ہے اسی طرح تجھکو بھی مار ڈالتا
ہون فیروز نے اُس دشمن خدا و رسول سے یہ کہا کہ تو نے میری بہن سے نکاح کیا اور مجھکو
عجمیون پر سردار بنایا ہماری تو دین و دنیا کی بھلائی تجھین سے حاصل ہے تمکو تو جھوٹی
باتین سنکر ہمسے بدلا لینے کا قصد نہ کرنا چاہیے اسود نے خوش ہوکر فیروز سے کہا کہ اچھا
اس گوشت کو تقسیم کردو فیروز نے آکر یہ جملہ کیفیت اپنے لوگون سے بیان کی اور جلد گوشت
تقسیم کر کے پھر اسود کے پاس گیا وہان دیکھا کہ ایک شخص اسود کو فیروز کے قتل کی
ترغیب دے رہا ہے اور اُسکے جواب مین اسود اُس سے کہتا ہے کہ کل صبح کو مین فیروز
اور اسکے ہمراہیون کو ضرور قتل کرونگا فیروز نے وہان سے آکر یہ سب حال اپنے
لوگون سے بیان کیا اُن سب لوگون کی یہ صلاح قرار پائی کہ اسکی مشورت اُسکی بیوی سے
کرنا ضرور ہے چنانچہ فیروز نے آکر اُسکی عورت سے صلاح و تدبیر دریافت کی اس عورت نے
کہا اُسکے مکان کے چارون طرف نگہبان اور چوکیدار مقرر ہین مگر اُس مکان کے پیچھے
کوئی چوکیدار نہین ہے تم لوگ پشت مکان سے رات کو فلانی راہ سے نقب لگا کر اندر
گھس آؤ اور اُسکو قتل کر دو مین رات کو اُس مکان مین چراغ روشن کر دونگی یہ مشورہ
کر کے فیروز وہان سے باہر نکلا اسود نے اُسکو اپنے گھر سے نکلتے دیکھکر پوچھا کہ تو
ہمارے گھر مین کسواسطے گیا تھا یہ کہکر فیروز کے سر پر مارا کہ وہ گر پڑا کیونکہ اسود ملعون
بڑا قوی ہیکل تھا اسکی عورت نے معلوم کیا کہ وہ ضرور فیروز کو مار ہی ڈالیگا لہذا
پکار کر کہا کہ یہ میرا چچازاد بھائی ہے مجھسے ملنے کو آیا تھا کیا اُسکو تو مار ہی ڈالیگا اسود نے
اُس سے کہا کہ خاموش رہ مین نے تیری خاطر سے اُسکو چھوڑ دیا فیروز نے آکر سارا
قصہ اپنے لوگون سے بیان کیا اور کہا کہ اب اپنے کام مین جلدی کرو یہ لوگ سب
حیران ہوئے کہ اب کیا کرین اسی اثنا مین اُسکی عورت نے کہلا بھیجا کہ جسکام کا ارادہ کیا ہے
اُسکو آج ہی رات کو پورا کرنا فیروز نے آکر خود اُسکی بیوی سے اچھی طرح مشورہ کر لیا

پھر اندر سے مکان کے نقب لگائی تا باہر سے نقب میں آسانی ہو جاوے پھر رات کو نقب لگا کر اندر مکان کے گھسے دیکھا کہ کونڈے کے نیچے چراغ روشن ہے فیروز نے چراغ اٹھا کر دیکھا کہ اسود ریشمی بستر پر سو رہا ہے اور نشہ کی حالت میں خوب خراٹے لے رہا ہے اور اسکی عورت اسکے پاس بیٹھی ہے فیروز کو دیکھکر اسود کی شیطان نے اسود کو جگا دیا اسود نے فیروز کو دیکھکر کہا کہ اے فیروز تو میرے در پے کیوں ہے فیروز نے دل میں کہا کہ اگر میں اسوقت اسکو چھوڑے دیتا ہوں تو یہ مجھکو اور اپنی عورت کو ضرور قتل کر ڈالیگا فوراً تلوار اسکے حلق پر پھیر دی اور اسکو جہنم واصل کر ہی دیا اور اپنے لوگوں کو اس کام کے انجام دہی سے اطلاع دی اسکی بیوی سمجھی کہ ابھی کام تمام نہیں ہوا فیروز کا دامن پکڑا کہ بغیر مارے اسکے تو کہاں جاتا ہے اور مجھہ عورت کو یہاں کس بھروسے پر چھوڑے جاتا ہے فیروز نے کہا کہ میں کہیں جاتا نہیں ہوں صرف اپنے لوگوں کو اطلاع کر کے آتا ہوں اور فیروز نے وہاں سے نکل کر اپنے دونوں یاروں کو اطلاع دی پھر تینوں متفق ہو کر اسود کی لاش پر پہونچے اور چاہا کہ اسکا سر کاٹ لیویں تب اسود کی شیطان نے اس لاش کو حرکت دی مگر دو آدمیوں نے اسکو دبا یا اور اسکی عورت نے اسکے بال پکڑے تب اسنے چلانے کا ارادہ کیا اسکی عورت نے اسکا منھ چادر سے بند کر دیا کہ آواز نہ نکل سکے اور تیسرے آدمی نے اس ملعون کا سر کاٹ لیا اور اس جہنمی کو جہنم واصل کیا سر کٹنے کے بعد وہ مثل مذبوح اونٹ کے شور کرنے لگا پہرے کے لوگ یہ آواز سنکر دوڑے آئے مستفسر حال ہوے تب اسکی عورت نے کہا کہ اسوقت تمہارے رسول پر وحی آئی ہے اسی وجہ سے یہ آواز ہے تم لوگ جاؤ وہ سب پلٹ گئے اور فیروز اور قیس اور داذویہ تینوں نے مشورہ کیا کہ اب اسکی اطلاع مسلمانوں کو کسطرح سے کریں آخر یہ صلاح قرار پائی کہ حسب شعار اہل اسلام کے صبح کی نماز کے لیے اذان کہی جاوے اس سے سب اہل اسلام کو معلوم ہو جاویگا کہ بدستور دین محمدی یہاں جاری ہوا اور وہ مردود کذاب مدعی نبوت قتل ہو گیا چنانچہ جب صبح ہوئی تو اول حسب شعار اسلام تکبیر پڑھی

تہلیل پکاری گئی اور پھر اذان کہی گئی جملہ کفار گھبرا گئی کہ یہ کیا معاملہ ہے اور چوکیدارون نے
اوس مردود کا مکان گھیر لیا اور اسود کے سوارون نے بھی مکان گھیر لیا تب پھر قیس نے اذان
کہی اور پکار پکار کے کہنا شروع کیا کہ (اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ) اور اسود عنسی یعنے
عیلہ بن کعب جھوٹا تھا یہ کہکر اوسکا سر کھڑکی کے اوپر سے باہر پھینکدیا اوسکے ملازم و مرید یہ حال
دیکھکر بھاگنے لگے اور اہل اسلام نے اونکو قتل کرنا شروع کر دیا از سر نو اسلام غالب ہوا کفار
مغلوب ہوئی عمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی اپنی خدمتون پر مامور ہوئی اور باتفاق
رائی فیروز اور قیس اور داذویہ کے معاذ بن جبل امیر مقرر ہوئی اور لوگون کو نماز پڑہانے
لگے تین روز نہین گذرے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر معلوم ہوئی تمام
مسلمان اس صدمی سے پریشان ہوگئی بہت سے امور جو سوچے تھے بگڑ گئے ملک مین اضطراب
پڑگیا جس رات کو یہان فیروز نے اسود کو قتل کیا تھا اوسی روز شب کیوقت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے مدینہ مین فرمایا کہ آج بیشک مسلمانون نے اسود کذاب کو قتل کیا اصحاب نے
پوچھا کہ یا رسول اللہ کسنی قتل کیا آپنے فرمایا کہ فیروز نے قتل کیا تین یا چار مہینے بعد دعوی نبوت
سے اسود قتل کیا گیا۔ اگرچہ واقعہ قتل اسود کذاب کا حیات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہوا مگر چونکہ خبر اسکے قتل کی بعہد خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مدینہ مین آئی لہذا
اسکو حضرت صدیق رضہ کے فتوحات مین شمار کرتے ہین اور یہ اول خوش خبری فتح کی ہے جو
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو پہونچی ۔ القصہ جب لشکر اسامہ بن زید حسب الامر حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے روانہ ہوچکا مدینہ منورہ کے اطراف کے اعراب مرتد ہوگئی بعضون
نے زکوۃ کے دینے مین تاخیر کی اور مدینہ منورہ پر شبخون مارنے اور لوٹنے کو تیار ہوئی تب
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی راہون پر حضرت علی کرم اللہ وجہ اور
حضرت زبیر اور حضرت طلحہ اور سعد بن وقاص وغیرہ رضی اللہ عنہم کو حفاظت کے لئی مقرر
فرمایا اور اہل مدینہ سے فرمایا کہ بوجہہ خوف تم سب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر

وہ موجود رہا کرتا بروقت ضرورت جمع کرنا نہ پڑے تین دن گذرے تھے کہ عرب لوگ فوجین جمع
کرکے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئی اور انتظام یہ کیا تھا کہ اپنی نصف فوج کو موضع ذو الحسا مین
کمک کے واسطے چھوڑا اور نصف فوج کو ہمراہ لیکر مدینہ منورہ کے غارت کو چلے محافظون نے
جو اسلام کیطرف سے مقرر تھے حضرت خلیفۂ رسول اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو
اس حال سے اطلاع دی حضرت خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو کہلا بھیجا کہ تم
سب ثابت قدم رہنا ہم تمہاری مدد کو آتے ہین جو لوگ مسجد مین جمع تھے حضرت صدیق رضہ
نے اونکو ہمراہ لیکر وہان سے بسواری شتر کوچ فرمایا یہ خبر سنکر مرتدین بھاگ گئے اور مسلمانون
نے اونکا تعاقب موضع ذو الحسا تک کیا اوس جگہہ مرتدین اور لشکر اسلام مین جنگ واقع
ہوئی مرتد لوگون نے شکست کھائی اور بھاگے اور جن لوگون نے جمادی الاولی مین ادای
زکوۃ سے انکار کیا تھا اونسے لڑائی واقع ہوئی اس قصہ کی تفصیل یہ ہے کہ قبیلہ غطفان اور
بلی اور طی اور اسد کے لوگ جاکر طلیحہ اسدی مین جمع ہوئی اور اپنی طرف سے چند لوگون کو
عمائد مدینہ کے پاس بھیجا اور وہ آکر وہان ٹہرے اور بہمراہی معززین مدینہ کے وہ لوگ حضرت
صدیق رضہ کے حضور مین حاضر ہوکر عرض پرداز ہوئی کہ ہم بلا عذر نماز پڑہینگی لیکن زکوۃ
نہین دے سکتے حضرت صدیق خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسقدر تم
لوگ بحضوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زکوۃ دیتے تھے اگر اوس سے ایک رسی بہی
کم دوگی تو تمسے جنگ ہوگی یہ سنکر وہ لوگ چلے گئی اور اپنی قوم مین مسلمانون کے قلت
بیان کی اور مسلمانون سے لڑنے پر اپنی قوم کو آمادہ کیا اور یہان صحابہ رضی اللہ عنہم نے بہی
انہین زکوۃ پر جہاد کرنیکا اتفاق کیا تب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بہمراہی اہل مدینہ
اعراب پر فوج کشی کی اعراب نے یہ شرارت کی کہ جب لشکر اسلام وہان پہونچا تو پہاڑ پر
سے مشکین پہلا کر نیچے ڈہلکا دین اوسے دیکھکر سواری کے اونٹ مسلمانون کے بھڑکے اور بھاگے
اسوجہ سے تفرقہ پڑگیا شام تک جانور قابو مین نہ آئی اور بھاگ کر رات کو مدینہ چلے گئی

اسوجہ سے اعراب نے جانا کہ اب مسلمانون مین قوت نہین رہی مگر حضرت صدیق رضؓ نے
تمام رات مین فوج کو آمادہ کرلیا اور مدینہ منورہ مین سنان خیبری کو اپنا نائب مقرر کیا اور مدینہ منورہ کے
رستون پر عبداللہ بن مسعود کو مقرر فرمایا اور خود فوج لیکر آخر شب مین وہان سے کوچ فرمایا اور فوج مین
جانب میمنہ نعمان بن مقرن اور جانب میسرہ اُنکے بھائی عبداللہ بن مقرن اور ہراول فوج اونکے
بھائی سوید بن مقرن کو معین کیا ہنوز صبح صادق ہونے پائی تھی کہ ایک میدان مین مقابلہ ہوا
مسلمان چپ چاپ سکوت کے عالم مین اُنپر جا پڑے اور قتال شروع کر دیا ایسا مارا کہ کشتون کے
پشتے لگا دیے آخر کفار تاب لا سکے اور آفتاب نہ نکلا تھا کہ بھاگ نکلے اور اُنکے جانور وغیرہ
مسلمانون کے ہاتھ لگے اور حضرت صدیق رضؓ نے اُن کفار مفرورین کا تعاقب موضع ذوالقصہ تک
جو مدینہ منورہ سے چوبیس کوس تھا کیا اس فتح سے مسلمانون کو نہایت خوشدلی وقوت حاصل ہوئی
اور کفار نہایت ذلیل وخوار ہوے اسی عرصہ مین خبر ہوگئی کہ بنی ذبیان وبنی عبس اور اُنکے
دیکھا دیکھی اور قبیلے والون نے بھی اپنے قریبون کو جو مسلمان تھے قتل کر ڈالا یہ خبر وحشت اثر
سُنکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ رسول اللہ صلعم کو سخت رنج ہوا قسم کھائی
کہ جن قبیلون نے مسلمانون کو قتل کیا ہے مین انشاء اللہ تعالے اُن قبیلے والون کو
مسلمانون سے زیادہ قتل کرونگا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بفتح مندی مدینہ
منورہ مین معاودت فرمائی اور اُسی شب کو مدینہ منورہ مین منجانب عدی بن حاتم اور
صفوان اور زبرقان مال زکوٰۃ بحضور خلیفۂ رسول صلعم آیا بایں تفصیل کہ ایک کے یہان سے
اول شب مین دوسرے کے یہان سے اُسی روز کی نصف شب مین تیسرے کے
یہان سے اُسی شب کے آخر مین اور یہ ماجرا بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
سات دن پہ ہوا تھا پھر بعد تین چار روز کے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اپنی
مہم فتح کرکے واپس مدینہ منورہ ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ مین
اُنکو اپنا خلیفہ مقرر کرکے اور اُنکے ہمراہیون کو وہین آرام کے لیے

چھوڑا اور جن لوگون کو ہمراہ لیکر اول مرتبہ تشریف لیگئے تھے اُنھین لوگون کو اور اُنھین فقرون کو ہمراہ لیکر باہر نکلے اور زبدہ کی راہ سے موضع ابرق مین مقام فرمایا اور اُس جگہ مفسدین بنی عبس اور بنی ذبیان اور بنی کنانہ جو مجتمع تھے اُنسے مقابلہ کرکے شکست فاش اور ہزیمت کامل دی اور ایک شخص خطیہ نام مقید ہوا اور حضرت صدیق رض نے اُس موضع ابرق مین قیام فرماکے بنی ذبیان کے ملکون کو اپنے قبضۂ تصرف مین لائے اور فرمایا کہ ان شہرون کا اللہ جلشانہ نے ہمکو مالک کیا اُسکا احسان ہے وہ لوگ اب اُنپر قابض نہونگے اور موضع زبدہ اور ابرق مین احاطہ کرکے اہل اسلام کے لشکر کے گھوڑون کا چراگاہ مقرر کیا اور وہان سے مدینہ منورہ مین بخیریت تمام تشریف لائے اور بنی عبس اور بنی ذبیان جو مقابلہ سے شکست کھاکر بھاگ کر بچے تھے وہ جاکر مقام بزاخہ مین پاس طلیحۂ اسدی کے جمع ہوئے اس عرصہ مین لشکر اسامہ رض آرام پا چکا تھا حضرت صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے اُنکو ہمراہ لیا اور ذو القصہ کی طرف کوچ فرمایا اور یہ مقام مدینہ منورہ سے ایک مرحلہ پر ہے اس خروج مین حضرت ابوبکر صدیق رض کے ہاتھ مین ننگی تلوار تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے شتر کی مہار پکڑ کے لیجاتے تھے اُسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور نیز دیگر اجلۂ اصحاب کی یہ رائے ہوئی کہ آپ جنگ اعراب کے لیے اور لوگون کو مقرر فرمائیے چنانچہ حضرت صدیق رض نے حضرات موصوفین کی رائے کو منظور فرماکر جانب مدینہ منورہ مراجعت فرمائی اور مدینہ پہونچکر گیارہ نشان مرتب کرکے گیارہ امیرون کو نامزد فرمایا دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر رض ناقہ پر بیٹھکر ذو القصہ کو روانہ ہوے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے جاکر ناقہ کی مہار پکڑ لی اور کہا اے خلیفۂ رسول اللہ کہان جاتے ہو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو آپ کو اُحد کے دن فرمایا تھا وہی بات مین کہتا ہون کہ تم اپنی تلوار میان مین کرو اور اپنی جان کی مصیبت کا درد ہمکو نہ دو اور مدینۂ منورہ کو پھر چلیے واللہ یعنے قسم ہے اللہ پاک کی اگر تمپر مصیبت گذری

تو اسلام کا انتظام کبھی نہو گا اور اس حدیث کو زکریا ئی ساجی نے حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے جو روایت کیا ہے کہ وہ فرماتی تھیں کہ جب میرے باپ تلوار کھینچے
ہوئے ناقہ پر سوار ذوالحساء کے جانب چلے تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آکر
مہار پکڑلی اور فرمایا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ کہاں جاتے ہیں آپ کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احد کے دن فرمایا تھا وہی میں کہتا ہوں کہ تم اپنی تلوار میان میں
کرو اور اپنی جان کی مصیبت کا درد ہمکو نہ دو واللہ اگر تمکو کچھ ہوا تو بعد تمہارے کبھی اسلام
انتظام نہ پائیگا پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر روانہ کیے اور خود لوٹ آئے۔ مقام غور
اور سخت افسوس ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو بہ نسبت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ایسی
دردمندی اور محبت فرماویں کہ تم لوٹ چلو اور کسیکو لڑائی پر بھیجدو اور اپنی جان کی مصیبت
کا درد ہمکو نہ دو اور اونکی اس درجہ علو شانی ارشاد کریں کہ اونکے بعد انتظام اسلام کا کبھی نہو گا
اور محبان حضرت علی رضی اللہ عنہ اونکو مسلمان بھی نہ کہیں اور پھر دعوی محبت حضرت علی رضی اللہ عنہ
نہایت شوخ چشمی سے کریں۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ مگر کیا کریں کہ خَتَمَ اللّٰهُ
عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ سے مجبور ہیں۔ بہر نوع جب
لشکر اسامہ اور اسامہ نے آرام پالیا اور مال صدقات کا تقسیم بھی ہو چکا تب حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے گیارہ نشان بنائے اور اونکو گیارہ امیروں کو بایں تفصیل دیے
ایک نشان خالد کو دیا اور اونکو یہ حکم دیا کہ تم خویلد اسدی سے جا کر لڑو اور اوس سے فراغت
کرکے جانب بطاح مالک بن نویرہ پر جاؤ۔ دوسرا نشان عکرمہ بن ابی جہل کو دیکر جنگ
مسیلمہ کذاب پر مامور فرمایا تیسرا نشان شرحبیل بن حسنہ کو دیکر عکرمہ کی کمک کیواسطے
مسیلمہ پر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ جب وہاں سے فراغت پانا بنی قضاعہ پر جانا۔ چوتھا
نشان مہاجر بن ابی امیہ کو دیکر ارشاد کیا کہ عیسے کا لشکر لیکر قیس بن مکشوح پر جو فرمانبرداری
سے ہمارے منحرف ہوئے ہیں جانا اور ابنا کی تہدید کرکے اوسکی گوشمالی واقعی کرنا۔

پانچوان نشان خالد بن سعید بن العاص کو دیکر ایسا فرمایا کہ تم مشرق کے جانب شام کے ملک کی طرف جاؤ - چھٹا نشان عمرو بن العاص کو حوالہ کرکے قضاعہ وغیرہ پر روانہ کیا - ساتوان نشان حذیفہ بن محصین قلفائی کو دیکر ابن ہو بخہ پر بہیجا - آٹھوان نشان طریف بن حاجزہ کو دیکر بنی سلیم اور ہوازن کی قبیلی پر مقرر فرمایا - نوان نشان سوید بن مقرن کو دیکر یمن کیطرف روانہ کیا - دسوان نشان علاء بن حضرمی کو دیکر بحرین کیطرف بہیجا - گیارہوان نشان عکاشہ بن محصین اسدی کو دیکر قطن کی طرف روانہ کیا - اور ہر ایک امیر کو ایک ایک ہدایت نامہ لکھکر عنایت فرمایا اور تاکید فرما دیا کہ جس قوم سے اذان کی آواز سنو اونکو ستانا اور اون سے شرایع اسلام دریافت کرنا اور جس قوم سے آواز اذان کی نہ سنو اونکو غارت کرنا اور اونکے قتل اور زخمی کرنے مین مبالغہ کرنا اور بسبب وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ضعف اور ناتوانی اختیار نکرنا -

قصہ جنگ طلیحہ بن خویلد

القصہ حضرت ابو بکر صدیق رضہ نے حضرت خالد رضہ کو تین ہزار آدمی دیکر طلیحہ سے لڑائی کو روانہ کیا اور اس جماعت مین جسقدر انصار تھے اونپر ثابت بن قیس بن شماس کو امیر کیا - اور یہ طلیحہ وہ شخص ہے کہ اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین ایمان قبول کیا تھا اور آپہی کی حیات مین مرتد بہی ہو گیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تب اوسنے دعوی نبوت کیا اور طرح طرح کی خرافات اور مہمل باتین بکنے لگا کہتا تہا کہ مجھپر وحی نازل ہے چنانچہ فقرہ ذیل کو وحی کی آیت مقرر کی ہے اَلْحَمَامُ وَالْیَمَامُ وَالصُّرَدُ الصَّوَّامُ قَدْ صُمْنَ قَبْلَکُمْ بِاَعْوَامٍ لَیَبْلُغَنَّ مُلْکُنَا الْعِرَاقَ وَالشَّامَ یعنے قسم ہے جنگلی اور شہری کبوترونکی اور صرد کی جو روزہ دار ہین چند سال کے آگے ضامن ہوا ہے کہ پہونچیگی مملکت ہماری عراق اور شام تک - غرض کہ اوسکے ابلہ فریبیون اور شعبدون کے باعث بہت سے لوگ مرتد ہوکر اوسکے تابع ہو گئے اور

عنیہ بن حصین بہی مرتد ہوکر طلیحہ کا وزیر ہوا اور اپنی قوم سے اوس نے کہا کہ بنی اسد کا نبی مجہکو
زیادہ دوست ہے بنی ہاشم کے نبی سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اب طلیحہ نبی
ہے اسکے تابع ہوجاؤ وہ بیوقوف اوسکی بات کو مانکر طلیحہ کے تابع ہوگئی اور اسی عرصے مین
حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے عدی بن حاتم کو اونکی قوم کیطرف اس غرض سے روانہ فرمایا
کہ تم وہان جلد جاکر اون لوگونکو اسلام سے پہرنے نہ دو چنانچہ عدی بن حاتم نے جاکر اونسے
کہا کہ تم حضرت صدیق رضہ کی بیعت کرو اور اللہ جلشانہ کے احکام کیطرف رجوع لاؤ اون لوگون
نے کہا کہ ہم ابوالفضل کی بیٹے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی بیعت نکرینگے عدی نے کہا کہ اگر تم بیعت
نکروگے تو تمپر ایسا سخت لشکر آویگا کہ تم اوس سے لڑ نہ سکوگے غرض کہ عدی نے اس قسم کی باتین
کہکے اپنی قوم کو نرم دل کیا پہر خالد بن ولید کی فوج بہی آپہونچی مقدمۃ الجیش اوس لشکر مین جماعت
انصار ثابت بن قیس تہے خالد نے اپنی فوج مین سے ثابت بن اخرم اور عکاشہ بن محصین کو پہلے
روانہ کیا تہا تا کہ بطور رطلیعہ لشکر سے پہلے چلین اتفاقاً اس جگہہ طلیحہ ہمراہ اپنے بہائی سلیم اور چند
لوگون کے آکر ان اگلے مسلمانون سے جنگ کرنے لگا اور ان دونون کو لڑائی کیواسطے پکارا
اور عکاشہ نے بن حبال بن طلیحہ کو قتل کیا پہر طلیحہ نے یہ حال دیکہکر عکاشہ پر حملہ کیا اور اونکو شہید کیا
اوسکے بعد طلیحہ اور سلیم اوسکے بہائی نے ملکر ثابت بن اخرم کو بہی شہید کیا اور اسی حال مین حضرت خالد
بہی معہ لشکر وہان آن پہونچے اور اپنے دونون یارون کو وہان شہید پایا اور لشکر اسلام پر ان
دونون کا مرنا بہت شاق گذرا مگر مرضی الٰہی پر صبر کیا اور اون دونون شہیدون کی تجہیز
وتکفین کی اتنے مین عدی بن حاتم خالد رضہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہماری قوم تین دن کی
مہلت مانگتی ہے اونکو دو زخ سے مہلت دینا بہتر ہے چنانچہ تین دن کی مہلت دی گئی بعد
گذرنے تین دن کے عدی بن حاتم اپنے قبیلے کے پانسو مرد جنگی کہ اونہون نے اسلام قبول کیا تہا
اور تابع حق ہوگئے تہے لیکر حضرت خالد رضہ کے پاس آئے اور شریک لشکر اسلام ہوگئے پہر
جب حضرت خالد رضہ نے بنی حزیلہ کا قصد کیا تو عدی بن حاتم نے کہا کہ پہلے مجہے اس قوم کی طرف

جانے دیجیے کہ مین جاکر اون کو سمجھاؤن راہ حق دکھاؤن شاید جسطرح بنی عدی کو نجات ملی
اسیطرح اللہ جلشانہ انکو بھی نجات دیوے راہ حق پر لاوے الغرض عدی بن حاتم وہان
گئے اور اونسے گفتگو کی اللہ جلشانہ نے قوم بنی حزیلہ پر بھی رحم کیا کہ وہ بھی تابع حق ہو گئے
اور حضرت صدیق رض کی بیعت مین داخل ہوئے پھر عدی بن حاتم نے آکر خالد رض کو
اونکے مسلمان ہونے کی بشارت دی اور اون ایک ہزار مرد جنگی کو کہ تابع حق ہو گئے تھے داخل
اور شامل لشکر اسلام کیا اور ایسے وقت مین عدی بن حاتم اور زبرقان بن بدالی اپنی قوم
کے رقم زکوۃ جمع کرکے مدینہ منورہ مین لے آئے اسیوجہ سے ان دونون کی بزرگی اور
عزت مسلمانون مین زیادہ ہوگئی اور اسبات کا احسان تمام قوم پر عدی کا ہوا۔
القصہ خالد اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر مقام بزاخہ مین ٹھہرے اور طلیحہ بھی آکر مقابلے مین
ٹھہرا اوسکے ساتھ بھی بڑی فوج تھی اور بہت سے قبایل عرب کے اس امر کے منتظر
تھے کہ جسکو ہم غالب دیکھینگے اوسی کے تابع ہو جاوینگے عینہ بن حصین بنی قرارہ بھی
سات سو آدمی سے آکر مددگار طلیحہ بن خویلد کا ہوا یہ شخص وزیر تھا طلیحہ بن خویلد کا تمام
شب دونون لشکرون مین تیاری اور آمادگی جنگ ہی بوقت طلوع آفتاب دونون لشکر
میدان جنگ مین آکر ٹھہرے اور لڑائی شروع ہو گئی اور طلیحہ کذاب نے ایک چادر سفید
اوڑہی اور ایک جگہہ پر بیٹھا اور کہنے لگا کہ بابت اس جنگ کے مجھپر وحی آیا چاہتی ہے
عینہ وزیر طلیحہ ساتھہ والون سے لڑنے لگا تھوڑی دیر بعد آکر طلیحہ سے پوچھا کہ وحی آئی
اوس نے کہا ابھی نہین پھر لوٹ گیا اور لڑنے لگا اسیطرح عینہ آتا اور اوس سے پوچھہ
جاتا کہ وحی آئی یا نہین اور پھر لڑتا جب عینہ نے تیسری مرتبہ آکر طلیحہ سے بابت وحی کے دریافت
کیا تو اوس نے کہا کہ ہان جبرئیل نے مجھسے کہا ہے کہ تمکو امید ہے جیسی اون لوگون کو امید
ہی اور ایک بات ہوگی جسکو نہ بھولوگے عینہ نے کہا کہ مینے معلوم کیا کہ تیرے حق مین
ایک ایسی بات ہوگی جسکو تو کبھی نہ بھولیگا چونکہ جھوٹون کو ہمیشہ ذلت اور رسوائی نصیب

ہوتی ہے طلیحہ کذاب کی بہی وحی اور بناوٹ کی نبوت نے کچھہ فایدہ نہ بخشا اور نکچہہ کام آئی اور عینیہ نے جب مسلمانون کی بہادری اور تلوار کے کاٹ دیکہی گہبرا گیا مارے ہیبت کے دل اوسکا پانی پانی ہوگیا اپنی قوم فزارہ کے لوگون سے کہا کہ اب لوٹ چلو چنانچہ اوسکی جماعت میدان جنگ سے بہاگ نکلی اور طلیحہ بہی ایک گہوڑے عمدہ چالاک پر سوار ہوکر اور اپنی عورت نوار نام کو ایک اونٹ پر سوار کرکے شام کی طرف بہاگا اور بنی کلاب کے پاس جاکر پناہ گزین ہوا اور عینیہ بن حصین گرفتار اہل اسلام ہوا حضرت خالد سیف اللہ رض نے اوسکی مشکین باندہکر مدینہ منورہ بحضور خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روانہ کردیا جب وہ مدینہ شریف مین پہنچا تو وہانکے لڑکے اوسپر خاک ڈالتے تہے اور دہولین مارتے تہے اور کہتے تہے کہ اے دشمن خدا کیا تو اسلام سے پہر گیا تو جواب مین وہ یہ کہتا تہا کہ واللہ مین تو پہلے ہی ایمان نہ لایا تہا جب اوسکو بحضور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پیش کیا تو آپنے اوس سے فرمایا کہ توبہ کر کہ بہ دولت اسلام تیرا خون معاف کیا جاوے اوسنے توبہ کی خون معاف ہوا اور وہ بصدق دل سے اچہا مسلمان ہوا غرض کہ جب طلیحہ کذاب مدعی نبوت کو حضرت خالد رض نے شکست فاش دی اور وہ بہاگ گیا اوسکے لشکر کے بہت لوگ اہل اسلام نے قتل کرڈالے تب وہ لوگ جو منتظر غلبہ کے تہے یعنی بنی عامر اور سلیم اور ہوزان اور قرارہ اونہون نے کہا کہ ہم جس دین سے نکلے تہے پہر اوسی دین مین داخل ہوئے اور خدا ئے واحد پر ایمان لائے اور ہمنے اپنے مال سے اوسقدر جتنا خدا اور رسول کا حکم ہے زکوۃ دینا قبول اور منظور کیا۔ واضح رہے کہ اس فتح نمایان سے وہ فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو خالد رضی اللہ عنہ کے حق مین فرمایا تہا بخوبی صحیح اور صادق آیا اور اوسکو امام احمد نے حضرت ابوبکر صدیق رض سے روایت کیا ہی وہ یہ ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رض نے خالد رض کو واسطے لڑائی مرتدون اور منافقون کے مقرر کیا تو ارشاد فرمایا کہ مین نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو کہ فرماتے تھے کہ خدا کا خوب بندہ اور اپنے گروہ کا
اچھا بھائی خالد بن ولید ہے اور خالد ایک تلوار ہی خدا کے قہار کی تلوارون مین سے
کہ کھینچا ہے اوسکو اللہ تعالی نے کافرون اور منافقون پر - پھر بعد فتوح کے حضرت
ابو بکر صدیق رضؓ نے خالد رضؓ کو لکھ بھیجا کہ یہہ نعمتین جو اللہ جلشانہ نے تجھکو عنایت کین
ہین اور اس سے تیری خوبیان زیادہ ہوئین ہین تو اپنے ناز نہ کرنا کہ اللہ تعالے ناز
کرنے والون کو دوست نہین رکھتا ہے اور اپنے کامون مین اللہ تعالی سے ڈرا کر اور اوسکے
کام مین سستی نکرنا اور جو کسی مسلمان کا کوئی قاتل کافر ہاتھہ لگے تو اوسکو سخت عذاب
مین مبتلا کرنا اور جسنے اللہ اور رسول سے سرکشی کی ہو اوسے قتل کرنا غرض کہ خالد رضؓ
نے مضمون نامہ حضرت صدیق رضؓ کا دریافت کر کے بزاخہ مین ایک مہینہ قیام کیا اور
جن لوگون نے مسلمانون کو قتل کیا تھا اور بخوبی تحقیقات سے اون پر جرم قتل
ثابت ہوا اونکو تکلیفین سخت دیکر قتل کیا اور واسطے عبرت مرتدین کے اونکی اہل
عیال کو قید کیا تا پھر کبھی مسلمانون سے مقابلے کا قصد نکرین جب خالد رضؓ نے یہان
کے امورات سے فراغت پائی تو اُم رمل کی طرف روانہ ہوئے اور اُم رمل کا نام سلمیٰ تھا
اور وہ بیٹے تھے مالک حذیفہ کے اور اوسکی مان ام قرفہ تھی جو شرف اور بزرگی مین
تمام عرب مین ضرب المثل تھی اور اُم رمل بڑے مالدار اور کثیر الاولاد تھے القصہ تمام
لوگ بنی سلیم اور طئی اور ہوازن اور اسد کے جو مرتد ہو گئی تھے اور طلیحہ کے پاس جمع تھے
اور خالد سیف اللہ کے ہاتھہ سے بھاگ کر بچے تھے وہ سب پاس ام رمل کے جمع ہوئے
اور اوس احمق کے دل مین ریاست کی ہوس پیدا ہوئی لہذا لشکر عظیم جمع کر کے
مسلمانون سے لڑنے کو تیار ہوئے جب حضرت خالد رضؓ کو اس حال کی اطلاع ہوئی
وہ دلیران اسلام کو ہمراہ لیکر اوسکے جانب متوجہ ہوئے دونون لشکرون کا مقابلہ
ہوا آتش جنگ مشتعل ہوئی طرفین سے تیر و تلوار چلنے لگی اوسوقت ام رمل شتر

باپ کے اونٹ پر سوار تھے حضرت خالد رض نے خود معہ اپنے چند لوگون کے اوس پر حملہ دلیرانہ کیا اور اوسکے گرد وپیش کے سو سوارون کو قتل کرکے اوسکے اونٹ کے پاؤن قطع کر دیے اور اوس شقیہ کو بھی آب شمشیر سے داروے مرگ پلا کر جہنم واصل کیا اور بعد حصول اس فتح کے فتحنامہ اسکا بحضور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ کیا اور اسی ایام مین فجارہ بنی سلیم کے قبیلے والے نے جسکا نام ایاس بن عبد اللہ بن عبد یالیل تھا آکر حضرت صدیق رض سے عرض کی کہ میرے ہمراہ لشکر بھیجیے مین بھی مرتدونکو قتل کرونگا لیکن جب لشکر لیکر نکلا تو مسلمان خواہ کافر جو ملا اوسکو مار کر سب مال اوسکا لے لیا حضرت صدیق رض نے ایک لشکر بھیجکر اوسکو گرفتار کرکے واصل جہنم کر دیا۔

قصہ سجاح

سجاح بنت حارث بن سوید بن غفقان ثعلبیہ جریدہ منتصرہ عرب کے تھے اسنے دعوے نبوت کا کیا تھا اوسکے قوم کے لوگ اور نیز دوسرے لوگ جو مرتد ہوگئے تھے پس اوسکے پاس مجتمع تھے بارادۂ جنگ مدینے کی طرف چلے جب اسکا گذر بنی تمیم پر ہوا تو اونکو بھی اسنے اپنی نبوت کی دعوت کی اور کیفیت مردمان بنی تمیم کی یہ تھی کہ یہ لوگ پس از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین گروہ ہوگئے تھے بعض مرتد ہوکر ادائے زکوۃ کے منکر ہوئے اور چند لوگون نے اسلام پر قائم رہکر رقم زکوۃ بحضور حضرت ابو بکر صدیق رض کے روانہ کی اور تھوڑے سے لوگ متردد تھے کہ دیکھین انجام کیا ہوتا ہے تو جب سجاح نے بنی تمیم کو اپنی نبوت کی دعوت کی تو اکثر بنی تمیم اوسکے تابع ہوگئے اور مالک بن نویرہ اور عطارد بن حاجب اور چند دیگر سرداران بنی تمیم اوسکے ساتھ ہوگئے مالک بن نویرہ نے سجاح کو یہ صلاح دی کہ مدینے کا قصد نکرو بلکہ بنی یربوع سے جنگ کرو لیکن اوسکے ہمراہیون نے اسبات کو نمانا آخر اسبات پر اتفاق ہوا کہ یہان سے چلکر مسیلمہ کذاب سے جنگ کرین اور مالک

اوس سے چہین لین ہرچند کہ ہمراہیان سجاح نے مسلیمہ کے جنگ سے انکار کیا کہ اوسکی فوج کثیر ہے ہملوگ اوس سے عہدہ برآ نہو سکینگے مگر سجاح نے نہین مانا اور مسلیمہ کیطرف روانہ ہوئی اور وہان جا پہونچے اور مسلیمہ اون دنون ثمامہ بن اثال رضہ سے مشغول جنگ تہا اور ثمامہ کی کمک پر عکرمہ بن ابی جہل لشکر اسلام لیکر داخل ملک مسلیمہ ہوئے تھے اور حضرت خالد رضہ کی آمد آمد تہی اوسی کے منتظر تھے سجاح کے آنے سے مسلیمہ کو سخت تردد ہوا کہ ادہر تو مسلمان لوگ برسرکین ہین ادہر سجاح بہی برسر جنگ آئی ہے سخت مشکل کا مقام ہے مگر چونکہ مسلیمہ ایک آدمی چالاک اور مفتری تہا اوسنے پہلے سے خطوط بہیجکر سجاح کو اپنی طرف رجوع کرکے اپنے پائین باغ مین اوسکے لیئے عمدہ خیمہ کہڑا کرکے وہین اوتروایا اور تحفہ تحایف عمدہ ہمراہ لیکر جا کے ملاقات کی ہنگام ملاقات بہت باتین مکر و فریب کی کین جب تخلیہ ہوا اور یہ دونون زن و مرد ایک جگہ ہوے یہ مقام اغیار سے بہی خالی تہا دونون کو شیطان نے گدگدایا اور دونون مین قوت شہوانی غالب ہوئی مسلیمہ کذاب نے کہا کہ اسوقت مجہپر وحی آئی ہے کہ سجاح بہی نبی ہے جیسا کہ مین نبی ہون اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نصف حصہ سجاح کو ملیگا مسلیمہ اور سجاح دونون نشۂ شراب مین اول ہی سے مست تہے اب قوت شہوانی سے بالکل بدمست ہوگئے مگر بوجہ نامزد ہونے نبوت کے حیا کسیقدر مانع تہی کہ سجاح نے کہا کہ یا نبی اللہ اسوقت پہر بہی آپ پر وحی آسکتی ہے اوسنے کہا کہ ہان آکیون نہین سکتی چنانچہ تہوڑی فکر کرکے اور اوسکا میلان اپنی طرف عقل سے دریافت کرکے کہا کہ پہر وحی آئی اوسکا مضمون یہ ہے کہ اے سجاح تو بہی نبی برحق ہے اور تیرا حسن تیرا معجزہ ہے اور تیری آنکہین جادو ہین اور گرمی ناز و انداز تیرا خلق ہے اور امتحان عشاق تیرا صبر ہے خواہش وصال تیری پل صراط ہے اور ہم آغوشی دخول جنت ہے اور تیرا بوسہ جام کوثر ہے جب سجاح نے یہ مضمون وحی سنا کہا واقعی تو نبی برحق ہے اور تجہے یہ سب غیب سے معلوم ہوا بسبب کمال مستی کے ضبط نہ ہا بولی کہ پہر اب دیر

کیا ہی وہ بے حیا بولا کہ بخیال نبوت نکاح ہونا ضرور چاہیے مگر چونکہ دونون
بدست تھے بدرک سکے مسیلمہ نے کہا کہ مجھے وحی آئی اِنْ شِئْتِ جَامِعْ یعنے
چاہے تو بغیر نکاح کے مجامعت کر لہذا پس تو آ خواب گاہ تیار ہے اور جسطرح
تو چاہے اور جس ہیئت سے تیری خواہش ہو مین تیرے ساتھ ہم بستری کرونگا
الحاصل سجاح کامل طور سے مباشرت پر راضی ہوئی اور بولی مجھے بھی یہی وحی
ہوئی ہے پھر تو سجاح نے تین روز مسیلمہ سے زنا کرایا پھر اپنی قوم کے
پاس گئی اوسکی قوم نے پوچھا کہ مسیلمہ نے جو تجھسے نکاح کیا ہے تو تیرا مہر کیا
مقرر کیا ہے وہ بولی کہ مہر تو کچھ نہین مقرر ہوا لوگون نے کہا کہ تجھ ایسی عورت کو بغیر مہر کے
نکاح بہت برا ہے تب سجاح نے مسیلمہ کے پاس مہر کے واسطے کہلا بھیجا مسیلمہ نے کہا کہ
اپنا موذن بھیجدے جب موذن گیا تو اوس سے کہا کہ اپنی قوم مین پکار دی کہ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم جو نمازین لائے تھے اونمین سے نماز صبح و نماز عشا رہینے مہر مین سجاح کی معاف
کرا دی اور بعض روایت مین کل نمازین معاف کردین اور عورتون کے شوہرکانے کو بھی
حلال کرا دیا اور پیالون مین شراب پینا بھی حلال کیا پھر تو سجاح نے تین روز مسیلمہ سے
زنا کرا کے اوسکی نبوت کی گواہی دیکر کفر کو کفر پر زیادہ کیا اور مسیلمہ سے اوسکے ملک کا
نصف خراج لیا اسی عرصے مین حضرت خالد رض کی آنیکی خبر سنکر جزیرہ کی طرف بھاگی
اور اپنی قوم بنی تغلب کے یہان جاکر رہی اور حضرت معاویہ کے زمانے تک وہین رہی
اور بعض روایت مین آیا ہی کہ حضرت معاویہ کے زمانے مین وہ مسلمان ہوئی - اور طلیحہ
اسدی بھی مسلمان ہوکر حرب نہاوند مین ہمراہی مسلمانون کے شہید ہوا - جب سجاح
اپنے ملک کو بھاگ گئی تو مالک بن نویرہ نادم و پشیمان ہو موضع بطاح کو چلا گیا حضرت
خالد معہ اپنی فوج کے جانب بطاح روانہ ہوئے اور پیشتر سے چند لوگونکو دعوت
اسلام کے لیے روانہ کیا قوم بنی تمیم نے امیرون کے کہنے سے اطاعت قبول کی اور

مال زکوۃ اونکے حوالی کیا لیکن مالک بن نویرہ اپنے ہمراہیون سمیت کنارہ کش ہوکر متردد تہا کہ کیا کرنا چاہیے حضرت خالد رضی اللہ عنہ جب بطاح کے قریب پونہچے تو اپنے لشکر کو اس غرض سے متفرق کر کے روانہ کیا کہ اون اطراف مین دیکہین کہ آواز اذان اور اقامت ہوتی ہے یا نہین اسواسطے کہ جب حضرت صدیق رضہ نے صحابہ رضہ کو مرتدین کی تنبیہ و تادیب کے لیے بہیجا تہا تو سب سے یہ وصیت فرمادی تہی کہ تم جس قوم پر جانا تو وہان سنت اذان اور اقامت کی بجالانا اگر وہ قوم اس امر مین تمہاری متابعت کرین تو اونسے کچہہ تعرض نکرنا اور اگر متابعت نکرین تو اون کو غارت کرنا اور اگر اسلام قبول کرین تو اونسے پوچہنا اگر زکوۃ دینے کا اقرار کرین تو اسلام قبول کرنا اور اگر زکوۃ دینے سے انکار کرین تو بہی غارت کرنا القصہ لشکر خالد رضہ کا جو گیا تہا اوسنے بنی ثعلبہ بن یربوع کے ایک گروہ کو قید کر کے حضرت خالد سپہ سالار لشکر اسلام کے حضور مین پیش کیا اور مالک بن نویرہ بہی انہین قیدیون مین تہا حضرت خالد رضہ کے ہمراہی دو فرقے ہو گئے بعضون نے بیان کیا کہ اذان اور اقامت ہمنے ان لوگون سے سُنی ہے اور نماز پڑہتے ہین چنانچہ ابو قتادہ انصاری بہی اسی جماعت مین سے تہے اور بعض نے بیان کیا کہ اذان و اقامت ان لوگون سے نہین سُنی گئی نماز کجا خالد رضہ نے حکم دیا کہ ان کو قید رکہو اون دنون ایک رات مین نہایت سردی ہوئی منادی کو حکم ہوا کہ ندا کرے اَدْفِئُوا اُسَرَاکُمْ یعنے قیدیون کو گرم کپڑا پہنادو لیکن اس عبارت کو قبیلہ بنی کنانہ نے کنایہ قتل سے جانا اور جو لوگ کہ محافظ قیدیون کے تہے کلام منادی کو کنایہ قتل پہ محمول کر کے اون قیدیون کو کہ مالک بن نویرہ بہی اونہین مین تہا قتل کر ڈالا اون لوگون کے قتل سے لشکر خالد رضہ مین نہایت شور و غوغا پیدا ہوا کہ اوسکو سُنکر خالد بہی خیمہ سے باہر نکل آئے اور سبب دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ قیدی قتل کر ڈالے گئے جنکو آپ نے گرم کپڑا پہنانے کا حکم دیا تہا خالد رضہ کو انکے قتل کا افسوس ہوا اور فرمایا اللہ تعالی جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہی ہوتا ہے - اور یہ بہی بعض

روایت مین آیا ہے کہ جب مالک بن نویرہ کو قید کرکے حضرت خالد رضہ کے سامنے پیش کیا تو اثنائے گفتگو مین مالک بن نویرہ نے کہا گمان نہین لیجاتا مین تمہارے صاحب کو مگر یہ کہ ایسا ایسا کہا اور مقصود مالک کا صاحب شما سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے خالد رضہ نے کہا کہ اے دشمن خدا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا صاحب تو نہین جانتا پس یہ عبارت مالک کی ارتداد پر محمول کرکے اوسکو قتل کیا۔ ابو قتادہ انصاری لشکر خالد رضہ سے علیحدہ ہوگئے اور اونہون نے قسم کہائی کہ جو لشکر تحت نشان خالد کے ہوگا اوسمین مین نہ آؤنگا اور وہانسے کوچ کرکے مدینہ منورہ بحضور حضرت صدیق رضہ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوئے اور واقعۂ قتل مالک بن نویرہ بیان کرکے حضرت خالد رضہ کی شکایتین کین اور کہا کہ میری بات نہ سنی چند اعراب کی گواہی پر کہ جنکا مطلب اخذ غنایم سے تہا اعتبار کیا اور مالک کا بہائی متمم بن نویرہ بہی مدینہ مین آیا اور صورت واقعہ بیان کرکے اپنے بہائی کا خون طلب کیا اور اوسکا اسباب لوٹ وغیرہ واپس چاہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہی فرمایا کہ اب تلوار خالد کی مسلمانون پر کہنچ گئی ہے اگر یہ قول ابو قتادہ وغیرہ کا صحیح ہے تو اوس سے قصاص چاہیے۔ اور ایک روایت مین یہ بہی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس باب مین زیادہ مبالغہ کیا تو حضرت صدیق رضہ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ شاید خالد رضہ سے اس معاملے مین کوئی تاویل بہی ہوئی ہو اور اوس تاویل مین کوئی خطا ہوئی ہو اسلیے اے عمر رضہ اپنی زبان کو اوسکے حق مین نگاہ رکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو سیف اللہ فرمایا ہے اور جس شمشیر کو اللہ جلشانہ نے کافرون پر کہینچی ہے مین اوسکو غلاف مین نکرونگا اور خالد رضہ کو حضرت صدیق رضہ نے نامہ لکہا کہ لشکر اپنا وہین چہوڑکر تنہا مدینے آؤ جب یہ نامہ اونکے پاس پہونچا فوراً اپنی سانڈنی پر سوار ہوکر مدینۂ منورہ پہونچے اور اوسیطرح سیدہی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین بحضور حضرت خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہی حضرت بلال رضہ کے حاضر ہوئے اور صورت

واقعہ قتل مالک بن نویرہ کی بیان کی اور اپنا عذر اس قصہ مین بیان کیا حضرت ابوبکر رض نے اونکو معذور فرمایا اور اوسی جگہہ سے اونکو رخصت فرمایا اور حکم دیا کہ لشکر مین پونہچکر جانب یمامہ کوچ کرو اور جنگ مسیلمہ کذاب مین مشغول ہو اور لشکر عکرمہ بن ابی جہل سے جا ملو اور حضرت صدیق رض نے فرمایا کہ مالک بن نویرہ کی دیت بیت المال سے دیجاوے چنانچہ ادا کی گئی اور جملہ اسباب مالک بن نویرہ کا اوسکے بہائی کو واپس دیا کذا فی روضۃ الاحباب اس باب مین حضرات شیعہ نے بہ نسبت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کچھہ طعن کیا ہے تشریح طعن کی اور جواب طعن کا باب مطاعن مین مفصل مذکور ہے

قصہ مسیلمہ کذاب

مسیلمہ کذاب بنی ثمامہ بن کبیر بن حبیب بن الحارث بنی حنیفہ سے ہی اور اسکو رحمن بہی کہتے تھے اسوجہ سے کہ وہ کہتا تہا کہ جو شخص مجہپر وحی لاتا ہے اوسکا رحمن نام ہے قصہ اسکا یہ ہی کہ سال ۹ ہم مین وہ خود بنی حنیفہ کے ہمراہ مدینے مین آیا جب اوسکی قوم مجلس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین آئی اور مسلمان ہوئی وہ نہین آیا اپنے قیام گاہ مین رہ گیا کہتا تہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم امر حکومت کو اپنے بعد میرے سپرد کرین تو مین اونکی متابعت کرون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ اپنے بعض یارون کے کہ ثابت بن قیس بن شماس بہی اونین تھے مسیلمہ کے مقام قیام پر تشریف لیگئے اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک مین ایک شاخ خرمے کی تہی فرمایا کہ اگر تو مجہسے یہ شاخ بہی چاہے تو نہ دون اور جو کچھہ کہ جناب باری تعالی نے تیرے حق مین مقدر کیا ہے اوس سے تجاوز نہین کرسکتا اور اگر میرے بعد تو باقی رہیگا تو تجہکو اللہ تعالی ہلاک کریگا۔ ایک روایت مین یہ بہی آیا ہے کہ مسیلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا تہا جب اپنے ملک کو گیا تو پہر مرتد ہوگیا اور دعوی نبوت کرنے لگا اور ایک بار آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا مضمون اوسکا یہ تہا کہ مسیلمہ رسول خدا نے یہ نامہ لکہا ہی طرف محمد رسول اللہ کے اما بعد نیمہ زمین ہمارے حصے کی ہی اور نیمہ قریش کی لیکن قریش تعدی کرتے ہین اور نامہ کو دو مرد کو دیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین بہیجا جب وہ دونون بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوئے اور وہ خط دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس خط کو ملاحظہ فرمایا اور اون دونون سے استفسار فرمایا کہ ہماری رسالت پر تمہارا اعتقاد کیا ہے اونہون نے کہا کہ بے شک آپ رسول خدا ہین پہر آپ نے اونسے پوچہا کہ مسیلمہ کی طرف تمہارا کیا اعتقاد ہے کہا کہ وہ نبوت مین شریک ہے یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ اگر ایلچیون کا مارنا ناجائز نہوتا تو مین تمکو قتل کرتا اور مسیلمہ کے نامہ کا جواب یون تحریر فرمایا کہ یہ خط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو لکہا جاتا ہے اما بعد بتحقیق زمین ملک خداوند تعالی کی ہے جسکو چاہے دیوے اور عاقبت نیک پرہیزگارون کے واسطے ہی تو نے اہل یمامہ کو ہلاک کیا تجہکو اللہ تعالے ہلاک کرے۔ منقول ہی کہ مسیلمہ ملعون اوسیطرح کفر پر مُصِر تہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان سے انتقال ہو گیا پہر تو اوس مردود کے کام نے اسقدر رونق پکڑی کہ ایک لاکھ آدمی سے زیادہ اوسکے پاس جمع ہو گئے اور اوسکی رسالت پر ایمان لاکر داخل امت مسیلمہ کذابی ہو گئے اور کلمات بیہودہ اور مزخرف بکنے لگے اور خوارق کہ برعکس معجزات نبویہ کے تھے مسیلمہ کے ناپاک ہاتہون سے ظاہر ہوتے تھے یعنے اوسکو قوت استدراج یعنے ہوا پر اوڑنے کی حاصل تہی اور سحر کامل اور شعبدہ اور علم نیرنجات بخوبی جانتا تہا اور پہلے پہل اوسی نے بیضہ کو شیشہ تنگ دہن مین اوتارا تہا اور جانوران پردار کے پر کترکر کے وصل کردیتا تہا ایک عورت اوسکے پاس گئی اور کہا کہ دعا کر کہ اوسکی برکت سے میرے باغ ہرے ہوجاوین اور کنوئین پانی پیدا ہوجاوے کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے واسطے دعا کی اونکے بے آب کنوئین پانی پیدا ہو گیا مسیلمہ نے

اوس عورت سے پوچھا کہ کیونکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تہی اوس عورت نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول پانی طلب فرمایا اور اوسپر دعا پڑہکر اور اوس سے کلی کرکے پہر اوس ڈول مین ڈالکر اوسکو کنوئین مین داخل کیا اوس کنوئین بافراط پانی ہوگیا مسیلمہ نے بہی ویسا ہی کیا جس کنوئین مین اوس ڈول کا پانی ڈالا اوس کنوئین کا پانی بالکل خشک ہوگیا - ایک مرد نے اوس سے کہا کہ ہمارے بچون کے واسطے دعائے برکت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے اصحاب کی اولاد کے لیئے دعاے برکت فرماتے ہین پس جس لڑکے کو اوسکے آگے پیش کیا اوسکے لیے اوسنے دعای برکت کی اور جس لڑکے کے سر پر اوس شقی نے ہاتہہ پہیرا وہ لڑکا اندہا خواہ بہرا یا گونگا ہوگیا یا زبان مُنہ سے نکل پڑی - ایک مرتبہ رونق باغ کے واسطے اوسکے وضو کا پانی باغ مین چہڑکا گیا پہر کبہی اوس باغ مین گہاس تک بہی نہ اوگی - ایک مرتبہ آب دہن نامبارک اوسکا ایک کنوئین مین اس غرض سے ڈالا کہ برکت ہو اوسکی نحوست سے اوس کنوئین کا پانی بالکل کہاری ہوگیا - ایک مرتبہ ایک شخص نے اوس سے کہا کہ میرے دو لڑکے ہین اونکے حق مین دعا کر اوسنے دعا کی اونمین سے ایک کو بہیڑیا لیگیا دوسرا کنوئین مین گر گیا ایک مرد کی آنکہ مین درد تہا اوس سے شفا چاہی اوسنے واسطے شفا کے اوسکی آنکہہ پر ہاتہہ پہیرا اوسیوقت دونون آنکہین اوسکی سفید ہوگئین اور وہ اندہا ہوگیا - القصہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے لشکر عکرمہ بن ابوجہل کا بعد اوسکے لشکر شرحبیل کا برسر مسیلمہ کے روانہ فرماکر حکم دیا کہ تم جاکر دروازہ یمامہ کا گہیر لو اور وہین جمے رہو اور میرے حکم کے منتظر رہو چنانچہ ویسا ہی ہوا جب مسیلمہ نے دیکہا کہ دروازہ یمامہ کا گہر گیا اب نکلنا یہان سے مشکل ہے تب اوسنے یہ بندوبست کیا کہ راہ مدینے کی بند کرنا چاہیے تاکہ اور مدد انکی نہ پونہچے اسلیے تمام دیہاتی لوگون کو جو اوسکے مطیع تہے بہکا کر مدینہ منورہ کی راہ مین فساد برپا کرا دیا - اس عرصہ مین حضرت خالد رض اپنا لشکر لیکر وہان پونہچے اس لشکر مین تیرہ ۱۳ ہزار مہاجرین و انصار تہے مہاجرین

مین دو سردار تھے ابو حذیفہ بن عتبہ اور زید بن خطاب بھائی حضرت عمر بن الخطابؓ کے
اور انصار مین ثابت بن قیس اور براء بن مالک برادر حضرت انس بن مالک رضہ کے
اور مقدمۃ الجیش کے سردار عبد اللہ بن عمر اور یہ سب ماتحت حضرت خالد بن الولیدؓ کے
تھے جب یہ لشکر وہان پونہچا تو شرجیل بن حسنہ نے اس لشکر کی پیشوائی کی جب مسیلمہ کو
ہجوم لشکر اسلام کی خبر ملی تو اوسنے اہل یمامہ اور اونکے سردار مجاعہ بن مرارہ اور قوم
بنی حنیفہ اور اونکے سردار ثمامہ بن اثال اور رحال الرجال کو کہ وہ حضرت کے وقت مین
قرآن پڑھا کرتا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر مسیلمہ کی معلوم ہوئی تو اونکو بھیجا تھا
کہ وہان جاکر احکام دین اسلام سکہا وین بدراہ ہونے دین جب یہ وہان پونہچا تو مسیلمہ
کا شریک ہوکر اوسکا مصاحب ہوگیا اور اسلام سے مرتد ہوگیا اور لوگون سے کہنے لگا کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت مسیلمہ کو دیدی اور مجھے بھیجا ہے کہ تم لوگون کو اس امر کی خبر
کردون تاکہ تم لوگ مسیلمہ پر ایمان لاؤ جب یہ سب جمع ہوئے مسیلمہ نے انسے کہا کہ کیا رائے ہی
تم لوگون کے اسبارہ مین ان سب نے کہا کہ کوئی ہراس کی بات نہین ہی تمہارا لشکر اون سے
بہت زیادہ ہی مگر یہان قلعہ بند ہونا چاہیے باہر قلعے سے نکلکر لڑنا چاہیے چنانچہ چالیس ہزار مرد
جنگ آزما کے ہمراہ باہر نکلا اور لڑائی شروع ہوئی اور لڑائی بہت سخت ہوئی اس لڑائی
مین دس ہزار کفار واصل جہنم ہوے اور سات سو مسلمان شہید ہوئے مسلمانون کو پہلے
شکست ہوئی اسمین قریب ساڑہے چار سو کے حافظ قرآن مجید شہید ہوئے حضرت خالد رضہ
کو بڑا رنج ہوا قسم کھائی کہ جب تک اعدا کو شکست دیکر اونکی پشت نہ دیکھونگا تب تک کسی سے
بات نکرونگا پس حضرت خالدؓ بذات خود معہ لشکر اصحابہؓ کے چڑھ گئے اور ایسا سخت قتال کیا
کہ ایک گھنٹے مین دس ہزار کفار کو قتل کر ڈالا انگوری باغ کی دروازے تک جا پونہچے
کہ اوسکے اندر خیمہ مسیلمہ کا تہا اور اس سخت قتال سے لشکر مسیلمہ کا پریشان ہوکر بھاگا
اور مسیلمہ سے جاکر کہا کہ وہ وعدہ تیرا کہان گیا جو تو کہتا تہا کہ فتح آخر تمہاری ہے مسیلمہ نے

کہا کہ کل تمہاری فتح ہوگی آج اونکی فتح ہوئی نبوت کا یہی طریق ہے اب کوشش کرو
لڑائی مین اون سبہون نے کہا کہ اب تو شہر و قلعو مین چلکر قلعہ بند ہو اوسے اس امر کا یقین
تہا کہ جو مین باغ سے نکلا تو مارا گیا حیلہ کرکے کہا کہ نبوت کی یہ شان نہین ہے جو اپنی جگہہ
سے بخوف دشمنان ہٹ جاؤن مقام صبر ہے اور یہی جگہہ ہماری اور تمہاری ہی پہر وہ
شقی تیار ہوکر گہوڑے پر سوار ہوکر دروازہ باغ انگوری پر آیا اور بہت سخت لڑائی
ہوئی کہ مسلمانون کے دو سو آدمی شہید اور پانسو زخمی ہوئے اسکے باعث غم بالائے غم
حضرت خالد رض کو ہوا اپس کود پڑے آپ اندر باغ کے اور وہان پونہچکر وہ داد شجاعت
دی کہ سبحان اللہ بہت سخت قتال کیا اور جہٹ پٹ دروازہ باغ کا کہول دیا اور سات ہزار کفار
اوسوقت قتل کیے گئے اوسوقت حضرت خالد رض وہ داد شجاعت دے رہے تہے کہ گردون
سے بارک اللہ کی صدا آتی تہی غضب چلائی وہ تلوار اوسنے وہان زمین ہل گئی کانپ اٹہا آسمان
اوسی روز سے اوس باغ کا نام حدیقۃ الموت ہوگیا پہلے اوسکو حدیقۃ الکرم کہتے تہے آخر وہ
کفار وہان سے شکست فاش کہا کر باغ انگوری سے قلعے کی طرف بہاگے حضرت خالد رض نے
فوج اسلام کو حکم دیا کہ یہ کفار قلعے تک نہ پونہچنے پاوین جلد انکو مار ڈالو مسلمانون نے اونکا
تعاقب کیا اور راہ اون مفرورین مین سے بہی قریب سات آٹھ ہزار کے کفار قتل ہوئے اب
مسیلمہ کو یقین کامل ہوگیا کہ میرا بچنا دشوار ہے لہذا بغرض اپنی جان بچانے کے گہوڑا چہوڑ
پیادہ پا باغ سے قلعہ کی طرف منہ چہپا کر بہاگا قضارا وہان ایک شخص وحشی قاتل حضرت
امیر حمزہ مع ایک شخص انصاری کے گہات مین کہڑا تہا انصاری نے مسیلمہ پر تلوار مارکر
گرا دیا چونکہ تلوار نے بوجہ خود و زرہ کے کام نہ کیا لہذا اوس انصاری نے وحشی سے
پکار کر کہا کہ اے وحشی یہ مسیلمہ ہے مار لو اسکو جانے ندوین وحشی نے پونہچکر اس زور سے
بہالا مارا کہ دونون زرہ توڑکر پیٹ اور پیٹہہ کے پار ہوگیا مسیلمہ کی آنتین نکل پڑین مثل
گدہون کے چلا چلا کر دوزخ مین پونہچا۔ اس لڑائی مین علاوہ حضرت خالد رض کے

ثابت بن قیس بن شماس نے اور زید بن الخطاب برادر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اور براء بن مالک
برادر حضرت انس بن مالک نے بھی وہ وہ جوہر شجاعت کے دکھائے کہ کفار کے قدم
میدان مین نہ جمنے پائے مسیلمہ کی عمر ایک سو چالیس برس کی تھی ہمارے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد بھی اسکے سامنے پیدا ہوئے تھے۔ ایسے ہی سوائے شیطان
اور چند کفار کے کم نصیب ہونگے یہی مسیلمہ کذاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
مدینہ منورہ مین آیا تھا اور اسکے ہمراہ جو آئے تھے وہ دولت اسلام سے مالامال ہوکر داخل
بہشت برین ہولئے اور یہ شقی ملعون دولت دین سے محروم کف افسوس ملتا ہوا راہی
جہنم ہوا۔ وحشی اکثر کہا کرتے تھے کہ حالت کفر مین بہترین مردم یعنے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو
شہید کیا اور ہنگام اسلام مین بدترین مردم یعنے مسیلمہ کذاب کو مارا مسیلمہ کذاب ملعون
کے وحی کے بہت سے کلام مشہور ہین چنانچہ چند کلام کہ جنکو وہ وحی کے آیات کہتا تھا
ذیل مین لکھے جاتے ہین یَا ضِفْدَعَ بِنْتَ الضِّفْدَعَیْنِ اِلٰی کَمْ تَنِقِّیْنَ لَا الْمَاءَ تُکَدِّرِیْنَ
وَلَا الشَّارِبَ تَمْنَعِیْنَ رَاسُکِ فِی الْمَاءِ وَذَنَبُکِ فِی الطِّیْنِ ترجمہ یعنے اے مینڈک
لڑکی دو مینڈکونکی کب تک آواز کریگی نہ تو پانی کو گندلا کریگی اور نہ پینے والے کو منع
کریگی تیرا سر پانی مین ہے اور دُم کیچڑ مین۔ اور دوسری وحی یہ ہے والزارعات
زرعا والحاصدات حصداً والذاریات قمحاً والطاحنات طحناً والخابزات
خبزاً والثاردات ثرداً واللاقمات لقماً اهالة وسمناً لقد فضلتم علی اهل
الوبر وما سبقکم اهل المدر رفیقکم فامنعوه والمعتر فآووه والباغی فناوؤه ترجمہ یعنے قسم ہے زراعت کرنے والیون کی اور کاٹنے والیون
اور گیہون صاف کرنے والیون اور پیسنے والیون کی اور روٹی پکانے والیون اور روٹی
شوربے مین ترکرنے والیون کی اور نوالہ لینے والیون کی گھی ڈالکے تمکو بزرگی ہے جنگلی
لوگون پر اور شہر والے تمپر سبقت نہین لے جاتے تم اپنے فقیرون کو پیٹ بھر کے

کہانا کہلاؤ اور مسافر کو جگہہ دو اور نادار کو اعانت کرو اور طلب کرنے والے کا قصد کرو
کہتے ہین کہ جب حضرت صدیق رضؓنے یہہ کلام سُنا تو فرمایا تمہارا بُرا ہو تمہاری عقل
کہان گئی ہے یہ کلام اللہ کے یہان سے نہین اُترا اور یہ بھی کلام اوسی کی جہوٹی
وحی کا ہے جسکو کلام الٰہی کہتا تہا الفیل ما الفیل وما ادراک ما الفیل له ذَنَبٌ
وخرطوم طویل ترجمہ ہاتہی کیا ہے ہاتہی تو نہین جانتا کیا ہو ہاتہی اوسکی ایک دم
ہے اور ایک سونڈ لنبی ہے۔ ایک بار عمرو اوسکے یہان گئے تہے اوسنے پوچہا کہ تمہاری
نبی پر ان دنون کونسی سورۃ نازل ہوئی ہے وہ بولے کہ ایک مختصر سورۃ وَالْعَصْرِ اِنَّ
الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ نازل ہوئی ہے مسیلمہ تہوڑی دیر فکر کرکے بولا کہ مجہپر بہی اسیطرحکی
ایک سورۃ نازل ہوئی ہے وہ یہ ہے یا وبر یا وبر انما انت اذنان وصدر و
سائرک حفر ونقر ترجمہ اے وبر اے وبر نہین تجہکو مگر دو کان اور سینہ اور باقی
تیرا حقیر اور ذلیل ہے یہہ پڑہکر مسیلمہ نے عمرو سے پوچہا کہ یہ کلام کیسا ہے عمرو نے
جواب دیا کہ اسکو میرا جہوٹہ سمجہنا تجہکو بہی معلوم ہے

قصہ بحرین کے مرتدون کا

منذر بن ساوی عبدی بحرین کا حاکم تہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے
پاس علاء بن حضرمی رضؓ کو واسطے دعوت اسلام کے بہیجا تو منذر نے نہایت خوشی سے
دین اسلام قبول کیا اور اسلام کی نہایت شہرت دی اور عدل و انصاف سے برتاؤ
کرتا رہا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند روز بعد اوسکا بہی انتقال ہوگیا
تب سوائے قریہ جواثا کے کل دیہات والے مرتد ہوگئے دیہات و اطراف والون نے
مسلمانان جواثا کو محاصرہ کرکے آمد غلہ وغیرہ کی بند کرکے درپے قتل و ایذا ہوئے جب
یہ خبر حضرت صدیق رضؓ کو پونہچی تو آپنے مسلمانان جواثا کی مدد اور قتل مرتدین کیلیے

علاء بن حضرمی رضہ کو معہ لشکر اسلام روانہ فرمایا راہ مین جب آپ ایک مقام پر ٹھہرے تو
ہنوز لوگ اُترے نہ تھے اور اونٹون پر سے کچھ اسباب اوتارا تھا کہ تمام اونٹ معہ جملہ اسباب
کے بھاگ گئے شب کا وقت تھا لشکر اسلام مین اسکی وجہ سے بڑی پریشانی تھی کہ نہ کچھ
اسباب کھانے پینے کا باقی تھا نہ کچھ اوڑھنے اور بچھانے کا سب آلات حرب و مسافرت
اونٹ لیکر بھاگ گئے یہان تک پریشان ہوئے کہ سب کو اپنی موت پر یقین ہوگیا اور
ایک دوسرے سے رخصت ہوئے اور وصیت کرنے لگے اس پریشانی کی خبر حضرت علاء
بن حضرمی رضہ نے سنکر منادی کرا دی کہ سب میرے پاس جمع ہون جب سب جمع ہوئے
تو آپنے فرمایا کہ کیا تم لوگ مسلمان اور اللہ کے انصار نہین ہو کیا اوسکی راہ مین نہین نکلے
لوگون نے کہا کہ کیون نہین تب آپنے فرمایا کہ پھر جو لوگ اس صفت سے موصوف ہین اونکو
اللہ تعالی کبھی رسوا نہ کریگا یہ سنتے ہی مسلمانون کے دل قوی اور خوش ہو گئے۔ غرض
کہ جب صبح صادق ہوئی اور بعد اذان نماز فجر ادا کی گئی تو پھر حضرت علاء بن حضرمی رضہ نے ہاتھ
دعا کے واسطے اوٹھائے اور دعا مانگنے لگے یہانتک کہ طلوع آفتاب ہوا اور آپنے تیسری
مرتبہ دعا کے واسطے ہاتھ اوٹھائے پس دعا مانگنا تھا کہ دعا انکی مستجاب ہوئی آپ کی بازو میں
ایک چشمہ پانی کا جاری ہوگیا اور وہ پانی نہایت صاف و سرد و شیرین تھا کہ خود حضرت
علاء اور تمامی اہل لشکر نے اوس چشمے سے پانی پیا اور غسل اور وضو کیا ہنوز آفتاب بلند
نہوا تھا کہ وہ اونٹ فرار شدہ بھی چارون طرف سے معہ مال و اسباب آکر جمع ہوگئے کسیکا
کچھ اسباب نہین گم ہوا تھا سب دھرا تھا پھر لوگون نے اوسی چشمے سے دو دو بار اونٹون کو
پانی پلایا اور دل قوی اور شیر ہو کر دشمنون کی طرف بڑھے اور قریب دشمنون کے پونہچے
کفار دشمنان دین اسلام بھی با فوج جرار و بسیار آکر مقابلے مین ٹھہرے تھوڑی دیر
کے بعد شب کو اونکی فوج مین نہایت شور و غل اوٹھا حضرت علاء رضہ نے فرمایا کہ کوئی
جا کر خبر لادے کہ کفار کے لشکر مین یہ غل کیسا ہو رہا ہے چنانچہ مخبر اسلام خبر لایا کہ اون لوگون نے

شراب پی ہوا وسی کے نشے مین بدمست ہوکر غل مچا رہے ہین حضرت علاءرضہ معہ اپنے
لشکر کے اونپر جا گرے اور سخت قتال کرکے شکست فاش دی اکثر قتل ہوئے تھوڑے سے
بچے وہ بھاگ نکلے مال واسباب جو رہ گیا منقولین کے مسلمانون کے ہاتھ لگے کفار باقی ماندہ
موضع دارین مین کہ ایک دریا عظیم وعمیق کے پار تھا کشتیون پر سوار ہوکر جا ٹھہرے
یہان بعد تقسیم مال غنیمت علاءرضہ نے کہا کہ یارو ان کفارون کو دم نہ لینے دو مفرورین
کو بھی مار لو چنانچہ اونکا تعاقب کیا کنارہ دریا کے پہنچے تو دریاے عظیم وعمیق نظر آیا لیکن
کشتی ندارد مسلمان لوگ متردد ہوئے کہ اب کیونکر پار اوترین اور جب تک کشتی وغیرہ کی
فکر ہوگی دشمنان دین نہین معلوم کہان سے کہان نکل جائین گے حضرت علاءرضہ نے
ایک دعا پڑھی اور دریا مین گھوڑا ڈال دیا اور اہل لشکر سے بھی کہدیا کہ تم لوگ بھی یہی
دعا پڑھتے ہوئے ہمارے قدم کے پیچھے چلے آؤ چنانچہ تمام لشکر اسلام ایک آن واحد مین
اوس دریا کے پار ہوگیا یہ معلوم ہوا کہ گویا زمین مسطح پر چلے جاتے ہین گھوڑون کی سُم
اور جانورون اور اونٹون کے کھُر بھی نہ بھیگے اور کشتی کے سوارون کے لیے وہ ایک
دن ورات کی مسافت تھی جسکو مسلمانون نے اس دعا کی برکت اور حضرت علاءحضرمیؓ
کی کرامت سے تھوڑی دیر مین بلا کشتی وملاح کے دشمنان دین اسلام کو جالیا اور سبکو
قتل کرکے اونکا مال واسباب وہتیار وجانور اور بال بچون پر قبضہ کرلیا ہر ایک سوار
کو دو ہزار اور ہر ایک پیادے کو ایک ہزار درم حصہ غنیمت مین ملا علاءرضی اللہ عنہ
وہان سے بفتح وفیروزی جانب بحرین متوجہ ہوئے وہان کے لوگ مجوسی تھے کچھ تو مسلمان
ہوگئے اور تھوڑون نے جزیہ دینا قبول کیا۔ اس بحرین کی لڑائی مین ایک راہب بھی
ہمراہ تھا وہ یہ کرامت حضرت علاءبن حضرمیؓ کی دیکھکر مسلمان ہوگیا اور کہا کہ بیشک
تمہارا دین حق ہے اگر مین مسلمان نہون تو مسخ ہو جاؤن اور آج صبح مجھے غیب سے
ایک آواز سنائی دی کہ جس سے مجھے تمہارے دین کی حقیت مین کوئی شبہہ نہ ہا

جنگ مرتدین اہل عمان و مہرہ اور باقی اہل یمن

جب حضرت ابوبکر صدیق رضہ کو اطلاع ہوئی کہ عمان و مہرہ اور یمن کے لوگ بھی مرتد ہو گئے ہین تو آپ نے اونکی تنبیہ اور تادیب و سرکوبی کے لیے حذیفہ بن محصن حمیری و عرفجہ البارقی اور زیاد بن لبید انصاری اور مہاجر بن ابی امیہ مخزومی کو روانہ کیا باین تفصیل کہ حذیفہ کو عمان پر اور عرفجہ کو مہرہ اور مہاجر کو یمن پر اور زیاد کو بھی اوسیطرف بنی کندہ کے مرتدون پر روانہ کیا اور حذیفہ اور عرفجہ کو تاکید فرمائی کہ تم دونون متفق ہو کر پہلے عمان پر جاؤ اور عکرمہ بن ابی جہل کو جو یمامہ پر گئے تھے اونکو عتاب نامہ لکھا کہ تمنے قبل پونہچنے شرجیل کے مسیلمہ سے کیون جنگ شروع کردی تھی اب بلا آزمایش تمہین تمکو دیکھونگا اور نہ تمہاری بات سنونگا اب تم عمان کو حذیفہ بن محصین اور عرفجہ البارقی کی کمک کو لیے جاؤ اور معلوم ہے کہ ہر شخص اپنے لشکر کا امیر ہے مگر جب تک عمان مین ہو تبتک تم سب کا امیر حذیفہ ہے اور جب عمان سے فراغت ہو جاوے تب تم سب ملکر مہرہ کو جاؤ اور وہان سے فراغت کرکے یمن کو اور حضرموت کو اور پھر وہان سے مہاجر بن امیہ کے ہمراہ رہنا عمان و حضرموت اور یمن مین جسکو مرتد پاؤ قتل کرو جب یہ فرمان حضرت خلیفہ کا عکرمہ کو پونہچا یمامہ سے کوچ کرکے اون تینون امیرون کے ساتھ شریک ہوگئے اور تینون ملکر عمان پر گئے عمان مین لقیط بن مالک ذوالتاج نے باغی ہو کر دعوی نبوت کیا تھا اور بیوقوف لوگون نے اوسکی اطاعت اختیار کرلی تھی اور اونہین کا ایک لشکر جمع کرکے عمان پر قابض اور متصرف ہو گیا تھا لقیط مردود نے آمد لشکر اسلام سنکر عمان کے پایہ تخت شہر دبا مین آکر انتظام جنگ کیا اور اہل اسلام کی لڑائی پر مستعد اور آمادہ ہوا اور کل مال و اہل وعیال اپنی پشت پر رکھا تا لوگون کو اوسکے بچانے اور ننگ و ناموس کا خیال ہو اور خوب دل دیکر لڑین جب لشکر اسلام موضع صحار مین

فروکش ہوا دونون لشکر کفر و اسلام کے مقابل ہوئی تو سخت لڑائی ہوئی قریب تھا کہ اسلام کے لشکر پر ہزیمت واقع ہو عین جنگ مین آمد لشکر جدید معلوم ہوئی جب وہ لشکر پہونچا تو معلوم ہوا کہ بنی ناجیہ اور بنی عبد القیس کے امرا اپنی اپنی قوم لیکر مسلمانون کی مدد کو آئی ہین چنانچہ اللہ جلشانہ کی مہربانی اور اونکی مدد سے مسلمانون کی فتح ہوئی کفار بھاگے مسلمانون نے پیچھا کیا دس ہزار آدمی کفار کے قتل کرکے اونکے زن و فرزند و مال و اسباب سب لوٹ لی اور لقیط بن مالک کو بھی مار ڈالا اور اوس غنیمت کا خمس عرفجہ کے ہمراہ حضرت خلیفہ رض کے حضور مین روانہ کرکے بقیہ کو اہل اسلام کے لشکر پر تقسیم کردیا بعد فتح و نصرت عکرمہ لوگون کو لیکر موضع مہرہ پر چڑھ گئی وہان مخالفین کے دو گروہ ہوگئی تھے بڑی جماعت تابع مسیح محازلی کی تھی اور دوسرے فریق کا امیر شنخرب تھا دونون فریق مخالفت پر تھے عکرمہ نے جاکر شنخرب کو دعوت اسلام دی وہ اور اوسکے تابعین اسلام لائی اور داخل لشکر اسلام ہوگئی اور مسیح بدستور سرکش رہا آخر اوس سے اور اہل اسلام سے لڑائی سخت واقع ہوئی یہ لڑائی موضع دبا سے بھی سخت تر واقع ہوئی آخر اللہ تعالی جلشانہ نے فتح نصیب اہل اسلام کی مسیح معہ اپنے تابعین کے داخل جہنم ہوا اور بہت غنیمت مسلمانون کے ہاتھ لگی صرف عمدہ گھوڑے عربی کی تعداد دو ہزار تھی عکرمہ رض نے اوسکا خمس بحضور خلیفہ رض کے شنخرب کے ہمراہ روانہ کیا۔ اور یمن کی یہ کیفیت ہوئی کہ بعد قتل اسود عنسی کے قیس بن مکشوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد مرتد ہوگیا اور ایک جماعت کثیر جمع کرکے فیروز دیلمی اور داد ویہ کے مارنے کے درپی ہوا ایک روز بحیلۂ دعوت داد ویہ کو مار ڈالا اوسکے بعد فیروز کو بھی دعوت کھانیکی لئی طلب کیا جب وہ اپنے گھر سے چلا تو راہ مین ایک عورت دوسرے سے کہہ رہی تھی کہ یہ شخص بھی داد ویہ کیطرح مارا جائیگا فیروز یہ خبر سنکر پھر گیا اور اپنی مان کے قرابت دارون کے یہان پناہ لی قیس نے فیروز اور داد ویہ کے لوگون کو اور ابنا کو یمن سے جلا وطن کیا جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنی تو امرا و روسای یمن کے نام خطوط لکھی کہ تم لوگ فیروز دیلمی اور ابنا کے ہمراہ ہوکر قیس بن مکشوح کی تنبیہ کرو

اور ہم بہی مدینہ سے مدد تمہاری کمک کو جلد روانہ کرتے ہین ثابت قدم رہنا پہر مہاجر بن امیہ مخزومی کو یمن کیطرف روانہ کیا وہان کے مسلمان حسب ارشاد حضرت خلیفہ رضہ کے فیروز کے شریک حال ہو گئی اور عقیل و عکہ وغیرہ کے بہی بہت لوگ فیروز کے شریک ہو گئی آخر دونون لشکرونکا مقابلہ ہوا مسلمانون کی ثابت قدمی سے مرتدین بہاگے اور قیس بن مکشوح مسلمانون کے ہاتہ قید ہو گیا اور عمر بن معدیکرب جو مرتد ہو کر شریک اسود عنسی ہوا تہا وہ بہی گرفتار ہوا یہ دونون قیدی ہمراہی مہاجر بن امیہ روانہ مدینہ بحضور حضرت خلیفہ رضہ کے کئی گئی اور وہ دونون حسب ہدایت حضرت خلیفہ رضہ سے معذرت کر کے از سر نو مسلمان ہوی اور زیاد بن لبید کو کندہ کے مرتدون کے قتل کیواسطے روانہ کیا زیاد نے اون پر شبخون مارکر شکست فاش دے اور اونکے چارون افسران باغی مسمیان جمد اور مخوص اور مشرح اور ابضعہ کو قتل کر ڈالا۔ غرض کہ ایک برس کے عرصہ مین حضرت ابوبکر صدیق رضہ خلیفہ برحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل جزائر عرب کو مرتدون سے خالی اور پاک صاف کر دیا ساٹہ ستر ہزار سے زیادہ کفار مارے گئی اب جزیرۂ عرب مین کوئی ایسا نرہا کہ حضرت صدیق رضہ سے سرکشی اور سرتابی کرے سب لوگ موافق تھے یا جزیہ دینے والے تھے ان لڑائیون مین مرتدون کا بہت کچہ مال مسلمانون کے ہاتہ آیا کہ اوس سے اہل اسلام نہایت باقوت ہو گئی اور کسریٰ اور قیصر سے جنگ کرنیکا سامان مہیا ہو گیا اور یہ ردت کی لڑائی سنہ ۱۱ ہجری کے آخر اور اوائل سنہ ۱۲ ہجری مین واقع ہوی۔ اور اسی سال مین جناب حضرت بیبی فاطمہ سیدۃ النسا اہل الجنہ اور حضرت ابوبکر رضہ کے صاحبزادہ عبداللہ اور ام ایمن والدۂ اسامہ رضہ نے وفات پائے

روانگی حضرت خالد رضی اللہ عنہ سمت عراق وغیرہ

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے امرا اور لشکر نے ایک سال مین تمامی جزیرہ عرب مین قواعد دین متین اور احکام شریعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوط اور

دین اسلام کو تازہ کر دیا اور تمام ملک عرب حضرت خلیفہ برحق رضہ کا تابعدار ہو گیا تو وہان کے بندوبست کے بعد آپنے لشکر اسلام کو جنگ اہل عجم کیواسطے جانب عراق کوچ کا حکم دیا یہ فرمان روانگی عراق خالد رضہ کے نام ابو سعید خدری کے ہمراہ بھیجا اونکو روانہ فرمایا اوسمین لکھا تھا کہ تم اپنا لشکر لیکر طرف عراق کے جاؤ وہان سے ابلہ جسکو فرج الہند بھی کہتے ہین جانا وہان کے لوگونکو طرف وحدانیت باریتعالی اور نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت کرنا اگر دعوت اسلام نہ قبول کرین تو اون سے جزیہ طلب کرنا اگر جزیہ بھی ندین تو محض خدا یتعالی کیواسطے اونسے جنگ کرنا اور اپنے ہمراہ لیجانے مین لوگون پر جبر نکرنا اور جن لوگون نے بعد ارتداد دین اسلام قبول کیا ہے اونکو اپنی مدد کیواسطے نہ لیجانا اور جس امیر پر سے تمہارا گذر ہو اوسکو ہمراہ لیجانا۔ غرض کہ خالد رضہ محرم کے مہینے مین یمامہ سے نکل کر عراق کو روانہ ہوئے جب خالد رضہ حسب الحکم حضرت خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ لشکر کثیر قریب دس ہزار سوارون کے سواد کوفہ اور عراق عرب مین داخل ہوئے تو اوسوقت مین حکومت سواد کی ابن صلوبا اور حکومت حیرہ کی قبیصہ بن آیاس طائی سے متعلق تھی ان دونون نے حضرت خالد رضہ کا دبدبہ اور شوکت دیکھکر اسبات پر صلح کرلی کہ ہر سال مبلغ کثیر اہل اسلام کو دیا کرینگے یہ پہلا جزیہ ہے جو عراق مین مقرر کیا گیا اور بعض روایت مین آیا ہے کہ جب خالد رضہ نواحی حیرہ مین داخل ہوئے تو وہان کے رہنے والے قلعہ بند ہو گئے خالد رضہ نے زیر قصر بنی ثعلبہ کے جا کر کہا کہ تم لوگ کسی مرد عاقل کو اپنے مین سے بھیجدو ہم اوس سے کچھ باتین کرینگے چنانچہ اونہون نے ایک سن رسیدہ عبد المسیح نام کو کہ بڑا فصیح تھا اور عمر بھی اوسکی تین سو پچاس برس کی تھی بھیجا یہ وہ شخص ہے کہ جس نے نوشیروان کے خواب کی تعبیر کہی تھی بعد بہت سوال و جواب کے اس امر پر صلح قرار پائی کہ ہر سال ایک سو نوے ہزار درم اہل اسلام کو جزیہ دیا کرینگے عبد المسیح کے پاس ایک پوڑیہ تھی خالد رضہ نے اوس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے اوس نے کہا کہ یہ زہر ساعت ہے اسکے کہانے سے ایک لحظہ مین آدمی مرجاتا ہے اگر مجھسے یہ کام حسب خواہش نہوتا تو مین مارے شرم کے اسکو

کہا کہ مرجاتا حضرت خالد رض نے اوس سے وہ پوڑیہ مانگکر پڑہا بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ
بِسْمِ اللّٰہِ خَالِقِ الْخَلِیْقَۃِ مِنَ السَّمَآءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ
مثل شکر کے اوسکو کہا گئی تہوڑی دیر اونکو غشی ہوئی بعد اوسکے عرق آیا اور اوٹہ بیٹہی اور
کوئی آسیب اور ضرر اونکو نہین پہونچا عبد المسیح نے یہ حال دیکھکر اپنی قوم مین جاکر کہا کہ اے
قوم یہ لوگ جو کچہ مانگین دو اور جو کچہ کہین مانو عجب بات مینے دیکھی ہے یہنے وہ زہر کہ اگر آدمی
سے ذرہ کوئی کہا لیوے ہی اوسی ساعت مرجاوے اس شیر مرد کو اوس سے کچہ بہی ضرر نہ پہونچا
یہ لوگ آدمی کی جنس سے نہین ہین آخر عبد المسیح ترک نصرانیت کر کے دین محمدی صلی اللہ علیہ
وسلم مین داخل ہوا حضرت خالد رض نے رقم صلح بحضور حضرت ابو بکر صدیق رض کے روانہ کی یہ
پہلا جزیہ صلح ہے کہ عراق سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوا بعد اس صلح کے ایک ہزار آٹہہ سو مرد کے
ساتہہ حیرہ سے ایلہ کیطرف متوجہ ہوئی اور ہرمز سے کہ منجانب کسریٰ وہانکا حاکم تہا محاربہ عظیم
کیا کہ جسکے دیکہنے سے چشم عقل خیرہ ہوتے ہے اوس روز کے معرکہ جنگ مین کسینی یہ چند اشعار
لکہے ہین ؎ بہر سو کہ خالد شدی رزم خواہ ٭ فرو ریختی خون ازان رزم گاہ ٭ بیامد بسان نہنگے
دژم ٭ کہ گفتے جہان را بسوزد بدم ٭ ہمین تاخت اندر فراز و نشیب ٭ ہمین زد وبگرزو بہ تیغ
ورکیب ٭ دل ہرمز از غم بہ از درد بود ٭ کہ تا جیش ز اختر پر از گرد بود ٭ آخر خالد رض نے ہرمز کو
قتل کیا اور مال و متاع اوسکا خالد رض کو ملا تاج ہرمز کا ایک لاکہہ درہم کو بہی ارزان تہا فارسیون
کی یہ عادت تہی کہ جس شخص کا مرتبہ بزرگ ہوتا تہا اوسکا تاج بہی ایک لاکہہ درہم کا ہوتا تہا
لشکر کثیر ہرمز کا قتل ہوگیا اور غنایم بسیار اور قیدیان بے شمار مسلمانون کے ہاتہہ آئی ایک
ہاتہی نایاب کہ لشکر ہرمز مین تہا وہ بہی مسلمانون کو ملا بعد فتح و نصرت خالد شہر ایلہ مین داخل
ہوئی اور دوسرے دن اوس لوٹ کا خمس معہ اوس ہاتہی کے بحضور حضرت خلیفہ رض روانہ کیا
اور باقی مال غنیمت کو لشکر پر تقسیم کیا حضرت خلیفہ رض نے حکم دیا کہ اوس ہاتہی کو گرد مدینہ منورہ
کے پہرا کر پہر خالد کے پاس بہیجدین عورات مدینہ اوس ہاتہی کو نہایت تعجب سے دیکہتے تہین اور

کہتی تہین کہ اللہ تعالی نے اسکو ایسا ہی پیدا کیا ہے یا یہ بنا یا گیا ہے بعد قتل ہرمز کے قارن کہ کسری کیطرف سے اہواز کا امیر تہا اور اوسکے حکم سے پچاس ہزار مرد جنگی سے ہرمز کی مدد کو آتا تہا جب خالد رضہ نے اوسکی آمد اس جانب سنی تو خود سبقت کر کے اوسکے طرف بڑھے اور موضع مدارا مین مقابلہ ہوا پہونچتے ہی خالد رضہ نے مقابلہ شروع کر دیا اوس روز کے جنگ مین یہ چند اشعار بہی حضرت خالد رضہ کی شان مین کسی شاعر نے حسب حال لکہی ہین

بماندم ہمی لشکر از استند — ہمی تیغ و زوبین بہ پر استند
سبک خالد رزم زن کان بدید — چو رعد دمان نعرہ بر کشید
گہی سوی چپ و گہی سوی راست — بگردید وانہر سو کینہ خواست
بگرز و بہ تیغ و سنان درانہ — ہمی کشت از ایشان یلی سرفراز
ز گرد سواران جہان تار شد — سرانجام قارن گرفتار شد

مسلمانون نے اوس دن سپاہ عجم کو زات تک قتل کیا تیس ہزار کافر قتل کئی گئی اونکی اموال وافرہ اور سپاہی متکاشہ اہل اسلام کے ہاتہ آئی حضرت خالد رضہ نے خبر فتح معہ خمس اموال غنائم کے مدینہ منورہ بہیجی اموال سابقہ کے دو روز پہونچنی کے بعد یہہ اموال بہی پہونچے صحابہ رضہ اس مژدہ سے نہایت خوش وقت ہوی اور خالد رضہ کے حق مین دعای خیر و ثنا کی ۔ اسکی بعد واقعہ موضع دلجہ اوسکے بعد نواحی شہر لیس مین ایک جماعت کثیرہ سے کہ کسری نے واسطے حرب خالد رضہ کے بہیجے تہی دونون موضع مین لڑائی ہوی دونون جگہہ اسلام کی فتح ہوی اور حرب لیس مین اسقدر کفار مارے گئی کہ خون کی ندی جاری ہو گئی اسکا بہی فتح نامہ معہ خمس غنایم حضرت ابو بکر صدیق رضہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین مدینہ منورہ بہیجا اور حضرت صدیق رضہ نے خالد رضہ کی تعریف کی علاوہ اسکے چند اور قلعہ خالد رضہ نے فتح کئی مانند انبار و عین التمر و دومۃ الجندل اور اس عرصہ مین کسری آردشیر فوت ہو گیا اسوجہ سے عجم مین اختلال کلی لاحق حال ہو گیا اب